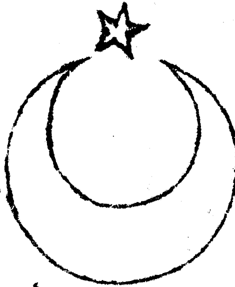
جلد دوم — حسن — نمبر ۳

حسن



عیونی اذا احسنت امرا فان اللہ یوتی کل قوم
اذا اخطات فاتونی صلاحا سعوا فی الارض اصلاحا وصلاحا

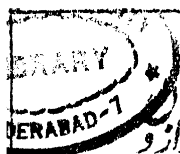
بابت ماہ مارچ ۱۸۹۰ء

مضامین — صفحہ

حیدرآباد دکن
مطبع حسن مین چھپا

"حسن"

اہل ملک کی مختلف طبقوں کی غیر متوقعہ قدردانی سے جو اس حقیر رسالہ پہ
روز افزون ترقی کے ساتھہ ہو رہی ہے رسالہ حسن کو آیندہ کی بڑی
امیدون کے ساتھہ اپنے آپ کو مبارکباد دینے اور قومی شکریہ ادا
کرنے کا جائز موقع ہی۔ ملک کے نامور انشاپردازون نے اپنے خیالات نتیجہ
کا مرکز رسالہ کو بنایا۔ علم دوست حضرات قدردانی سے وسایل تفریح طبع اور
ذرایع حصول معلومات مختلفہ اسی ناچیز رسالہ کے صفحون مین کامیابی سے ڈھونڈنے
لگے۔ رسالہ حسن کو اپنے معزز خریدارون کی مکمل فہرست پر جایز طور سے فخر
ہے وہ دوسرونکے لیے روا نہین۔ اس حجم اور ترتیب کا مختلف دلچسپ مضامین سے
تمام ہندوستان مین یہی ایک رسالہ ہی۔ ہمارے دعوے کے ثبوت مین ملک کے
پبلک اخبارات اور کثیر التعداد خانگی خطوط اہل مذاق کے ہین۔ بوجوہات بالا
عام علمی افادات کے سوا توسیع تجارت کیلیے یہ رسالہ ایک نہایت ضروری اور مفید
ذریعہ ہی۔ تاجرونکے اشتہارات وسعت اور رعایت کے ساتھہ درج رسالہ ہو سکتے
ہین۔ نرخ کا تصفیہ درخواست بھیجکر ممکن ہی۔ قیمت رسالہ سالانہ بارہ روپیے
اور کم آمدنی والون سے نو روپے سال۔



ہندوستان مین کس قسم کے انشاپردازو اور کس قسم کی انشاپردازی سے شایستگی اور آسودگی پھیلسکتی ہی

کسی ملک کے علم ادب کی خوبیون اور نیکیون کا اندازہ اور تخمینہ نہین ہوسکتا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اہل ملک کی ذہانت ـ خیالات اور تصورات کو کس حدتک آزادی گورنمنٹ نے عطا کی ہے اور کہان تک انکو روک کر قید کر رکھا ہے یہان ہندوستان مین پہلے زمانہ مین آریا فرمانروا تھے ـ انہون نے تو آزادی کا قافیہ ہیانتک بند کر رکھا تہا کہ کوئی ان مہمات کی تاریخ ہی نہین لکھہ سکتا ـ

بعد ازان سلمان حکمران ہوے ـ گو ان کے یہان کوئی سخت قید نہ تھی مگر کوئی شخص آزادانہ راے مہمات ملکی اور تہذیب اخلاق مین نہین ظاہر کر سکتا تہا ـ ان دونون سلطنتون کے اندر انسانون کی تہذیب اور شایستگی اور اخلاق مین وہی مضامین لکھے جا سکتے تھے کہ جنکی اجازت و رخصت بادشاہ دیتا تہا ـ اسیلیے ان دونون کے علم ادب مین عالم خارجی کا اتنا بیان نہین پاتے جتنا کہ عالم خیالی کا ـ زیادہ اس مین تصورات مصنوعی اور خیالات اختراعی ہین ـ ادیب نے زیادہ تر خیالی

مضامین کے پیچھے پڑے رہے سوا سے چکنی چپڑی باتین بنانے اور بھونڈے بے اصل منصوبے باندہنے کے واقعات نفس الامری پر کم توجہ کی -

اب اس زمانے مین انگریزی عملداری ہے - آزادی کا دروازہ ہمارے لیے کھلا ہے کہ جو چاہین سوچین اور جو چاہین کہین نکہین کوئی حلق کے لیے دربان نہین بٹھا کہ وہ گلا گھونٹ کر ہمارے خیالات کو باہر نہ نکلنے دے فقط اتنی قید ہے کہ ہم اپنی ذہانت اور عقل و فہم و خیال کو اورونکے نقصان اور مضرت پہونچانے مین کام مین نہ لائین - بس ایسی ہندوستان مین عملداری ایسی ہوئی ہے کہ ہم اپنے ملک کی شائستگی اور آراستگی اور آسودگی و بہبودی کے جو خیالات دل مین سوچین انکو آزادانہ اور بے باکانہ طور پر اشتہار دیدین جس سے کہ عوام تک ان خیالات کا اثر پہونچا دین - غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی روک ٹوک ہماری انشا پردازی کے واسطے نہین ہے اور انشا پردازونکے واسطے وہ قیدین نہین ہین کہ امور کاروانائی فقط گھر بار کی خوشیون اور تمدن کی نعمتون کا ذکر اتنا ہی کرین جتنا کہ مذہب اجازت دے - اس مین شک نہین کہ تصنیفات اس قید مذہبی کے ساتھ نہایت نفاست و بلاغت کے ساتھ کی گئی ہین - مگر وہ زمانہ کی مصلحت کے موافق نہین اسلیے وہ کاربرآری اچھی طرح نہین کرتین مذہبی کتابون کا شمار کرنا تو مشکل ہے انکے انبار کے انبار کتب خانون مین

موجود ہین - مگر اصل کتابین اور رسول پیغمبر جو ہین وہ ہماری مادری زبان مین نہین - ان کے ترجمے اور تفاسیر و شروح جو ہماری زبان مین ہوتی ہین تو وہ ایسی تاریک اور باریک محاورون مین ہوتی ہین کہ وہ خواص ہی کی سمجھہ مین آتی ہین عوام کی فہم ان تک نہین پہونچتی - ان کتابون کا بڑا احسان انسان پر ہے کہ وہ بڑی بڑی برائیون سے بچنے کی اور عمدہ اور اعلے درجے کی نیکیون کی ہدایت اور تعلیم کرتی ہین اور جہان سب کو جانا ہے وہان کا حال خوب بیان کرتی ہین اسیلیے انسان انکو خوب کان لگا کر سنتا ہے کیونکہ جہان آدمی کا جانا ہوتا ہے وہانکے حال سننے کا اشتیاق بہت ہوتا ہے - مگر انسان کو اپنی ساری زندگی مین بڑی بڑی برائیون اور نیکیونکے کرنے کا تھوڑا ہی اتفاق ہوتا ہے - وہان ان احکام کا اثر کچھہ ہوتا ہے مگر روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے برے بھلے کامون مین جو زمانہ کی مصلحت کے موافق کیے جاتے ہین انکے احکام کا اثر کچھہ عوام پر نہین ہوتا گو مہابھارت مین لکھا ہو کہ جو زبان خدا کا نام نہ لے وہ مینڈک ہے جو برسات مین ٹرّاتے ہین - جو ہاتھہ دان ندے وہ کاٹھہ کا کرچھا ہے - جو کان نصیحت نہ سنے وہ سانپ وبچھو کا بل ہے - جو پاؤن جاترا کو نہ جاوے وہ درخت کا تنہ ہے - جو آدمی خدا کا خیال نہ کرے وہ گھوڑا گدھا ہے - یا زندہ مردہ ہے - مگر مذہبی کتابون مین لکھا ہے کہ جھوٹ بولنے کی برائی

کوئی پاپ نہین - جو جھوٹ بولے گا اوسپر خدا کی لعنت ہو گی اور جہنم کے اسفل السافلین
ملتے ہین اور نرک کے پاتال مین پڑے گا مگر ان احکام کا اثر جو ہمپر ہو رہا ہے
وہ عیان ہے - کیا یہ احکام مذہبی ہمکو جھوٹ بولنے سے باز رکھہ سکتے ہین -
ہرگز نہین - اگر وہ رکھہ سکتے ہین تو ہماری بدنامی ساری دنیا مین جھوٹ کے
سبب سے کیون ہوتی - کیون اس ملک مین جھوٹ اسقدر رواج پاتا
کہ سچا آدمی ڈھونڈنے سے ملتا ہے - حقیقت مین اس ملک مین جھوٹ اتنا
بولا جاتا ہے کہ اس سے کچھہ نقصان نہین ہوتا اسلیے کہ جھوٹ سے نقصان
تو جب ہو کہ کوئی اسکو سچ جانے - پس اب انشاپرداز کا جو اخبارون یا
رسالون کے ذریعے سے تہذیب ملکی چاہتا ہے یہ کام ہے کہ اپنے
اہل ملک کی حالت پر غور کرے کہ زمانے نے کیون ہمکو اتنا جھوٹ بولنے
پر مجبور کر رکھا ہے اور کیا اس سے نقصان ہوتا ہے اور اس مجبوری کی
قیدون سے کیونکر آزاد ہو کر بے قیدی سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین اور
مذہبی کتابون کے احکام کیون ہمپر اثر نہین کرتے - انکی بے اثری کا
سبب کیا ہے - پس یہ عاقل - دانشمند - فرزانہ - انشاپردازون کا
کام ہے کہ وہ ایسے مضامین لکھین کہ ان احکام مذہبی مین جان پڑ جائے
اور انکا اثر ہونے لگے اور عوام کو اس برائی سے نجات ہو - غرض جو واعظ
ممبرون پر جلوہ افروز ہو کر آدمیونکو نہین سمجھا سکتے وہ اپنی تحریر سے

سمجھاوے تو انشاپرداز ہے ورنہ بہر کیا ہے۔ سعید کاغذ کا منھ کالا کرنیوالا
بعد ان مذہبی کتابوں کے۔ اخلاق۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تصوف۔ کی بہت سی
کتابیں ہین (تصوف اعلے درجے کا ایک فلسفہ ہے) اور انکو بڑے زبردست
ارباب کمال۔ اور متبحر عالموں۔ اور فاضلوں۔ نے لکھا ہے۔ اور دلایل
ساطع اور براہین قاطع ان مین مندرج ہین۔ اور بہت اچھی طرح بتایا اور
سکھلایا ہے کہ انسان کے نفس کی تکمیل کیونکر ہوتی ہے اور کسطرح رذایل سے
خالی اور فضائل سے معمور ہوتا ہے۔ نفس امارہ کی آفات و مہلکات سے
نجات پاتا ہے۔ اور نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کے پیدا کرنے کے طریقے
بتلائے ہین۔ قواے غضبی۔ ملکی۔ بہیمی۔ سبعی۔ کی مباحث خوب
لکھی ہین۔ امراض روحانی کی تشریح اور معالج عمدہ عمدہ تحریر کیے ہین اور
انکا اثر خواص پر ہوتا ہے۔ مگر یہ ایسے محاورات۔ و زبان مین مرقوم ہین
کہ وہ عوام کی سمجھہ مین نہین آسکتے۔ بعض مسایل وہ دقیق اور باریک ہین
کہ جو ان کے مصنف ہین وہ بہی دو چار ہی دفعہ عمر بہر مین انکو سمجھے ہونگے
اور اس دو چار دفعہ مین بہی جسطرح ایک دفعہ سمجھے ہونگے اسطرح دوسری
دفعہ نہ سمجھے ہونگے۔ گو مختلف اوقات مین وہ ان مسایل کو لکھتے تو ضرور
انکے معانی مین اختلاف بیان ہوتا۔ غرض یہ مسایل عالیہ و خیالیہ روزمرہ
زندگی کے کامون مین زمانہ کے موافق کام مین نہین آسکتے۔ ان سب کے کلیات

آجکل کے معاملات کے جزئیات مین نہین استعمال ہو سکتے - بس آجکل مضامین نگارون کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھین کہ اس ملک کے قوا سے نفسانی اور شہوانی وہیمی - کیا کیا عمل اس زمانے کی مجبوری سے کر رہے ہین اور وہ کیا کیا اپنے رنگ ڈہنگ دکہاتے ہین - بس انکو سمجہکر مضامین عام فہم اور خاص پسند لکہین کہ وہ اہل ملک کو نفس کی شامتون سے بچائین اور اگر یہ نہین تو پہر کیا مضمون نگاری ہے -

اب ان دو قسمون کی کتابون کے بعد قوانین و آئین ملکی کی کتابین ہین - وہ ہماری مادری زبان مین بہت تہوڑی ہین - قوانین ملکی جرایم عظیم کا انسداد کر سکتے ہین - اگر کوئی آدمی کسیکو قتل کرڈالے تو قاتل کو سولی مین لٹکا دیتے ہین - مگر صبح سے شام تک جو ایک آدمی دوسرے آدمی کو رنج دیتا ہے اور زندگی تلخ کرتا ہے اور ناک مین دم کرتا ہے تو اسکا علاج قوانین ملکی سے کچہہ نہین ہو سکتا - بس مضامین نگار کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے مضامین سحر بیان لکہے کہ وہ ان برائیونکو دور کرین جنکا دور کرنا قوانین ملکی کے احاطہ اختیار سے باہر ہے - وہ ہماری روزمرہ کی گفتگو اور حرکات مین بتلائے کہ اگر ان راہون مین چلو گے تو ڈہیلے اور پہتر ایسے تمہارے پاؤن تلے آئین گے کہ ٹہوکرین کہا کہا کے زمین پر اوندہے منہ گروگے ان راہون کا صاف کرنا - پہترون اور ڈہیلون کا اوٹہا کر ایک طرف

بڑے بڑے حجم کی کتابوں کا ہجوم ان مضامین کا دیکھتے ہین جو شاعرون نے ہماری تفریح طبع اور دل بہلانے کے لیے لکھے ہین۔ اس مین شک نہین کہ بعض شاعران سحر بیان نے قواے باطنی کے بیان کرنے مین اور ان کے اثر سے جو افعال خارج مین سرزد ہوتے ہین یا خیالات مین پیدا ہوتے ہین ان کی بولتی چالتی چلتی پھرتی تصویر بنانے مین اعجاز کیا ہے اور غیض وغضب کا بیان ہے تو وہ غضب کا ہے کہ کوئی بات چھوڑی نہین جو غضبناکون پر اثر نہ کرتی ہو۔ اگر انتقام کا بیان ہے تو ساری اسکی وحشیانہ حرکتون کو آئینہ بنا دیا ہے۔ مگر یہ سب شاعرانہ مضامین ان حالتون کی نسبت ہین جنمین وہ پرلے درجے کا اثر کرتے ہین۔ وہ روزمرہ کی زندگی کے کامون کے اندر کچھہ اپنا اثر نہین رکھتے۔ انسان کو جو چھوٹی چھوٹی باتون مین غصہ آتا ہے اور وہ مفاسد جو سیر وبایل دو فاضل مین اپنا جدا جدا رنگ دکھاتا ہے اور پھر خوشامد کا اثر جو انپر ہوتا ہے ان کے علاجون کا ذکر ان مین کچھہ نہین ہوتا۔

عشق ومحبت کا جذبہ ہر انسان کے دل مین کچھہ نہ کچھہ ہوتا ہے وہ زمانے کی ساری حالتون مین اپنا ایک ہی اثر کرتا چلا آیا ہے مگر اسکے قاعدے اور دستور بھی زمانہ کے رسم ورواج وعادت کے موافق مقرر ہوتے ہین۔ کچھہ قواے نفسانی وشہواتی نے انہین نہین مقرر کیا۔ اس

شاعر عشق کی تاثیرات بیان کرنے مین سحر بیانی کرتے ہین مگر اسکے ساتھہ زمانہ
کی رسم و عادات و حالت کو جو اسپر اثر کرتی ہے وہ نہین بیان کرتے ۔
رشک و حسد کے مضامین کا بیان جو عشق مین ہوتا ہے خوب صفائی سے بیان
کرتے ہین مگر عشقبازی مین جو روزمرّہ دلون کی چھوٹی چھوٹی باتین چٹکیان لیتی
ہین اور تیر چبھوتی ہین ان کا بیان قلم انداز ہوتا ہے ۔ اب مضمون نگار کا فرض
یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے روزگار مین دیکھے کہ روزمرہ کے کاروبار مین رشک
و حسد سے لوگ کسطرح رنجیدہ خاطر ہوتے ہین ۔ عشق کا تیر کیونکر کلیجون سے پار
ہوتا ہے ۔ ضعیف و قوی دلون پر اسکا اثر کیا ہوتا ہے ۔ کیسی کیسی سازشین
اور کارسازیان اپنے محبوب و مقصود کے حاصل کرنے کے لیے کرتے
ہین ۔ پھر ایسے مضامین لکھے کہ جنسے انکی برائیان اور بھلائیان پیدا ہون

سب سے زیادہ ارذل تصنیفات ہمارے ملک کے قصے ہین جو
بکثرت ہین گو وہ ہمارا دل بہلاتے ہین مگر اسکے ساتھہ ہی خرابیان پھیلاتے
ہین ۔ وہ ہمکو یہ خوب سکھاتے ہین کہ بدکاری کی محبت مین ساری ہماری
مسرت ہی اور برے کامون سے نفرت کرنے کی برابر کوئی مضرت اور
حماقت نہین ۔ جن لوگون نے ناٹکون اور قصونکو یہ سمجھا ہے کہ وہ قوم کی
اصلاح اور فلاح کرتی ہین وہ بڑی غلطی مین پڑے ہوئے ہین ۔ تاریخ

خوب اچھی طرح شہادت دیتی ہے کہ تماشاگر۔ قصہ طراز کبھی مصلحان قوم بنا
سے ہوئے نہین ۔ ان سب کی تاریخ اور احوال کو پڑھتے تو سوا
عیاشی او باشی رند مشربی کے ان سے کوئی نتیجہ نہین پیدا ہوا اگر یہ شہر
ان تحریرونکے نہ ہون تو انکے باغ دبوستان سارے بنجر نظر آتے
ہین ۔ ظرافت و لطیفہ سنجی جو عصیان و گناہ مین ہی داخل نہین ہے
وہ ہم مین ہنسی اور ٹھٹے کرنے کی عادت ڈلواتی ہے جس سے کوئی غم اور
رنج ایسا تو نہین پیدا ہوتا جسکا خمیازہ عمر بھر بھگتنا پڑے مگر ضرور ان سے
ہماری طبیعت گھنٹون مغموم اور درماندہ رہتی ہے ۔ یہ جو قہقہے کی آوازین
ان مین سننے کی آتی ہین وہ حقیقت مین ایک مرض ہے کہ جس مین
منہ کھل جاتا ہے اور دانت نکل آتے ہین اور قاہ قاہ کی آواز نکلنے لگتی
ہے ۔ وہ کوئی مسرت و انبساط نہین ہے کہ جس سے ہنسی آتی ہے ۔
تھیٹر و تماشاگاہ کبھی مدرسہ و خانقاہ نہین بن سکتے کہ جنسے تعلیم و ہدایت کی
توقع کیجائے ۔ ان مین وہ باتین بیان ہوتی ہین جو انسان پر روزمرہ گذرتی
ہین کوئی ایجاد و اختراع نہین ہوتا ۔ ان مین اوضاع انسانی اور اطوار بشریہ
کی تصویر اتاری جاتی ہے کوئی انکی اصلاح نہین کیجاتی ہے یہ

کچھہ تعجب نہین ہے کہ وہ ہمارے اخلاق کو بد سے بدتر کر دین۔

اس تمام اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہماری مذہبی کتابین نہ ہماری اخلاقی و فلاسفہ حکمت و تصوف کی کتابین نہ ہماری نظم و نثر کی کتابین اسبات کے لیے کافی ہین کہ وہ ہمارے دکھہ رنج تکالیف کو جو زمانہ کے موافق ہمارے روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے کامون مین پیش آتی ہین دور کر سکین۔

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے وہ ہر چیز کو مٹاتا رہتا ہے۔ ایک سی بات کو وہ ہمیشہ قایم نہین رکھتا۔ بس انشا پرداز اور مضمون نگار وہی ہمیشہ کام کے ہوتے ہین جنھون نے زمانے کی چال ڈھال دیکھکر اوسکے موافق انسانون کی روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے کامونکو سنوارا ہے۔ جلسے انسان کی تکلیف کم اور راحت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہماری تحریر سے یہ سمجھے کہ ہم احکام مذہبی کو بالاے طاق رکھتے ہین تو اوسکی غلط فہمی ہے بلکہ ہم تو اپنا فرض سمجھتے ہین کہ مذہب کی اصلی احکام کو جو درحقیقت عبادات و اعتقادات سے متعلق ہوتے ہین سب کامون پر مقدم جانین۔

غرض اس ملک کی اصلاح و فلاح ایسے مضمون نگارون اور انشا پردازون کی جماعت پر موقوف ہے کہ انکے کلام مین فصاحت بلاغت ہو اور انکی زبان مین تاثیر ہو۔ انکا مذاق سخن صحیح اصول پر مبنی ہو

اور بالطف ومزہ ہو۔ گو انکے مخالف بھی ایک گروہ ایسا ہو کہ وہ اپنی نکتہ چینی اور عیب جوئی وغلط نمائی ایسے شدومد کے ساتھہ کرتا ہو کہ وہ انکو لوگوں کے دلوں سے بھلانا اور انکے نام کو مٹانا چاہتا ہو۔ دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کاموں کو رونق مخالفت سے بہت ہو جاتی ہے۔

انسان کے مذاق سخن میں خواہ کیسے ہی انقلاب واقع ہوں مگر جو مجموعہ سخن کہ فصاحت بلاغت ملاحت اور حلاوت رکھتا ہے وہ ہمیشہ سخنور کا یادگار روزگار رہتا ہے۔ جو عارف سخن کامل اوستاد گذرا ہے زمانہ جب اسکا نام لیگا تعظیم و تکریم سے۔ کوئی اسکے نام کو صفحہ دہر سے مٹا نہیں سکتا۔ گو اسکے سیکڑوں متقدمین کے کلام اور نام زمانہ کی لوح خاطر سے دُہل جائیں۔ مگر اس اصل امام کا نام نقش کالحجر رہتا ہے۔

جب اس ملک میں ایسے انشا پردازوں کی جماعت پیدا ہو گی کہ وہ اپنے زمانہ کی حالت کے سمجھنے کی لیاقت رکھتی ہو گی اور یہ جانتی ہو گی کہ ہمارے زمانے میں کیا ہو رہا ہے اور اہل زمانہ پر کیا گذر رہا ہے اور انسان کی زندگی کے روزمرہ کے حالات پر پورا علم رکھتی ہو گی۔ جذبات انسانی کی وحشت سے واقف ہو گی۔ شایستہ قوموں کی بھی تمام ناشایستگیوں سے خوب ماہر ہو گی۔ وہ یہ خوب سمجھتی ہو گی کہ کہاں بولنا چاہئے اور کہاں چپ رہنا چاہئے کسطرح کسی چیز کو قبول کرنا چاہئے کسطرح انکار کرنا۔ علم و سخن سنجی میں یہ قدرت

اور ملکہ رکھتی ہوگی کہ وہ تمام فلسفہ و حکمت و مذہب کی کتابون اور کتب خانون سے علم کو نکالکر عوام کے جلسون اور سوسائٹیون اور کلبون کے سامنے رکھدے اور ایسے مختصر مضمون لکھنا جانتی ہوگی کہ جنکو کاہل بے کار اور قلیل الفرصت بار بار پڑہ لین اور سمجھہ لین کہ کیا لکھا ہے اور ان مضامین مین حکیمانہ و فاضلانہ عالمانہ دقیق محاورون اور طرز بیان کو چھوڑیگی اور اس بات کو اول سمجھیگی کہ میرے اہل ملک کا اختلاط جو غیر قومون کے ساتھہ ہورہا ہے وہ کیونکر اونکی صحبت سے ساری عمدہ باتین سیکھے اسکو بالکل شرم وحیا باپ دادا کی ایسی حماقتون کے بتلانے مین نہ ہوگی کہ انہون نے دانشمندون کے تہیارون اور لباسون اور اوضاع و اطوار کو ناپسند کیا تہا اسلیے وہ انکی اولاد کے حق مین بہی مضر ہین - ہمارے لیے وہ تہیار - لباس - اوضاع و اطوار مفید و بکار آمد ہین جلسے کہ وہ بیزار تھے - انہین بزرگون کی حماقت سے بہت سی جہوٹی بنیادین اور بے حیائی کی باتین خواص وعوام مین داخل ہوگئی ہین - انکو صحیح باتون پر علم نہ تہا - انکی اس لاعلمی نے اولاد کو یہ برا ثمرہ دکہایا ہے نہ دولت ہی نہ عزت ہی نہ حکومت ہے - بلکہ سراسر ذلت ہی - جب یہ سب باتین جمع ہونگی تو وہ ایسی حکیم بنیگی کہ جن امراض کے لیے تعلیم کا طبیب بہی دوا نہین تجویز کر سکا - وہ اسکا علاج کردیگی - اس جماعت کو ان باتون کیطرف توجہ کرنی پڑیگی - تجارت کو دیکہنے کہ ملک پر وہ کیا اثر کر رہی ہے - کس کس

قسم کی نئی خصلت کے آدمی وہ بناتی ہے۔ آزادانہ تجارت کے طریقے
روز مرہ بڑھتے جاتے ہیں یا نہیں۔ زمانے میں خاص محافل و صحبتوں
اور جلسوں کے کیا رنگ ڈھنگ ہیں ان میں آزادانہ رایوں کا باہم مبادلہ ہوتا ہے
یا نہیں۔ عورت۔ مردوں میں اختلاط کی کیا صورت ہے۔ شادی و غمی کے
رسوم میں کیا کیا برائیاں بھلائیاں ہیں۔ حصول دولت کے کیا کیا طریقے
ہیں۔ ورثہ ترکہ کی نالش کرنے کے واسطے دہرم شاستر۔ اور شرع و فرائض
کی تلاش میں کتنے آدمی پھر رہے ہیں۔ آدمیوں کے خصایل کے کیا طور ہیں
کتنے عقل کی پابندی سے کام کرتے ہیں اور کتنے اپنی خواہشہائے نفسانی
پر مرتے ہیں۔ قوائے غضبی اور نفسانی کے سبب سے کیا کیا حرکات لوگ کرتے
ہیں۔ غصہ آدمیوں سے کیا کیا حرکات کراتا ہے جس کی نوبت گناہ تک پہنچتی
ہے۔ اور پھر غصے کی کیفیت کو دیکھ کر وہ لوگوں کے دلوں میں کیسے کیسے
انتقام کے جوش پیدا کر رہا ہے۔ اور محبت و مروت کے اثروں کو دیکھیے
کہ کیسے کیسے دوستی کے جوش طبایع میں پیدا کر لیے ہیں۔ آدمی کیونکر دوستی
کا انتخاب بغیر غلطی کے کر سکتے ہیں۔ دوستی کے انواع کیا ہیں۔ ظاہری
اور باطنی دوستی کی تمیز کیونکر ہوتی ہے۔ دوستوں کی باتوں سے

کیا کیا اذیتیں اور مضرتیں پہونچتی ہیں - بدکاروں - کاہلوں - عیاشوں - اور
اوباشوں کا یارانہ کیا نتیجہ دیتا ہے - اور نیکوں کی صحبت کا ثمرہ کیا ہوتا ہے
دوستوں میں باہم مایوسی کیونکر پیدا ہوتی ہے - قصوں کے اثر انکو دیکھیے
کہ وہ کیسے طبیعتوں پر ہوتے ہیں - کتنے دیر یہ اثر ٹھہرتے اور کیونکر مٹ جاتے
ہیں - لباس کے طرز مذاق پر غور کرے - مکانوں کی آرایش اور لباس
کی زیبایش کو دیکھیے کہ لوگوں کے دلوں پر کیا تاثیر کر رہی ہے -
شاید کیا بلکہ ضرور لوگ کہیں گے کہ میں یہ کیا بک رہا ہوں - جن باتونکو
کہتا ہوں ان میں سے کوئی علم اخلاق کے لکھنے والوں نے چھوڑی نہیں اور
سب اخلاق کے جزئیات و کلیات بیان کر دے ہیں میں بھی کہونگا کہ ہاں
انہوں نے یہ ضرور علے العموم بیان کیا ہے کہ - غرور - حسد - انتقام - وغیرہ
ایسی برائیاں ہیں کہ جنکو خدا تعالے ناپسند کرتا ہے جنکو جہنم کی آگ
میں جلنا ہو وہ انکو اختیار کرے - مگر یہ بیان ہمارے زمانے کے موافق
ایسا عام فہم نہیں کہ وہ ہماری زندگی کے روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے کاموں
میں جو بکثرت ہمکو زندگی بسر کرنے پڑتے ہیں کام آئیں - سوائے اسکے
جن کتابوں میں ان کا بیان ہے نہ وہ ہماری زبان میں ہیں نہ ہمارے
ہاتھہ لگ سکتی ہیں نہ انکے مضامین عوام کے دماغ میں سما سکتے ہیں -
علم اخلاق اور مذہب کی کتابوں کے مصنفوں میں اور حال کے

مضمون نگارون مین بڑا فرق :: ہونا چاہیئے کہ یہ زمانہ کے موافق سب باتونکو اسطرح لکہین کہ ایک ناسمجھ کی بہی سمجھہ مین آجائین - حسد و رشک کا فرق - غرور و عالی حوصلگی مین تمیز - انتقام و عدالت کا تفاوت وغیرہ روزمرہ کے کامون مین تبلانا ان مضمون نگارون کا کام ہے - وہ اپنے زمانے مین تبلائین کہ فلان فلان نے یہ کام اس سبب سے کئے تھے اسلیے ان کے نتیجے یہ ہوئے - مثلاً ہمارے ملک کے اخبار ایسے ہین کہ انکے اڈیٹر ایسی ایسی لیاقت کے مضمون نگار ہین - ان مین سے جنھون نے شیوۂ بداختیار کیا ان کو عدالت فوجداری سے ایسی ایسی سزائین ملین کیا تعجب ہے کہ اگر ایسے طریقے کو وہ جاری رکھین گے تو سزایافتہ اڈیٹرون کی تعداد بے سزایافتون سے تہوڑے دنون مین زیادہ ہوجائے غرض وہ انسان کی اصل زندگی کا حال من وعن لکہین گے - اور جسطرح ان کے زمانے مین قوائے غضبی - بہیمی - وسبعی - اپنے جلوے دکھارہے ہین - اسکی ہو بہو تصویر بنا دینگے - وہ سارے امراض روحانی کی تشخیص کرکے اسکے ساتھ درمان بھی تبلائین گے - مثلاً وہ لکہین گے کہ انتقام کی وجہ سے دونون جوانمردی اور نامردی کے کام آدمی سے صادر ہوتے ہین

اور یہ جوانمردی اور نامردی انکے دو وصف ہین کہ انہون نے انسان کو
دو متضاد قسمون مین تقسیم کردیا ہے اور یہ دونون ہمسایہ ہین - ایسی ملی
جلی رہتی ہین کہ انکے اندر امتیاز کرنے مین اشتباہ پیدا ہوتا ہے - سچی
شجاعت - انسان کو جھوٹی چمک، دمک خوشامد چاپلوسی سے دور رکھتی ہے
اور دل مین وہ جرأت اور ہمت پیدا کرتی ہے کہ زمانے کے رسم ورواج سے
مقابلہ کرنے سے وہ نہین ڈرتی ہے - گو رسم ورواج زمانہ کا فرمانروا ہے
کہ جسّے مقابلہ کرنا بڑے دلیری کا کام ہے - اور بہت ہی مشکل ہے کہ اسمین
فتحیابی ہو - مضمون نگار کو بڑی توجہ اسی پر چاہئے کہ وہ زمانہ کی مضر رسم و
رواج کے مقابلے مین خم ٹھوک کر کھڑا ہوجائے - اور اسی کام مین نامور و
مشہور ہونا چاہئے - اگر وہ یہ کام نہ کرسکین گے تو وہ اپنی جھوٹی عزت
کے خیالات سے اپنے تئین ڈبو دین گے - پھر کس منہ سے عوام کی تہذیب
پر طعنہ زنی - اپنی بداعمالی کی معذرت یا حمایت کرینگے
امورات خانگی کے اوضاع و اطوار مین آمد وخرچ بڑے مد کا مضمون ہے
اسپر بہت غور کرنا چاہئے کہ کونسے خرچ ایسے ہین کہ جنکے کرنے پر ہم کو زمانہ
کے رسم ورواج کی پابندی نے مجبور کر رکھا ہے - لباس کی زیبائش
مکانات کی آرائش - اسباب کی نمایش - دسترخوان کی الوان نعمت
ان سب باتونکو سوچنا چاہئے - سب آدمیون کو دیکھنا چاہئے کہ ان مین

کو ایسے ہیں کہ وہ درجے اور رتبے کا خیال بہت رکھتے ہیں۔ بعض
کو یہاں تک اپنی وجاہت ظاہری کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے
سے کم درجے کے آدمیوں کے درمیان کوئی چیز مشترک ہی نہیں رکھتے۔
بعض اپنی شرافت نسب وجاہت ہی پر مرتے ہیں۔ کوئی اپنی شان و شکوہ
کے دکھانے میں جان دیتا ہے۔ کسیکو یہی شوق ہے کہ اسکے چھوٹے
چھوٹے کاموں کی شہرت ہوتی رہے تو لطف زندگی ہے نہیں تو موت ہے
بعض آدمی پرانی باتوں کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور ان کی طرفداری میں
بُرا تعصب کرتے ہیں۔ بعض رذیل ذلیل حالت کے آدمی تجارت کی
بدولت دولتمند ہوتے ہیں اور اپنا امیرانہ ٹھاٹھ جماتے ہیں
اور ہماری شان شریف امیروں کی اپنے مکان و پوشاک و اسباب
وضع میں دکھاتے ہیں۔ جس سے امیروں کے دل میں تپنگے لگتے ہیں اور
انکو دیکھ دیکھ کے جلتے ہیں۔ مگر یہ انکا جلنا ناحق ہے۔ اس تقلید میں اگر کوئی
شیخی۔ نمود۔ بیہودگی۔ بیوقوفی نہیں ہے تو ایسے کرنے میں کوئی گناہ
نہیں۔ مگر بعض ڈینگے نمود کے شیخی کے مارے اپنے مقدور سے باہر
سے امیروں کی ریس کرکے اپنا ستیاناس ملا دیتے ہیں۔ اور اپنی
ہنسی اڑاتے ہیں۔ قماربازی اور بادہ خواری کی بھی خبر رکھنی چاہئے
کہ ان دو برائیوں سے جیسی ملک میں بدکاری پھیلتی جاتی ہے ایسے

اور برے کاموں سے نہین - بیشک لکھنؤ جو سے کے قرضے لیکے . و سیلے کو ادا کرنا بعض آدمی اصلی قرضے کے ادا کرنے سے ادسے افضل سمجھتے ہاہین - اس قرض کے نہ ادا کرنے کو بڑا گناہ اور ترک فرض اپنے مذہب مین جانتے ہین - ان دونون برائیون پر مذہب و قانون ملکی بے غرتی کا فتوے دے رہا ہے - ان دونون برائیون کی مذمت گو ہمیشہ سے چلی آئی ہے مگر اسکی حد مقرر کرنی نہایت ہی مشکل ہے - گو کوئی بداخلاقی و ناخداپرستی ایسی نہین ہے کہ ذلت اور سیلے وقت تباہی سر پر نہ لاتی ہو مگر جن لوگون نے اپنا دل سخت پتھر بنا لیا ہے وہ سب کام اصول اخلاق کے خلاف کرتے ہین - اور تمام شایستہ قومون کے قوانین اور اخلاق و حرکات و عادات کو زشت و زبون ٹھہراتے ہین - غرور و بے حیائی نے ان کو بالکل شہدا بنا دیا ہے - ان پر تو نہ دلایل عقلی و شرعی - نہ ذکاوت و فراست اثر پذیر ہوتی ہین - وہ تو چکنے گھڑے ہین کوئی بوند ان پر ٹھہرتی نہین مضامین نگارونکو چاہیئے کہ ان کی تحقیر حتے الامکان کرین - اور یہ جان لین کہ اس تحقیر کی تاثیر ان سنگ دل بے حیاؤن پر تو ہونے کی نہین - مگر ہان یہ حقارت و ذلت دیکھکر اور بہت سے آدمی جو بدکاریون مین شامل ہونے والے تھے وہ رک جاینگے ان سے بچ جائینگے - یہ حفظ

تا تقدم ہے

خلاصہ

اس تمام مضمون کا خلاصہ ان چند فقرون مین ہے کہ مذہب اور اخلاق کی کتابون مین جو کلیات لکھے ہین۔ انسان کے کامون کے جزئیات مین زمانہ کے موافق ہر زمانے مین کارگر نہین ہو سکتے۔ پس اخبارون اور رسالون اور کتابون مین جو انشا پردازی کیا کرین وہ تمام برائیون کو جو روزمرہ کے کامون کو بگاڑ رہے ہین اور ہمارے اوضاع و اطوار مین خرابیان کر رہے ہین اور طرح طرح کی تکلیف پہونچا رہی ہین وہ سب دور ہون اور وہ اسباب جمع کیے جائین کہ اپنے روزانہ کامون سے راحت و آرام و چین ملے۔ ان سب باتون مین مذہب مقدم سمجھا جائے۔ جزئیات کے بیان مین کہین کلیات مذہبی سے انحراف نہ ہو۔ مذہب کی برابر کسی چیز کا اثر انسان پر نہین ہوتا۔ چاہیئے کہ ان جزئیات کی اعانت کلیات مذہبی کرین نہ مخالفت۔ اپنی تحریرون سے لوگون کو دنیا کے جزئیات کی برائیون سے نجات دلاؤ۔ اور مذہب کی کلیات سے سمجھنے کی راہ دکھاؤ فقط

راقم

محمد ذکاء اللہ

یوروپ مین اشاعت اسلام

آجکل برادران دینی کی توجہ یوروپ مین اسلام کی اشاعت کی جانب بہت کچھہ مایل ہورہی ہے - اور بہت سے اخبارون اور مجلسون نے اس کار خیر کیجانب اپنی تمامی توجہ مبذول کی ہے ایسے موقع پر ہم قدمے درمے سخنے غرضکہ جو کچھہ ممکن ہو تائید کرنے کے لیے حاضر ہین - اگرچہ اس رسالہ اور اوسکے اڈیٹر کو مذہبی مباحثون سے کوئی سروکار نہین - اور نہ اپنے اصول معینہ کے خلاف کوئی کام کرنا پسند کرتے ہین - مگر سابقین مصلحین مذاہب (خواہ وہ کوئی ہون) کے بعض تاریخی حالات پیشکش ناظرین کرتے ہین اور نتیجہ اونہین کی رائے پر چھوڑتے ہین - اس مضمون سے واضح ہوگا کہ اسلام کے پہلے یوروپ مین بت پرستی کے خلاف اشاعت عیسویت مین کسقدر تکلیف ہوئی اور پھر اوس عیسویت کو رفتہ رفتہ جو پوپ پرستی تھی کیونکر زوال ہوا اور لوگون کی آنکھین روز بروز باوجود صدہا مصائب کے کیونکر کھلتی گئی مگر جس حد تک لوتھر اور اوسکے حواریون نے کارروائی کی وہ موجودہ اسلامی انگلستانی تحریک مین نقص سے خالی نہ تھی اور غالباً اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ بقیہ نقائص بھی جلد دور ہوجائین اور تثلیث کی عوض سرزمین یوروپ توحید کے بارعب اور سچے اصول سے سرفراز ہو - اور جس امی لقب نے

یہ توحیدی چراغ گہری تاریکی مین جلایا اور ایک عالم کو منور کیا اوسکی تقلید کی توفیق ہو جو عین انصاف اور کانشنس کی ہدایت ہے۔

انجیل کی جرمنیون مین اشاعت

یہ کسیقدر حیرت سے معلوم ہوگا کہ آئرش قلمی انجیلین پہلے پہل آئرلنڈ مین نہین ملین بلکہ سوئٹ زرلینڈ اور جرمنی مین۔ انجیل کے ابتدائی وعظ جرمنی مین آئرلنڈ کے باشندے تھے۔ چھٹوین اور ساتوین صدی عیسوی مین مجرد فقرا سے خانقاہ نشینان آئرلنڈ کو مذہبی وعظ کرنے کا شوق ہوا۔ یہ واعظ خیال کرتے تھے کہ گویا اہل جرمنی باواز بلند اونکی جانب چلا رہے ہین کہ ہمکو (مذہبی) روشنی پہونچاؤ۔ اور تاریکی سے نکالو۔ بعدہ ان واعظون نے ایک ٹوٹے ہوئے کشتی پر جو چمڑے اور ٹہنیون سے بنی ہوئی تہی سوار ہوکر ڈانڈے مارتے ہوئے یا خود ہوا سے بہتی ہوئی انگلنڈ پہونچی۔ وہ انگلنڈ سے کشتی پر سوار ہوکر دریا سے رائن اور سوئٹزرلنڈ وغیرہ سے ہوتے ہوئے اوس مقام پر پہونچے جہان لوگ بالکل بت پرست تھے۔ اور اس مقام پر مستقل سکونت اختیار کرکے سرگرم تعلیم وتفہیم ہوئے۔ سنہ ۵۹۰ء مین سنٹ کولمبس نامی ایک پادری

بادشاہ برگنڈی کے دربار مین حاضر ہوا - وہ آئرلینڈ سے انگلستان مین سکونت اختیار کی اور جب وہان سے ہی افواج ہوا تو بابیو واقع شمال اٹلی مین قیام کیا اوسکے شاگرد سنٹ گال نے سوٹزرلنڈ کے ایک جنگل مین بود و باش اختیار کی اوسنے کانسٹینس نامی تالاب واقع بری جزیرہ وعظ کرنا شروع کیا اور جسقدر بت اوسکو ملے تالاب مین پھینک دے - ایک دوسرا آئرلنڈ کا باشندہ جزیرہ سکنجن واقع دریائے رائن مین مقیم ہوا - ایک دوسرے نے ایک غار مین رہنا اختیار کیا - اور سکے سوا ایک اور فنتن نامی تھا جسکو رہزن گرفتار کرکے بلجیم لے گئے تھے وہ وہان سے بھاگ کر دریائے رائن سے ہوتا ہوا مقام رہناؤس مین پہونچا - جہان بت پرستون کو راہ خدا کی تعلیم دینے مین مشغول رہا - اسیطرح فوتین اور الٹن دو آئرش بھائی تھے جو دریائے میور پر رہنے لگے - کلین رکا لمین اور ٹاٹنین نے مقام اورزبرگ کو اپنا تعلیمی مرکز بنایا اور اسی مقام پر کلین شہید بھی ہوا - ایک شخص مسمے فرجیدین اور آگے تک پہونچا اور فرسی نے فرانسیسون مین بمقام لیگنی جو پیرس سے کسیقدر فاصلہ مین ہے وعظ کرنا شروع کیا -

پس اسطرح سے ملک جرمنی اور فرانس مین عیسوی مذہب کا رواج

ہوا۔ ہیکسن بت پرست تھے تیلے ہدالقیاس فریزی جو موجودہ ہالنڈ پر قابض
ہین بت پرست تھے۔

بعدہٗ سینٹ بونی فیس چند منتخب اور سرگرم آدمیونکو ہمراہ لیکر براہ تری یورٹس متھ سے جرمنی پہونچا۔ اوسنے دیکھا کہ جرمنی مین جسقدر عیسائیت ہی وہ بہت اونے درجہ کی ہے۔ پس وہ رومہ گیا تاکہ پوپ سے اختیار حاصل کرکے جرمنی گرجاؤن مین احکام جاری کرے۔ اب اختیار مل جانے اور مقام مینز کے آرچ بشپ ہوجانے اور پوپ سے بونی فیس یعنے نیکوکار کے لقب پانے پر وہ جرمنی واپس آیا اور اپنے وطن انگلنڈ سے مددگار طلب کیے۔ چنانچہ بہت سے مرد و عورت پہونچے اور ان لوگون کو اسنے جابجا حسب موقع اصلاح و تلقین کیغرض سے مقرر کیا۔ مقام گیسمار واقع ہیسی مین ایک بڑا اور پرانا بلوط کا درخت تھا جو ڈونر دیوتا کے نام سے مشہور تھا اور بت پرست اس درخت کی زیارت کرتے تھے۔ یہان تک کہ وہانکے نو عیسائی بھی اس درخت کو مذہبی خوف سے دیکھتے تھے اور وہانکے باشندون مین اس درخت کی نسبت عجیب و غریب قصہ مشہور تھے اور اس درخت کی شاخون کی حرکت سے جو آواز پیدا ہوتی تھی اس کے سننے کے لیے لوگ جایا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ بتقریب جشن ڈونر مذکور اس درخت کے نیچے بڑا ازدحام تھا۔ بونی فیس واعظ بلا لحاظ مجمع اور مسلح آدمیون کے ایک تبر ہاتھ مین لیے ہوئے پہونچا اور ان بت پرستون کے

بڑے مجمع کی پروا نہ کرکے اس درخت کو تبر سے کاٹنا شروع کیا وہانکے لوگ یہ حال دیکھکر بڑے اضطراب اور وحشت مین بہا گنے لگے اور یہ خیال کرتے تھے کہ اس بے ادبی کی عوض عنقریب باوڑ ہی پر بجلی گر گی اور اوسکو جلا کر خاکستر سیاہ کر دے گی - جب تک درخت کٹکر نہین گرا بونی فیس باز نہین آیا جب وہ درخت کٹکر بڑے زور سے زمین پر گرا اوسوقت بت پرستون نے اپنے دیوتا کا ضعف دیکھا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہی بتون سے اونکا ایمان بھی پھر گیا۔

بونی فیس صرف وعظ ہی کا پابند نہین رہا اوسنے دیکھا کہ تا وقتیکہ اہالی جرمن کو تعلیم تہذیب نہ ہوگی اوسوقت تک وہ لوگ اچھے عیسائی نہ ہوسکینگے پس انہون نے مدرسے اور خانقاہین قایم کین منک (مجرد زاہد خانقاہ نشین) تعلیم دیتے تھے - یہ پادری نہ صرف کتاب پڑہاتے تھے بلکہ آب پاشی کرتے درخت کاٹتے - زمین جوتتے - تخم ریزی کرتے - میوہ دار درخت لگاتے اور مختلف تجارت کرتے تھے - جو لوگ عیسائی ہوتے جاتے تھے وہ پادریون کے جھونپڑون مین آباد ہوتے جاتے اسطرح سے رفتہ رفتہ یہ نو آبادیان شہر کے برابر ہوگئین - جب بونی فیس بوڑہا ہوا تو اوسنے فریزین بت پرستون

ہمارے واعظین اسلام کو بھی جنھون نے دین برحق کے پھیلانے اور قران کی اشاعت مین قدم بڑہانے کا ارادہ کیا ہے بڑے بڑے مشکلات کا سامنا ہوگا جیسا کہ سابق مین ہوچکا ہے ہادیان دین اور رہبران مذہب مبین سے امید کی جاتی ہے کہ راہ خدا مین ہر قسم کے تکلف بشوق تمام برداشت کرینگے اور اشاعت دین مین وہی تدابیر مد نظر عمل مین لائینگے

مین انجیل کی منادی کرنی چاہی وہ بت پرست اوسی پر حملہ آور ہوئے اور
سنہ ۵۵ء مین اوسکو قتل کر ڈالا -

مذہب رومن کیتھولک سے پروٹسٹنٹ مذہب کا پیدا ہونا

دین عیسوی کے شیوع سے تمام یورپ مین مذہب کیتھولک نہایت قوت سے جاری رہا اور اس مذہب کے پیشوا جنکو پوپ کہتے ہین شاہانہ شان و شوکت سے مذہبی اور دنیوی حکومت کرتے رہے مگر سب سے پہلے جرمنی کے لوگ پوپونکے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے اور بادشاہ کی حکومت جو دنیوی حکومت سمجھی جاتی تہی بمقابل پوپونکے مٹی جا رہی تہی رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی کہ دو یعنے پوپ اور بادشاہ کی مشترک حکومتون سے اہل جرمن تنگ آگئے اور انواع اقسام کی ملکی اور تمدنی تکلیفین اور جان و مال کا نقصان اوٹہانے لگے اور ذلیل غلامانہ حالت اوٹہاتے اوٹہاتے بالآخر جرمنیونکو معلوم ہوا کہ پوپ ہی مایہ فساد اور قومی اتحاد کا دشمن ہے اور پوپ پر اس الزام

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵ - جسمین ہمارے سائقین کامیاب ہو چکے ہین - تمام یورپ مین قرآن کی منادی کرنیکے واسطے کچہ ایک دو واعظ یا رہبر درکار نہین ہین بلکہ سیکڑون ہزارون مسلمان راہ خدا مین تارک الوطن ہو جاوین اور ہر ایک شہر مین اپنا قیام اور اپنی قبرین بناوین تب کہین تثلیث کو توحید سے بدلدینا ممکن ہوگا اسکے لیے خدا سے مدد مانگین اور یہ فقرہ ورد زبان و دل رکہین کہ السعی منی والاتمام من اللہ تعالی -

لگانے کا باعث یہ تھا کہ جب کوئی بادشاہ دعوے سلطنت بنیلس اور سلی کرتا۔ یا اپنے تئین وارث تخت لمبارڈی اور روسیہ ظاہر کرتا تو پوپ کو نہایت درجہ بے چینی ہوتی۔ کیونکہ اونکے قلب ملک پر علاوہ اور دعویداران و فرمانروایان سلطنت کے بادشاہ جرمنی کی حکومت قایم ہونے کا اندیشہ ہوتا اسلیے پوپ بادشاہ کے اس واجبی ارادے سے ہر طرح مخالف و مزاحم ہوتے وہ یہ نہین چاہتے تھے کہ شہنشاہون کے محکوم ہوکر رہین بلکہ وہ اون کی پوری مخالفت پر تلے ہوئے تھے اور چونکہ جرمنی کی ریاستین ایک دوسرے سے متفرق آباد تھین جہان ہر ایک شہزادہ خودمختاری کا دم بھرتا اور خود بہت سے بشپ اور ابٹ (مذہبی سردار) مختلف صوبون کے حکمران تھے اس طرح ملکی دینی اور دنیوی حکومت کے مشترک ہونے سے عوام الناس سخت تکالیف مین مبتلا تھے۔ چارلس اعظم نے بعض آرچ بشپ اور بشپ کو جو اعلے درجے کے بارعب رہنما ے مذہب تھے بعض مقامون کی حکومت اس غرض سے دے رکھی تھی کہ وہ بوقت ضرورت دوسرے چھوٹے چھوٹے باغی حکمرانون کے مقابلے مین بادشاہ کیطرف سے سینہ سپر ہونگے مگر بجاے اسکے وہ لوگ بھی پوپ ہی کا دم بھرنے لگے چنانچہ بہت سے آرچ بشپ اور بشپ اور دوسرے متوسط درجے کے مذہبی رہنما جنکو بعض مقامات کی مصلحتاً حکومت دیدیگئی تھی سب کے سب بادشاہ سے کوئی

واسطہ نہین رکھتے تھے بلکہ بالکل خودمختار تھے ہان تھوڑی سی متابعت برائے نام ضرورتی - ان طوائف الملوکی سے بادشاہت صرف ٹرے لفظون مین باقی رہگئی تھی اور کچھہ نہ تھا - اگرچہ اسوقت بھی برائے نام بادشاہ ریاستون کا افسر تو تسلیم کیا جاتا تھا لیکن ماتحت ریاستین خودمختاری کا علم بلند کیے ہوے تھین جس سے ناقابل برداشت حالت ہورہی تھی - نہ انتظام تھا اور نہ قانون کی پابندی - آخرکار اہل جرمنی اس ناقابل برداشت تکلیف سے نجات پانے کی تدبیر سوچنے لگے - اور فوراً اس ملکی خرابی کو دور کرنیکا ارادہ مصمم کرلیا اور پوپ کی مخالفت اور مزاحمت کا آغاز کیا گیا - ارچ بشپ بشپ اور ایباٹ (سرداران خانقاہ) جو پوپ کے طرفدار اور ہم آواز تھے اونکا یکبارگی خاتمہ کرنا چاہا -

اسوقت اتفاق سے پوپ کو روپیہ کی اشد ضرورت درپیش تھی اور پوپ کا یہ مقصد تھا کہ رومیہ مین سنٹ پیٹر کا گرجا ایسا عظیم الشان تعمیر کرے جو دنیا بھر کے تمام گرجاون سے زیادہ باشان وشوکت ہو اور تمام عیسائی دنیا کا بھی قبلہ متصور کیا جائے او سنے انڈلجنسی یعنی امرزش نامہ فروخت کرکے

⁂ - پوپ نے روپیہ وصول کرنے کا یہ نیا اور کارآمد ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ حسب حیثیت لوگون سے روپیہ لیکر اون کے گناہ تمام عمر کے معاف کردیا کرتے تھے اس معافی نامہ کو انڈلجنسی کہتے ہین -

روپیہ جمع کرنے کی کارروائی شروع کی - اور اپنے مخصوص و معتبر آدمیوں کو
اس قیم کے امرزش نامے دیگر تمام عیسائی ملکوں مین فروخت کے لیے روانہ
کیا - چنانچہ جرمنی مین بھی ایک پوپ کا سفیر ٹیٹزل نامی پہونچا جو کسی خانقاہ کا
ایک گوشہ نشین عابد تھا - اس شخص نے یہان بہت سے بخشش نامے فروخت
کیے اور اثنائے فروخت مین بے محابا اور بے تکلف لوگون کی جہالت
اور ضعف اعتقادی سے کام نکالا - مگر اس سفیر کے بے تکلف اور ناجائز
باتون سے واقفکار اور راست خیال لوگونکو سخت صدمہ پہونچا - اس موقع
پر اسباب کا جاننا ضرور ہے کہ کیتھولک مذہب کے موافق جب کوئی شخص
کسی فعل قبیح کا مرتکب ہو تو اسکے دو نتیجے ہوتے ہین - اوّل یہ کہ وہ خدا کی
نظرون مین گناہ گار ہوتا ہے - دوم شخص مرتکب کو کچھہ نہ کچھہ جسمانی تکلیف بھی
دنیا مین ہوجاتی ہے - مثلاً - شراب پینے والا گناہگار بھی ہوتا ہے اور
جسمانی تکلیف یعنے دردسر وغیرہ مین بھی مبتلا ہوتا ہی بس کیتھولک مذہب
کی یہ تعلیم تہی کہ تمام گناہون کے ساتھہ اذیت بدنی وابستہ ہی - اور اگر
گناہگار کا گناہ معاف بھی کردیا جائے تو تکلیف جسمانی ضرور قایم رہے گی
چاہے وہ تکلیف حین حیات مین ہو یا بعد الموت - پوپ کی یہ رائے

کہ گناہ کی معافی تین طریقوں سے ہونا ممکن ہے۔ اوّل توبہ کرنا۔ دوسرا اقرار کرنا۔ تیسرا اصلاح کرنا۔ اگرچہ معصیت کی تلافی توبہ سے ہوسکتی ہے اور خدا اُس گناہ معاف کرکے گنہگار کو اپنی مہربانی میں لے سکتا ہے مگر تب بھی وہ شخص سزا سے بالکل مبرا نہیں ہوسکتا۔ پس پوپوں کا دعوے تھا کہ وہ گنہگاروں کی سزاؤں کو جو ابدی ہے خود معاف کرسکتے ہیں اور یہ بخشش نامے اسی غرض سے نافذ ہوئے تھے۔ لیکن یہ بخشش نامے بشرائط چند عطا کئے جاتے ہیں یعنے سچے دل سے توبہ کرنا جسکی مکمل شرطیں انہیں کاغذ پر چھپی ہوئی رہتی تھیں یا ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں غرضکہ پوپ کیطرف سے ایسے دعوے کے ساتھ بخشش نامے جاری کرنا حیرت انگیز امر تھا۔

وٹن برگ کے ایک درویش خانقاہ نشین نے جسکا نام **مارٹن لوتھر** تھا اوسنے آرچ بشپ مینز کو لکھا کہ بخشش نامے فروخت ہونے سے جاہلوں میں سخت نقصان پیدا ہوگا بعدہ اوسنے ۹۵ دلیلیں بخشش نامے کے خلاف لکھکر وٹن برگ کے گرجے کے دروازے پر آویزاں کردیں اور بیان کیا کہ یہ دلیلیں برابر قایم رہینگی۔

یہ آغاز اوس بڑے جھگڑے کا تھا جسمیں تمام مغربی علیسا کی دنیا بہت جلد* شامل ہوگئی یہانتک کچھ خاتمہ نہیں ہوا۔ لوتھر نے ایک نئی تعلیم جاری کی جو اپنی اشاعت میں ایسی ہی تیز رفتار تھی جیسے ڈائنامیٹ۔

* یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائی مذہب میں بہت بڑا انشقاق اور تفریق ہوئی اور مذہب کیتھولک سے پراٹسٹنٹ پیدا ہوکر پھیلا یہ زمانہ رفارمیشن کے نام سے مشہور ہے۔

کیتھولک مذہب کی یہ تعلیم تہی کہ کسی شخص کے قطعی گناہوں سے اوسی وقت
معافی ہوسکتی ہے جبکہ وہ سچے دل سے توبہ کرے - (۲) اسیطرح اقرار
اوراعتراف ہو (۳) اوراصلاح اور قبایح مرتکبہ کا معاوضہ کرے - انسان
کی گناہوں سے مخلصی باعث خوشنودی خالق ہے - پس انسان تمام عمر
خدا پر بہروسہ اور اوسکی مہربانی پر اعتماد کرکے مخلصی کی فکر نہایت جانفشانی
سے کرتا رہے - اور اصطباغ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو تکمیل
تک پہونچاتا ہے - اور یہ بہی چند شرطوں پر محمول ہے - اور نجات بہی تاوقتیکہ
انتہائی استقلال نہ ہو کسی شخص کے لیے قطعی نہیں - پس مارٹن لوتھر جو
بڑا مضطرب الحال اور پر آرزو شخص تہا اور کبہی اوسکو ان باتوں سے تسکین
نہیں ہوسکتی تہی تا وقتیکہ اوسکو معافی مخلصی - اور نجات دوامی کا
قطعی بہروسا نہ ہوجائے - اور چونکہ وہ اپنی برہم مزاجی سے خوب واقف تہا
اسلیے اوسکو گنہگار ٹہرنے اور بہشت سے محروم رہنے کا بڑا اندیشہ تہا پس یا
وہ سخت مصیبت قلبی میں مبتلا تہا لیکن ایکبارگی اوسکے دلمیں چند
ایسے خیالات جدید جاگزین ہوئے جس سے اوسکے اضطراب و تشکلات
یکبارگی جاتی رہی وہ یہ بات سمجھ گیا کہ اگر کسی شخص کو بہروسا ہوگیا کہ وہ

معاف کیا گیا[1] مخلصی دیگئی[2] - اور نجات[3] دوامی سے مالامال کیا گیا اوسکا یہ خیال بجائے خود قطعی ہے - اونسنے اس اطمینان بخش خیال کا نام ایمان رکھا - یعنے کسی شخص کے اپنے اچھے برے افعال کی پوری جانچ کا نام ایمان ہے - اوراسطرح غیراطمینان نجات کو مستقل اور قطعی نجات ازروے فیصلہ خود قرار دیا اور اونسنے مان لیا کہ اپنے ایمان کے زور سے مخلصی ہوتی ہے اسمین نہ کسی شرط کی ضرورت اور نہ محرومی کا کوئی موقع باقی رہا - اس تعلیم کی بہت دور تک اشاعت اور بڑی خواہش سے مقبول عام ہوئی اس تعلیم کی روسے اصطباغ اور مذہبی سردارونکی ضرورت باقی نہین رہتی کیونکہ مدد تو طالب امداد کو درکار ہوتی ہے نہ کہ مستحکم اور مستقل آدمی کو - لہذا اگر اصطباغ اور سرداران مذہب کی ضرورت باقی نہ رہی تو بشپ بھی بیکار ہے آخرکار جرمنیوانکی نظرون مین بشپ کا قیام فضول ٹھہرا - اور اسبات کا علی العموم بہت شک وشبہ کے ساتھہ چرچا ہوا کہ آیا جرمنی مین بشپ ضرور ہین یا نہین - جہان وہ شاہانہ عیش وعشرت سے بسر اوقات کرتے اور مذہبی فرائض بجاآوری مین غفلت کرتے - یا اپنی منصبی خدمت کو دوسرونکے سپرد کر دیتے ہین - اگر ناظرین کو کبھی ملک واقع بالائے دریائے رائن مین اتفاق سفر ہوا ہو تو مذہب کے عبادت خانہ کے سرخ ریتیلی پتھرون کے ستونون پر ستونے آج بشپون کی یادگارین دکھائی دینگے - اونکی تصویرین اسطرح

بنی ہوئی ہین کہ زرہ بکتر تو لباس ہے - ایک ہاتھ مین تلوار ہے دوسرے ہاتھ مین گلہ بانون کا ہک اونکے سرون پر مجتہدانہ ٹوپی ہے جسکے گرد تاج شاہی ہے اونکے ان یادگار تصویرون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اچ بشپ کس قسم کے ہوتے تھے فی الحقیقت وہ پورے دنیا دی امرا کی سی زندگی بسر کرتے تھے - گھوڑون پر سوار ہوتے زرہ بکتر استعمال کرتے اور راز روے مذہب صرف مجتہدانہ ٹوپی دیتے - جرمنیون نے بشپون کی یہ کیفیت دیکھکر اونکو ایک ڈہکوسلا سمجھا اور کہا کہ یہ لوگ اپنے گلہ کی گلہ بانی نہین کرتے بلکہ بشپ کے پردے مین بادشاہی کرتے ہین اسوقت مذہبی تخالف بڑی ترقی پر تھا - پوپ لیو دہم نے ۱۵۲۰ء مین ایک بل یعنے فرمان نافذ کیا جسکی روسے لوتھر کو خارج از مذہب کیا اور کیتھولک مذہب سے بالکل جدا کرکے ملحد قرار دیا - اور تمام عیسائی ملکون اور حکمرانون کو اوسکے مسایل سے مطلع کیا اور تاکید کی کہ اوسکو گرفتار کرنا اور اوسکی تعلیم کا انسداد کیا جائے

اوسی سال دسمبر کے مہینہ مین بوقت صبح لوتھر نے وٹنبرگ کے جنوبی پھاٹک پر لکڑیون کا بہت ڈھیر کرکے پوپ کے اعلان کو علی الاعلان نذر شعلہ کر دیا اوسنے یہ کارروائی جذامی ہسپتال کے قریب کی تھی جہان جذامیون کے آلودہ اور ملوث چیتھڑے جلاے جاتے تھے ایسے موقع پر پوپ کے اعلان جلانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگون کو زیادہ تر نفرت اور حقارت پوپ کے اعلان

کی مگر دوسرے روز لوتھر نے گرجا کے ممبر پر چڑھکر بیان کیا۔ کہ جو اعلان کل جلا یا گیا وہ بہت خفیف بات تھی بہتر ہوتا اگر خود پوپ جلا کر خاکستر کیا جاتا یا کل حکومت رومیہ (ماتحت پوپ) جلادی جاتی۔

اس تہلکہ کو موقوف کرنے کے لیے شہنشاہ چارلس پنجم نے مختلف ریاستوں سے لوگونکو دعوت دیکر مقام ورمس مین جمع کیا۔ یہ عظیم الشان مجمع ۶ جنوری سنہ ۱۵۲۱ کو ہوا۔ لوتھر کو اوس مجمع مین طلب کیا۔ ریاستون کی جانب سی بڑی لمبی فہرستین شکایتون کی جو بہ مقابلہ پوپ تھین پیش ہوئین جنکی شنوائی اور تعمیل کی شہنشاہ سے استدعا تھی۔ لوتھر کا سفر ورمس بہت فتحمندانہ جلوس کے ساتھہ تھا جہان پہونچتا ایک جم غفیر گھیر لیتا اور بڑے زور سے نعرہ خوشی بلند ہوتا۔ جب ورمس پہونچا تو اوسکی سواری کے گرد بڑے نامی گرامی معززون کا جمگھٹا ہوگیا

جب وہ مجمع مین داخل ہوا تو اوسنے اپنی راے واپس لینے سے بالکل انکار کیا۔ شہنشاہ چارلس نے دیکھا کہ بہت سے روسا و شاہزادے خاصکر سیکسنی اور ہینگر نامی روسا و والیان ملک لوتھر کے طرفدار ہین لہذا وہ مجبوراً لوتھر کے خلاف کوئی اعلان اوسوقت تک جاری نہ کرسکا جب تک کہ وہ مجمع سے اٹھکر چلا نہین گیا۔ چونکہ چارلس نے لوتھر سے پوری حفاظت کا وعدہ کر لیا تھا اسلیے چپ چاپ شاہی گارڈ کی محافظت مین روانہ کردیا۔ جیون ہی لوتھر نے ان

افسرونکو واپس گیا اوسکی حفاظت کو چند دوسرے روپوش سوار پہونچگئے جو اوسکے دوست اور سرپرست والی سکنی سے بھیجے ہوئے تھے ۔ ان محافظون نے تو تہر کو دارشن برگ قلعہ مین پہونچایا جہان ۹ مہینہ تک خفیہ بسر اوقات کی ۔

جب وہ یہان اسطرح چھپا ہوا تہا اوسکا ایک شاگرد باغی لوگونکو ہمراہ لیکر وٹن برگ کے گرجے مین پہونچا جہان ان باغیون نے قدیم صلیب اور بتونکو پاش پاش کردیا ۔ ایسی کاروائیان لوتہر کی خواہش اور پسند یدگی سے بہی متجاوز تہین اسلیے وہ اپنی خفیہ گاہ کو چہوڑکر یکبارگی وٹن برگ پہونچا اور ان بدانتظامیون کا خاتمہ کیا ۔

حسن

فوٹوگرافی

موجودہ زمانے مین اکثر احباب کی طبیعت کا رجحان فن تصویر کشی کے حاصل کرنیکی طرف پایا گیا لہذا راقم اپنے تجربات کو جو اسکے متعلق تھے ایک رسالہ کے پیرایہ مین قلمبند کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہے - اگر کہین غلطی رہجائے تو اوسکی اصلاح فرمائی جاوے

زمانہ سابق مین پلیٹ یعنی آئینہ تصویر کشی کے تازہ تیار کیے جاتے تھے اور اونکا ڈیولاپ یعنے ان تصاویر کے آئینہ پر مصالح ڈالکر نمودار کرنا اوسیوقت ضرور سمجھا جاتا تھا اور اون کام کی انجام دہی کے لیے ایک چھوٹا خیمہ یا ڈبکا ہوتا جسمین ذرا بہی روشنی بالکل نمودار نہ ہوتی ہو ضرور تھا - مگر اب ڈرائی پلیٹ یعنی مصالحہ کے خشک آئینہ ولایت سے ایسے تیار ہوکر آتے ہین جنسے تصویر کا لینا بہت ہی آسان ہے اوسکو فوراً ڈیولپ کی ضرورت ہی نہ تازہ پلیٹ بنانیکی اسمین شک نہین کہ زمانہ سابق مین لوگ جو اسکا شوق

Plate

Develop

Dry Plate

بہت کم کرتے تھے - انکو اسمین ہزارہا دقتین پیدا ہوتی تھین - اور جب سے کہ خشک پلیٹ آنے لگے ہزارہا شخصون نے اس فن کے حاصل کرنے کا شوق کیا ہے اور انکو برابر کامیابی ہو رہی ہے - اسمین تین ترکیبین ہین - بعض صاحب تو تصویر لیکر اسکو ایک ایسے صندوق مین جسمین روشنی نجا سکے تصویر کو بند کر کے پیشہ ور تصویر کش کے پاس روانہ کرتے ہین - اور بعض صاحب تو اس خشک آئینہ سے تصویر لیکر آئینہ پر دوا ڈالکر چھاپنے کے لیے پیشہ ور تصویر کش کے پاس روانہ کر دیتے ہین اور بعض شوقین حضرات ایسے ہین کہ کل تصویر کشی کا کام خود ہی انجام دیتے ہین - لہذا مین اس فن کے رسالہ کو چند فصلون پر تقسیم کرتا ہون اور جس سامان کی تصویر کشی کے لئے ضرورت ہوتی ہے اوس کو آخر فصل مین تفصیل کے ساتھ بیان کرونگا -

فصل اوّل

(آلہ عکس کا جمانا)

یہ دو قسم کے ہوتے ہین بعض آلے تو ایسے ہین
کہ صندوق مین بند رہتے ہین - اور بعض آلے
خود صندوق نما ہین - جو آلے کہ صندوق نما ہوتے
ہین اونکے جمانے مین کسیطرحکی دقت واقع نہین ہوتی
یعنے صندوق کو اوٹھاکر تپائی یعنی سہ پایہ پر رکھدیا جاتا
ہے اور جو ملسوت کہ صندوق کے نیچے گرفت کیلئے
بنا رہتا ہے وہ پھیر دیتے ہین - اور جو آلہ کہ صندوق
کے اندر رکھا جاتا ہے اوسکے بازو کے ملسوت کو پکڑ
بڑا کرتے ہین اور پھر تپائی پر جاکر نیچے کا ملسوت
پھیرتے ہین - سواے ان دو کیامرون کے ایک
حال مین نیا کیمرا ایجاد ہوا ہے جسکا نام کو رگیٹ کیمرا
ہے اور یہ بمبئی مین ٹریچر اینڈ پیس کی دوکان پر

درست ہوتا ہے۔ اس کیمرہ مین ساتھ پلیٹ بھی ہوتے رہتے ہین۔ اور اس کیمرہ سے فوکس کے لینے مین کسی قسم کی محنت نہین ہوتی اور آسانی یہ ہے کہ یہ کیمرا ایک چھوٹے سے یادگز پیپرز کے صندوق مین بند رہتا ہے اور ایک گھنٹہ مین ۶۰ تصویرین اس کیمرہ سے آسانی کے ساتھ کھچ سکتی ہین گو اسکا ڈیولاپ Develope وغیرہ کسیقدر مشکل ہے لیکن تارہ دین وبابل وغیرہ فوٹوگرافر اس کام کو انجام دیسکتی ہین۔

فصل دوم

(تصویرکشی کا مقام اور وقت)

تصویرکشی کے لیے مقام اچھا تجویز کرنا چاہیے جو لوگ کہ اسکا پیشہ کرتے ہین اور مشہور ہین وہ اس کام کے لیے اپنے مکان مین ایکگھر آئینہ کا بناتے ہین اور اسی مین نیلے رنگ اور سفید رنگ کے ململ کے پردے دھوپ کی آڑ کے لئے لگاتے ہین کیونکہ

جب تک روشنی سیدھی ہوئی تصویر کھچوانے والیکی
چہرے پر نہ پڑیگی اوسکا عکس برابر نہ اوترے گا
بعض کم متمول تصویر کش بانس کے ٹٹون کے مکانات
بناکر نیلے پردے لگاتے ہین - اگر کسی مکان یا کسی
پہاڑ یا کسی دوسرے مقام کی تصویر لینی منظور ہو تو
ایسی حالت مین تصویر لینی چاہیے کہ آفتاب نہ تو سامنے
ہو اور نہ پشت پر کھینچنے والے کے ہو بلکہ دائین یا بائین
طرف ہو اگر کسی شخص کے مکان مین جاکر اوسکی تصویر
یعنے عکس کا لینا منظور ہو تو ہمیشہ آفتاب کا رخ چھوڑ دیا
جائے اور جس جانب مین کہ زیادہ سایہ ہو وہ جگہ
تصویر اوٹھانے کے لیے پسند کیا وے مگر مصور کو
ضرور ہے کہ صبح کے وقت ۸ بجے سے ۱۰ تک اگر
تصویر لیجاتے تو تصویر کھچوانے والیکی پشت مشرق
کی جانب اور منہ اوسکا مغرب یعنے پچھم کیطرف رکھے
بہتر یہ ہے کہ مکان جسکے مقابل مین تصویر کھینچی جاوے
اسقدر بلند ہو کہ اوسکے سامنے آ نہ سکے آفتاب
کے شعاعین عکس کے منہ پر ہرگز نہ پڑے

آسمانی روشنی بچانے کے لیے ایک چھتری آلہ پر لگا دینا واجب ہے اور اگر شام میں ۴ بجے سے ۶ بجے تک تصویر کا لینا منظور ہو تو اوسکے خلاف یعنے پشت مغرب کیطرف اور منہ پورب کیجانب رکھو تصویر کشی کے وقت کے لیے اکثر مصور یہ بتلاتے ہیں کہ صبح کا وقت نہایت عمدہ ہے اور شام کیوقت اگر ایسی ہی ضرورت واقع ہو تو تصویر لیجائے اور اگر تمام روز ابر گھرا رہے اور وہ ابر سفید ہو تو ایسی حالت میں ۱۲ بجے ہی تصویر لیجائے تو کوئی قباحت مانع نہ ہوگی اور صبح کا وقت اسلئے بہتر سمجھا گیا ہے کہ اسوقت خنکی اور روشنی بھی تیز رہتی ہے بعض تصویر کش شب کے وقت برقی روشنی میں بھی تصویر لیتے ہیں۔

فصل سوم

(فوکس یعنے عکس کا قایم کرنا)

یہ ایک مشکل بات ہے تصویر کی عمدگی کا دارومدار

فوکس پرر کہا گیا ہے۔ اگر فوکس خراب قایم کیا جا ئے نہ تصویر اچھی اوٹھتی ہے اور نہ اسکو مصور کسی مصالح سے درست کر سکتا ہے۔ اس کام کو نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے کرنا چاہیے اور اسمین کسیقدر جلدی نہ ہونی چاہیے حسب فصل اوّل اوّلاً تپائی پر کیمرا یعنی آلہ تصویر کشی کا جانا چاہیے جسکی تصویر لینی منظور ہو لینس کا منہ اوسکی جانب کرنا چاہیے۔ سیاہ کپڑا جو علیحدہ رہتا ہے اپنے سر اور کیمرا پر ڈالکر لینس کا منہ جو ایک ٹوپی سے بند رہتا ہے کھولدینا چاہیے۔ اب	Focus. Camera
فوکس اسکرین یعنے اوندھا شیشہ جو کیمرا کی پشت پر لگا ہوا ہے دیکھنا چاہیے اسپر شبیہ اوٹھی دکھائی دیگی اور ایک پیچ کے آگے پیچھے گھمانے سے تصویر اس آئینہ پر نمودار ہوگی جب شبیہ بالکل صاف دکھائی دینے لگے گی لینس کا منہ بند کر دیا جائے۔ اور نیچے کا پیچ مضبوطی کے لیے گھما دیا جائے۔	Focus Screen Lens

فصل چہارم

(تصویر کا لینا)

تصویر لینے کے واسطے آئینہ کا ڈارک سلائیڈ مین Dark slide رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اسکے رکھنے کے دو طریقہ ہین۔ ایک طریقہ تو وہ ہے کہ کالے ڈیرے مین یا یہ کہ بے روشنی کے حجرے مین ڈارک سلائڈ مین آئینہ رکھا جاتا ہے اور دوسرا طریقہ وہ ہے کہ بکس کے اندر ڈارک سلائڈ مین آئینہ رکھا جاتا ہے۔ اس انتظام سے غرض یہ ہے کہ وہ جو ڈرائی پلیٹ یعنی Dry Plate سوکھے مصالحہ کے آئینہ ہین اونکو ذرا اندر روشنی کسی قسم کی نہ لگنے پائے۔ اگر حجرے مین روشنی کرنی منظور ہو اسکام کے واسطے سرخ رنگ کے آئینہ کی لالٹین کے اندر لیمپ یا موم بتی کی روشنی درکار ہوگی۔ ڈرائی پلیٹ کو سلائڈ مین رکھتے وقت اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ جسطرف مصالحہ

لگا ہوا ہے وہ نیچے رہے اور پشت جسکی چمک
زیادہ ہوتی ہے اوپر کی طرف رہے ڈارک سلائیڈ
کو سیاہ کپڑے سے آئینہ ارکھنے کے بعد اوسمیں بیٹھ کر کیمرا Camera
کے نزدیک لانا چاہیے اور جو فوکس لیا ہوا ہے
اوسکو کر دیکھ لینا چاہیے۔ فوکس اسکرین یعنے Focus Screen
اونڈے شیشہ کو کیامرا سے علیحدہ کرکے اوسکی
جگہ یہ ڈارک اسلائڈ جاد دینا چاہیے اور منہ یعنے
لینس پر ٹوپی لگا دینا چاہیے۔ بعد ازاں ڈارک سلائیڈ
کا سر یعنے دوسری طرف کا ڈھکن جو کہ اوپر کیطرف
یا بازو میں کھینچنے سے نکل آتا ہے کھینچنا چاہیے
جسوقت کہ تصویر لینی منظور ہو لفظ تیار یا ریڈی Ready
پکار دینا چاہیے تاکہ جسکی تصویر اوترتی ہے وہ
بے حس و حرکت بیٹھ جائے اور اپنی جگہ ہوشیار
ہوجائے اسکے بعد لینس پر ہی ٹوپی بہت آہستگی Lens
سے ایک بازو کر لینا چاہیے۔ یہ امر تجربہ سے

دیکھا گیا ہے کہ جب عکس لیا جاتا ہے اوسمین وقت
کا مقرر کرنا ہر شخص تجربہ سے حاصل کرتا ہے چونکہ یہ امر
روشنی کی تیزی اور تیزاب کے شیشہ کی طاقت اور
لینس کی خوبی پر منحصر ہے۔ مگر تجربہ سے دیکھا گیا ہے
کہ ایک سکنڈ سے دس سکنڈ مین تصویر اوٹھتی ہے۔
اگر عمدہ سامان اور عمدہ روشنی رہے تو ایک سکنڈ
مین تصویر اوٹھتی ہے اور اگر سامان کچھہ خراب رہا
یا روشنی خراب رہی تو دیر مین

فصل پنجم

(ظہور تصویر)

جب کہ ڈارک اسلائڈ بعد انفراغ تصویر کیمرہ سے
علیحدہ کیا جاوے تو سیاہ کپڑا لپیٹ کر ڈارک روم Dark Room
مین لیجانا چاہئے اور وہان بعد دروازہ بند
کر دینے اور پردہ چھوڑ دینے کے ڈارک سلائیڈ
سے باہر نکالکر جو تصویر کہ آئینہ ہی اوسکو اولا

پانی میں ڈالنا چاہیے جو کہ اس کام کے لیے ایک صاف چینی کے برتن میں طیار رہتا ہے یہ عمل اول ہے۔ اس موقع پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ آئینہ ولایت سے مختلف لوگوں مثل الفورڈ وغیرہ کے تیار کئے ہوئے آتے ہیں اور اسکے ڈیویلاپنگ کے نسخہ Developing بھی علحدہ ہیں اور ڈیویلاپنگ سولیشن بمبئی کے کمسٹوں کے پاس ملتا ہے وہاں سے طلب کر کے استعمال کرنا چاہیے ورنہ مکان پر حسب ذیل سولیشن برابر وزن کر کے بنانا چاہیے۔

(نمبر اول)

اسٹاک سولیوشن		Stock solution
پیروگیالک اسڈ	۱۔ اونس	Pyrogallic acid
امونیم برومائیڈ	۶۰ گرین	Ammonium Bromide
بقیہ آب بقدر	۲۔ اونس	

جب یہ سلوشن تیار ہو جائے اوس وقت ۲۰ منم پیور نٹرک اسڈ ملانا چاہیے۔ Pure nitric acid
واضح ہو کہ یہ سولیوشن ایک عرصے تک کارامد رہ سکتا ہے۔

(نمبر دوم)

Strongest Liquor Ammonia.　عمدہ ترین لکر آمونیا جسکی قوت ۸۸۰ء سے کم نہ ہو ۳ ڈرام

Pint　آب　یک پائنٹ

اس سلوشن کو ایک کانچ کی شیشی مین کارک سے بند کرکے رکھنا چاہیے تو کچھہ عرصے تک یہ سلوشن کام دیسکتا ہے

(نمبر سوم)

سلوشن نمبر (۱)　اونس

آب　۱۹ - اونس

یہ سلوشن چند گھنٹے تک کارآمد رہے گا۔

Develop　واضح ہو کہ ڈیولپ کرنے کے لیے سلوشن نمبر ۲ و ۳ ہموزن لیا جائے۔

اگر آئینہ پر ظہور تصویر کا اثر زیادہ ہو گیا ہو تو رکابی سے آئینہ فوراً نکالکر ایک یا دو دفعہ سلوشن نمبر ۳ اوسپر ڈالو جو سلوشن آئینہ پر سے بہکر رکابی مین گرے وہین گرنے دو اس عمل کے بعد جب آئینہ کو رکابی

مین رکھو تو زیادتی کا اثر جاتا رہے گا۔

جب سلوشن ڈالنے سے تصویر ۳/۴ حصہ نمودار ہوجاے اوسوقت سلوشن نمبر ۲۔ اگر ڈالوگے تو جلد نمودار ہوگی۔ پھٹکری کے پانی مین آئینہ کا ڈالنا فکسنگ کے اول و بعد ضرور ہے لیکن فکسنگ سلوشن مین کبھی پھٹکری یا دوسری چیز نہ ملائی جاے۔

Fixing

اور عموماً تو بعد عمل اول کے یہ عمل کیا جاتا ہے کہ شیشہ کو ایک چینی کی رکابی مین رکھکر تیزاب ذیل جو سابق سے بنا ہوا ہے ڈالنا چاہیے۔

(نسخہ)

(۱) سٹرک اسڈ	آدہا ڈرام	Citric acid
پیروگیلک اسڈ	۳ ڈرام	Pyrogallic acid
آب مقطر	۱۲ اونس	

نسخہ مندرجہ بالا کو پیرو سلوشن کہتے ہین اور یہ سب سے پہلے شیشہ بعد پانی ڈالنے کے ڈالا جاتا ہے

Pyro solution

امونیم برومائید	۳ ڈرام	Ammonium Bromide
لیکر امونیا	۶ ڈرام	Liquor Ammonia
اب مقطر	۱۲ - اونس	

یہ نسخہ دوم ہے جسکو امونیا سلوشن کہتے ہین یہ نمبر دوم کا جو بعد پیرو سلوشن کے ڈالا جاتا ہے یہ دونون سلوشن بوزن ایک ایک ڈرام نمبر (۱ و ۲) اول و دوم اوسمین ۲ - اونس پانی ڈالکر گلاس مین ملاکر شیشہ پر ڈالنا چاہیے مگر اولا آدہے سے زیادہ اسطرح ڈالنا چاہیے کہ کل سطح پر یکبارگی اجاوے ورنہ داغ پڑجانے کا خوف ہے بعد ازان رکابی کو آہستہ آہستہ ہلانا تاکہ تیزاب شیشہ پر اوپر اودہر پھیرتا رہے قریب منٹ یا آدہ منٹ کے شیشہ پر تصویر نمایان ہوگی اور سیاہ ہوجاتا شدہ وہ ہوجاویگی جب کچہ سیاہ ہوجاوے رکابی مین اوس شیشہ کو نکالکر سرخ روشنی کہ اوس حجرے مین رکہی جاتی ہے اوسکی طرف شیشہ کی پشت کرکے دیکہنا چاہیے اگر تصویر درست دکہائی نہ دوے تو تہوڑی دیر کے واسطے

اوسی تیزاب مین ڈالدینا چاہیے - جب تصویر
بالکل صاف نظر آوے اور پیلاپن زیادہ نظر
نہ آوے فوراً اسکا نکالنا چاہیے بعد اوس کے

Plate

اس پلیٹ سے شیشہ کو باہر نکالکر پانی ٹوٹی
کی دہار سے جسطرف کہ شیشے مین مصالحہ لگا ہوا ہے
ڈالنا چاہیے - جب اس سے فراغت ہو جاوے
دوسری رکابی مین جسمین پھٹکری کا پانی تیار ہے
ڈالنا چاہیے جو حسب ذیل مرکب ہوتا ہے -
پھٹکری سائیدہ دو چھٹانک - آب ایک آثار
ان دونون کو ملانے سے پھٹکری کا تیزاب تیار
ہوتا ہے جب شیشہ اس تیزاب کی رکابی سے
قریباً ۵ منٹ کے بعد دور کیا جاوے تو فوراً
شیشہ کو پانی سے صاف کرنا چاہیے - اب شیشہ
کو تیسری رکابی مین جسمین ہائپو سلوشن بنا ہوا Hypo solution
تیار رہے ڈالنا چاہیے اسقدر ڈالا جاوے

کر وہ شیشہ ڈوب جائے اس تیزاب میں ڈالنے
سے شیشے کی پشت کی سفیدی یعنے پیلا پن کٹ
جائیگا اور جب پشت بالکل سیاہ ہو جائے تو
شیشہ نکال لیا جائے اور اس شیشہ کو ہات میں
لیکر ۵ منٹ تک برابر پانی کی دہار اوسپر چھوڑ ی
چاہیئے بعد ازان اوس شیشہ کو صاف پانی میں
چند عرصے تک ڈوبا ہوا رہنے دینا چاہیئے بعد ازان
نکالکر دہوکر خشک ہونے کے لیے جہان پر گرد وغبار
نہ ہو کسی چیز کے سہارے سے کھڑا کر دینا چاہیئے
جب بخوبی خشک ہو جائے اوسپر روغن یعنے وارنش
ڈالنا چاہیئے تاکہ چہاپنے مین خراب نہ ہونے پائے
وارنش ڈالنے کا یہ طریقہ ہے کہ اول آئینہ کو
صاف کوئلہ کی آگ پر اسقدر گرم کرنا چاہیئے کہ ہاتہ
برداشت کر سکے بعد اسکے آئینہ کو بائین ہاتہ
مین پکڑ کر داہنے ہاتہ مین شیشہ وارنش کے
آئینہ کے درمیان اسقدر وارنش ڈالا جاوے
کہ وہ کل آئینہ پر پہیلنے کے لیے کافی ہو اوسکو

آہستہ سے آئینہ پر پھیلاتے ہوئے ایک کونہ پر لاکر باقی کو شیشہ مین لینا چاہیئے آئینہ کو ہموار حرکت دینا چاہیئے تاکہ وارنش کے خط نہ ہونے پاوین اسکام کے لیے مشق درکار ہے کسی پیشہ ور مصور کو اسکام کے کرتے وقت دیکھنا ضرور ہے -

فصل ششم

(کاغذ پر تصویر کا چھاپنا)

کاغذ پر تصویر کا چھاپنا بہ مقابلہ شیشہ ڈپلیکیٹ Duplicate کرنے کے نہایت آسان ہے اسکی واسطے چاندی کا تیزاب چڑھا ہوا کاغذ جسکے بنانے کی ترکیب نیچے لکھی جاتی ہے درکار ہوتا ہے اور اوسکو انگریزی مین البومنائزڈ پیپر Albumnized paper کہتے ہین - اول تو اس کاغذ کے ٹکڑے شیشہ کی ناپ کے کاٹنا چاہئین -

اونکو روشنی سے بچانا چاہئے اور ایک کاغذ کے
بکس مین رکھکر اوسکو سیاہ کپڑے سے لپیٹ دو۔
جب تصویر کا شیشہ بالکل سوکھ جاوے تو اوسکو
پرنٹنگ فریم مین رکھو اور اوسکے مصالحہ کے سطح کے Printing frame
اوپر اور اوسکے اوپر اس کاغذ مین سے ایک ٹکڑا لیکر
جسکی چکیدار سطح شیشہ کے مصالحہ کیطرف ہونی چاہیئے رکھو
اوسکے اوپر چار پانچ تہ سیاہی چٹ کاغذ لگادو
تاکہ کاغذ شیشہ پر ہموار ہوکر لگ جائے۔ اب چوکھٹہ
کو باہر لاکر رکھدو۔ جب شیشہ پر روشنی پڑیگی
تو اندر کے کاغذ پر عکس آنا شروع ہو جاوے گا
چوکٹہ کو ایک دو مرتبہ کھولکر امتحان کر لینا چاہیئے
تاکہ کاغذ پر تصویر زیادہ سیاہ نہ ہو جائے اور
اوسکی ترکیب یہ ہے کہ چوکٹھہ کی آدہی طرف کے
ڈہکن کو کھولکر آدہی تصویر ایک مرتبہ اور اوسیطرح
آدہی تصویر دوسری مرتبہ دیکھہ لینی چاہیئے اگر کافی طور
سے سیاہی نہ آئی ہو تو پہر بند کرکے دہوپ مین

رکھدو - اگر آئینہ ہلکا یعنی گہری سیاہی نہ ہو
تو اوسکو سایہ مین رکھکر چھاپنا واجب ہی ورنہ
تصویر زیادہ سیاہ ہوجاویگی - اسیطرح جسقدر
تصویرین چھاپنی منظور ہون چھاپ کر اوسی کاغذ
کے بکس مین بند کرکے رکھدو - جب دس پندرہ
تصویرین چھپکر تیار ہوجاوین ایک بڑی رکابی
مین صاف پانی بھرکر ان تصویرونکو اوسکے
سطح پر اولٹا دینا چاہئے اور ہاتھہ سے تھپ تھپانا
چاہیئے کل پانی سفید رنگ کا ہوجاے گا اس
پانی کو کئی مرتبہ بدلنا چاہیئے جب بالکل سفیدی
نکل جاوے تو تصویرونکو ٹوننگ سولیوشن مین Toning Solution
ڈالنا چاہئے - اس سولیوشن بنانے کے لیے
یہ نسخہ ہے -

(نسخہ ٹوننگ سولیوشن)

کلورائد اف گولڈ　　۵ ڈرام یعنی ۵ گرین Chloride of gold

Acetate of Soda — اسیٹ آف سوڈا ۲ ڈرام

اب مقطر ۱۵ اونس

اسکو ایک روز پیشتر استعمال کے بنانا چاہیے اور کام ہو جانے کے بعد شیشے مین بھر کر آیندہ استعمال کے لیے رکھدینا واجب ہی جب ضرورت ہو تو صرف

Chloride of gold. — سونے کا تیزاب یعنی کلور اداف گولڈ بمقدار تصویروں کے ملاکر کام لانا چاہیے ایک تختہ کاغذ

Gold Solution — کے لیے ایک گرین گولڈ سلوشن کافی ہوتا ہی

تصویرین جسوقت دہوکر پانی سے نکالی جاتی ہین اوسوقت سرخ رنگ کی ہوتی ہین اور ٹوننگ سلوشن مین ڈالنے سے سیاہی شروع ہو جاتی ہے جب تصویرین جامنی رنگ پر آجاوین تو اون کو نکال لو اور پھر کئی مرتبہ پانی سے دہونا چاہیے

Toning Solution — تاکہ ٹوننگ سولیوشن کا اثر جاتا رہے اسکے

Fixing Solution — بعد ایک رکابی مین فکسنگ سولیوشن بہر کر تصویروں کو اوسمین ڈالو اور قریب پندرہ منٹ کے اوسمین پڑا رہنے دو اور ہلاتے رہو تاکہ علیحدہ علیحدہ

رہین اور مصالح کا اثر سب پر برابر ہو جب تصویرین بالکل صاف نظر آنے لگین تب اونکو باہر نکالکر خوب اچھی طرح پانی مین دھونا چاہیئے اور ایک دوسری رکابی مین صاف پانی بہر کر رات بہر اوسمین پڑا رہنے دو صبح کے وقت پانی سے نکالکر سفید سیاہی چٹ کاغذ مین داب کر خشک کر لو اگر تصویرون پر ہائی یعنے فکسنگ سولیوشن کا ذرا بہی اثر باقی رہجاویگا تو خشک ہونے کے دو ایک روز بعد پیلی پڑجاوین گی۔

فکسنگ سولیوشن بنانیکی ترکیب　Fixing Solution

ہائیپوسلفائیٹ آف سوڈا　۴ اونس　Hypo Sulphate of Soda

آب　۲۰ - اونس

اسکو کام مین لاکر پہینکدینا چاہیئے ہر وقت تازہ بنانا چاہیئے اب ان تصویرونکو جو کور کاغذ کارڈ پر چسپان کر لینا چاہیئے۔ تصویرین چپکانے کے واسطے ارارو ٹ استعمال کرنا چاہیئے۔

فصل ہفتم

(آلات و تیزاب جو کہ تصویر کھینچنے مین درکار ہونگے)

(۱) کیمرا و لنس و تپائی — Camera, lens + tripod
(۲) سیاہ کالیکو فوکس لینے کے واسطے ۲ درعہ — Calico
(۳) بوتل خورد شیشہ و آب کے ۴ عدد
(۴) ایضاً کلان ۴ عدد
(۵) تانبے کا گلاس چار اونس کا ۱ عدد
(۶) " ایک اونس کا ۱ عدد
(۷) پرنٹنگ فرم یک — Printing frame
(۸) رکابے خورد ۱ عدد
(۹) ایضاً کلان ۲ عدد
(۱۰) سرخ شیشے کی لالٹین یک
(۱۱) ڈرائی پلیٹ یک درجن — Dry plates
(۱۲) البومنائیزڈ پیپر ۳ تختہ — Albumenized paper
(۱۳) نائٹریٹ آف سلور یک اونس — Nitrate of Silver

(۱۴) تانبے کا گلاس دو اونس — ۱ عدد

(۱۵) ربلو ہاتھ — ۱ عدد

(۱۶) پائرو گیلک اسڈ — Pyrogallic acid

(۱۷) سٹرک اسڈ — Citric acid

(۱۸) ہائپو سلفٹ اوف سوڈا — Hypo sulphate of Soda

(۱۹) آب مقطر

(۲۰) امونیم برو مائڈ — Ammonium Bromide

(۲۱) لیکر امونیا — Liquor ammonia

(۲۲) کلوز اداف گولڈ — Cloride of gold ۱۵ گرین

(۲۳) اسٹیٹ آف سوڈا — Acitate of soda

(۲۴) ترازو معہ اوزان انگریزی — ۱ عدد

(۲۵) سیاہی چٹ کاغذ — ۱۲ تختہ

(۲۶) کارڈ تصویر چھاپنے کے واسطے — Card

(۲۷) شیشہ کے کیپ معہ کلڈ پیپر — Letter paper

عموماً تصویر کھینچنے کے شیشہ مفصلہ ذیل ناپ کے ہوتے ہیں ۔

Cart de vistite کارڈ ڈی وزٹ ۱/۲ ۳ ۴ ۱۴ تختہ

Cabinet　کبینٹ۔　۴ ۳/۴ + ۴ ۱/۴ ۶
عمارتوں اور دیواروں کی تصویروں کے لیے　۵ + ۷ ۱/۲
Full plate　فل پلیٹ یعنی پوری ناپ کا شیشہ　۶ ۱/۲ + ۸ ۱/۲
(۸ + ۱۰) و (۱۲ + ۱۵) و (۱۶ + ۱۸)
(۲۴ + ۳۰) وغیرہ وغیرہ۔

Albumnized paper
Solution
چھاپنے کا کاغذ جسکو انگریزی مین البونائزڈ پیپر کہتے ہین اور سکے اوپر چاندی کا سلوشن لگایا جاتا ہے اور سکے بنانے کی ترکیب۔

Nitrate of silver　نیٹریٹ آف سلور　۲۴ اونس
آب مقطر　۳۰ - اونس
Grain
Dish
یعنے بحساب ۶۰ گرین فی اونس آب مقطر اسکو ایک آئینہ کے ڈش یعنے رکابی مین چھانکر اوسکے اوپر کاغذ کورہ بالا کو جسطرف انڈے کی سفیدی کا روغن رہتا ہے۔ سلوشن آہستہ ڈالنا چاہیے

اور اوسکے کو تو نیپر او نگلیونکے اشارے سے
ایک منٹ تک دبائے رہنا چاہیئے تاکہ لیٹ کر
گول نہ ہووے بعد مین وہ خود پانی سکے اندر
سے سیدہا پہیل جاویگا دو یا تین منٹ
تک موافق مہم سرا وگرا سکے مسدس پر رکہدینا
چاہیئے اس عرصے مین ایک کونا اوٹہاکر دیکھنا چاہیئے
کہ بلبلہ تو نہین آگیا اگر آیا تو اوسکو پہونک کر ہٹا دینا
چاہیئے بعد ازان کاغذ کو آہستہ سے رکابی سکے صاف
کنارے کے سہارے سے باہر کہینچ لینا چاہیئے
پہر اوسکو سیاہی چٹ کاغذ کے اندر دباکر نمی کو
نکالنا چاہیئے اور ایک چپٹہ لکڑی کا جو کہ ایک
رسی مین لٹکا رہتا ہے اوسین کنارے پر لگانا
چاہیئے جب اچھی طرحسے سوکھہ جاوے اوسکو
کاٹ کر حسب ضرورت کام مین لایا جاوے ۔

باقی
راجہ مرلی منوہر

ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اس وجہہ سے واجب نہین ہے کہ اُس نے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لئے واجب ہی کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔

علاوہ ان صریح اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی رو سے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کے نسبت جو ایک رحیم و رحمان خدا کے لئے عمل مین آئے عاید ہوتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اس کی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہی کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اُسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کے نسبت کیون نہو تو بھی بنی نوع انسان کے کسی بھلائی کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور ولیون کا کام سمجھا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اسباب کو جانتا تھا جو اس نے ہمکو سکھائی ہے تو اس کا اپنی جان دیدینا ہرگز قربانی نہین کہا جا سکتا بلکہ صرف یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک اوسی آسمانی حالت کیطرف بازگشت تھی جس سے اس نے نزول کیا تھا۔

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر ان عجیب و غریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل

قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھ لیا جو اخیر زمانہ کے یونانیون سے خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین - ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب و غریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین اور ہم ان مسائل کو لوگون کے سامنے نہ ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے پیش کرتے ہین جو اُن مسکینانہ نکوئیون پر عمل کرتے ہون جنکی کتاب مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلہ سے پیش کرتے ہین جنکو ہر طرح کا آرام حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے ہین اور لوگون سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ حال کی اس سوسائیٹی مین داخل ہون جس مین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہو اور انسان کا اعزاز و اقتدار صرف اسکی دولتمندی پر منحصر ہو پس کیا یہہ کچھ تعجب کی بات ہے - کہ اس قسم کی تعلیم سیدہے سادے اور مفلس اور تعلیم یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہندو اس کو بالکل قبول نکرے رسوم و دستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے اب تک بہت پیچھے ہین - ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرایشی و زیبایشی پرستش و ارگانے بجانے اور رنگین کھڑکیون (گرجا کی کھڑکیان مراد ہین) وغیرہ اور ایسی رسوم کیطرف ہے جو خداوند تعالی

کے اس اعلی درجہ کے تصور سے جسکا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت
مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا ۔ ہم انسان کی مرغوبات رشوت کے
طور پر دیگر لوگون کو اپنے عبادت خانون مین بلانے کی کوشش کرتے
ہین اور اس مین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اس کو
بہ تعمق نظر دیکھین تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الہی کے
کسی طرح موافق نہین ہے ۔ حق یہہ ہی کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی
بنانا اور انکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہئیے
اور یہہ اصلاح کا کام اس حد سے بہت زیادہ بڑھکر کرنا چاہئیے جہان
کہ اسوقت ہوا تھا جسکو "ریفارمیشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے
اول ہمکو اپنے بشپون ۔ پادریون ۔ مشنریون ۔ اور عام عیسائی لوگون
کو عیسائیت سکھانی چاہئیے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی
امید کر سکتے ہین ۔ اسبات کے کہنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ جن
مسائل مذہبی کے نسبت ہمکو اعتراض ہے ، ان مین سے کسی ایک
مسئلہ کو بھی ایک سیدھا سادہ آدمی مسیح کی زندگی کے ان حالات
سے جو اناجیل ثلاثہ مین مذکور ہین نہین سیکھہ سکتا ۔ کیونکہ ان مین
اس کو یہہ بتایا جاتا ہے کہ "صرف ایک ہی خدا ہے جو رحیم و رحمان
ہے اور جسکا حکم دنیا کے لئے یہہ ہی کہ انسان محبت و بھی خواہی کے
مسئلہ پر عمل کرے جو کل مسائل کا اصل اصول ہی اور یہہ کہ اپنی بری

خواہشون کو روکے اور اپنے بنی نوع سے مہربانی سے پیش آئے"
اور انسان کا مذہب حق بھی ہے۔ باوجود اُن تمام خوبیون کے جو اسلام نے
عیسائیت سے اخذ کرلی ہین ہمارا عیسائی مذہب اس صورت ہین کہ جس
کی تلقین اسکے شروع مین کی گئی تھی اب بھی اپنے عجز و فروتنی اور ملائمت
اور بھی خواہی اور خیر اندیشی ہین اسلام سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور خود مسیح
ایک محبوب ترین نمونہ اُن خوبیوں کا ہے اور اُن معنون کے لحاظ سے
مسیح سے محبت کرنا بیشک ایک پسندیدہ اور اچھا خیال ہے جو انسان کیلئے
موجب شرف ہے اور جبکہ ہم "مسیح کی محبت" کے مسئلہ پر بڑا زور
دیتے ہین تو اگر اس محبت سے صرف یہی مراد ہوتی جو ہمنے بیان کی
ہے تو بہت ہی خوب ہوتا مگر غضب تو یہ ہے کہ اُس سے یہہ مراد لیجاتی
جاتی ہے کہ ہمکو اس سے اسلئے محبت رکھنی چاہئے کہ اُس نے ہماری
خاطر اپنی جان قربان کر ڈالی۔

مسیح کا سچا مذہب ایک ایسے زمانے مین آتا را گیا جو طرح طرح کے
مذہبون اور فلسفون سے معمور تھا اور جو نہین اسکا مالک دنیا سے
سدہارا ہر قسم کی لغویات اور مزخرفات سے اوسکو منڈہ دیا گیا اور
وہ لغویتین روز بروز یہان تک بڑھتی چلی گئین کہ اُسکا بالکل ستیاناس
ہوگیا۔ جب اتھاناسیس نے ایریس پر فتح پائی تو بہت سی باطل
پرستیان اور توہمات سب اطراف وجوانب سے مذہب کے ساتھ

چمٹا دئے گئے یہان تک کہ عیسائیت ایک ایسا ذلیل توہم ہوگئی کہ اگر اسکو اسکا بانی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا۔ اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت کی شکل ہیں اور اس کی خرابیون کی نسبت اعتراض اور ایک زیادہ پاک مذہب کی صورت مین جو پرانے پاک نمونون پر مبنی تھا اور جو قدیمی اصول حقہ کی طرف ایک بازگشت تھی دنیا مین آیا۔ اگرچہ یہہ اس عیسائیت کیطرف جیسکہ ابتدا مین تھی ایک کامل بازگشت نہ تھی کیونکہ اس نے مسیح کی فروتنی صلح پسندی اور عجز وانکسار کو پورا پورا اختیار نہین کیا اور وہ شاید اسیوجہہ سے ہماری ناقص فطرت کیلئے زیادہ تر باعث میل ورغبت ہوا لیکن جیسا کہ ہمنے پہلے بھی بیان کیا ہے اسلام مین بمقابلہ اس زمانہ کے سخت توہمات کی پوری پوری معقولیت موجود تھی اسلئے اس کو ایک بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین ہے اور جن لوگون نے اس کو قبول کیا اسمین بہت سے پہلے ہی ایک قسم کی حد سے گذرے ہوئے پروٹسٹنٹ عیسائی تھے۔ مثلاً بعض ایشیائی فرقے اور ایشیا کے رہنے والے اہل یورپ اور گو اب ہم اس امر کا اعتراف نکرین مگر ہے یون ہی کہ اسلام نے اس زمانہ کی تقریباً کل مہذب کرسچین دنیا اور کل ...ی ایشیا و افریقہ کو نگل لیا اور اپنے مین جذب کر لیا اور وہ خراب مذہب جسکو غلطی سے عیسائیت کہا جاتا ہے یونانیون اور رومیون سے اس گئے گذرے بقیہ کے علاوہ جو قسطنطنیہ اور رومانیز

موجود تھا صرف یورپ کے وحشیون یعنی قوم گاتھ اور روسیون وغیرہ کے پاس رہگیا جو اپنی کم عقلی کیوجہہ سے اس قابل تھے کہ منو بمانہ اعمال وافعال بجا لائین اور اپنی قوم کے سرداروں کے کہنے سے ایک لخت غول کے غول عیسائی ہوجائین۔ جب مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان و روم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اس سلطنت کی تہذیب و شایستگی اور علوم وفنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہہ ہی وجہہ تھی کہ انہون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اس کے ساتھ قوانین اور علوم و فنون اور لٹریچر سے بھی اُس کو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اُسوقت تک بالکل وحشی تھے اور اسطرحپر اسلام کے دنیا مین قایم ہونیکے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصًا افریقہ مین ترقی کر رہے ہین۔ یہہ ٹھیک ٹھیک کہنا بہت مشکل ہی کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کیطرح جو تمامہ اناجیل ثلاثہ مین منحصر ہی صاف اور واضح طور پر ایک مختصر دائرہ کے اندر محدود نہین ہے اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اسکا اندازہ صرف اس کے نتیجون سے کر سکتے ہین۔ چنانچہ اُس کی عام حالت تو بیان ہوچکی ہے اور کچھہ شک نہین ہے کہ وہ لوگون کی طرز زندگی

اور اُن کے چال چلن کے ظاہرا شائستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر
معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اس مین یہہ ہے کہ اس مین
نہ تو کچھہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات
پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھہ کے برخلاف
ہون اور اسیوجہہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان
بہت ہی کم ہے اور یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام کے
پیرو اس کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھہ شرم نہین کرتے
(یعنے اس مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو اُن کے لئے موجب شرم ہو)
بلکہ مرد اس پر ویسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسی کہ ہماری
عورتین عیسائیت کے نسبت پختہ اعتقاد رکھتی ہین - جو اخلاق اسلام
نے تعلیم کئے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین
ان کا اس برتاؤ کی بہ نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کے ساتھہ کرتے
ہین بہت بڑھ کر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے -
کہا جاتا ہے کہ اسلام مین عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہین
ہے لیکن یہہ خیال کرنا ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگونکو
مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رسان
مذہب ہے بلکہ برخلاف اس کے عیسائیون کے بہ نسبت مسلمانون نے
ہمیشہ بہت زیادہ تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہون نے

نہ تو لوگون کو ستا ستا کر اُن سے اپنا مذہب قبلوایا ہے اور نہ اُن لوگون کو جو مذہب کے اعتبار سے اُن سے مختلف ہون زندہ آگ سے جلا ڈالا ہے[1] اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتون نے اپنی کل رعایا کو اُن کا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا اور اس طرح پر متحد مذہب والی قومین بنائین مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حال کے زمانہ مین بھی ترکون اور مغلون نے کم ہمتی سے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قایم رکھا ہے۔

عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کے بظاہر زیادہ شایستہ ہونیکا سبب غالباً شراب کی ممانعت ہے حالانکہ ہماری عیسائی آبادیون کی کم درجہ کی قومون کے اسقدر بڑے حصہ کی خرابی اور ذلت کا سبب شراب ہی ہے اور ہمارے ہان شراب کی صرف ممانعت کا ہونا ہی نہین ہے بلکہ ہم اس کو اپنے سکرمنٹ (عشاء ربانی) مین استعمال کرکے ایک طرح سے متبرک بھی بناتے ہین اور شراب کو مسیح کا خون سمجھکر استعمال کرنا (جس کو ہم ایک غیر معمولی روحانی نکوئی قرار دیتے ہین)

نوٹ (۱) ایک عدالت مذہبی جس کا نام "انکیوزیشن" تھا اس کے حکم اور فتوی سے ۱۴۸۱ء سے جو چند عرصہ تک قایم رہی چوتیس ہزار چوبیس آدمی جلائے یا قتل کئے گئے تھے کہ وہ اس زمانہ کے موجودہ رومن کیتھلک مذہب کے پابند نہ تھے یا بت پرست یا یہودی یا مسلمان تھے۔ مترجم

نہ صرف ایک بہت ذلیل قسم کا توہم ہے بلکہ استعمال شراب کے مسئلہ کی نسبت کچھ کہنے کی وقت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ مسلمان شراب نہین پیتے مگر وہ فی الحقیقت شاذ و نادر ہی اس کا استعمال کرتے ہین اور یہہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ ان مین بیکار لوگ نہین ہے جو بہت سی برائیون مین مبتلا ہین خصوصًا وحشی خصال نیم مسلم قومون مین - لیکن حیثیت مجموعی کے لحاظ سے مہذب مسلمان ملکون کے لوگ بمقابلہ عیسائیون کے آبادی کے ظاہر از زیادہ تر معقولیت اور شایستگی اور عمدہ چال چلن رکھتے ہین - مسلمانون مین جو بُرائیان ہین وہ زیادہ تران زمانون کی بُرائیان ہین جن مین اسلام نے پختگی پکڑی اور ہماری جو خرابیان ہین وہ بہ نسبت ہمارے مذہب کے ہمارے زمانہ کی خوبیان ہین - اسلام کی نسبت جو عمومًا ایک برا خیال پھیلا ہوا ہے وہ غالبًا زیادہ تر اس خیال کیوجہہ سے ہے کہ وہ تعدد ازدواج کا جوابدہ ہے مگر اس بات کو کہان تک بار بار کہا جائے کہ نہ تو تعداد ازدواج خصوصیت کے ساتھ ایک اسلامی قاعدہ ہے اور نہ ایک جورو پر قناعت کرنا بالتخصیص ایک عیسائی قانون ہے بلکہ یہہ دونون رسمین ان مذہبون سے بہت پرانی ہین -

ازدواج کا معاملہ قدیم سے دو طریقون مین منحصر رہا ہے یعنی ایک تو معاہدہ کے طور پر جو باہین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے شادیکا ہونا

دوسرا- صرف چند رسوم مذہبی کے ساتھ شادی کا عمل مین لانا اور اُسکا ناقابل الافتراق سمجھا جانا- پس اگر کوئی شخص اپنی جورو سے کسی حالت مین بھی قطع تعلق کا مجاز نہو تو وہ دوسری عورت کے ساتھ شادی کرنے پر عموماً کم مائل ہوتا ہے اور مذکورہ بالا طریقون مین سے مذہبی رسوم کے ساتھ ازدواج کا عمل مین آنا ایک نہایت پرانا آریا قوم کے لوگون کا طریقہ ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس کی ابتدا کب سے ہے۔ یہہ طریقہ تمام قدیم آریا ملکون مین جاری تھا اور ہندؤن مین تو موت بھی اسکو قطع نہین کر سکتی (یعنے بیوہ ازدواج ثانی کی مجاز نہین)- اور معاہدہ کے طور پر ازدواج کا ہونا جیسا کہ ہمکو معلوم ہے کل بنی سام یعنے یہودیون اور عربون وغیرہ مین مروج تھا اور یہہ ظاہر ہے کہ جو امر کسی معاہدہ کے ساتھ قرار پاتا ہے وہ کسی دوسرے معاہدہ کے ساتھ زایل بھی ہو سکتا ہے پس معاہدہ کے ساتھ جو ازدواج عمل مین آتا ہے اس مین طلاق کیلئے بہت بڑی سہولیتین ہوتی ہین اور ہر ایک شخص کو اختیار رہتا ہے کہ اپنی پہلی جورؤن کو چھوڑ کر نئی بیویان کرلے اور ایشیائی ملکون مین مرد کو ایک ہی وقت مین معاہدہ کی شادی کے طور پر کئی بیویان کر لینے کا اختیار رہا ہے گو یہہ معاملہ فی الحقیقت شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے- مہذب ممالک اسلامیہ مین جو یہہ طریقہ جاری ہو کہ زوجہ مہر کی ایک معقول رقم کے

ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور نیز یہہ کہ تنخدا عورتون کی جائداد شرعًا شوہر سے علیحدہ خود عورت کی ملکیت تصور کیجاتی ہے اس لئے مسلمانون کے لئے طلاق کی سہولتون کو بہت کچھ کم کر دیا ہے۔ ہمکو معلوم ہے کہ اخیر زمانہ کے رومیون مین معاہدہ کے طور پر ازدواج کا طریقہ مذہبی رسوم کے ساتھہ شادی کے طریقہ پر غالب تھا بلکہ ازدواج کا رومن لا (یعنے رومیون کا مختص القوم قانون ازدواج) بھی ہوگیا تھا اور طلاق کے لئے اسقدر آسانی تھی کہ وہ عملاً ایشیائی طریقہ تعدد ازدواج کے برابر ہے سا تھا محمدن لا (یعنے اسلامی قانون ازدواج) بہت کچھ وہی "رومن لا" ہے اور چونکہ عربون کے قدیم اور ان کی بہ نسبت رومیون کے کسیقدر قریب العہد قانون دونون بالاتفاق ازدواج کو صرف ایک معاہدہ قرار دیتے تھے اس لئے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ یہہ طریقہ ممالک اسلامیہ مین جاری ہوگیا مگر حقیقتاً مذہب سے اس کو کچھ تعلق نہین ہے بلکہ فی الواقع "رومن لا" بہت سے عیسائی ملکون مین بھی دخل پا گیا ہے چنانچہ زمانہ حال مین لوگ امریکہ اور اور ملکون مین طلاق کے معاملہ مین آسانی ہونے کے لئے زور دے رہے ہین جو قدیم مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہے۔ ہم یہان اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے کہ فی الحقیقت مسیح نے مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کو

واجب قرار دیا ہے یا نہین لیکن اس مین شک نہین کہ کیتھلک چرچ نے کسی وجہہ سے ہمیشہ اس طریقہ کو اختیار کیا ہے ۔ یہہ کہنا ایک اپنی اپنی رائے ہے کہ طریقہ اچھا ہے مگر جیسا کہ مین نے ابھی بیان کیا ہے زمانہ حال کے عیسائی ملکون مین اس طریقہ پر قایم رہنا مشکل ثابت ہوا ہے جہانتک کہ صرف ایک عورت سے شادی کا کرنا اور طلاق کی ممانعت ایک عمدہ بات کہی جا سکتی ہے بیشک اس کا فخر قدیم عیسائیون یعنی کیتھلک چرچ کو حاصل ہے لیکن یہہ طریقہ اچھا ہو یا برا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ عیسائی چرچون کا ازدواج کا منتخب قاعدہ مشنریون کی ترقی کا مؤید نہین ہے کیونکہ معاہدہ کے طور پر بیاہ کا طریقہ بہت سی ایسی قومون کی عادت اور مذاق کے موافق ہی جو ابھی نہین ہین اور وہ ایک ایسے مذہب کو جو اس قسم کے طریقہ کو باقاعدہ بنا کر اس کو قانونی لباس پہنا دے بہ نسبت ایک ایسے مذہب کے زیادہ پسند کرتے جو ان کو ایک ہی جوروپر مقید رکھے اور نہایت سخت طور سے جکڑ دے ۔

تہذیب و شایستگی اور حکومت اور اختیار کے لحاظ سے جو تفوق مسلمانون کو بہت سی صدیون تک حاصل رہا ہے وہ اب ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور وہ اب بالکل عیسائی قومون کا حصہ ہے ہاور ہندوستان اور اور ملکون کے نقشون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد مین اب ان کے ابتدائی زمانہ کی سی سرعت کے

ساتھہ ترقی رک گئی ہے مگر باوجود اس ہر قسم کی فوقیت کے جو پروٹسٹنٹ عیسائیون کو بلحاظ ایک فرمان روا قوم ہونے کے حاصل ہی وہ پھربھی کچھہ نہین کرسکتے۔ ہندون کا عظیم الشان گروہ ابتک اپنے پُرانے دستورات پر قایم ہے اور اُن مین سے جن لوگون نے تعلیم پاکر اپنے پُرانے اعتقادات کو چھوڑ دیا ہے وہ مسلمانون اور عیسائیون دونون کے مذہب کی طرف ملتفت نہین ہوتے۔ پس عیسائیت اور اسلام کی ترقی کا اگر کچھہ مقابلہ کیا جاسکتا ہے تو صرف اُنہین سیدہی سادہی قومون کے معاملون مین ممکن ہے جو اپنے اعتقادات مین زیادہ استحکام نہین رکھتین اور اُن مین اگر دیکھا جائے تو بے شبہہ غلبہ مسلمانون ہی کو حاصل ہے۔ افریقہ کی قومون کی عادات وخیالات مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو خصوصیت کے ساتھہ اسلام کے موید ہو بلکہ اس کے برخلاف وہ پرجوش طبیعت کے لوگ ہین اور جب کوئی قوم ایک بار اس مسئلہ کو کامل طور پر مان لے تو مسیح مصلوب کی محبت اور کفارہ کے مسئلہ مین ایک ایسی خاص بات ہے جو اسکے معتقدون کے دلمین ایک خاص طور کی تاثیر پیدا کرلی ہے چنانچہ اس قسم کی طبیعت والے عیسائیون مین امریکہ کے حبشی سب سے بڑہکر ہین۔ وہ لوگ خانگی غلامی سے نکل کر مذہبی غلامی مین پڑنا اور رومن کیتھولک مذہب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ وہ مذہب

بہت کچھ ظاہری ارادی کا اظہار کرتے ہین اور اپنے خانگی تعلقات
مین ابتک بھی بہت بے قیدی ظاہر کرتے ہین - ہم یہہ نہین کہہ سکتے
کہ اگر اُن کو مسلمان بنایا جاتا تو اُن کی کیا حالت ہوتی مگر عیسائی ہوکر تو
جیسا کہ ہم دیکھتے ہین اپنی عقیدون مین وہ نہایت ہی پکی اور دلی یقین
رکھنے والے ہین - یہہ بات تسلیم شدہ معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ مین
مسلمانون کو بہت زیادہ اور ہمکو بہت کم کامیابی حاصل ہے اور باوجودیکہ
مسلمان واعظون کو کہین سے کسی قسم کی مدد نہین پہونچتی وہ افریقہ کے
مشرقی اور درمیانی حصون مین لوگون کے غول کے غول مسلمان بناتے ہین اور ہم
وہان کچھہ بھی نہین بن پڑتا اور جنوبی افریقہ مین بھی باوجودیکہ وہان ہمکو حکومت
حاصل ہونے کی وجہہ سے ہر طرحکی فوقیت حاصل ہے اور فراخ دلی کے ساتھہ مشنریون
کے ذریعہ سے بڑی بڑی کوششین کیجاتی ہین تاہم ہماری ترقی کی رفتار
سست اور مشتبہہ ہے الغرض ہم اس مضمون کو جیسا کہ ہم نے شروع مین کہا ہے
اس قول پر ختم کرتے ہین کہ عیسائی اُس وقت تک کافرون کو عیسائی
نہین بنا سکتے جب تک کہ خود اپنے کو عیسائی نہ بنائین - اگر ہم
کسیطرح اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو مسیح نے سکھائی
تھی تو اسلام کو کامیابی کا کوئی موقع نہین رہنے کا - مگر جب تک
ہم اپنے اُن مخصوص مسائل والے مذہب کا جو کسی انسان کی سمجھہ
مین نہین آسکتے وعظ کرتے رہینگے اُسوقت تک میدان سابقت

ین ہمکو سبقت کی امید بالکل رکھنی نہین چاہئیے ٭

٭ اگر کسی طرح عیسائی اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو حضرت مسیح نے سکھائی تھی جسکا ذکر اس آرٹیکل مین ہے تو اسلام کو بجای نقصان کے بڑی کامیابی ہوگی کیونکہ وہ عیسائیت بالکل اسلام کے مطابق ہوگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ یہہ خیال کرنا کہ اصلی عیسائیت اور اسلام باہم مختلف ہین محض غلطی ہے۔

☆ پیر نوجوانی یعنی ☆

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوت باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اسکی استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجز خلقی مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے رفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا غذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچروپیہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دواء عجیب یعنے کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزاے مناسب تیار کیا گیا ہی چہار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ اور واع و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائی ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہوکر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔ **(اکسیر حیات)** یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ جیسے تپ چوتھیا تپ دق استسقا لمحال۔ آتشک سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خواری اور چاندو نوشی جو خشکی و لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل پانچروپیہ محصول ایکروپیہ ۸ عہ۔ **(عجیب چیز)** تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل درد و مسہ کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد و مسہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۲ تولہ قیمت پانچروپیہ محصول ۴ر **جہان نما** اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھولی۔ دھند۔ درد و سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے قیمت پانچروپیہ محصول ۴ر وزن عرق ۱۲ ماشہ۔

بیمثل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب ہے

گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھی آٹھوین روز مہندی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اس مین قریب ۴ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہی اور بالون کے سیاہ ہونیکی سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت - ظاہر ہی کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اس سے سوائی نقصان اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہی بجا ہی انہین دقتون کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائی بجا ہی ناظرین سے امید ہی کہ قیمت بھیجکر طلب کرین - اس مین کوئی مبالغہ نہین - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بینظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو مفرح دماغ ہی بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالون کو مقابل اصلی بالونکے کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہی کسی چیز کی باندھنی کی ضرورت نہین - دوسری تیسری روز لگائی تو بال مثل اصلی بالون کے سیاہ ہونگی کوئی تمیز نہ کرسکیگا کہ یہہ خضاب ہے ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیرہ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عـہ علاوہ محصول نصف شیشی عـہ چہارم شیشی عـہ - اس سے کم غیر ممکن ہی - میری شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی -

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میری عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگی چاہئیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سی ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سرٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنی شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالئے ہین پس میری سرٹیفکٹ اور ان حکیمون کے سرٹیفکٹون مین بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دہوکا نہ ہو - ایک طویل فہرست بہت سے ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہی قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کارخانہ سی طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سی ظاہر ہوگی -

المشتہر حکیم ابو الحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

[illegible] علام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہو

جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سی ملسکتی ہین۔ (طلاء) مورا

نقص رگون کی رطوبت وبگاڑ دور کرتا ہی فی تولہ للعہ (سرپ) دافع نامردی رقت منی و

انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضائی رئیسہ معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات وامر

سی کمی اشتہا ضعف جگر وسستی لاحق ہو دور کرتا ہی۔ فی بوتل للعہ۔ (سوزاک و قرحہ) نیا ہو

۴۸ گھنٹہ مین اپنا اثر سٹرن ریم وغیرہ کو زائل کرتا ہی فی تولہ صہ۔ (ہیرا ئیل خوشبو

کو سیاہ رکھتا ہی نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہی فی شیشی [illegible]۔ (

بلا منہ قی دوست دور کرتا ہی پھر پھوٹتا نہین دو ہفتہ للعہ۔ (کحل الجواہر) سرمہ مقوی

بینائی دافع نزول دو ہند جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ [illegible]۔ (عجیب الاثر) سفوف

کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑون کی خرابیان ۲ تولہ عمر۔ (حب بواسیر

خونی مسوڑون کی ٹیسین قبض کو مفید دو ہفتہ عمر (حب ذیابیطس) بار بار آنا

ذیابیطس وکمزوری ولاغری کو دافع ہی۔ فی تولہ عہ۔ (حب قایم مقام) افیون وچ

ضرر وحرج نشہ چھوٹ جائی فی تولہ صہ۔ (عرق ماء اللحم انگوری) مفرح مولد خون

دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ۔ درد سر تاپ تلی وجع مفاصل۔ لاغری ضیق النفس

بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عمر ۳ بوتل [illegible] (روغن اعجاز

بھگندر۔ تالو کا سوراخ خنازیر۔ بدگیری زخمون کی۔ کالی کھانسی۔ قی ایام حمل خسرہ چیچک کو چھا

ہی ۲ تولہ عمر۔ رسالہ دافع آتشک و سوزاک۔ رسالہ ہیضہ۔ رسالہ بواسیر۔ مفرحات مسکر

رسالہ حافظ صحت سالانہ المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

Ashu's Powder....

آشو کا سفوف

بنایا ہوا سفوف کامل طور سے مختلف قسم کی شراب پینے کی عادت کو چھوڑا دیتا ہے قصور ہاضمہ بدہضمی وغیرہ کو دور کرتا ہے حسب ہدایت مندرجہ اشتہار جو ہمراہ شیشی کے ہے استعمال کرنا چاہیے قیمت فی شیشی عہ ۔ بی۔ مکرجی مقام بارناگور براہ کلکتہ سے ملتا ہے۔

The Great Oriental Medicament

مشرقی اکسیر اعظم

ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کا سمرٹین ڈراپس

قوت باہ کو تقویت اور ترقی دیتا ہے معدہ۔ مثانہ۔ گردہ۔ پھیپھڑا۔ جگر کو مضبوط اور درست کرتا ہے مفصلہ ذیل امراض کیلئے حکمی اثر رکھتا ہے اور بہت کچھ تعریف کے ساتھ سفارش کیا گیا ہے۔ دمہ کھانسی۔ استسقا۔ کرم۔ ریت۔ بخار کہنہ۔ امراض جگر۔ اختلاج قلب۔ جگر۔ ضعف اعصاب۔ درد سر۔ زخم اندرونی۔ تہہ نشینی ریت۔ پیشابی امراض جیسے سوزاک۔ کہنہ سوزاک۔ رقت منی۔ کہنہ سوزش مثانہ۔ نزلہ۔

بیرونی استعمال سے ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کے سمرٹین ڈراپس مفصلہ ذیل امراض کیلئے بے بہا ثابت ہوئے ہیں جلا ہوا زخم۔ زخم کسی قسم کا ہو چھالے۔ نہایت سخت زخم۔ داد۔ ایپرس۔ فالج۔ برص وجع مفاصل۔ نقرس۔ آتشکی زخم۔ اور جلدی بیماریاں کو کیسی ہی خراب ہوں۔ پوری ہدایت ہمراہ رہتی ہے۔ قیمت ہر شیشی۔ عہ۔ عمعہ۔ سے۔ عہ عہ۔ ٭ ٭ ٭

المشتہر

اے۔ بی۔ مکرجی۔ مالک دواخانہ مقام بارناگور

متصل کلکتہ

A. J. Mo.

Barnagore via Cal

اشتہار

۱۔ اس رسالہ کی قیمت معہ محصولڈاک سالانہ .... عہ
۲۔ کم آمدنی والوں سے .... لعہ
۳۔ جو صاحب سب سے اعلی مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگی اُن کو ایک اشرفی نذر دیجائیگی
۴۔ دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہئے۔
۵۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر۔

ذیل کی کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین۔

۱۔ ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفۂ بی۔ اے۔ واکر بیرسٹرایٹ لا قیمت ... عصہ
۲۔ بچون کی پرورش کے طور و طریقہ ڈاکٹر بارودی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مدراس ٹکسٹ بوک بورڈ مین صاحبہ نے کیا ہی اور انعام پایا ہے ۸/
۳۔ زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر سے

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

منیجر
توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

جلد دوم — حسن — نمبر
جولائی سنہ ۹ عیسوی

مضامین

حیدر آباد دکن
مطبع حسن میں چھپا

نذر اشرفی

ماہ گذشتہ کے رسالے کے ٹیٹل پیج میں سہو کاتب سے جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب فیلو آف دی الہ آباد یونیورسٹی کے نام کے مقابلہ (اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دیگئی) کا لکھنا رہگیا ناظرین درست فرمائیں -

اشتہار فروخت اسباب

حسب ذیل اسباب فروخت کے لئے موجود ہے جن حضرات کو مطلوب ہو مشتہر سے درخواست کریں -

تانگہ	ماصہ	سرنگ گھوڑا	سہار
جوڑی یابوؤں کی	اسہ	گیا لے سبز	مااصہ
ہارنس جوڑی کا	سہ		

کل اللعہ

اور دو عدد جھومر یعنی درخت روشنی کے (۱۲ پونڈ کا اور دوسرا دو ڈھائی ۲۴ پونڈ کا) فروخت کے لئے موجود ہے درخواست پر قیمت کی اطلاع ہوگی فقط

رسید زر

مہتمم شکریہ کے ساتھ اون حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کرتا ہے جنہوں نے زر چندہ سے اعانت فرمائی

نواب اعظم یار جنگ بہادر صوبہ دار شرقی	[illegible]	منشی گھونہ تھر پرشاد صاحب مددگار معتمد پولیٹیکل	[illegible]
میر نیاز قسمت علی صاحب	[illegible]	نواب میر حیدر علی خان بہادر جاگیردار	[illegible]
نواب فتح الملک بہادر	[illegible]	مولوی ابو الحسن صاحب عہدہ دار سرکار نظام	[illegible]
منشی محمد نیاز علی صاحب بہادر مدار المہام سرکار بھوپال	[illegible]	مولوی عبد الغفور صاحب وکیل درجہ اول	[illegible]
مولوی سید احمد صاحب مددگار معتمد سررشتۂ تعلیمات اضلاع	[illegible]	مولوی محمد محی الدین صاحب نائب ناظم سررشتۂ صوبہ غربی	[illegible]
نواب [illegible] یار جنگ بہادر کمشنر انعام	[illegible]	مولوی الطاف حسین صاحب حالی دہلی	[illegible]
مولوی [illegible] علی صاحب [illegible] نائب کمشنر انعام صوبہ شرقی	[illegible]	بچے راجیو صاحب	[illegible]
نواب [illegible] یار جنگ [illegible] بہادر	[illegible]	نواب افتخار جنگ بہادر معتمد مالگذاری	[illegible]
راجہ [illegible] بہادر [illegible] پرشاد صاحب مددگار عدالت [illegible]	[illegible]	مولوی امین الدین صاحب دوم تعلقدار اندور	[illegible]

ہندوستانی حرفت و صنعت قدیم

چونکہ ان دنوں دیسی صنعت و حرفت کی طرف رؤسا و عمائد کا خیال زیادہ رجوع ہوا ہے اور اخبارات دیار و امصار نے اس جانب ایک نئی تحریک پیدا کر دی ہے اس لئے کہ تعلیم مغربی سے کچھ حب الوطنی کی جانب عموماً رجحان ہو گیا ہے کہ اپنے ملک کی بہبودی دیسی حرفت و صنعت ہی سے ممکن ہے اور ملازمت کے عہدوں میں جگہیں زیادہ بھر جانے سے خیالات کا ملیٹا اس راہ پر آ لگا ہے کہ آزادی کے ساتھ فارغ البالی سے بسر کرنا صنعت و تجارت و حرفت ہی پر منحصر ہے اور اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی چند روز پہلے اس صیغہ کی کیا کیفیت تھی اور اب کیا ہے آئندہ کار برآری کے وسائل مضبوطی کے ساتھ یہاں کیسے اور کتنے موجود ہیں۔ ملک کی دولت ملک ہی میں تقسیم ہو جانے سے کیسے کیسے فوائد ہیں ہماری حرفت و صنعت کیلئے کیا کیا سخت رکاوٹیں ہیں ہمارے گون اور ہم کس کے محتاج ہیں یہ سب باتیں ہمیں روزمرہ کے زندگی کیلئے نہایت ضروری ہیں۔ اس مضمون صنعت و حرفت و تجارت کی تاریخی کیفیت نہایت جامعیت سے بطور حسن دکھلائی گئی ہے اس مردہ صنعت کو زندہ کرنے کی جانب خیر خواہان ملک اپنا خیال رجوع کریں۔ اور اس بات کا فیصلہ کریں کہ صنعت جدیدہ اور قدیمہ بحالت مجموعی کیونکر ہندوستان میں اب جاری ہو سکتی ہے

سولھوین صدی مین فرنگی تجار سواحل ہند پر پہنچے تو انھون نے ہندو اور
مسلمان دونون کو ایسا ہی اعلےٰ شائستہ اور مہذب پایا جیسے اپنے اہالیان
ملک کو - عمارت سازی - سوتی اور ریشمی پارچہ بافی - زرگری و فن جوہری
مین باشندگان ہند اسوقت سب پر سبقت رکھتے تھے سوتی کپڑے
کا رواج ہندوستان مین قدیم الایام سے ہی روئی کے کپڑے اور
انکا بننا واقعۂ مہابھارت کے پہلے سے تھا - اہل یونان پنبہ بافی کو سندن
لکھتے ہین - جس لفظ کا ماخذ وہی سندھ ہی جیسا انڈس اور انڈس سے
انڈیا نکلا ہی - اسی طرح ایک سفید سوتی پارچہ کو کیلیکو کہتے ہین جو کالیکٹ
واقع ساحل ملابار (مدراس) مین پہلے پہل تیار ہوا تھا - کتاب پیریپلس کے
مصنف نے کئی قسم کے سوتی کپڑون کا ذکر کیا ہی جو تجارتاً دوسرے ملکون
مین جاتا تھا مارکو پولو پہلا عیسائی سیاح کھمبات کی روئی اور بکرم (کتان)
کی بہت تعریف لکھتا ہی مختلف اقسام کے پارچے جو ہندوستان کے مختلف
مقامون مین تیار ہوتے ہین انکا بالتشریح بیان کرنا مشکل ہی لیکن
ان مین سب سے مقدم ڈھاکہ کی ململ ہی جو کسی زمانہ مین نہایت شہرت یافتہ
تھی اور اب بھی فرمائشاً تیار ہو سکتی ہی مگر جو نفاست اُس زمانہ مین
تھی جبکہ ڈھاکہ مسلمانون کا پایۂ تخت تھا وہ اب نہین ہی اور اُنکی صنعت
کی اعلےٰ ترقی اور انتہائی کامیابی اس سے ثابت ہوتی ہی کہ ۱۲۶ قسم کے
مختلف الانواع اوزار استعمال ہوتے تھے

بہترین ململ سادہ بنی جاتی ہے لیکن ریشم کی رنگین بوٹیاں دوسری قسم کے کاریگر ڈالتے ہیں تھوڑی تھوڑی مقدار میں ململ مقام سریل متعلقہ ضلع بیڑہ میں تیار ہوتی ہے - اور سانتی پور ضلع ندیا اب تک اپنی قدیم عزت بہت عمدہ ململ کی قائم رکھی ہوئی تھی مدراس میں عمدہ پارچے اب تک تیار ہوتے ہیں - ارنی کی ململ جس کو فرقہ بنیر ساحل ملابار ڈالتے ہیں نفیس مچھلی پٹم کی چھینٹ ورنگا پٹم کی نجم (یعنی ۱۲۰ سوت کا پارچہ) نیلور کی نیلی سلمیر ہیں - بنگلور میں قدیم شاہی پارچہ بافوں کی اولاد اب تک ایک عمدہ خاص قسم کے پارچے بننے میں مشہور ہے - جو سرخ اور سیاہ قدیمی طریقے پر چھاپا کرتے ہیں - احاطہ بمبئی میں - احمد آباد - سورت - بھڑوچ - میں عمدہ چھاپے کی ساڑیاں تیار ہوتی ہیں جو گجرات کی شہرت کے باعث ہیں - پونا - ایولا - ناسک - دھاڑوار میں پہلے سوت رنگ کر کپڑا تیار کراتے ہیں جو اقوام مرہٹہ کے استعمال میں بکثرت آتا ہے پارچہ باف اکثر ریشم اور سوت ملا کر پارچہ بنتے ہیں اور بہت بیش قیمت اشیاء ریشمی یا زریں کناروں کے ساتھ تیار ہوتی ہیں - ممالک متوسط میں چاندا - اور ہوشنگ آباد سب سے بڑے شہر ہیں جن میں پارچہ بافی کا کام ہوتا ہے -

ریشم بافی کا معمولی پیشہ ہر مقام میں پایا جاتا ہے - ہندوستان بھر میں صرف بنگال ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں ریشمی کیڑوں کی

پرورش ہوتی ہے اور دوسرے پرورش جو شہتوت کے درختوں پر ہوتی ہے سرسبزی کی حالت میں ہے اب تک شہر چونیم پرورش یافتہ ریشمی کیڑوں سے حاصل ہوتا ہے ریشمی ذخیرہ میں زیادہ معاون نہیں ثابت ہوا۔

ریشم اور سوت کے بننے والوں میں مابہ الامتیاز فرق یہی ہے کہ ریشم باف بخلاف سوت بافوں کے دیہات میں نہیں رہتے بلکہ انکی صنعت و حرفت کا مرکز شہر ہی ہوتا ہے۔ ریشمی پارچے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ کہ جس میں خالص ریشم ہو۔ دوم وہ جس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو۔ ان ہر دو قسم کے پارچوں پر سنہرا اور روپہلا کام ہوتا ہے۔ مخلوط ریشمی پارچوں کو مشروع یا صوفی کہتے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ از روے شریعت اسلامیہ کل مسلمان اس قسم کے پارچے استعمال کرنے کے مجاز ہیں بخلاف خالص ریشمی پارچوں کے کہ اُس کی ممانعت ہے۔ مخلوط ریشمی پارچے بکثرت بنے جاتے ہیں اور پنجاب سندھ۔ آگرہ۔ حیدرآباد دکن۔ تنجور۔ ترچناپلی۔ واقع مدراس اس کی ساخت کی خاص جگہیں ہیں۔ خالص ریشمی پارچے سادہ بنے جاتے ہیں یا اعلےٰ درجہ کا اُنپر کام ہوتا ہے۔ مثل کمخاب وغیرہ کے۔ اس قسم کے پارچے خصوصیت سے بنارس۔ مرشدآباد۔ احمدآباد پیٹھاپولی میں تیار ہوتے ہیں۔ اور ان پر شکارگاہ۔ چاند تارہ۔ مشجر (آب نقرہ) سورگلا گردن طاؤس یا منقش ہوتے ہیں۔

چھاپیکے ریشمی پارچے پارسی اور گجراتی عورتون کے لیئے سورت مین تیار ہوتے
ہین - اورنگ آباد کے ہمرو اور مشروع زمانہ حال مین نہایت عمدہ اور
بہ نسبت کلون کے پارچہ کے زیادہ پائدار بھی ہوتے ہین -

کارچوبی کام ریشمی - اونی - سوتی چرمی اشیا پر کیا جاتا ہی کارچوبی
کام کا بھی جولاہون کی طرح چھوٹا کرگا ہوتا ہی جس مین تنا یا جاتا ہی یا پہلے
اسکا نقش یا الیس بنا کر بعد کو سوئی سے ٹانک لیتے ہین وہ مشہور چوغہ
جواندنون انگلستان مین کثرت سے بجائے ڈریسنگ گون کے از شوق
مستعمل ہوتا ہی پٹو یعنی اونٹ کے بال سے بنا جاتا ہی اور جسپر
کارچوبی کا کام کشمیر پنجاب - سندہ مین کیا جاتا ہی - کشمیری شال جو
انتہا نہایت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہی خود کشمیر یا لودہیانہ و دیگر مقامات پنجاب مین
تیار ہوتا ہی جو کوہ ہمالیہ کی ایک خاص قسم کی بکریونکے نرم بال یعنے پشمینہ سے
بنا جاتا ہی - ململ پر بھی ڈہاکہ پٹنہ اور دہلی مین ریشم اور کلابتون کا کام ہوتا ہے - سندھ
اور کچھ مین جو رنگین ریشم و زرین کام ہوتا ہی وہ اپنی جنس مین خصوصیت رکھتا ہی گجرات
مین چرمی کامون پر بھی کارچوبی کیجاتی ہی شاہی جلوس وغیرہ سے معزز موقعون پر
گھوڑے اور ہاتھیون کی جھولین چھتر اور چھاتے مخمل کی نکلتی ہین جسپر بہت
شان و شوکت سے گلبرگہ اور اورنگ آباد کا زرین کارچوبی کام ہوتا ہی

تخمیناً بیس برس کا زمانہ گزرا کہ خلد آشیان نواب سر سالار جنگ بہادر مرحوم
نے پانچ یا پانچ ہزار روپے کی ہاتھیون کی جھول گلبرگہ مین تیار کرائی

لندن پہنچے تھے جو میرے نظر سے گذر رہے تھے - انکی چمک دمک آنکھوں سے خیرگی پیدا کرتی تھی اور نیز سابق کے - گائیکوار بڑودہ - نے ایک چادر بنوائی تھی جس مین سوتی اور بیش قیمت جواہرات عربی نقش و نگار کے ساتھ ٹنکے ہوئے تھے جس کی مجموعی قیمت ایک کرور روپیہ بیان کی جاتی ہی چونکہ نہایت قیمتی اُس مین جواہرات لگے ہوئے تھے اِس لیئے اُس پر لطافت سے نظر پڑتی تھی اور جب دھوپ مین کھولدیا جاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ تمام قوس قزح کا ہی مخزن ہی - نقش و نگار کی نفاست سے بہت بھلا اور دلچسپ معلوم ہوتا تھا -

قالین دو قسم کی ہوتی ہین - سوتی اور اونی - سوتی کو دری اور شطرنجی کہتے ہین جو یقیناً ہندوستانی ایجاد ہی - اور خاصکر بنگال اور شمالی ہندوستان مین بنی جاتی ہین - دریان عموماً سفید ہوتی ہین اُن پر خطوط اور پٹیان سیاہ سرخ اور نیلی بنائی جاتی ہین اور گاہ گاہ کچھ اور قسم کے نشانات چوکور یا گول بنا دیا کرتے ہین - اونی کو غالیچہ - اور قالین کہتے ہین - غالیچہ اصل مین ایران اور ترکستان سے آئے ہین جہان ابتک نہایت عمدہ و بہتر تیار ہوتے ہین - مسلمانونکی فتوحات کے ساتھ اس کا بھی یہان رواج ہوا - اس کے بننے کا یہ طریقہ ہی کہ اسکی تہ مضبوط سوتی خواہ کتانی دھاگے کی ہوتی ہی اور زیادہ محنت اور عقلمندی سے رنگین چھوٹے اون کے ٹکڑے

ہوئے دھاگے اس طرح ان مین چسپان کئے جاتے ہین کہ ان کے
دونون کونے اوپر نکلے رہتے ہین بعدہٗ اُن کونون کو جو نکلے رہتے
ہین سطح سے برابر کتر دیئے جاتے ہین اور جولائن رنگین یا نقش
بننے سے بنجاتی ہےٗ اُس کو اوزار سے کوٹ کر سطح کر لیتے ہین۔
اس حرفت کے بڑے تاریخی مواقع ہندوستان مین کشمیر۔ پنجاب۔ سندھ
آگرہ۔ مرزاپور۔ ورنگل۔ ملا بار۔ مچھلی پٹن ہین مخملی غالیچے بنارس
اور مرشدآباد مین اور ریشمی تنجور۔ اور سیلم مین تیار ہوتے ہین۔
لندن کی نمائشگاہ واقع ۱۸۵۱ء مین بہترین ہندوستانی
قالین ورنگل سے گئی تھی۔ یہ مقام حیدرآباد سے ۹۰ میل کے فاصلے
پر ہےٗ۔ اس قالین مین بے انتہا دھاگے قریب قریب مسلسل ترتیب
دیئے ہوئے تھے یعنے تقریباً ایک مربع فٹ مین بارہ ہزار دھاگے
تھے اور یہی اُس کی بڑی اور خاص صنعت تھی۔ رنگت مین مساوی
اور نہایت لطیف معلوم ہوتا تھا اور یہی ایک نمونہ تھا جس مین ریشم
نہایت ہی عمدہ قابل اطمینان طریقہ سے بنا گیا تھا۔ قیمت بھی علی ہذالقیاس
بڑی چڑہی تھی یعنے سو روپیہ فی مربع گز مگر زمانہ حال مین ہنکنڈہ اور
ورنگل کے قالین مین انگریزی خام رنگ ڈالنے سے اس کی قدر کم ہوگئی
ہےٗ انگریزی رنگ جیسا کہ دیکھنے مین خوش نما ہوتا ہےٗ ویسا پائدار نہین ہوتا سال
حال مین مینے دیکھا کہ بہت سے قالین تیار ہو کر یہان سے مدراس اور

لندن کو بھیجے جاتے ہین مین نے چند قالین سوتی ریشم ملا ہوا خود بھی
بنوایا اور اپنے دوستون کے واسطے بھی خرید کیا مگر سب مین قدیم رنگ
ڈالا گیا تھا۔

سونا چاندی اور جواہرات بوجہ قیمت اور رنگت کے ممالک ہند مین
ہمیشہ سے زیورات مین صرف ہوتے رہے ہے یہان تک کہ وسط ہند
اور کوہ ہمالیہ کی جنگلی وحشی قومین سونا چاندی پیٹ پاٹ کر گلوبند اور بازو
اور ہنسلیان بناتی ہین۔ معلوم ہوتا ہی کہ پیچیدہ گھاس اور پتیون کے
نمونے پر پہلے پہل طلائی زیور کثرت سے بنائے گئے اور عام معمولی
حاصل کی ابتدائی نمونے اس قسم کے ہین کہ طلائی موٹے تار پھولون
مین گندھے ہوئے ہین۔ گجرات مین ایک دوسری قسم کا آرائشی زیور
محراب نما علیحدہ علیحدہ مرصع بنتا ہی۔ یہ سونے کا ٹھس یا کھوکھل شش
پہل یا ہشت پہل بنا کر سرخ ریشم مین گوندھ لیتے ہین۔ ترچیناپولی۔ کٹک
اور کشمیر مین رنگین مرصع زیورات قابل شہرت بنتے ہین۔

تمام جنوبی ہند مین جو زیور وہان عام پسند ہی۔ اُس کو سوامی
کہتے ہین جس پر ہندو دیوتاؤن کی تصویرین بنی رہتی ہین یہ مورتین یا تو
زیور ہی مین بنائی جاتی ہین یا علیحدہ بنا کر پیچ یا اور ذریعہ سے اوپر لگادی
جاتی ہین۔ ترچیناپولی کے زیورات خاص مین انگریزی چربہ اُتارنے کے
لیے کچھ خرابی پیدا کر دی گئی جب ۔ گا۔ ۔ نمار نحر طلائی ہوتی ہی اور

سہ پچیان لچھے سانپ کی شکل مین تیار ہوتی ہین کنٹھ مین چاندی کا دانہ
پچلا زیور جس شکل وصورت کا قدیم مین اہل یونان اور حال مین اہل لٹا
پہنتے ہین - عموماً چھوٹے لڑکون کے ہاتھ سے تیار ہوتا ہی کیونکہ وہ
اپنی تیز نظر اور تیز دستی سے نقرئی تارون کو عجلت اور درستی سے اپنے
موقع پر جا دیتے ہین - کشمیر مین طلائی زیور زیادہ سرخ سونے کا بنتا
ہی اور یہی امتیازی رنگ مشہور ہی اسکی چمک دمک اور اس کا نقش
ونگار نہایت دلفریب ہوتا ہی - کچھ کے نقرئی زیور جو خاص طور سے
ہتوڑون سے تیار کرتے ہین وہ اگرچہ اب وہین کے تصور کیے
جاتے ہین لیکن بنیاد ڈرج لوگون سے ہی ایسے ہی کام لکھنؤ اور ڈھاکہ
مین بنتے ہین اور رنگ آباد مین مینا کاری کا کام نہایت قابل تعریف
تیار ہوتا ہی پاندان عطر دان مینا کاری کے جو یہان بنتے ہین دور دور
تک اس کی قدر دانی ہوتی ہی - کارچوبی مین سناری کام بہت کام
آتا ہی - سونے اور چاندی کے تار گرمی دیکر تیار کرتے ہین اور یہ کام اس
نفاست اور عمدگی سے ہوتا ہی کہ روپیہ بھر چاندی مین ۸۰۰ گز تار نکلتا ہی
قبل اس کے کہ کارچوبی کے کام مین آئے اکثر ریشم مین اس کو بٹ
لیتے ہین - اور سنہرے روپہلے پارچون کے لیے ان تارون کو کوٹ کر
چپٹا لیتے ہین تاکہ اس کا تار اور ریشم یا سوت کا بانا مناسب سے چپان
ہو ا ... ا ک ... ا ... ت ... قسم ک ... ا ش ... جسو ر وا تع ر ا حسوتا ... ا د حصہ ... د

دکن میں اس طرح کیجاتی ہے کہ ململ پر نقرئی اور طلائی اوراق سے گل بوٹے چھاپ لیا کرتے ہیں بیش قیمت جواہرات بہت فضول خرچی سے ہندوستانی جوہری بیچتے ہیں - جن کو بجز چمک دمک کے اس کی صفائی یا تجارتی قیمت کا بہت کم لحاظ رہتا ہے لیکن جو سلیقہ ہنر اور دلفریبی کی حالت ہندوستانی جوہری جواہرات جڑنے میں عام اس سے کہ کسی زیور میں ہو یا ہتھیار اوزار میں دکھلاتے ہیں وہ سب سے بڑھ کر نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے - پرنس آف ویلز کے جیوری ذخیرہ میں ایک کنگھی کے راون کی تھی جس کی سرسری بیان سے یہاں کی مرصع اشیاء کی حقیقت قیاس کیجا سکتی ہے کنگھی میں سونے پر جیوری مینا کیا ہوا تھا - اس پر لعل و زمرد جڑے ہوئے تھے - اس کے سرے پر بڑے موتیوں کی ایک قطار قوس نما مسطح تھی اور ہر ایک کی نوک سبز کانچ کے دانہ کی تھی جو اوپر نکلی ہوئی تھی - اس کے نیچے ایک دوسری قطار چھوٹے موتیوں کی تھی جو سبز اور سرخ طلائی مینا کار پتوں کے بیچ میں تھی جن کی نشست نہایت خوبی اور قابلیت سے کی گئی تھی -

اس کے نیچے ایک اور قطار چھوٹے چھوٹے موتیوں کی تھی جس کے نیچے بہت سے چھوٹے چھوٹے موتیوں اور جواہرات کی قطاریں کنگھی کی طلائی دندانیوں پر تھیں -

ہتھیاروں کے لوہاروں کا خاص کام تو آلات زراعت کا بنانا ہوا کرتا ہے لیکن ا

مین جہان قدیم دار الحکومتین تھین تجارتی نہایت ہنرمندی سے کیجاتی ہی
اوزار و ہتھیار جنگی کی ساخت ہمیشہ معزز پیشہ قرار دیا گیا ہی اور ہندوستان
مین اس اعزاز نے بہت ترقی کی تھی جو ابتک بالکل پامال نہین ہو گئی ہے
مقناطیسی کچا لوہا جو عموماً ریگ کی شکل مین ملتا ہی اس سے ایک قسم کا فولادی
کوئلہ نکلتا ہی جو دنیا مین بہترین ہی۔ تلوار کے پھل پر معجزانہ پانی چڑھایا جاتا ہی
اور نام معہ تاریخ کندہ کیا جاتا ہی۔ کبھی کبھی ابھرے ہوئے نقش شکارگاہ
کے بنائے جاتے ہین اور کبھی مثل آرہ کے دندانہ دار بناتے ہین۔
توڑے دار بندوق اور دوسرے آتشین جنگی اوزار پنجاب اور سندہ
کے اکثر شہرون اور منگھیر واقع بنگال اور ونیاکرم واقع مدراس مین
بنائے جاتے ہین۔ زرہ بکتر جس کی ایجاد ایران سے ہوئی ہی
ابتک کشمیر۔ راجپوتانہ اور کچھ مین بنائے جاتے ہین۔ احمد نگر کا خود
مشہور ہی۔ اسلحہ ناری و تلوار وغیرہ دونون مین سنہری پھول پتیان
ڈالی جاتی ہین اور جواہرات مرصع کیجاتی ہین اصل یہ ہی کہ بخلاف اور
ایشیائی ملکون کے ہندوستانی اسلحہ مین مابہ الامتیاز فرق یہ ہوتا ہی کہ
اوراق طلا چڑھائے یا چپان کیے جاتے ہین اور جواہرات بے تکلفی
اور بے پروائی سے چڑھائے جاتے ہین۔ لوہے اور فولاد پر اس
قسم کا کوفت خانگر کشمیر۔ گجرات۔ اور سیالکوٹ مین ہوتا ہی۔ اور طریقہ
یہ ہی کہ
سونے کے پرت جماتے اور گلا دیتے

بناتے ہین - مینے بھی خود ملاحظہ کیا ہے کہ واقع ریاست نظام عالیمقام مین مختلف قسم کے ہتھیار تیار کئے جاتے ہیں یہان کی عباسی بعینہ ایران کی عباسی کا مقابلہ کرتی ہی یہان کا کوناسمندر کا لوہا نہایت مشہور ہی یہان کے کاریگر تلوار کے قبضون پر بھی عمدہ مینا کاری کرتے ہین - بدری کا کام مقام بدر مین جو کسی زمانہ مین بہمنیون کا دار الحکومت ہونے کی عزت رکھتا تھا ہوتا ہی جو اب ممالک محروسہ نظام خلد اللہ ملکہ مین شامل ہی - اس مین عموماً تانبے پر چاندی کے ورقون سے پھول پتیان بناتے ہین - بدری کا کام اب تک بدر مین عمدہ حالت مین ہی -

دیہاتی ٹھٹھیرے مثل دیہاتی لوہارون کے روزمرہ کے ضروریات کے ظروف بناتے ہین ان ظروف مین سے اور سب سے زیادہ مروج لوٹا ہی جو بالعموم صفائی مین کام آتا ہی - لوٹے کی شکل اور جس وضع سے کہ اوائل مین نقش ونگار کرتے تھے وہ آج تک بدستور قائم ہی - ایک لوٹا جو اب انڈین میوزیم (ہندوستانی عجائب خانہ لندن) مین ہی اور بمقام کولو - بودہ کے ایک غار سے کھود کر نکالا گیا تھا - کم سے کم ڈیڑھ سو برس کا ہی اور جس کی نسبت بیان ہی کہ شہزادہ سید ہر تا بڑے بڑے جلوس مین ہمراہ لے جاتا تھا شمالی ہندوستان مین بنارس سب سے زیادہ مشہور تانبے اور پیتل کے ظروف بنانے مین ہی - جہان صرف خانگی استعمال کے ظروف نہین . . . بلکہ تھال . . . گنگا . . .

نشانات بھی بنائے جاتے ہین اسی طرح جنوب مین مدورا - تنجور شہرت پذیر ہین - اور مغرب مین پونا - احمد آباد - ناسک - خاص بمبئی مین تانبے کی معتد بہ مقدار ہی جو دوسرے ملکون سے آتی ہی اور بیوپاریوں کے ہاتھون برتن بنتے ہین -

شوالون - کی گھنٹیان عمیق اور صفائی آواز کے لیئے مشہور ہین بہت سے شہر جن مین ٹھٹیرے کسی نہ کسی خاص صفت سے موصوف ہوتے ہین یعنی ان مین کچھ ترکیب آمیزش دوسرے دھاتون کی عمدہ طور سے معلوم ہوتی ہی یا زیور و آرائشی اشیاء کی ساخت کی خاص ترکیبین جانتے ہین کبھی کبھی چاندی پیتل مین ملائی جاتی ہی اور کبھی اتفاقیہ سونے مین - بدری یعنے تانبے پر چاندی کے کام کا بیان اوپر ہو چکا ہی ضرورت اعادہ نہین - اس حالتمین جس دھات پر بدری کا کام ہوتا ہی وہ تانبا - سیسہ اور ٹین کا مجموعہ ہوتا ہی اور نوشادر شورہ نمک اور توتیا - محلول و مخلوط مین غوطہ دے کر سیاہ کر لیتے ہین - مرآباد - واقع ممالک شمال و مغرب اور پھلوارہ واقع ریاست اودھ پور مین پیتل پر ٹین چڑھایا جاتا ہی اور منقش گل بوٹے سیاہ زمین پر جو ایک مصالحہ سے جسمین لاکھ ملا رہتا ہی تیار ہوتی ہی بنائے جاتے ہین پرنیا واقع ملک بنگال مین ایک قسم کا بدری جست اور تانبے کا بنتا ہی اور اس پر نقرئی پھول بوٹے بنائے جاتے ہین - پیتل بلکہ گھنٹے والی دھات کے ظروف جو مرشدآباد مین بنتے ہین اور ان ازنام گھاگری -

مشہور ہین اُن کی شہرت صرف مقام مخصوص ہین محدود نہین رہی کیونکہ اس مین چاندی کی مقدار بہت زائد ملی رہتی ہی۔

جولاہون کے گر کے بعد کمہارون کی چاک ہندوستانی قدیم تہذیب وشائستگی کی نشانی ہی۔ زمانہ نامعلوم سے کمہار یہی آبادی کا جزو مانا جاتا ہی۔ مٹی کے ظروف اعلے اور ادنی یعنے کھانے پینے کے برتنون سے لیکر بڑے بڑے ظروف غلہ رکھنے کے تمام دیہات مین بنائے جاتے ہین علاوہ برین چھوٹی ندیون مین جب پانی اُبلجاتا ہی تو مٹی کے چند مٹکون کو یکجا باندہ کر کشتی کا کام لیتے ہین۔ اگرچہ اس قسم کا حرفہ تمام ہندوستان مین ہی لیکن بہت کم ایسے مقامات ہین جہان کے ظروف شہرت کے درجہ پر پہنچے ہون۔ چینی برتنون کی طرح پختگی ہوتی ہی اور نہ قدیم یونانیون کیطرح نقش ونگار ہوتا ہی۔ مٹی تو بعض مقامون مین اچھی ہوتی ہی لیکن پھر بھی وہ مٹی ہی کا برتن ہوتا ہی یعنے جلا وغیرہ دیکر مٹی کے عیب کو وہ نہین کرتے۔

سندہ جنوبی اور پنجاب مین اس پیشہ ظروف سازی نے اعلی عزت حاصل کی ہی کیونکہ بہت کچھ ہنرمندی دکھلائی جاتی ہی یہ صنعت اور ہندی مسلمانون کی ایجاد کی ہوئی ہی۔ سندہ کی کمہارگری دو قسم کی ہی اول فرشی اینٹ برج بنانا دوم خانگی ظروف تیار کرنا۔ ہر دو حالت مین رنگ ایک ہی ہوتا ہی یعنی مختلف قسم کے رنگین۔ چمکیلے۔ معمولی نقش نگار بھی کا ہوتا ہی۔ جو کہ بعض اوقات بہت

خوبصورتی سے رنگ آمیزی کرتے ہین فرشی اینٹ خالص ایرانی نمونہ کے ہین جیسے ایران و روم مین بنتے ہین اور جو قدیم ویران مساجد و مقابر مسلمانان مین ابتک پائے جاتے ہین۔ سندہ کی ہنرمندی اور صنعت ابتک مقامات سید پور۔ ببری۔ حیدرآباد۔ کراچی۔ ٹھٹھہ اور ہالا مین جاری وساری ہے۔

فرشی اینٹ اور ظروف گلی لاہور۔ اور ملتان مین بھی تیار ہوتے ہین۔ مدورا کی ظروف سازی بھی قابل ذکر ہے کیونکہ وضع مین خوبصورتی اور رنگ مین شوخی اور خوبی پائی جاتی ہے۔

سب سے پہلے کی نقاشی اور بت تراشی جو پہاڑ وریل کی خانقاہون مین جنکا تعلق اہالیان بودھ سے تھا پائی گئین۔ نقاشی مین جو حسن خوبی وسلیقہ رومیون اور یونانیون سے اہل ہند نے مستخرج کیا تھا وہ ابتک عمدہ قسم کی بت تراشی مین پایا جاتا ہے۔ جب برہمنی مذہب کا ہندوستان مین پھر زور ہونے لگا تو بت تراشی مین نقصان پڑنے لگا۔ موجودہ ہندون مین بہ نسبت حسن وخوبصورتی کے مذہبی جزو بہت تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن جیپور اور آگرہ مین سنگ مرمر اور دوسرے پتھرون پر خوبصورت نقش ونگار اب بھی بنتے ہین

گجرات اور دوسرے شہرون مین جہان چوبی مکانات تعمیر ہوتے ہین ان کے حصہ بیشتر عمدہ نقش ونگار سے تیار ہوتے ہین۔ آبنوس۔ صندل۔ کھٹا [illegible] کام آتی ہین۔ صندل مغربی گھاٹ

واقع ملک کنا اور میسور سے آتا ہے۔ مگر صندل پر عمدہ کام سورت اور احمدآباد میں ہوتا ہے۔ سترہوین صدی کے نمونہ نقاشی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہالیان پرتگال نے سواحل بمبئی مین اس فن کو بہت قومی ترقی دی تھی۔ لیکن ہندوستانی چوبی نقاشی آج کی نہین ہے یہ زمانہ دراز سے قائم ہے۔ تاہم سنگی نقاشی جو زمانہ بودہ کی عمارتون مین تھی وہ بلحاظ وضع اور آرائش چوبی نقاشی کے پہلے کی ثابت ہوتی ہے۔ ان دونون چوبی نقاشیان علے العموم رائج ہین انہین سے بعض قدیم کی سنگ مرمر کی نقاشی یا دوسری سنگین جھنجیرون کے نمونہ پر ہین جو نمونے زمانۂ دراز کے اب تک بچے ہوئے ملتے ہین ان سے قدیم نقاشی کا حال معلوم ہوتا ہے اور وہ بزبان حال پرانی دستکاریون کے مظہر ہین۔

چوبی نقاشی سے ملی جلی ایک اور نئی حرفت اواخر گزشتہ صدی مین یہان جاری ہوئی جس کو (بمبئی باکس) بمبئی کے صندوق کہتے ہین اس کا ایجاد شیراز واقع ایران سے ہوا اور وہین سے ہندوستان پہنچا اس مین باشکال مختلف ٹین کے تار۔ صندل۔ آبنوس۔ ہاتھی دانت اور ہرن کے سینگ کے ٹکڑون کو یکجا سلسلہ وار خوبصورتی سے باندھتے اور مجتمع کرتے ہین کہ گل بوٹے اور عمدہ شکلین بنتی ہین۔ وزگاپٹم واقع مدراس مین اس قسم کی اشیاء ہاتھی دانت اور سینگ کے ٹکڑون سے بناتے ہین اور یورپ مین چڑہا اوتارنے اور مطابقت لانے کیلئے بھیجے

ابھرے ہوئے کنار سے بنائے جاتے ہین - مین پوری واقع
شمال و مغرب مین چوبی صندوقون مین پیتل کے تار
دوڑائے جاتے ہین ہاتھی دانت پر نقاشی بہ خصوصیت
امرتسر - بنارس - مرشدآباد - اور ٹراونکور مین ہوتی
ہے جہان ہر وقت حسب فرمایش پالکی سے لیکر کنگھی
تک اشیا ملسکتی ہین - مٹی کی مورتین زندہ کھال کیطرح
خاص کر کرشنگر - لکھنو - اور پونا مین بنتی ہین ؛

النظر فی التاریخ

آجکل یورپ کے بڑے بڑے مصنفون اور مدبرون کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی مضمون پر کتاب لکھتے یا لکھ دینا چاہتے ہین تو اُسپر اسقدر زور دیتے ہین کہ گویا قوم اور ملک کے لیے اس سے زیادہ ضروری اور مفید چیز کوئی نہین ہے - ہر ایک مصنف اپنی قوم کو اُسیکے طرف متوجہ کرتا ہے اور اُسے مضمون کی ضرورت کو ظاہر کر کے نیکنامی اور شکریہ کا مستحق بنتا ہے - راقم کا مطلب النظر فی التاریخ لکھنے سے یہہ نہین ہے بلکہ وہ ہندوستان کے لٹریچر مین مشہور و معروف رسالہ حسن کے ذریعہ سے تاریخ کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہے -

مین اس مضمون مین کسی خاص ملک یا قوم یا بر اعظم کی تاریخ سے بحث نکرونگا نہ خاص بادشاہون کے کارنامے بیان کرونگا - بلکہ نفس تاریخ کے مفہوم سے بحث کر کے تمام دنیا کی تاریخ کو دو حصون مین بیان کرونگا -

باوجودیکہ زمانہ حال مین تاریخ کا درجہ علوم و فنون مین ریاضی اور فلسفہ کی درجہ کے برابر سمجھا جاتا ہے - بلکہ بعض حالتون مین ان سے برتر - لیکن ابتک تاریخ کی ترقی مسدود نہین

ہوئی ہمارے زمانہ مین علم کے تین شعب تاریخ[1] - تذکرہ یا ترجمہ (بائیگریفی)[2] اور مساحت[3] آپسمین مل جلکر اسطرح یکسان ہوگئے ہین اور اٹھارویں صدی عیسوی سے مصنفون نے ان تینون کو ملاکر ایسے اعلی درجہ پر پہنچایا ہے کہ تاریخ کو فلسفہ علی کہنے لگے ہین - طب - فلسفہ - اور قانون کیطرح تاریخ کے بہی بیشمار سلسلے ہین - اور مورخون ایک گروہ کی تاریخ دوسرے گروہ کی تاریخ سے اسقدر مختلف ہے کہ جسقدر لٹریچر اور ریاضی آپسمین متضاد سمجھے جاتے ہین -

انگریز - فرانسیس - اور عرب - مورخون کے نزدیک تاریخ سے قومی زندگی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے - اور سلف کے حالات دیکھکر خلف اپنی اصلاح کرسکتے ہین - گذشتہ قومونکی غلطیان دیکھکر اپنی غلطیان درست کرسکتے ہین - انکی خطائین انکو خطا سے بچا سکتے ہین اور عقلمندی اور حکمت کا سبق قدیم وحشی اور شایستہ قومون سے سیکھہ سکتے ہین -

جرمن کے حکیم کہتے ہین کہ تاریخ سے ہماری موجودہ پولیٹیکل حالت پر کچھہ اثر نہین پڑسکتا اور نہ اس سے ہمارے اخلاق اور عادات درست ہوسکتے ہین - بلکہ حقیقت واقعہ کے ٹھیک ٹھیک بیان کا نام تاریخ ہے ٭

ھیگل جرمن کا ایک بڑا مورخ حکیم تھا - وہ کہتا ہی - کہ اور قوموں کو تو تاریخ لکھنے کا شوق ہے اور ہم ہمیشہ یہی تلاش کرتے رہتے ہین کہ تاریخ کس طرح پر لکھنی چاہیئے ھیگل پھر تاریخ کی تین قسمین اسطرح کرتا ہے :-

(۱) خالص تاریخ یعنے وہ تاریخ جس مین جو واقعہ اور امر آنکھون سے گزرتا ہے یا جو اورون سے سنا ہی اسکو بلا تغیر و تبدل درج کر دیتے ہین اور راوی کے کلام کو بجنسہ رکھتے ہین - اور اسکے مطلب مین دخل نہین دیتے ٭

(۲) وہ تاریخ جو غور و خوض سے لکھی جائے اور جس مین مصنف اپنی تمام لیاقت اس امر کی تحقیق مین صرف کرتا ہی کہ کونسا واقعہ تاریخی لحاظ سے درست ہی اور ان وجوہات کو جانچتا ہے جن سے بعض غلط واقعات مشہور ہو جاتے ہین -

اس قسم کی تاریخ کا مصالح زیادہ تر پہلی قسم کی تاریخ ہوتی ہی جس قوم مین ما فلکٹر ھستری موجود ہو وہی اسکے مہذب ہونیکی کافی دلیل ہی

(۳) تیسری قسم کی تاریخ کا نام ہیگل نے فلسفۃ التاریخ رکھا ہی اس سلسلہ مین تاریخ کو ایکنوع کا فلسفہ سمجھکر اس سے نتایج استخراج

ہیگل جرمن کا ایک مشہور و معروف مورخ اور حکیم گزرا ہی جسنے اٹھارہ سو اٹھارہ سے اٹھارہ سو اکتیس تک ۱۸۱۸ء ۱۸۳۱ء برلن دار السلطنت پرشیا (جرمن) مین "تاریخ کے فلسفہ" پر لکچر دیے ہین ٭

سے کئے جاتے ہین اور تمام واقعات کو ایک سلسلہ مین مسلسل کرکے اور انکو ایک سمجھکر اسباب اور نتایج سے بحث کیجاتی ہے اس دانشمند مورخ سنے پھر ہر ایک سلسلہ کو مختلف شاخون مین تقسیم کیا ہے لیکن ہیگل کی راے کو چھوڑکر یہان ہم یورپ اور ایشیا کے طریقہ تاریخ پر بحث کرنا چاہتے ہین۔

آجکل یورپ مین جس طریقہ سے تاریخ لکھنے اور تاریخی واقعات کا کھوج لگانے اور پوشیدہ باتونکی تنقیح کرکے نہایت قرین قیاس اسباب بعض واقعات کے مقرر کرنے کا دستور ہے وہ بلاشبہ ہمارے ایشیائی تاریخ سے بہت برتر اور اعلی ہے حال کا مورخ جس مصالح اور ماخذ سے اپنی تاریخ کے مطالب کا استخراج کرتا ہے اور جس عالمانہ طریقہ سے اپنی تاریخ کا طرز تحریر مقرر کرتا ہے اور جو باتین عام آدمیون اور اچھی نظر سے دیکھنے والون کو صاف اور بدیہی معلوم ہوتی ہین انہین عمیق نظر سے دیکھتا ہے اس سے علمی دنیا مین اسکی قوم کی ترقی لیاقت اور شایستگی کا صاف ثبوت پایا جاتا ہے۔ اس قسم کی تاریخ سے قوم کے خیالات مین تازگی اور جوش قائم رہتا ہے اور تاریخ کے وسیع میدان مین غور و غوض کرنیکے لیئے ہمیشہ ایک وسیع میدان کھلا رہتا ہے [illegible] خانون مین ہمیشہ اصلی اور علمی کتابونکی تعداد بڑہتی جاتی ہے

اور اس تاریخی المار سے علم ادب یا لٹریچر کی ترقی کا اندازہ معلوم ہوتا رہتا ہے ۔

پچھلے زمانہ مین تاریخ لکھنے کا مصالح یہ تھا کہ واقعات کو خود آنکھون سے دیکھکر یا اورون سے سنکر (جو اکثر حالتون مین غیر معتبر اور بیہودہ شہادت ہوتی تھی) قلمبند کرتے تھے ۔ اسیکو اُس زمانہ کی محدود ترقی کے مانند مورخ لکھتے تھے ❖

ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہین ہے کہ تاریخ لکھنے کا رواج دنیا مین کس زمانہ مین شروع ہوا ہے لیکن یہ خیال کرتے ہین کہ چین سب سے پہلا ملک اور چینی سب سے پہلی قوم ہے جنکو تمام جہان مین یہ فخر حاصل ہے کہ انہون نے واقعات کے قلمبند کرنے کے فن کی تقریب کی ہے ❖

حضرت عیسیٰ سے تین ہزار سال پیشتر سے شاہنشاہ چین کے حکم کے موافق ایک وزیر کا فرض تہا کہ جو واقعات تمام قلمرو مین واقع ہون انکو روزانہ قلمبند کرے اور ماہواری اور سالانہ رپورٹین تیار کرے ❖ (۲)

(۲) چین دنیا مین سب سے زیادہ پرانی سلطنت سمجھی جاتی ہے اور جو حال اسکا پانچ ہزار سال پیشتر تہا جو اس زمانہ کی سرکاری تاریخون سے معلوم ہوتا ہے وہی انیسوین صدی کے آخر مین موجود ہے ❖

اسکے بعد سب سے زیادہ مشہور ملک مصر ہوا ہے جسنے قدیم زمانہ مین تہذیب مین بہت کچھ ترقی کی ہر لیکن ہمکو اسکی تاریخ کا کچھ نشان نہین ملتا اور غالباً اس زمانہ مین کوئی مصری مورخ نہین گزرا۔ مگر موجودہ تحقیقات سے جنکا ذکر یوروپ کے طریقۂ تاریخ مین کرینگے اس زمانہ کا کچھ حال معلوم ہوا ہر۔

ہندوستان کی شایستگی قریب قریب مصری کے ہمعصر پائی جاتی ہر بلکہ بعض مورخ اسکو مصر سے بھی زیادہ قدیم خیال کرتے ہین۔ ہندوستان مین بھی تاریخ لکھنے کا رواج نہین ہوا اور نہ واقعات کا کوئی معتبر رجسٹر مل سکتا ہے۔ خیالی راجاؤن اور مہاراجاؤن کی لمبی لمبی فہرستین موجود ہین مگر انکا اعتبار رامائن اور مہابھارت سے بھی کم کرنا چاہیئے۔ اسلیئے اس قدیم دنیا کو تاریخی لحاظ سے تاریکی مین سمجھنا چاہیئے +

ہندوستانکی آرین قومونکو چھوڑکر اب ہمکو بنی اسرائیل کی سامی قومون پر نظر ڈالنی چاہیئے (جنکا زمانہ غالباً حضرت عیسیٰ سے ایک ہزار سال اور آنحضرتؐ سے سترہ سو سال پہلے سے شروع ہوتا ہے)۔ مذہبی مورخونکے نزدیک یہودیون کی کتابین یعنی عہد عتیق دنیا کی سب سے زیادہ معتبر تاریخین ہین۔ لیکن بے لاگ اور سچی مورخون کے نزدیک انکے معتبر ہونے مین کلام ہر۔ اگرچہ

راقم کے نزدیک بائبل کا تمام حصہ کسی طرح پر تاریخی لحاظ سے سچ نہین ہو سکتا لیکن اسمین بہی شک نہین ہو سکتا کہ انمین ایسے واقعات بہی بیان ہوئے ہین جنکا وقوع ضرور ہوا ہے *

اب اہل چین اور اہل مصر اور اہل ہند کی بت پرست شائستگی اور بنی اسرائیل کی الہامی تہذیب کے بعد یونانی اور رومیونکی روشن اور اعلی درجہ کی شائستگی شروع ہوئی جسمین حکمت فلسفہ توحید اور بت پرستی عجیب طرح سے ملی ہوئی تہی - درحقیقت تاریخ جسکو تاریخ کہنا چاہیے یونانیون مین شروع ہوئی اور ان حکمائی جنکے دماغ حکمت و فلسفہ سے روشن تہے آخر مین آکر تاریخی واقعات کے لکہنے کا ارادہ کیا - زینوفن - (جو ایک عملی حکیم اور بہادر جرنیل اور معتبر مورخ تہا لیکن سب سے بڑا فخر شاید یہ تہا کہ اسکو سقراط کے شاگرد رشید ہونیکی عزت حاصل تہی) نے دس ہزار - یونانیونکی بازگشت کی تاریخ اس عمدگی اور اصلیت سے لکہی ہے کہ اسکو ہیگل کی پہلی قسم کی تاریخ کا نمونہ کہہ سکتے ہین رومیون نے بہی غیر الہامی شائستگی مین کچہ کم ترقی نہین کی بہ نسبت اہل یونان کی - لیکن اس زمانہ تک تاریخ نے عام علم ادب مین کوئی اصلی اور واقعی ترقی نہین کی - حضرت عیسی پیدا ہوئے اور چلے بہی گئے اور یورپ کے وحشی قومون نے سینٹ پال کی کوشش سے دین عیسوی قبول بہی کر لیا اور بہت سے مباحثہ کے بعد کئی سو برس گذرے نہ مسئلہ تثلیث جو فلسفہ افلاطون کا نتیجہ تہا مذہب عیسوی کے

اصول دین میں ہمسر اپا گیا مگر روما کی سلطنت نے دین عیسوی کے ماتحتی میں کوئی بڑی ترقی نہین کی - تاریخین لکھی گئین مگر اسدرجہ گری ہوی -

سلطنت ایران یعنے پارسیوں کی سلطنت نے جو روما و قسطنطنیہ کی سلطنت کے ہم پلہ و ہمعصر تھی معلوم نہین تاریخ لکھنے کے لیے قلم اوٹھایا یا نہین کیونکہ سکندر کے حملہ نے تمام تحریرات مذہبی اور تاریخی کو برباد کردیا اور یونانیوں کی عداوت سے اونکا قدیمی حال معلوم نہین ہو سکتا -

لیکن اب دنیا کی تاریخ مین ایک انقلاب عظیم ہونیوالا تھا اور قاعدہ کے موافق جس طرح صبح صادق کی روشنی سے پہلے تھوڑی دیر سیاہی نمودار ہوتی ہے اسیطرح نبی اسلام کی بعثت سے پہلے دنیا مین ہر قسم کا ظلم - تاریکی - جہالت - عصیان - طغیانی - اور بداخلاقی جہان مین چھائی تھی - جو لوگ - تاریخ کو غور سے پڑھتے ہین انکو یہ عقدہ حل ہو سکتا ہے کہ تاریخ کا اور دنیا کا زمانہ حال کب سے شروع ہوتا ہے -

مختلف لحاظوں سے مختلف زمانونکو زمانۂ حال کہہ سکتے ہین - طوفان نوح کے بعد کے زمانہ کو زمانۂ حال اس حیثیت سے کہہ سکتے ہین کہ ایز تمام طبقات ارض پر کوئی ناگہانی آفت نہین آئی - یوروپ کے مورخ کالون - اور لیوتھر - کی اصلاح مذہب سے زمانۂ حال لیتے ہین کیونکہ اس زمانہ سے پوپ کے اختیارات سلب ہو . . . کا . .

شروع ہوا ہی۔ لیکن مصنف کے نزدیک ۱۴۵۳ع سے صدیون پہلے پوپ کا بہت کم اثر یوروپ کی قومون پر رہا تہا*
اسلیئے تہذیب شایستگی اور کامل و حدانیت کی تعلیم کیلیئے آنحضرت (علیہ وعلی آلہ السلام) کے بعثت سے زمانہ حال سمجہنا چاہیئے۔ یہ امر مذہب کی تاریخ مین مفصل بیان ہونا چاہیئے۔
الغرض یہ بات تو مسلم ہی کہ اول اہل عرب نے یونانیون کے مردہ اور محدود علوم کو زندہ اور وسیع کیا۔ ہمکو تو یہان صرف تاریخ سے بحث ہی اور یہ بات مشہور ہی کہ دنیا کی قومون مین تاریخ کا سب سے زیادہ شوق عرب کو ہوا ہی۔ وہ جہان کے ہر گوشہ مین جس جگہ اپنی فتوحات کو پہیلاتے تہے اس شوق کو بھی ہمیشہ اپنے ساتہہ لیجاتے تھے جس حد تک اونہون نے تاریخ مین ترقی کی ہی اسکا بیان آگے کرتے ہین۔
اس بات کو تسلیم کرکے کہ زمانہ حال کی تاریخ کی ترقی کے مقابلہ مین شاید عرب کی تمام مورخون کو مورخ کے لقب سے ملقب نہین کرسکتے لیکن اس زمانہ کے لحاظ سے انہون نے اعلی درجہ تک ترقی کی ہی۔
اہل عرب مین تاریخ کا ایک شعبہ (جو اسنے پہلے دنیا مین کسی قوم مین نہین ہوئی اور نہ اوسکے بعد قومون مین پایا جاتا ہی) روایت کا سلسلہ تھا۔
ہ کوئی تاریخی واقعہ قلمبند کرنا چاہتے تھے تو اسکے ساتہہ

اپنی اطمینان اور آئندہ نسلون کے اعتبار کے لیے بیان کرنے والیکا نام بھی لکھ دیتے تھے اور صرف بیان کرنیوالے ہی کے نام پر اکتفا نہین کرتے تہی بلکہ یہ بھی کہ اس بیان کرنے والے نے (جسکو انکی اصطلاح مین راوی کہتے تھے) کس سے سنا ہو اور اس سلسلۂ استفسار کو یہانتک پہنچاتے تھے کہ کسی ایسے معتبر اور متقدس نام تک منتہی ہو جس کے کلام مین کسیکو جائے کلام نہ ہے۔

اس طریقہ استفسار مین ہی مولف یا مصنف اس کلام کو اسیقدر وقعت دیتا تھا جسقدر راوی کی راست بیانی اور دیانت داری پر اعتبار ہو سکے +

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ طریقہ علم حدیث (۳) ہی مین محدود تھا۔ نہین بلکہ اسکو معمولی تاریخ مین بھی کام مین لاتے تھے +

پھر انہون نے اس تاریخی تنقیح کیلیے ایک اور علم ایجاد کیا جسکو وہ "رجال اور اسانید" کہتے تھے۔ اسمین ہر ایک راوی کی شخصی خصلت اور ذاتی تقدس پر اسکی اطلاع یا روایت کا اعتبار ہوتا تھا +

ابتک غیر قومون نے دوسری قومون کی تاریخ مین دخل ندیا تہا مگر عرب نے نہ صرف اپنی تاریخ لکھنے پر بلکہ یوروپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ تری اور خشکی جہان جہان انکی رسائی ممکن تھی اسپر تاریخ لکھنے کے لیے قلم اٹھایا تہا۔ جس قوم کو انہون نے فتح اور جس کو فتح نہین کیا جس کسیکا جو حال معلوم

(۳) راقم مضمون کے نزدیک علم حدیث بہی ایک قسم کی تاریخ ہے +

ہوتا تھا حوالۂ قلم کرتے تھے۔

اول وہ جس قوم کی تاریخ لکھنی چاہتے تھے اسکی زبان کو بہت احتیاط سے سیکھتے ہیں اور وہان کے باشندونکی طرز معاشرت۔ رسوم وآداب زندگی کا مطالعہ کرتے۔ ان کے علما اور پروہتون سے دریافت کرکے انکے مذہبی اصول معلوم کرتے تھے۔ شاعرون کے کلام سے۔ افسانہ کی کتابون سے۔ بوڑھے بوڑھے آدمیون سے پرانی پرانی عمارتون سے اس قوم کا حال معلوم کرتے تھے۔ شہرستانی صاحب ملل والنحل اور حکیم ابو ریحان البیرونی کی تاریخ الہند اسی طریقہ سے لکھی گئی ہین۔ بیرونی لکھتا ہے کہ مین ہندوستان کے راجاؤنکی ایک فہرست کا ذکر سنکر غزنی سے قنوج تک آیا مگر ناکام گیا۔

اعلی درجہ کی تاریخون مین بادشاہونکے زمانہ سلطنت۔ خانہ جنگون۔ بغاوتون کے علاوہ تاریخی اشخاص کی خصلت پر نکتہ چینی۔ طرز معاشرت۔ قوم کے علم وفضل کا حال۔ باغات عمارات شائستگی وتہذیب وعلم ادب کی ترقی کا بیان مل سکتا ہے۔ علامہ ذہبی کی تاریخ۔ المقری کی تاریخ اندلس ابن خلدون کی تاریخ اور اسکا مقدمہ دیکھنے والا ان واقعات کی تصدیق کرسکتا ہے۔

اہل عرب مین روزنامچے یا تزک۔ سفرنامے۔ جغرافئے بھی بکثرت ملسکتے ہین اور یہ بھی علم تاریخ کی شاخین ہین۔ تیمور اور بابر کے تزک (۴) شریف ادریسی۔ ناصر خسرو۔ ابن بطوطا کے سفرنامے۔ ابو الفدا اور رازیسی

(۴) مسلمان ہونیکی حیثیت سے مصنف نے انکو عربونمین شمار کیا ہے

جغرافیئے دیکھنے والا معلوم کرسکتا ہے کہ ہمارے بزرگون نے کہان تک ترقی کی ہے -

اہل عرب کی تصنیفات کو برانصاف سے دیکھنے کے لیئے اس بات کا بیان کرنا بہی ضرور ہے کہ مورخ کو خیال رکہنا چاہیئے کہ کسقدر کتابین لاکہون انبار لگا لگا کر اسپین کے وحشی عیسائیون نے جلا ڈالین - کتنی لاکہہ کتابین جنکی شاید دوسری نقل بہی کبہی نہ ہوئی ہوگی - خانہ جنگیون - خونریزیون - انقلابات سلطنت اور سیل تاتار نے برباد کین - ہندوستان کے مرہٹون - سکہون - جاٹون - اور پٹہانون کے اٹہارہوین صدی کی فساد اور لوٹ مار نے ہمارے لٹریچر کو کسقدر صدمہ پہنچایا ہے کسقدر تاریخین جاہل نسلون کی جہالت اور چہاپہ خانہ کے نہونے کے سبب سے تلف ہوئین - کیڑے کہا گئے اور غرق ہوگئین -

اہل عرب نے تاریخ اور اوسکے مددگار علوم مین جو کارنامے کیئے ہین انکا بیان چہوڑکر اب یوروپ مین اس علم کی ترقی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اٹہارہوین صدی عیسوی کے شروع یعنی اورنگ زیب کی وفات سے یوروپ مین وہ ترقی ظاہر ہونے لگی جسنے اسکو ایشیا سے برتر اور اعلی درجہ پر قائم کیا ہے اور تقریباً اسی زمانہ سے تاریخ بہی عمدہ طریقہ سے لکہنی شروع ہوئی ٭

مین اس مقام پر انگلستان ہی کے مورخون کو ذکر کرونگا کیونکہ ہمین سے

مجھکو زیادہ واقفیت ہے +

حال کی تاریخی طرز کا بانی مشہور ومعروف مورخ گبن (اڈورڈ) تہا - اٹہارویں صدی کے ربع چہارم مین اسنے شہرت پائی ہے اور ابہی اپنی تاریخ لکہنی شروع بہی نہین کی تھی کہ مشہور ہوگیا تہا کہ گبن مسلمان ہوگیا ہے (۵) اسنے ۱۲ جلدونین سلطنت روما کے تنزل وزوال کی تاریخ لکہی - یوروپ کا کوی شائستہ ملک نرہا جسمین اس تاریخ کا فوراً ترجمہ نہوا ہو - گبن پہلا مورخ تہا جسنے مسلمانون کے ساتہہ انصاف کیا ہے یہی پہلا شخص تہا جسنے ۹ - ۱۲ جلدون مین مسلمانون اور عیسائیون کا مقابلہ کیا ہے -

گبن کے بعد یوروپ کے اکثر مورخون نے یہی طرز اختیار کر لی اور گبن ہی کے طریقہ تحقیق وتدقیق کو پسند کیا - راقم کے نزدیک اگر ہندوستان کے مسلمان تاریخ کے فن مین کچہ کرنا چاہتے ہین توانکو گبن ہی کا آسان عمدہ اور صاف راستہ اختیار کرنا چاہیئے گبن کے بعد سے فی الحقیقت انگلستان مین اصلی اور عمدہ مورخ پیدا ہونیلگے - ہیوم - بن فشن - مکالے - اور کارلائل سب کے سرتاج ہین -

لارڈ مکالے جس کی وفات کو تیس برس بہی نہین گزرے انگلستان کے مشہور نثارون اور مورخون مین گزرا ہے - اسکے - سوانح سب سے زیادہ مشہور اور مفید ہین لیکن انمین وہ غریب مصنفون کی بہت ہنسی

(۵) بوسول کی "لائف آف جانسن" اور لارڈ مکالے کا ریویو ملاحظہ ہو -

اڑاتا ہے اور اسی طرز سے اسنے انگلستان کی تاریخ لکہنی شروع کی جو ۶ جلدون میں ناتمام رہی - اس زبردست اور رہردل عزیز مصنف کا بڑا عیب تہا کہ وہ اپنی پارٹی (جماعت) یعنی لبرل کے سوا سب بادشاہون - وزیرون - اور مصنفون کا ذکر نہایت حقارت اور تمسخر سے کرتا ہے اور عبارت کے زور مین اکثر واقعات کی پروا نہین کرتا -

مکالی کا ہم عصر ایک اور بڑا حکیم اور مورخ ہوا ہے جسکی وفات کو آٹھ سال ہونے ہونگے -

یہ کارلائل ہے - اسکا طریقہ تحریر اور فلسفہ جرمن والون سے ماخوذ تہا مگر تاریخ لکہنے مین اسنے عجیب و غریب طرز ایجاد کیا ہے جو نہ گبن سے مشابہ ہے نہ مکالے کے مانند ہے - اس تحریر مین صرف و نحو کے قواعد کی بالکل پروا نہین کرتا - اسکی سب سے اعلی تصنیف فریڈرک شاہنشاہ پرشیا کی لائف ہے جسکو مکالے نے بھی لکہا ہے -

کارلائل کی تاریخ نگاری ڈہنگ چونکہ ہندوستان کے باشندونکی طبائع کے بالکل مختلف ہے اسیلئے اسکا بیان چہوڑکر اب مین یہ بیان کرتا ہون کہ یورپ مین مورخ تاریخ کو کسطرح پر لکہتے ہین اور ہمارے مصنف اسکو کہانتک استعمال کر سکتے ہین -

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ اہل عرب تاریخ کو کسطرح سے لکہتے تہے اب دیکہنا چاہیئے کہ اہل یوروپ نے اسکو کسقدر وسعت دی ہے -

یورپ کا مورخ جب تاریخ لکھنے بیٹھتا ہے تو وہ اسکے لیے کن چیزون سے کام لیتا ہے؟

سب سے زیادہ قدیم تاریخین اور واقعات کی فہرستین ہین (۶) جو ہمعصر مورخون نے کسی خاص زمانہ کی تاریخ کی بابت لکھی ہین - ان ہمعصر تاریخونکا آپسمین مقابلہ کیا جاتا ہے اور ان کے مصنفونکی لائف پر غور کرکے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ آیا بعض اسباب سے اسکو واقعات غلط معلوم ہوئے ہین یا کسی خاص پولٹکل یا مذہبی فرقہ مین ہونیسے مصنف نے اپنی رائے بے لاگ ظاہر کی ہے یا نہین - پھر مختلف تاریخونکا مقابلہ کرنیسے سب سے زیادہ قرین قیاس اور غالب رائے قائم کی جاتی ہے - نہ صرف تاریخونکو بلکہ اس زمانہ کے سرکاری دفتر اور رجسٹر و سرکاری خط و کتابت کو - صوبونکی رپوٹون کو - دربار کے اعلان اور احکامات کو - عدالت کے فیصلون اور مذہبی مناظرون کو اگر اوس زمانہ مین کسی نے اپنا روزنامچہ لکھا ہو تو اسکو تلاش کرتے ہین اور غور و خوض سے نتیجے نکالتے ہین -

کسی خاص زمانہ - آدمی - قوم یا شہر کے تاریخ لکھنے کے لیے پرائویٹ خطونکو تلاش کرتے ہین مقامات جنگ کے ملاحظہ کے لیے خود مورخ اس جگہ جاکر ہر لڑائی کی ٹھیک جگہ متعین کرتا ہے - او نقشہ کھینچکر اپنے پاس

(۶) جو تاریخین کہ سنونکے موافق لکھی جاتی ہین مثلاً سنہ اول جلوسی مین یہ واقعات ہوئے جیسے ابو الفدا ناسخ التواریخ تاریخ خافی خان انکو مصنف فہرستین کہتا ہے برخلاف تاریخ فرشتہ اور ابن خلدون کے +

رکھتا ہے - قوم کی تہذیب طرز معاشرت اور اخلاقی حالت کا صحیح صحیح اندازہ کرنیکے لیے اس زمانیکی تصانیف علمی - قصہ کہانی اور افسانہ کی کتابون ڈراما ناول - لکچر - تقریرین - سیاحون کے سفرنامے نظر سے نکال سکتے ہین -

لیکن جن قومون کے حالات ان تمام وسائل سے بہی معلوم نہو سکین اور امتداد زمانہ سے انکے حالات بالکل تاریکی مین ہون تو انکا اس قوم کی زبان - رنگ خط وخال - عادات واطوار و مذہبی افسانون کا مقابلہ اور قومون سے کرکے اور کوئی مشابہت دریافت کرکے کہوج لگاتے ہین موجودہ عمارتون کو دیکہکر انکی عمارت کی شہادت سے انکی بانیون کی تہذیب انتظام سلطنت - اور عظمت کا قیاس کرتے ہین -

جو طریقے کہ ہمنے تاریخ لکہنے اور واقعات کو استنباط کرنے کے بیان کئے ہین انہین یا ویسی ہی وسائل سے لائف لکہتے ہین کیونکہ تاریخ کسی خاص قوم یا ملک یا عرض کی سوانح عمری ہوتی ہے لائف کسی خاص شخص کی سوانح عمری کا نام ہے -

انیسوین ۱۹ صدی مین تاریخ نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اب ان چیزون کی تاریخ بہی لکہی گئی ہے جو صرف ذہنی اور خیالی ہین اور جنکو ہم مجسم کرکے نہین دکہا سکتے یعنے جو عرض ہین - فی الحقیقت یہ تاریخ اور یہی تاریخ اس تمام پہلی تاریخ کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور یہی آخر الذکر تاریخ ان تمام بیشمار تاریخون کا جو پہلی لکہی گئی ہین نتیجہ - گویا تمام

دنیا نے اب سے پہلے یہ بیشمار تاریخین اسی غرض سے لکھی تھین کہ وہ اس نئی قسم کی تاریخ کا انیسوین صدی مین مصالح ہین۔

یہ تاریخین جیسے تہذیب کی تاریخ - علم ادب کی تاریخ - شاعری کی تاریخ - فلسفہ اور حکمت کی تاریخ - یوروپ کی دماغی اور عقلی ترقی کی تاریخ پکار پکار کر کہتی ہین کہ اب پرانی تاریخ اور نئی تاریخ مین وہی فرق پیدا ہونیوالا ہے - جیسا کہ چھکڑے اور ریل گاڑیین - جیسا کہ حال کے جنگی جہاز اور جمنا کی بادی کشتیون مین - جیسا کہ قدیمی تلوار اور حال کے آلات حرب مین جیسا کہ قدیم بت پرستی اور تثلیث اور توحید مین -

اب مین گویا اس مضمون یعنی النظر فی التاریخ کے دیباچہ کو لکھہ چکا ہون اور اصل مضمون کو جسکا اشارہ مین اسی مضمون مین کرونگا مین یا کوئی زیادہ لایق آدمی امید ہے کہ اسی زمانہ مین پورا کریگا لیکن اس مضمون کو ختم کرنیسے پہلے مین قوم کے خیر خواہون کی خدمت مین اس رسالہ حسن کے ذریعہ سے ایک عرض کرتا ہون اور اس امر کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جس قسم کی زندہ اور عملی تاریخ کا مینے ذکر کیا ہے اس سے ہماری زبان اور قوم کو کسقدر فایدہ ہوسکتا ہے -

اسمین شک نہین ہے کہ ہماری (ہندوستانیونکی عموماً اور مسلمانونکی خصوصاً) قومی زبان اردو ہی ہے اور ملک کی زبان ہونیکی جو کچھہ طاقت اس زبان مین موجود ہے وہ ہندوستان کی کسی اور زبان مین

ہنین لیکن اس زبان مین اس قسم کی کتابین نہین ہین جنسے اس قسم کے خیالات کی تقریب ہوتی ہے جو یورپین لٹریچر کے پڑھنے سے پیدا ہوتے ہین اسلئے قومی خیرخواہونکا سب سے اعلی اور انہی کا فرض ہے کہ جہانتک ہوسکے آئندہ نسلون کیلئے ایک آسان اور عمدہ راستہ صاف کرین اور جو لوگ انگلش لٹریچر سے فیضیاب نہین ہوسکتے انکے واسطے اپنے لٹریچر کے درجہ کو اعلی درجہ پر پہنچا دین لیکن اب دیکھنا چاہیئے کہ ہمکو کس قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے اور کس قسم کا لٹریچر موجود ہے جو لٹریچر موجود ہے وہ نظم ہے جو تمام دنیا کے بدترین لٹریچر مین سے ہے اور جس سے قوم کی مردانہ اور آزاد خصلت بنانیکی نسبت قوم کو دیوانہ بنانیکی زیادہ امید رکھنی چاہیئے۔ اگر ہمارے اردو لٹریچر کی تمام کتابین جمع کیجائین توانمین سے (۵۰) فیصدی یہی عاشقانہ نظم ہوگی! ان سے کیا فائدہ ہے اور اون کے معدوم ہونیسے کیا نقصان ہے شاید اسکا جواب مدوجزر اسلام کے اس شعر سے بہتر نہوسکے کہ ؎

"جو کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے ✤ کہین مل کے خس کم جہان پاک سارے"

اب پہلے سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر موجودہ لٹریچر کافی نہین ہے تو کس قسم کی کتابون کی ضرورت ہے۔ اسمین شک نہین کہ ضرورت ہے لٹریچر سے مراد ریاضی۔ فلسفہ۔ طب۔ سائنس اور ہیئت نہین ہے اور نہ یہان اس سے بحث ہے بلکہ علم ادب سے۔ مین بعینہ

دلائل بیان کئے اپنی ناچیز راے ظاہر کرتا ہون کہ ہم کو نہ ڈراما کی ضرورت نہ ناول کی۔ قصے اور افسانے ہمکو بدنام کرنیکے لئے پہلے ہی سے موجود ہین۔ اسلئے اگر ضرورت ہے تو زبان مین زور۔ صفائی اور روانی پیدا کرنے کے لئے ہسٹری۔ اور بایوگریفی (تاریخ و تذکرہ) کی ضرورت ہے یہ ایک ایسا دعوے ہے کہ اسکی دلیل خود دعوی مین موجود ہے اسلئے اس امر کو فرض کر کے کہ قوم نے لایق اور نصیحت دینے والے آدمیون کی سوانح عمری اور اثر ڈالنے والی خیالات کو پاک کرنیوالی۔ دلیرانہ خصلت پیدا کرنیوالی تاریخ (جسمین حقیقتاً لا دقف بھی شامل ہے) کی ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے۔ مین اپنے مضمون کا مقصد پیش کرتا ہون۔

تمام دنیا کی مختلف اور اصلی تاریخین دیکھنے سے انسان کے دل پر جو اثر پیدا ہوتا ہے اسکو تاریخ کا نتیجہ کہنا چاہیئے اسلئے جب تمام قومون ملکون باشندون کی مجموعی ترقی اور تنزل دیکھتے ہین۔ شخصی اور جمہوری نزاعین۔ بادشاہوںکی آپسمین لڑائیان خانہ جنگیان۔ خون ریزیان۔ بغاوتین مشاہدہ کرتے ہین اور یکسان اسباب سے یکسان نتایج کے پیدا ہونے پر غور کیا جاتا ہے۔ قومونکی ملکی۔ مذہبی۔ مدنی۔ اور اخلاقی۔ انقلابات پر نظر کرتے ہین کبھی اسمی فرانسیسی قوم کو اپنے بادشاہ اور ملکہ کو گنڈاسے سے اڑاتے

ہوے اور کبھی اسی فرانسیسی قوم کو ایک سپاہی نپولین کی شخصی حکومت مین قومونکو کچلنے کیلیئے ہتیار تیز کرتے ہوئے دیکھتے ہین نمرود اور ابراہیمؑ کے مناظرے۔ رومن کیتھلک اور پراٹسٹنٹ کی خونریزیان۔ لبرل اور کنسرویٹو کے فسادات سب کے سب مین ایک ایسی مشابہت پائی جاتی ہے کہ یہ خیال خودبخود دلمین پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ کیا ہے اور اسکا کیا مقصد ہے +

مصنف کے نزدیک تمام دنیا کی تاریخ اور انقلابات کی اصل دو لفظونکے مفہوم ہین۔ تمام فسادات کسی نہ کسی طرح انہین دو لفظون کے اسباب تھے اور ہر تاریخی واقعہ انہین لفظونکا نتیجہ ہے وہ لفظ کیا ہین (۱) مذہب اور (۲) آزادی۔

واعظون کے وعظ۔ حکما کے خیالات۔ سائنس والونکی تحقیقات مدبران سلطنت کی رائین۔ بادشاہون کے حملے۔ تاجرون اور صنعون کی کوششین یا تو آزادی۔ اور مذہب کی تائید کے لیئے ہین یا انکی مخالفت کے لیئے۔ اگر یہ نہین تو وہ کچہ نہین ہین۔

انسان کو مذہب سے کیا تعلق ہے۔ مذہب انسان کے دل کو مقناطیس کے کشش کے مانند کھینچتا ہے۔ فطرت انسانی لوہا ہے اور مذہب کشش مقناطیسی ہے۔

مادہ کے لیئے جس طرح پر کشش ثقل ضروری ہے ایسا ہی انسان کے

لئے ازادی ہے اگر کشش ثقل کو مادہ سے نکال سکتے ہین تو ازادی کو انسان سے جدا کر سکتے ہین اسیلئے ازادی انسانی مرضی کے لیئے وہی شے ہے جو ثقل مادہ کے لیئے ہے۔

فرہمین کا قول ہے کہ مذہب کا صحیح خیال اول بنی سام (یعنے عرب ویہود) مین پیدا ہوا اور ازادی کو اریَن قومون نے ٹھیک سمجھا لیکن ہم اس خیال کو تسلیم نہین کرینگے کہ مذہب (توحید باری) کسی خاص نسل مین اور ازادی کسی خاص قوم مین محدود ہوئے ہین جو اصول ہمنے مقرر کئے ہین انکے موافق مذہب اور ازادی ہر فرد انسان کی روح اور مرضی کے لیئے لابدی ہین۔ اسیلئے بعض مقامی اسباب ہین جیسے قوم کی خاص صفات ملک کی حالت آب وہوا۔ امید وخوف اور دیگر بیرونی اثر جنسے مذہب اور ازادی معدوم نہین ہوئے بلکہ انکی شکل بدلگئی ہے۔

(۱۹) [اگر مذہب اور ازادی کی تاریخ لکھی جائے تو انیسوین صدی کی دماغی ترقی مین بہت بڑی مدد ملیگی۔]

غلام الثقلین از دہلی

روزنامچہ سفر کوہ نیلگری

دیباچہ

میری طبیعت کچھ عرصہ سے بیمار تھی بفضلہ ڈاکٹر لاری کے معالجہ سے صحت تو ہو گئی مگر ضعف باقی تھا اس اثنا مین موسم گرما نے اور زیادہ طبیعت کو مضمحل کر دیا آخر کار ڈاکٹر لاری کے صلاح اور مشورہ کے بعد مین سنے مناسب خیال کیا کہ باقی موسم تابستان کو نیلگری کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین گذارون چنانچہ مین نوین (۹) رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجری کو روانہ ہوا اور ۱۲ شوال سنہ ۱۳۰۶ کو واپس آیا۔

چونکہ زمانہ حال مین اکثر ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ امرا اور افسر ایام گرما نیلگری اور نیز بالیشور وغیرہ مقامات مین بسر کرتے ہین نیز بران نیلگری اور میسور بنگلور سرنگپٹن کے سفر مین بہت سے ایسے چیزین بھی دیکھی گئی ہین جنکے اس ملک مین جاری کرنے سے اہل ملک کو فائدہ ہو گا لہذا مین نے اپنے سفر کا روزنامچہ نفع عام کے غرض سے رسالہ حسن مین چھاپ دیا اور ان واقعات اور معاملات کو بھی درج کر دیا جو تاریخی عجائبات یا سود مند ہین والسلام

۹ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ یوم جمعہ

مین شب کے دس بجے حیدرآباد کے اسٹیشن پر پہونچا پلیٹ فارم پر نواب محبوب یار جنگ بہادر نواب عماد نواز جنگ بہادر مولوی عبدالکریم صاحب ناظم ٹپہ خانہ راجہ سرنیواس راو مولوی علی حسن صاحب مولوی اقبال علی صاحب مسٹر رگھوناتھ پرشاد میر لیاقت علی خان وغیرہ بہت سے معزز افسران سرکار موجود تھے قریب ساڑھے گیارہ کے ہماری ریل روانہ ہوی اس ریل کی روانگی مین کسی قدر توقف کی وجہ یہ تھی کہ حضور پرنور کے محلات عالی سے چند حرم محترم ورنگل ٹرین پر رونق بخش بلدہ ہوے تھے باغ عامہ مین اونکے اوتارنیکے لیے دس منٹ تک ریل کو توقف کرنا پڑا جس سیلون مین مین سوار تھا اوس رزرو سیلون کو خود مین نے تیار کروایا تھا اس مین ہر قسم کے آرام کی چیزین موجود ہین میرے ہمراہی مین میر یوسف علی صاحب حکیم اور مولوی غلام رسول صاحب اور میر کاظم علی صاحب اور چند خدمت گار تھے مگر ہمراہیون کے واسطے علیحدہ رزرو فرسٹ کلاس موجود تھی شب آرام سے کٹی صبح کے سات بجے واڑی جنکشن پر پہونچے یہان مولوی عبدالقادر صاحب مددگار صوبہ وار جنوبی موجود تھے۔ چھوٹی حاضری ہوی کشن راو نائب جاگیرات چھوٹے بیگم صاحبہ بھی یہان تک ہمراہ رہے۔ نو بجے مدراس میل واڑی پونچے ہمارا سیلون نظام اسٹیٹ ریلوے سے کھول کے مدراس میل کے قطار مین لگا دیا گیا ریل روانہ ہوی اور (۱۱) بجے

دریاے کرشنا پر پہونچی جسپر ایک مستحکم پل بنا ہوا ہے اور یہ پل آدہا جی آئی پی ریلوے کے علاقہ مین اور آدہا مدراس ریلوے کے علاقہ مین ہے چنانچہ پل نصف سرخ اور نصف سفید رنگ کا علامت کے لیئے رکہا گیا ہے دونون علاقون کی تمیز ہو جاتی ہے -

یہہ دریا نہایت گہرا ہے اور اسوقت حالانکہ عین موسم تابستان ہے لیکن اوس مین پانی کا سیلاب موجود ہے - مگر ہنوز اس دریا سے ہمارے سرکار کو کوی نفع نہین پہونچتا اور نہ سرکار نے اس طرف توجہہ کی ہے سیری درلنت مین کالا چبوترہ اور بعض دوسرے ایسے مقامات ہین جہان آسانی سے کم خرچ مین بند باندھ سکتے ہین جس سے آب پاشی بخوبی ہوگی اور نفع کثیر سرکار کو ملیگا - مجھے کوئی چار یا پانچ سال کے بعد ادہر آنیکا اتفاق ہوا ہے حال مین بسبب قیام فوج کنٹنجنٹ - جو رائچور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک اسٹیشن بنا ہے جسکا نام کنٹونمنٹ اسٹیشن رکہا گیا ہے اس اسٹیشن سے گذر کر ساڑہے گیارہ بجے ہم رائچور پہونچے - رائچور پہنچتے ہی پولس نے سلامی دی اور غلام امر اللہ شاہ صاحب اول تعلقدار اور شمشو میان صاحب مہتمم کوتوالی اور عبدالعلی صاحب منصرم سیوم تعلقدار اور امین رائچور وغیرہ اسٹیشن پر موجود تھے -

برکفاسٹ تیار تھا اور تعلقدار صاحب نے بھی اپنے باورچیخانہ سے باذائقہ طعام میز پر چنوا دیا بعد اکل وشرب ایک بجے - سب سے مین رخصت ہوا

اور ہماری ریل چلی - راستہ مین دو اسٹیشن کے بعد دریا سے تنگ بھدرا (تمبدرا) ملا اس دریا کا بڑا پاٹ ہے اور اس سے اراضی قرب جوار کو بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہے ہمارے سرکار مین اسکے کئے نالے دیہات کی آبپاشی کرتے ہین موضع بجال تعلقہ یرگرہ ضلع رایچور اسکے کنارہ پر نہایت شاداب نظر آیا اس دریا کا پل بہی خوب مستحکم ہے - اسکے بعد راہ مین قلعہ ادہونی نظر پڑا جو دور سے بہت مضبوط دیکہائی دیتا ہے لیکن ویران ہے اسٹیشن پر بہت سی شطرنجیان طرح طرح کے رنگین ادسی ہی قصبہ کے بُنے ہوئے دست فروش لئے ہوئے بہت ارزان قیمت سے مسافرون کے ہاتہ فروخت کر رہے تہے -

چار بجے دن کے گنڈکل جنکشن پر پہونچی اور یہان ہم اہہون نے چپا رہپیا گرمی نہایت شدت سے تہی اس جنکشن سے - بمبئی مدراس بلاری - نندیال کے ریلین جدا ہوتے ہین آدھ گہنٹہ ہماری ریل یہان ٹہری اس کے ایک دو اسٹیشن بعد پنار ندی ملتی ہے اگرچہ اسپر ایک قدیم پل موجود ہے جس پر اب ریل گذرتی ہے لیکن یہان ایک اور جدید پل تیار ہو رہا ہے بلکہ قریب ربع کے تیار بہی ہو چکا ہے جدید پل کا کام نہایت استوار ہے اور یہ پل سایہ دار بنایا گیا ہے - یہہ ندی بڑی چوڑی ہے مگر عمق مین اسقدر نہین ہے - اس سے اطراف واکناف کی دیہات کو پانی ملتا ہے +

قریب شام کے ایک اور ندی ملی جو تنگ بہار راسی کم نہین ہے لیکن خشک تہی جسکا نام چترتی ہے۔

اسپر ہی اوسی قسم کا ایک جدید پل بن رہا ہے۔

دہم رمضان ۱۳۲۶ یوم شنبہ

شام کے سات بجے تاڑپتری پہونچے اسکے دو اسٹیشن پہلے گُتّی کا قلعہ ہی دیکہا گیا یہہ قلعہ بہت بڑا ہے غالباً کسی زمانہ مین نہایت کار آمد ہوگا۔ اسی قلعہ مین مظفر خان نواب معزول کرنول قید تھے۔ تاڑپتری مین ڈنر ہوا کہانا نہایت خراب تھا پنور نگم جو ہم سے پہلے بطور میر منزل نیلگری کو جا چکے تھے یہان ہی برف کا بندوبست کر چکے تھے ورنہ نہایت تکلیف ہوتی۔

دس بجے شب کے کڑپہ پہونچے یہان چائے پی۔ ہمراہیان اپنی سکنڈ فسٹ کلاس مین چلے گئے مین تین بجے رات کے سو گیا۔

ابہی ہم سونے ہی نہین پائے تہے کہ گارڈ نے جگا دیا مینے گہڑی دیکہی تو پورے ساڑہے چار بجے تھے اور اسٹیشن ارکونم تہا شب کی بدخوابی گرمی اور ریل کے ہرج سے کوئی تین بجے تو سوئے تہے اسوقت کا جاگنا بہت ہی برا معلوم ہوا اگرچہ اسٹیشن ماسٹر وارڈی نے ہمسے کہا تہا کہ یہہ ڈبہ متا پالم تک نہین بدلیگا لیکن وہ غلط تہا اور ڈبہ بدلنا پڑا بہر حال اوترے یہہ اسٹیشن بہت بڑا ہے فسٹ کلاس جنٹلمین کے اوترنیکے لیئے بالاخانہ نہایت وسیع بنا ہوا ہے جسمین زنانے اور مردانے الگ بڈرومز (خوابگاہ) ہین یہان

تین ساعت قیام کرنا پڑتا ہے اگرچہ مدراس سے میل ٹرین گیارہ بجے آتی ہے لیکن گوڈس ٹرین مین رزرو فسٹ کلاس ڈبہ اور سیلون سلسل کرایا گیا یہان برک فاسٹ کہایا کہانا اچہا تہا جب ہمراہی... ہاتہہ مونہہ دہونیکے سیلئے بالاخانہ پر گئے ایک ہاف کاسٹ عورت جو یہان کی نگہبان تہی مزاحم ہوئے اور کہا کہ بیڈروم صرف یورپین کے واسطے ہین نیٹو وتر نہین سکتے لیکن جب اسٹیشن ماسٹر نے سُنا تو معذرت کی - فی اسم آٹہہ آنہ چار پانچ تین ساعت کے لیئے کرایہ تہا آرام کی جاے ہے اور ہوادار ہے - علاوہ کرایہ مقررہ کے پانچ روپیہ اور انعام دیا گیا ہنور نگم کے انتظام سے یہان برف ۱۰ پونڈ بنگلور سے آیا ہوا موجود تہا بعد برک فاسٹ کی ریل روانہ ہوئی مدراس کے فسٹ کلاس ڈبے بہت خراب حالت مین ہین - مین نے وہان کے چند انگریزون کے زبانی سنا کہ وہ نظام ریلوے کی تعریف کرتے تہے - واقعی نظام ریلوے مین سکنڈ درجہ اس سے زیادہ آرام ہے

رایچور سے گذرنے کے بعد اس مقام تک بالکل مرہٹواڑی کے اضلاع کا نقشہ تہا زمین آب وہوا پیداوار سب اوسی قسم کی ہے - دو بجے جلارپیٹ پہونچے یہہ بڑا جنکشن ہے یہان خاص ہمارے حکم سے ٹفن تیار تہا - کہانا اچہا تہا - پونے تین کو پہر روانہ ہوئے - یہان سے بالکل طریقہ زمین آب وہوا بدل گیا اس نواح کی سرزمین بعینہ ہمارے وہانکے تلنگانہ کی سی ہے - یہہ قطعہ نہایت شاداب ہے اور آب پاشی

یہان کثرت سے ہوتی ہے ندی نالے اور باولیون کے پانی سے باغات ہوتے ہین - تمام جنگل سبزہ زار بنا ہوا تہا ارکاٹ ویلور وغیرہ بڑے بڑے شہر راہ مین ملے اور نہایت آباد حالت مین پائے گئے -

یازدہم رمضان ۱۳۰۶ یوم یکشنبہ

میوہ بافراط اسٹیشنون پر ملتا تہا ڈنر رات کے آٹہہ بجے سیلم مین کہایا راہ مین بارش بہی ہوئی - سخت گرمی تہی - پسینہ مین شرابور ہو رہے تہے اب یہان ہم کو بنجر افتادہ اراضی نظر آئے داڑہی سے سیلم تک کوئی بسوہ بہر زمین بہی نہین ملی یہان سیکڑون کوس زمین بنجر تہی - جلار پیٹ سے چڑہائی شروع ہوئی - گیارہ بجے کو متو پہونچی اسی ضلع مین نیلگری واقع ہے - اس اسٹیشن پر اعظم علیخان فرخ نگری سے ملاقات ہوئی کہ وہ بہی نیلگری بحسب الطلب نواب وقار الامرا بہادر جا رہے تہے - رات بہی گرمی کی شدت تہی صبح ساڑہے پانچ بجے متاپالم پونہچے اب ریل کا سفر ختم ہوا سیلون بلدہ کو واپس کیا گیا -

نواب خورشید جاہ بہادر میل ٹرین مین آنیوالے تہے - متاپالم مین برک فسٹ کہایا دن کے آٹہہ بجے چہہ ٹانگہ کرایہ کے اول سے موجود تہے پونے نو بجے ہم سوار ہوئے اور نیلگری کے طرف چلے پانچ میل کے بعد چڑہائی شروع ہوئی - یہان قدرتی بہنس اور رموز کے درخت کثرت سے جنگل مین بہرے تہے اور سپاری ناریل لونگ وغیرہ کے باغات

بہت تھے۔
پہاڑ کی چڑھائی کنارہ کنارہ چکر سے نکالی گئی ہے ۲۲ میل چڑھائی ہے عجیب لطف کی جائے ہے کئی کوس تک کی زمین زیر نظر رہتی ہے چونکہ چڑھائی زیادہ ہے اسلئے ٹٹو کے ہر یابو تین کوس پر بدلتے ہین۔ کو نور تک یابو خراب ملتے ہین لیکن من بعد یابو اچھے ملتے ہین پانی پہاڑون سے بکثرت جاری ہے میوہ جات کے درخت قدرتی طور پر جنگل اور پہاڑون مین لگے ہوئے ہین۔ نصف پہاڑ کے چڑھائی کے بعد سردی شروع ہوتی اور کو نور سے خوب سردی ہوتی ہے کو نور ویلنگٹن مقام سے گیارہ میل ہے یہان ٹفن کھایا یہان کافی کثرت سے ہوتی ہے کو نور سے آگے سردی زاید ہے اس مین کافی بہت اچھی ہوتی یہان ریڈ اور بلو گم کے درخت اور چاے بہی بہت ہوتی ہے ان کا رآمد چیزونکا مفصل ذکر آئندہ ہوگا کو نور سے مین پلنکن گاڑی مین روانہ ہوا جس مین ایک جوڑی جوتی ہوی تہی ڈہائی بجے ٹرن فوٹ کو پہونچے جو میرا خریدا ہوا بنگلہ ہے بنگلہ سطح زمین سے آٹھ ہزار ایکسو فٹ بلند ہے اور احاطہ کے اندر کا قلہ کوہ آٹھ ہزار نوسو فٹ بلند ہے یہ پہلا ہی وقت ہے کہ مین نے اپنے خرید بنگلہ کو دیکھا یہان سے حیدرآباد کو خطوط اور بعد حمام و تبدیل لباس کے ٹیلگرام روانہ ہوئے۔
پانچ بجے بگھی مین سوار ہو کر ہوا خوری کو پہلے تالاب پر گیا جسکا دور چھہ میل کا ہے

اور جہان کشتیوں کا کلب ہے نواب وقار الامرا بہادر سے ملاقات ہوئی اونکے
صاحبزادے اور افسر جنگ بہادر کے فرزند وغیرہ ہمراہ تھے چھ بجے
تک وہان ٹھہرا بعد بازار کے طرف سے ہوتے ہوئے شام کو مکان
واپس آیا۔

(۱۲)

دوازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم دوشنبہ

صبح کو مین سواری اسپ ہواخوری کو گیا راہ مین ڈاکٹر یوسف علی
اور غلام رسول وغیرہ جو گورنمنٹ گارڈن دیکھنے گئے تھے ملے اور
میرے ہمراہ اوکس اور بیڈم پایل کی شاپ کو آئے۔
تچی واڑی مین نواب خورشید جاہ بہادر ملے جو گورنر صاحب کی ملاقات
کو جا رہے تھے اور اوسی روز بعد ملاقات نواب وقار الامرا بہادر واپس
ہٹا پالم چلے گئے۔ دو بجے برک فاسٹ پر ہم نواب وقار الامرا بہادر کے
مکان پر گئے وہ اسٹاک ہال پر اوترے ہین مکان بہت تنگ و چھوٹا ہے
پانچ بجے سے پہلے ابر غلیظ آسمان پر آیا بجلی چمکی اور خوب بادل گرجے
کسی قدر ترشح بھی ہوا۔ جب ابر ہٹ گیا پانچ بجے بعد ہم پولو گرونڈ کو
گئے اقبال الدولہ بہادر ٹیم اور مینلگری ٹیم کا میچ (شرط) تھا۔ اقبال الدولہ
ٹیم نے آٹھ گول نبایا اور مینلگری ٹیم بلنک رہا۔ سر چارلس ارنیٹ ناٹ
اور لارڈ کو نیمار ابھی بسواری اسپ آئے تھے ساڑھے چھ بجے بعد مکان
واپس آئے +

(۱۳) سیزدہم رمضان ۱۳۲۶ یوم سہ شنبہ

آج مین اپنے خلاف معمول قریب بارہ بجے کے بیدار ہوا واقعی کل کی کسالت باقی تھی ایک بجے برک فاسٹ کھایا بعد کھانا کھانے کے برن فٹ (نام مکان) کو احاطہ کا چکر لگایا آج کسیقدر ترشح ہوا ملکہ اسی کا سلسلہ شب کے دس بجے تک رہا چاء کے بعد سیر و ہواخوری کو گیا - چیرن کراس ہوٹیل - سلک ہوٹیل کو بھی دیکھا - یہان چاء پی گئی - آج گورنمنٹ ہوز سے جواب ملا کہ پنجشنبہ کے روز ۱ بجے گورنر صاحب ملاقات فرماوینگے - مین ساڑھے چھ بجے ہواخوری سے واپس آیا - آج سردی بہ نسبت دو یوم گذشتہ کے کسی قدر زاید تھی - اس مقام پر ہر شنبہ کو بازار ہوتا ہے آج بازار کا دن تھا ہفتہ بھر کا سامان و ترکاری اوسی روز خرید لیجاتی ہے خاص پہاڑی اور جنگلی آدمی بھی آجکے روز خریدی اشیاء ما یحتاج کر واسطے آتے ہین - آٹھہ بجے ڈنر کھایا - آج تین بجے کو یہان گھوڑ دوڑ تھی - لیکن مین نہ جا سکا - چونکہ یہان نیلگری مین بہت سے مفید و نفع بخش چیزونکی کاشت اور ساخت ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ایسے چیزون کا رواج ہمارے ملک مین ہو اور اس سے اہل ملک کو فائدہ پہونچے لہذا میرا ارادہ ہے کہ ان تمام چیزونکی تکمیل تحقیق و تدقیق کر کے مشتہر کرون -

چنانچہ اسوقت تک جو تحقیقات مینے سنکونا کی کی ہے شرح وار ذیل مین درج کرتا ہون ؎

سرکاری باغات سنکونا

نیلگری پہاڑ پر تین مقامون مین گورنمنٹ کی سنکونا اسٹیٹ ہین ۱ نگکنڈ ۔ ۲ ندواٹم ۔ اور ۳ پکارا ۔ ہر اسٹیٹ کا اہتمام ایک سپرنڈنٹ کی ذمہ ہی جو اپنی اپنی اسٹیٹ مین رہتا ہی ۔ لیکن انتظامی کارروائی کل اسٹیٹون کے ایک شخص واحد کی زیر انتظام ہی جسکو ناظم باغات سنکونا و چراگاہ و مزروعات سرکاری کہتی ہین ۔ اسکا مستقر نگکنڈ ہی اور گورنمنٹ کی صیغہ مالگذاری کے تحت اور اوسی سے متعلق ہی ۔ ہر اسٹیٹ مین ایک یا ایک سی زیادہ باغ ہی ۔ ندواٹم مین ۔ ڈلی سن ۔ کل گرسٹن ۔ اور قیپیک ۔ باغ ہین پکارا مین وڈ ۔ اور ہوکر دو دابٹا مین چھوٹی چھوٹی باغات ہین جو اوسی نام سے مشہور ہین ۔

جس مقام پر دو دابٹا واقع ہی وہ سرکاری باغ کے عقب مین ایک عمیق جگہ ہی جسکو مسٹر مک آئور منوفی اور ڈاکٹر کلگ ہارن نے پسند کیا تہا اور مسٹر کلیمنٹس مارکہم کی جو ہندوستان مین سنکونا کی بانی مبانی ہین منظور ہوئی تہی ۔ یہہ مقام سطح آب سے ۵۰۰۰ فٹ سی لیکر ۸۰۰۰ فٹ تک بلندی پر واقع ہی ۔ موسم ۶۰ ۔ ۷۰ درجہ پر رہتا ہی ۔ ایام ڈسمبر جنوری ۔ اور فبروری مین اکثر سخت پالا پڑتا ہے اور جو درخت اراضی کی نشیب مین ہین انکو بہت نقصان پہونچتا ہی ۔ یہہ مقام بہت خوشنما ہی ۔ سنکونا کی درخت جو مختلف حیثیتون سی پہاڑیون اور وادیون مین کئی قسم کی سبز لباس مین ملبوس لہراتی ہوئے دکھلاتی ہین عجیب شش کی سمان پیدا کرتی ہین اور یہہ حالت عموماً صبح کی وقت ہوتی ہی جبکہ آفتاب کی کرن پہونچتی ہی یہہ سیر قابل دید ہی ۔ دو دابٹا مین تخمیناً ۶۴۳۹۸۰ درخت ہین جسمین غالب تعداد آفی سی نالس قسم کی ہی +

باغ ندوانم گود الپور گہاٹ پر ہی جس مقام کو مسٹر مارکہم نی پسند کیا تہا - اسکا نشیبی حصہ کوہ گود الپور اور وینادکی زیرین حصہ تک پہیلتا چلا گیا ہی - اسکا ارتفاع ۵ ہزار سی ۶ ہزار فٹ تک سطح آب سے ہی اور موسم کی ابتدائی وانتہائی درجہ ۴۵ اور ۸۰ ہی اوسط بارش ۱۰۵ انچہ ہی - اس اسٹیٹ کی درختون کی تعداد ۴۵۸۶۲۳ ہی جنمین خاص کر سکی رُبرا اور میگنی فولیا قسم کی زیادہ ہین لیکن آکہنا لس کے درخت بہی بہت سے ہین اسکے سوا اور اقسام کی سنکونا بہی لگائے جا رہے ہین -

پیکار انخلستان وڈ اور ہوکر کی باغات دریائے پیکار اسکے دونون جانب ہین دریائے پیکارا کا مشہور آبشار اسی اراضی مین واقع ہی یہہ دریا بہت تنگ ہوکر اس نخلستان کی درمیان سے بہتا ہی اور دونون جانب سی آبشار دکہائی دیتا ہی پہاڑون کی بلندی سطح آب سے پانچہزار فٹ سی لیکر چہہ ہزار دو سو فٹ تک ہی تخمینہ کیا جاتا ہی کہ کل نخلستان کا رقبہ ایک ہزار سات سو اناسی سے کچہ زیادہ ایکڑ اراضی ہی اسمین سے غالب رجہ مین زراعت ہوتی ہی -

کل درختون کی تعداد مجموعی ۱۹۳۸۲۶۸ ہی اور تقسیم حسب ذیل کیگئی ہی

ڈوڈابیٹا	۶۴۳۰۸۷
ندوانم	۴۵۸۶۲۳
ہوکر	۵۹۹۷۰۶
وڈ	۲۳۶۰۵۲
	۱۹۳۸۲۶۸

کل خرچ تمام اسٹیٹونکا شروع زمانہ سی ابتک ۱۹۰۰۷۲۲ روپیہ ہوے اور اگر اسمین ساڑہے چار فیصدی سود ملالیا جاتا تو مجموعی خرچ ۲۹۳۴۰۳۷ روپیہ ہوتا ہے - مجموعی آمدنی جو بذریعہ فروخت پوست تخم اور درختون کی حاصل ہوئی وہ ۳۲۳۲۵۰۱ روپیہ ہی یعنی خالص نفع بعد منہائی اخراجات ۳۹۹۴۶۴ روپیہ کا گورنمنٹ کو ہوا -

قطع نظر اون بیش قیمت باغون کے جو سرکار کے قبضہ مین موجود ہین -
از روے تخمینہ ان اسٹیٹون مین سے ایک لاکہہ رتل چہال روانہ ہوئی اور کل کے کل
حال مین بذریعہ ہراج اسی ملک مین فروخت ہوئی - دو قسم کے کلین جنکا نام ڈرس
ان گگرپٹر اور ٹرنائی کم ہندواٹم مین اسغرض سے قائم کیگئی ہین کہ سنکونا کی چہال پیس کر
تیسری فیوج یعنے دواے دافع بخار بنائین اور جب ہمہ وجوہ او ٹیکمنڈ مین ہوکر تیار کیجاتی
ہین تو مدراس کے ذخیرہ ادویہ مین بہیجدیجاتی ہے اور وہانسے بذریعہ مختلف دواخانون کے
تمام طورسے تقسیم ہوتی ہے - شروع زمانہ سے مسٹر ولیم گراہم لیک آئیورانیز زمانہ انتقال یعنی سنہ ۱۸۷۶ع
تک کل نخلستان کے اعلیٰ منتظم رہے یہہ شخص ہندوستان کے کل مشہور باغبانون مین
جو یورپ سے اس وقت تک طلب کئے گئے تہے نہایت ہوشیار تہے اور اونہی کے مستقل محنت
اور پایدار کوشش اور غیر زوال مشقت کا نتیجہ تہا کہ سنکونا کو ایسی عمدہ کامیابی ہوئی
سنہ ۱۸۷۶ع سے سنہ ۱۸۸۳ع تک کمشنر نیلگری کے ماتحتی مین انتظام نخلستان سنکونا رہا پہر
سنہ ۱۸۹۳ع تک فارسٹ ڈپارٹمنٹ (سررشتہ جنگلات) کی نگرانی رہی -

چونکہ یہہ بہت بڑی جوابدہی اور ذمہ داری کا کام تہا اور ایک ایسی شخص کی ضرورت تہی جو
پوری طورسے اپنا کل خیال اسی جانب متوجہ رکہے اور اس قسم کی کامون سے پوری آگاہی و رکامل تجربہ
رکہتا ہو اسلئے مدراس گورنمنٹ نے سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کو دزیر ہند کو لکہا کہ ایک
ایسے شخص کی جو اس فن کا ماہر ہو ضرورت ہے چنانچہ وزیر ہند نے مسٹر ام - اے لاسن پروفیسر
علم نباتات متعینہ یونیورسٹی اکسفورڈ کو ان نخلستانون کے انتظام و نگرانی وغیرہ کیلئے مامور کرکے بہیجدیا
تاکہ نباتات اور باغبانی کی متعلق علوم و فنون جن سنکونا کی پیچیدہ اور الجہے ہوئے

غور طلب مسائل آسانی سے حل ہون ایک کیمیادی شخص کی بہی بہت ضرورت تہی اسلئے ہوم
گورنمنٹ نے ایک سائنٹفک انالسٹ (محلل مرکب) کو منتخب کیا تا کہ کوئنولوجسٹ کا کام اپنے
ذمہ لے یہہ عہدہ شروع ۱۸۶۸ء مین قایم ہوکر ٹوٹ گیا پہر ستمبر ۱۸۸۴ء سے دوبارہ
قایم ہوا علاوہ انصرام دینے اپنی فرایض اور استعمال بیش قیمت تجربون کو جو زراعت و اشاعت
سنکونا سے متعلق ہین (مثلاً سنکونا کے چہال کی کیمیائی تراکیب پر روشنی اور سایہ کا
کیا اثر ہے۔ چہال پر پہپہوندی کا کیا اثر ہے عرصہ دراز کی چہالون کا کیا نتیجہ ہوتا ہے سنکونا کے
درختون مین مختلف قسم کی کہاد سے کیا حاصل ہے۔ سبب ریشہ اجزا کا چہال مین
ہونا۔ درخت سنکونا مین چونے کی مقدار وغیرہ وغیرہ) اب یہ آخری گورنمنٹ
کوئنولوجسٹ ہر قسم مزید علمی تحقیقات اور تحلیل و ترکیب کیمیائی کی جانب متوجہ ہوا ہے
یہ تحقیقات خاصکر اجزائی نباتی کی ہے جو ملک مین بطور دوا کے مستعمل ہین غرض
اس تحقیقات کی یہہ ہے کہ اُن ادویہ نباتاتی کے موثر قوتون اور اجزا کو زیادہ وضاحت
سے بیان کرے مثلاً جنٹیانا۔ سلوستر۔ سلاتحص۔ ترا۔ وغیرہ وغیرہ۔
گذشتہ سال مین چند دلچسپ تجربے گورنمنٹ کوئنولوجسٹ نے دوا بنانا باغ مین
کیئے ہتے۔ جو نتایج اس سے مستخرج ہوے وہ بلحاظ طوالت کلام کے قلم انداز کیا گیا یہان اُنکا
تو صرف نیلگری کے سنکونا کی کیفیت ہے یہان سے عام سنکونا کی تاریخی کیفیت
درج کیئے جاتی ہے جس سے عموماً سنکونا کا مکمل حال معلوم ہوگا۔

سنکونا کی مفصل تاریخ

واضح ہو کہ سنکونے کی ابتدا جنوبی امریکہ سے ہوی ہے اور وہ
وہین سے بہت جگہہ پہیلا ہے - تاریخ پیرو مین جوزف دی جیو
بیان کرتا ہے کہ ۱۶۰۰ء مین ایک جیسوئٹ جو ملا کوٹش مین بخار سے
مبتلا ہوا ملک پیرو کے ایک درخت کی چہال سی اچہا ہو گیا۔ ۱۶۳۸ء مین کونٹس
انا آف سنکن - لیما مین جہان وہ اپنے شوہر وائسرائے کے ساتہہ گئی
ہتین بخار اور جاڑے سے مین مبتلا ہو گئین - ڈان جوان لوپیز ڈی کنی زیز
ڈ کونٹس کے معالج جو اُڈی ویکا کے پاس کوئٹن کوئنا درخت کی چہال کا
سفوف ایک لفافہ مین بہیجدیا اور کہلا بہیجا کہ چوتہیای (بخار چہارروزہ)
کیلئے یہہ دوا مجرب ہے - چنانچہ اوس دوا کا استعمال کیا گیا اور کونٹس
جنکی عمر ۶۲ سال کی تہی بالکل اچہی ہو گئین ۱۶۴۰ء مین کونٹس جب اپنے
شوہر کے ساتہہ اسپین واپس آئین تو اس دوا کو بہی ہمراہ لائین اسیلئے
اسکو کونٹس بارک (چہال) اور کونٹس پوڈر (سفوف) کہتے ہین
اور لنا ایس نے عرصہ دراز کے بعد باعزاز کونٹس کل اقسام کے درختون کو جس سے
کوئنا ئن پیدا ہوتی ہے سنکونا نام رکہا - فرقہ جیسوئٹ نے بعد اپنے ایام
دورہ سفارت مذہبی مین اس دوا کی بہت اشاعت کی اور انکے اس سرپرستی کا
عجیب مضحکہ انگیز نتیجہ پیدا ہوا کہ عرصہ دراز تک اوسکی استعمال کی مخالفت فرقہ پروٹسٹنٹ
نے کی اور یون سمجھتے رہے کہ اسکا استعمال گناہ عظیم ہے ۱۶۵۸ء مین لوئی چہاردہم

نے انگریز ڈاکٹر سر رابرٹ ٹالبٹ سے کونائن بنانیکا مخفی طریقہ دو ہزار نقد۔ اور معقول وظیفہ اور خطاب دیکر کے خرید لیا۔ اس عظیم الشان بادشاہ کے وقت مین کونائن شراب مین ملاکر بعد کہانا کہانیکے پیتے تھے۔

انگریزون نے ہندوستان۔ لنکا۔ برہما مین اور ڈچون نے جاوا مین مختلف قسم کی سنکونا کامیابی سے باغون مین لگائے۔ ہندوستان مین مقامات ندی وکٹم۔ پیکارا۔ کلہٹی۔ نگمند یعنے نیلگری اور بعض خانگی باغات مین سینر دیناد۔ بابا بودین۔ بلیگیری۔ رنگم پہاڑی سنا۔ لنکا۔ دارجلنگ۔ دہرہ دون۔ اور سکم مین۔ گورمنٹ انڈیا نے انکو بیج تخم اور پیاڑ فروخت کرکے اپنے ملک مین اشاعت دی۔ برہما مین قریب ٹونگو۔ اور یہان ٹونگھی مین لگائے گئے۔ اسیطرح خاصیہ پہاڑی پر سنکونا کے عمدہ قسمین یہ ہین بولیویانہ۔ کلیسیا۔ کنڈامینیا۔ کوروڈی فولیا۔ لینسیفولیا۔ لیوکنا فولیا۔ میگنی فولیا۔ میکرانتھا۔ نٹیڈا۔ آبلانگی فولیا آفی سنالس۔ اواٹا۔ پہیوویانا۔ پیرو ویانا۔ پرپوریا۔ سکی رُبرا۔ اسکروبکیولاٹا۔

تجارت کی روسے سنکونا کے۔ مفصلۂ ذیل اقسام زیادہ قیمتی پائی گئین۔ آفی سنالس۔ سکی رُبرا۔ پٹامینس۔ نٹیڈا۔ کلیسیا۔

سنکونا کلیسیا کی اول نمبر کی چھال سے جو جنوبی امریکہ مین ملتا ہے کونائن بدرجۂ اوسط ۰۔ ۳ فیصدی نکلتی ہے۔ اور جو سی فیانا قسم کے

درخت سے صرف ۲ ر ۳ فیصدی - ایک قسم کے سنکونا سے جو جاوا مین اون تخمون سے پیدا ہوتا ہے جسکو مسٹر لیجر نے بہیجا ہی ۱۰ فیصدی کونائن پیدا ہوتی ہے مگر جاوا اور لنکا مین تیرہ (۱۳) فیصدی کونائن نکلتی ہے - اور لیجریانہ پودہون سے جو نیلگری مین پیدا ہوتے ہین ۱۱ فیصدی کونائن ہوتی ہے - درخت کے چہال نکالنے - بہگونے - اور پہر اوپر سے چہیلنے سے کونائن زیادہ نکلتی ہے - ۱۸۸۱ء تک جو مقدار کونائن کی ہندوستان مین آئی وہ چالیس ہزار پونڈ کی دس ہزار رطل تہی -

مدراس مین حسب ذیل موازنہ آمد و خرچ کا کیا گیا ہے

سنہ	خرچ	آمد	منافع
۱۸۷۷	۱۱۷۴۲	۱۱۸۹۶	۲۱۸
۱۸۷۸	۱۳۴۲۲۸	۳۷۱۰۷۱	۱۳۶۸۴۳
۱۸۷۹	۱۴۴۱۶۹	۴۳۰۹۰۸	۲۸۶۷۲۹
۱۸۸۰	۱۵۶۷۰۰	۴۸۹۷۳۱	۳۳۳۰۲۳

کولمبیا واقع لنکا سے جون ۱۸۷۹ء سے جون ۱۸۸۰ء تک ۶۰۰۲۳۳۰ رطل کونائن اور ۹۵۹۰۳۰ رطل تمام دوسرے مقامات جنوبی امریکہ سے لندن بہیجی گئی - ہندوستان اور لنکا سے ۱۱۷۲۰۶۰ رطل روانہ ہوئی - جاوا سے اسٹہرڈم مین ۷۰۰۸۸ رطل پہونچی - جمیکا سے ۲۱۴۴۰ رطل

روانہ ہوی-

ستمبر ۱۸۸۲ء مین مدراس کے سرکاری باغ مین جو چہال فروخت ہوی اوسکی قیمت بمقابلہ ۱۱ جنوری کے حسب ذیل وصول ہوی-

چہال کی قسم	وزن پلندہ بحساب رطل	۱۱ جنوری قیمت	۴ ستمبر قیمت
تربالای	۱۰۴ - ۱۰۸	۳۴۳ - ۳۴۵	۳۵۲ - ۳۶۰
اصلی (اندرونی) ...	۱۰۲ - ۱۰۷	۲۴۳	۲۴۵ - ۲۶۷
شاخ	۱۰۴ - ۱۱۱	اوسط	۶۰
اصلی سرخ ...	۱۰۲	۱۱۱ - ۱۲۰	۱۲۱ - ۱۲۶
رنگی ہوی سرخ چہال	۱۰۰	۱۴۷ - ۱۵۱	ایک پلندہ ۱۰۰۰ رطل کا ۱۵۸ - ۱۸۲
ایضاً	۱۰۲	ندارد	۱۷۰ - ۱۷۲
شاخ سرخ	۱۰۲	۷۳	۷۳
ایضاً	۱۰۲	۸۱ ½	۸۰

سنہ ۱۸۸۱ء مین لنکا کے تقریباً تمام اضلاع مین سڑکون کے کنارے کنارے یا قہوہ کے درختون مین یا جہان قہوہ کے درخت تھے اور مرجہاگئے سنکونا کے درخت لگائے گئے ہین اور اضلاع مین تو کل رقبہ اراضی مین قریب قریب درخت ہاے سنکونا قہوہ کے درختون مین قطار در قطار لگا دئے گئے ہین

یتی نیتو تا ضلاع واقع جانب مغرب مین سنکونا کے درخت پانسو فٹ سطح سمندر سے بلندی پر لگائے گئے ہین اور کلکترا مین جو کلبیا سے جنوب جانب تقریبًا (۳۰) میل پر ہے قریب قریب سطح سمندر کے برابر ہین ۱۸۸۱ع کے شروع مین سنکونا کی تعداد فرگسن کے تخمینہ سے ۵ کرور سے (۱۰) کرور تک تھی۔ انمین سے سکی ربرا قسم کا نصف سے زاید ہے بقیہ مین آفی سنالس کلیسیا ہے اور اقسام مثلًا لیجریانہ - پیبی سنس ہین لنکا سے سنکونا کی چھال جو گذشتہ گیارہ برس مین روانہ ہوی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اول مرتبہ ۲۸ اونس قیمتی پچاس روپیہ کی ۱۸۶۹ع مین گئی اور ترقی ہوتے ہوتے گیارہ لاکھ اسٹھہ ہزار نوسو نواسی رطل قیمتی بارہ لاکھہ روپے ۱۸۸۱ع مین روانہ ہوی۔

سنکونا کی چھال مین مفصلہ ذیل خاص اجزا ہوتے ہین۔ کوئنا۔ سنکونیا۔ اراسینا۔ کوئنیڈیا۔ چنچونیڈیا۔ کوئنک۔ ٹینک۔ کوی نووک ایسڈ۔ سنکونا سرخ۔ وغیرہ۔ اودیہ کی شکلون مین کوئنائن چنچونی ڈائن۔ کوئینی ڈائن۔ چنکونائن ہین پودے کی چھال سے مثل دارچینی کے کوئنائن بہت عمدہ نکلتی ہے۔ سکم مین جو چھال نکلتی ہے اوس سے ایک دوا دافع بخار فیبری فیوج نامی تیار ہوتی یہہ دوا بالکل مثل کوئنائن کے موثر ہوتی ہے اور بہت ارزان اور آسانی سے بنتی تھی۔ تخمینہ اخراجات فی اونس (آدہی چھٹانک) ۹ ہر ہے۔

نیلگری پہاڑ مین تقریباً ہر قسم کے درخت سنکونا لگائے گئے ہین مگر اقسام ذیل کو ترجیح دی گئی ہے - سکی ریبرا - آفی سنالس - پبی سنس قسم لین سیولا ۱۸۷۲ء مین لگایا گیا - نیلگری پہاڑ پر سب سے عمدہ قسم کے سنکونا سکی رُبرا اور آفی سنالس ہین جو باغون مین لگائے جاسکتے ہین - ۳۱ - مارچ ۱۸۸۲ء کو ۸۴۷ ۱ ایکر انتہا - ۴۸ پٹا نیمس ۹۶۱۲ بری بڑے وغیرہ اور منجملہ ۱۲۰ ایکڑ کے ۸ کار تہا جنا اور منجملہ ۱۵ ایکڑ کے ۵ سنتافی اقسام کے درخت ہائے سنکونا آخری سال مین لگائے گئے -

حساب پوست درخت اور روانگی از حسابی ۷۷-۱۸۷۶ء تا ۸۲-۱۸۸۱ء

باغات نیلگری	۷۷-۱۸۷۶ء	۷۸-۱۸۷۷ء	۷۹-۱۸۷۸ء	۸۰-۱۸۷۹ء	۸۱-۱۸۸۰ء	۸۲-۱۸۸۱ء
وزن پوست در رطل	۱۰۲۳۴۱	۱۳۰۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۸۵	۲۴۲۰۵۲
روانگی انگلستان برائی فروخت	۸۸۷۰۸	۱۴۶۶۳۲	۱۰۵۱۰۱	۱۷۳۵۳۹	۲۳۵۵۲۷	۲۳۲۴۶۷
روانگی میڈیکل ڈپارٹمنٹ مدراس	-	۴۳۳۰	۳۵۱۱	۲۰۰۰	-	-
" " کلکتہ	-	-	۱۰۰	-	-	-
" " بمبئی	۹۵۲	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۱۰۰۰
روانگی بمطلب مکانات و اقی	-	-	-	۲۰	۵۰۹۶	۱۰۲۷۸
میزان	کل ۸۹۶۶۰	کل ۱۵۱۹۶۲	کل ۱۱۰۲۱۲	کل ۱۷۷۵۵۹	کل ۲۴۲۶۲۳	کل ۲۴۳۷۴۵

حساب خرچ - پیداوار اور آمد کارخانہ سنکونا واقع ہندوستان از حسابی سال ۱۸۷۶ تا ۱۸۸۱-۸۲ء

کل خرچ	۵۹۶۳۰	۶۹۷۷۱	۷۳۶۸۸۲	۷۹۷۲۴	۹۶۱۰۵	۱۱۲۲۹۲
وزن پوست رطل	۱۰۳۳۴۱	۱۳۹۸۰۸	۱۱۴۳۳۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۳۴۵	۲۴۲۰۵۲
نرخ فی رطل بوقت فروخت	عہ ۱۰ر ۹ہر	سے ۱۳ر ۵ہر	عہ ۹ر ۵ہر	سے ہر	عہ ر	نامعلوم
آمدنی بابت پوست از انگلستان	۱۰۵۹۷۴	۳۴۲۷۲	۳۷۹۷۸۹	۳۲۱۹۲۳	۴۰۶۰۰۰	ر
مختلف آمدنی مقامی	۴۴۸۳	۱۷۴۷۹	۲۰۵۶۴	۲۱۵۵۲	۲۶۲۰۰	۲۴۸۴۴
میزان	۱۱۰۴۵۷	۳۵۸۷۵۱	۴۰۰۵۵۳	۳۴۳۸۱۵	۴۳۲۲۰۰	۲۴۸۴۴

۱۸۸۱ء مین دارجلنگ کے کارخانہ سنکونا مین ۸۶۰۰ رطل فبری فیوج اور ۳۴۸۸۵۶۰ رطل پوست نکلا -

اس سال آمدنی ۸۰۲۹۰ روپے کی ہوئی کہ سرمایہ پر ۸ فیصدی منافع تقسیم ہوا علاوہ اوس فائدہ کے جو گورنمنٹ کو کونائن کی جگھہ پر فبری فیوج ہسپتالون مین استعمال کرنے سے ہوا - ڈاکٹر کنگ کے تخمینہ سے اس فائدہ کی مقدار اس سال مین ساڑھے چار لاکھ ہوی - یعنے جس قدر سرمایہ باغات پر خرچ کیا گیا اوسکا نصف یون حاصل ہو گیا -

گورنمنٹ نے مقابلہ کے خیال سے تخمون کی تقسیم مفت کردی اور ۱۸۸۱ء مین

۱۱۷۱ پونڈ تخم مفت تقسیم ہوا۔
اس سے ۷۴۸ ایکر زمین پر کاشت ہوئی اور ۱۸۸۰ء کے خاتمہ پر ۶۷۳۵۰ درخت پائداری کے ساتھ رہے۔ باشندگان ہندوستان پر مسٹر کلیمنس مارکھم کا بڑا احسان ہے جنھون نے انکے ملک مین سنکونا کا درخت پہونچایا جو منجملہ اعلیٰ درجہ کی نعمتون کے ہے وہ جنوبی امریکہ جاکر سکونت پذیر ہوے اور ۱۸۶۲ء مین اپنا سفرنامہ از ہندوستان تا پیرو اشاعت کیا۔ جبکہ سنکونا کے تخم اور پودہون کے نگران تھے ۱۸۸۰ء تک سنکونا کی ہندوستان مین عام شہرت اور عام مقبولیت ہوگئی۔
سکم مین کلیسیا سنکونا مختلف الاقسام ہوتا ہے جنکی حد اقسام پتی اور پہول پر منحصر نہین بلکہ چھال کے کیمیاوی ترکیب پر۔ بعض اقسام سنکونا واقع سکم مین تقریباً ۸ فیصدی خالص کوئنائن ہوتی ہے حالانکہ دوسرے اقسام مین بہت کم کوئنائن ہوتی ہے۔ لیکن بیرونی طور سے کوئی بہت بڑا امتیازی فرق نہین ہے۔ اور جن درختون کے پہول اور پتیان سوکہنے سے فرق نہ تبلا سکین انکے چھال کی کیمیاوی طریقہ مین بڑا فرق پایا گیا۔ جاوا مین ڈچون نے کلیسیا کا ایک ایسا تخم لگایا ہے جسکا کوئی نمونہ جنوبی امریکہ سے نہین آیا۔ اسکی چھال جس سے کوئنائن نکلتی ہے نہایت عمدہ ہے۔ بعض ڈچون کے بھیجے ہوے نمونون کو جب بذریعہ ترکیب تحلیل آزمائش ہوئی تو تعجب انگیز نتیجہ ۱۳ ۷ کوئنائن کا پیدا ہوا

یہہ درخت ان تخمون سے ہوے جنکو ڈچ گورنمنٹ نے مسٹر لیجر سے
اور انہون نے ایک ہاف کاسٹ سے خریدا تہا - یہہ معلوم ہوا کہ اوسنے
کہان پایا تہا کیونکہ وہ بہت جلد قتل کر ڈالا گیا - اور اسیلئے بولیویا کا وہ
مقام جہان سے وہ تخم چنے گئے تہے آجتک معلوم نہوا مسٹر لیجر کے
تخمون سے ۶۲۰۰ درخت پیدا ہوے اور اب تو اور بہی ترقی ہو گئی ہے
یہہ کل درخت شکل و صورت مین یکسان ہین - ۲۵ فٹ بلند ۱ فٹ
دور ۲۷ انچہ کا تنا ہے -
انکی ٹہنیان لمبی ہوتی ہین اور کسیقدر چہوٹے کٹ وہ رو اور نوکدار سرے
ہوتے ہین - شاخین قطار در قطار مسلسل رہتی ہین سنکونا کے
درخت آب و ہوا وغیرہ کی موافقت سے بہت بڑے ہو سکتے
ہین - اور جنگل کے سب سے خوشنما درخت ہوتے ہین - پتیان نہایت
چمکیلی - اور شوخ سبز رنگ کی ہوتی ہین - قرمزی رنگ کی رنگین
نمایان رہتی ہین اور گچہے کے گچہے لال لال پہول نہایت خوبصورتی
سے آویزان رہتی ہین - اور قرب جوار کو اپنی خوشبو سے معطر کرتے
ہین ڈاکٹر ویڈل نے ۱۹ قسم کے سنکونا بیان کئے ہین -
جنوبی امریکہ کے واقف کارون نے سنکونا کو از روے رنگ
پوست تقسیم کیا مثلاً زرد - سرخ - نارنجی - سفید - وغیرہ وغیرہ
زرد مین اقسام ذیل درجہ اول کے ہین کلیسیا - لین سیفولیا - کنڈامنیا

بینگا رنتھا - یہی سنیس - سرخ - نارنجی اور بھورے سے کم قیمت ہین - اور یہ سلسلہ از روی کثرت و قلت شورکونیائن کے ہے جو بجائے پوست کے دوا مین استعمال ہوتی ہے ایکہزار ایکہر پانہ درخت ہاے سنکونا پانسو روپیہ کو آتے ہین اور اس قسم کے تخم کی قیمت فی اونس - (آدہی چہٹانک) ۲۲۶ پونڈ یعنے ۳۳۹۰ روپیہ ہوتی ہے - یہہ تخم اعلی درجہ کے درختون کے ہین - عمدہ ہی ان کے مناسب ہے - پوست پہی طرح جانچ لیا گیا ہے اور جاوا مین اسکا اشتہار دیا ہوا ہے سنہ ۱۸۸۰-۸۱ کی فصل مدراس مین ۲۵۰۲۷۱ رطل بمقابلہ ۱۸۳۹۸۴ رطل سال سابقہ کے ہوئی ۲۳۴۷۳۶ رطل لندن کی بازارون مین بہیجدی گئی اور ۵۰۹۶ رطل مدراس کی ایک دوکان مین اور ۲۰۰۰ رطل بمبئی کے میڈیکل ڈپارٹمنٹ مین - صرف ۸۴۳۹ پونڈ ذخیرہ مین بچرہے -

سنکونا کلیسایا پیرو کے پہاڑ انڈیز پر نیو گرانڈا - اور بلیویا مین ۵ ہزار سے ۶ ہزار فیٹ تک سطح سمندر سے بلندی پر ہوتا ہے اور ۴۰ فٹ تک بلند جاتا ہے اس قسم کے درختون سے زرد چہال اور بعض اوقات کرون بارک یعنے سب سے عمدہ چہال پیدا ہوتی ہے جس سے اعلی درجہ کی کونیائن نکلتی ہے اسکے سوا سنکونیڈاین بہی ہوتی ہے مگر شور چیزین کم پیدا ہوتے ہین - اسکے سب اقسام سے ایک ہی قسم کی چہال نہین پیدا ہوتی - اسکی رپراسے زیادہ مشکل سے یہہ قسم

ہوتی ہے اور آسانی سے پھیلتی بھی نہین ہے۔
سنتا فی قسم کا سنکونا نیوگرانڈا کے انڈیز پہاڑ پر ۱۰ ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے جس مین کولمبیا کی سب سے نہایت عمدہ چھال ہوتی ہے۔
سنکونا کارڈی فولیا۔ اوسی پہاڑ کے ۶ ہزار سے ۸ ہزار فیٹ بلندی پر ہوتا ہے اور نہایت عمدہ چھال دیتا ہے۔ یہ سخت ہوتا ہے اور عجلت سے بڑھتا ہے۔
سنکونا ہکر لیانا۔ اس قسم کے درخت سے چند عمدہ نتائج مستخرج ہوئے مگر جنکی ابتک غور سے آزمائش نہین ہوئے سنکونا البن سیفولیا۔ ڈاکٹر وڈل اسکو ازقسم آفی سنالس قرار دیتے ہین یہہ ایسے مقام پر ہوتا ہے جہان کا سالانہ موسم مثل رومیہ کے برابر بلکہ سردی اور گرمی اوسی سے بھی کم ہو۔ اسمین تجارت کے قابل پوست پتلا پایا ہوتا ہے
سنکونا میکرانتھا۔ بولیویا اور پیرو کے پہاڑ کارڈلیرس پر ۲ فٹ بلند تک ہوتا ہے جس سے تھوا لوکو۔ اور بھوری چھال پیدا ہوتی ہے۔
سنکونا نیٹڈا۔ پیرو اور ایکویڈر (ملک خط استوا) کے پہاڑون پر ۲۰۰ فیٹ بلند ہوتا ہے اور مثل میکرانتھا کے اسکی چھال ہوتی ہے۔
سنکونا آفی سنالس۔ یہہ قسم کنڈامینیا کی ہے۔ نیوگرانڈا اور پیرو کے پہاڑ انڈیز پر چھ ہزار فیٹ سے لیکر ۱۰ ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے اور پیرو ین اور لکسا قسم کی چھال نکلتی ہے بمقابلہ اور اقسام کے

اسمین کوئنائن اور سنکونا ڈائن عمدہ نکلتی ہے - اسکو زیادہ تری سفر ہے
انڈیپر پہاڑون کے آب وہوا جبراکر کناری کے سوافق ہے -
سنکوناٹیامنیشں - اسکی قسم آنی سنالس کی ہے ۱۰ فٹ تک
بلند ہوتا ہے اور ریٹا یا چھال نکلتی ہے بالاہی ہندوستان مین اس سے
بعض اوقات خلاف تجربہ ۱۱ فیصدی نمک نکلا ہے - اور ۶ فیصدی
کوئنائن - بقیہ حصہ کوئنی ڈائن اور سنکونائن - یہہ قسم چھال کے لیئے
اپنے جنگلون مین بالکل کاٹ ڈالا جاتا ہے -
سنکوناسکی ربرا - یہہ درخت پیرو اور ممالک واقع خط استوا کے
درمیانی کوہستانی ملکون مین ہوتا ہے - سرخ پیرو مین چھال نکلتی
ہے اور کوئنائن اور سنکوناڈاین عمدہ پیدا ہوتی ہے -
اسکی بلندی ۵۰ فٹ کی ہوتی ہے - یہی قسم ہے جو کوہ بنگال مین کثرت سے
ہوتی ہے اور ثابت ہوا ہے کہ سکم کے کل اقسام مین یہہ جنس نہایت
منتخب ہے - اس قسم کے درختون کی چھال نہایت قیمتی ہوتی ہے -
۴ فیصدی نمک نکلتا ہے - میس کیلیا مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ سکی ربرا
کی جب چھال چھیلڈالی جاتی ہے تو نیچے کے نئی چھال مین کیڑے
لگ جاتے ہین - ان کیڑون کے مادہ درخت کے تنہ مین انڈے دینے
کیلیئے سوراخ کرتے ہین - اس سے نقصان بہت ہوتا ہے نہ صرف
تنہ کو بلکہ جڑ مین بھی سوراخ کرتے ہین -

سنکونا کی کاشت اور ساخت کے بہت سے رپورٹین اور کتابین
زبان انگریزی مین موجود ہین ہنوز ملکی لوگون نے اسطرف توجہہ نہین کی ہے
میرے دانست مین اگر اہل ہند اسکی کاشت اور ساخت کرین تو بہ نسبت
ہندوستانیون کے زیادہ فائدہ حاصل کرین گے بشرطیکہ پہلے اس فن کو
علماً اور عملاً سیکہین اگرچہ سنکونا کے کاشت کے واسطے بلند پہاڑی زمین
زیادہ استعمال کی جاتی ہے مگر بعض ملکون مین سنکونا کی کاشت اوس
تمام اراضی مین بھی جو سطح سمندر سے پانچ سو فیٹ سے زیادہ بلند نہین ہوتی
ہے اگر ہمارے ملک مین بھی سنکونا کی کاشت کا امتحان کیا جاوے
تو خوب ہوگا عجب نہین کہ چند ر ... گٹی کے پہاڑ کے نواح مین اگر سنکونے
کی کاشت ہو کامیابی ہو اس قسم کے مفید عام اور فائدہ رسان
امور مین اگر سرکار کے طرف سے مدد کا اقرار کیا جاسے تو
غالباً بہت سے لوگ اس کا امتحان کرینگے اگر ایسے کثیر المنفعت اشیا
کے کاشت اور سنکونا کے ساخت مین کامیابی ہوگی تو بہت کچھہ
رعایا اور سرکار کو بہ واسطہ اور بلا واسطہ فائدہ حاصل ہوگا - چنانچہ
حسن بن عبداللہ عماد نواز جنگ بہادر نے چند درخت امتحاناً اپنے باغ واقع
منیرآباد مین لگائے ہین جو اسوقت تک عمدہ حالت مین موجود ہین -
اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس ملک کی آب و ہوا سنکونا کے درخت کے

واسطے کچھہ مفر نہین ہے۔
یہ ایک مختصر بیان ہے جسکو مین نے لکھہ دیا ہے شایقین بڑے رپورٹ اور انگریزی کتابون مین اسکا مفصل حال ملاحظہ کرسکتے ہین ٭

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ[1] دار السلطنت ٹرکی کا دریائے بازفرس پر قدرتی خوبصورتیکے

[1] تاریخ تحفۃ السینہ قسطنطنیہ مطبوعہ ۱۸۸۸ء مین درج ہے کہ قسطنطنیہ کا قدیم رومی نام بوزن طینا تہا جسکو انگریزی مین بزن تین کہتے ہین۔

اس زمانہ مین استنبول یا اسلام بول اور آستانۃ العالیہ مشہور ہو اسکی بنیاد ۶۵۶ برس قبل حضرت عیسیٰ کے بادشاہ بزنس نے ڈالی تہی بعد ۳۲۸ء مین قسطنطین نے دوبارہ تعمیر کیا یہ شہر آج تک صرف دو بار مفتوح ہوا یعنی پکمرتبہ ۱۲۰۴ء مین جیلیبون نے اسکو فتح کیا بار دوم ۱۴۵۳ء مین محمد ثانی نے فتح کیا۔

زمانہ قدیم مین بزن تین یعنی قسطنطنیہ ایک ماتحت حصہ سلطنت رومیہ کا تہا یہ مقام یورپی ٹرکی کے مشرقی حد پر واقع ہے جسکو ایشیائے کوچک سے بحیرہ بازفرس جدا کرتا ہے۔ عرض البلد اس مقام کا (۴۱) درجہ اور (۱۶) ثانیہ شمال ہے اور طول البلد ۲۸ درجہ ۹۵ دقیقہ ۴ ثانیہ شرقی ہے یہ شہر جو بازفرس اور گولڈن ہارن کے بیچ مین واقع ہے شمال غرب سے جنوب شرق تک ساڑہے تین میل طول مین اور ایک میل سے ۴ میل تک عریض ہے۔ تین دیوارونکی شہر پناہ ساڑہے بارہ میل دور مین ہے اور فی الحال ۲۸ پہاٹک ہین۔

تمام شہر مین کثرت سے فوارے ہین اور دس میل پٹے ہوئے نہر سے تمام شہر مین پانی پہونچتا ہے۔ برف اور پالا ہی کبہی کبہی گرتا ہے۔ اس تختگاہ مین جوار مین ۱۴ شاہی مسجدین اور ۳۴۳ معمولی مساجد ہین۔ (۴۰) اسلامی کالج۔ ۱۸۳ شفاخانے ۳۶ عیسائی گرجے اور کئی یہودیون کے معبد ۱۳۰ غسل خانہ ۱۸۰ سرائے مین شہر کے

ساتھہ اسطور پر واقع ہے کہ دنیا مین کوئی اور شہر اسقدر قدرتی منظر دن اور

۔ مشرقی جانب سراگلیو جو پہلے حضرت سلطان المعظم کا قصر خاص تہا اسکی جگہ چودہ ہی دہی خیال کیجاتی ہے جو قدیم زمانہ مین بزنطین کی تہی - رقبہ اسکا ۳ میل مدور مختلف مقامات پر فصیل سے گہرا ہوا ہے - اور بحیرہ مارمورہ تک وسیع ہے - یہہ مقام ہی مسجدون مینارون گنبدون غسل خانون باغات اور سرو کے درختون کے جہنڈ سے خوشنما معلوم ہوتا ہے - اندرونی احاطہ مین حضرت سلطان روم کا حرم رہتا ہے دوسرے احاطہ مین خزانہ شاہی باورچیخانہ - اصطبل - دیوان خانہ - عدالت اسلحہ خانہ ہے - جس عمارت مین کہ اسلحہ خانہ ہے وہ پہلے سینت آئرین کا گرجا تہا بیرونی حصہ مین ٹکسال - سرکاری محکمے اور کمزور ضعیف پنشن خوار لوگونکے رہنے کی جگہہ ہے - شہر سے جب اس احاطہ مین آتے ہین تو ایک بڑا اور بلند پہاٹک ملتا ہے جسکو آستانہ - باب عالی اور انگریزی مین سبلائم پورٹ کہتے ہین - رفتہ رفتہ یہی پہاٹک گورنمنٹ عثمانیہ کا دوسرا نام قرار پایا یعنی اسوقت بجاے سلطنت عثمانیہ کے صرف باب عالی کہا جاتا ہے ۱۸۶۳ء مین اس عظیم الشان عمارت مین آگ لگ گئی اور تباہ ہو گئی - حضرت سلطان عبدالمجید نے جو نئے محل تعمیر کراے وہ مغربی کنارہ باسفرس پر ۲ - ۳ - میل سراگلیو سے اتر جانب ہے ۱۸۷۰ء مین ایک سخت آتش زدگی سے پیرا کا بڑا حصہ جلگیا۔

بندرگاہ گولڈن ہارن یا شاخ زرین جو سلطنت قدیم بزنطین کے ایک مرتفع مقام پر واقع ہے جنوب مشرق سے لیکر شمال مغرب تک ساڑھے چار میل درمیان شہر اور جوار شہر گلاٹا و پیرا وغیرہ کے واقع ہے عرض مین کہین ایک فرلانگ کہین چار فرلانگ ہے یہان خاص

ولفریب فضاؤن مین اسکے ہم پلہ نہین - اس شہر کے فراخ تعمیرین قدرت کے بے بہا عطیہ ایسے موجود ہین کہ سیاحون کی نظر ونکو خیرہ کردیا ہے -

اس شہر کے ایک کنارہ پر دریاے مارمورا دوسرے کنارہ پر بحر اسود درمیان مین دریاے باز فرس تخمینا (۱۵) میل طول اور عرض مین میل سے کچھ زیادہ اور بعض جا نصف میل کے قریب بہتا ہے جسکے دونو جانب شہر قسطنطنیہ لب دریاے موزون بلندی تک مسلسل عمارتون اور عالیشان مسجدون مین واقع ہے اور اس دریا کا عمق بڑے سے بڑا جہاز جانیکے لیے کافی ہے اسمین جزر و مد نہین ہوتا لاکن درمیان مین ایک پانی کے دہار بعض وقت اس زور سے پیدا ہوتی ہے کہ چہوٹے چہوٹے دخانی کشتیین پار نہین ہو سکتین وکلا ر دول خارجہ کے جنگی جہازات اور سلطانی جنگی جہازات مناسب موقع پر لنگر کیے ہوے ہین سوا انکے تیس ہزار کشتی اور کیے سو دخانی کشتین کرایہ پر چلنے والے موجود رہتے ہین مگر مجموعی نظر اس دریا پر ڈالیے تو معلوم ہوتا ہے کہ تہوڑے پانی کی جہیل ہے ورنہ تمام دریا ۱۵ میل کے فاصلہ مین مختلف قسم کے جہازون اور کشتیون سے بہر رہے اور جب کبہی

۳ قسم کے ہلکے خوشنما کشتیان ہوتے ہین جسکو کیق کہتے ہین یہ کشتیان اسباب اور آدمیون کو اتارنے اور چڑہانیکے کام آتے ہین ۱۸۹۳ء مین ۲۹۹۴ جہاز و نیز ۳۴۰ ۴۳ لاکہ ۴۶ ہزار ۷۰۹ ٹن کو اس بندر سے گزری کشتیونکو دو پل گلاٹا اور استنبول کو درمیان اور ایک پل اسکو سر ملا ہوا موجود ہے -

تقریب مین پہرے اور جھنڈیان لگائے جاتے ہین تو گُل لالہ کہلا ہوا دکہلائی دیتا ہے۔

شہر قسطنطنیہ تین حصون پر منقسم ہے۔ پہلا وہ قدیم حصہ ہے جو کہ اب تک اسلامبول کہلایا جاتا ہے گولڈن ہارن اور دریاے مارمورا کے بیچ مین واقع ہے جہانکہ عالیشان مسجدین اور خاص مسجد ایا صوفیہ قدیم عمارتین مشہور بازار اور باب عالی ہے۔ دوسرا حصہ گالاٹا یا گالٹس جہانکہ یونانی کثرت سے رہتے ہین یہہ حصہ کسیقدر زیادہ اونچائی مین آباد ہے جسپر ایک مینا بنا ہوا ہے یہانسے شہر کے مد نظر خوب ہوتی ہے اور اسکے نیچے سے ایک میل کے فاصلہ مین ہر منٹ کو ٹرین مسافرون کو ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر پہونچاتی ہے۔ اس ٹرین کے گاڑیون کے ساتھہ انجن نہین رہتا بلکہ وہ قوت کشندہ مشینون کے ذریعہ سے ایک حد سے دوسرے حد کے طرف کہنچ جاتی ہے اور اوس مشین مین اور ان گاڑیون مین ایک رسی بندہی رہتی ہے اور رفتار مین وہ ہی تیزی ہے جیسے دخانی گاڑیون مین ہوا کرتی ہے۔ اور بعد اسکے پیرا ہے جہانکہ یورپ کے مختلف لوگ رہا کرتے ہین اور تمام یورپین شاپین اور ہوٹلین سفیرون کے مکانات ہین اور یہہ حصہ شہر کا مغرب حصہ سمجھا جاتا ہے اور اسی سلسلہ مین سلطان حال اور اخیر سلطان مرحوم کے مشہور حویلی دلمہ بغچہ ہے

گلاتا سے پیرا تک زمین کے نیچے ایک ریل گاڑی جاری ہے اس تحت الارض ریل کا فاصلہ صرف ایک میل کا ہے یہہ ریل بھی اسی کمپنی کے ماتحت ہے جس نے استنبول مین ۱۶ میل تک ٹرام وے کی گاڑی جاری کیا ہے صرف سنہ ۱۸۷۳ع مین ۶۵ لاکھہ مسافر اس ریل پر سوار ہوے تھے۔

اور اوسی آبادی سے ملتے چلتے دریا کے کنارہ کنارہ ایک ۰۰ طول آبادی ہے ترافیانگ چلی گئی ہے جسمین باغات اور عالیشان مکانات ہین - تیسرا حصہ شہر کا دوسرے کنارہ پر دریائے باز فرس کے مقابل مین اسلامبول اور گالاٹا کر ہے جسکو سکوترا کہتے ہین اور اخیر حصہ ایشیا مین واقع ہے -

شہر کی مردم شماری نو لاکھ سے کچھہ کم ہے اسمین نصف سے زیادہ مسلمان اور اکثر مسلمان اسلامبول اور سکوترہ مین رہتے ہین باقی تمام عیسائی ہین - یونانی - آرمینا - بلگیریا - کی قومین زیادہ ہین - ارمینین ان سب مین تجار مالدار ہین - سوا ان معمولی باشندون کے اکثر سیاح - اٹلی - جرمن

جس حصہ مین پیرالحلہ قاسم پاشا - تلفانا اور ترکی کا کارخانہ سفر مین ہے اسلحہ خانہ اور وہ حصہ جو کودی کے شمالی کنارے پر واقع ہے اوسکو سقوطرہ کہتے ہین -

قسطنطنیہ کی آبادی ۱۸۴۴ء مین ۶ لاکھ آدمی کی تہی اور ۱۸۷۶ء مین ۸ لاکھ ساٹھہ ہزار آدمی کی ہوگئی اور ۱۸۸۵ء مین ۱۴۸۱۰۰۰ چودہ لاکھ اکیاسی ہزار کی شمار کی گئی غالباً اس حساب سے اسوقت اس سے زیادہ ہوگی مگر اس مردم شماری مین پیرا گلاٹا سقوطرہ وغیرہ بہی داخل ہین -

فی الحقیقت تحفۃ السنین مین لکہا ہے کہ صرف ایک بازار مین زبان ترکی و رومی و عبرانی و ارمنی و عربی و فارسی و مسکوکی و یوہی و ہنگاری و پولانڈی و تماری و سیرویائی و ہولانڈ و انگلیسی و فرانسیسی - و انگریزی و اٹالی بولی جاتی ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اردو کے تقریباً کل ایشیا اور یورپ کی زبانین یہان بولی جاتی ہین اور غالباً ان تمام ملکون کے آدمی یہان موجود ہین اور اکثر ان مین سے تجارت پیشہ ہین حسن

ہنگرین - رشین - پولش - فرنچ اور انگریز وغیرہ آتے ہین کہ جہان مین یہ تمام قومین پھرتی نظر آتی ہین اور کسی گلی مین سے گذرتے وقت چھ سات قسم کی زبانین بولتے ہوے سنے جاتے ہین - یہان اسی کثرت سے سیاحونکی آمد و رفت رہتی ہے کہ بعض محلہ مین آپ مختلف ملکون اور شہرونکے لوگ پائینگے میرے زمانہ سفر مین میرے ایک دوست کے یہان پیرا مین دعوت مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا قریب بتیس آدمیون کے مہمان تھے معزز میزبان صاحب اسی حیرت انگیز مشاہدہ کے لیے کھانے کے اخیر مین اپنے مہمانونسے کہا کہ " آپ لوگ براہ مہربانی اپنے اپنے نام کے کارڈ پر اپنے وطن کا نام تحریر فرمائے اون کارڈس کو جمع کرنے کے بعد جو حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ تعداد بالا مین سے بیس (۲۰) بالکل غیر شہرون اور غیر ملکونکے رہنے والونمین سے تھے اور انھین اتفاقیون مین ایک مین ہندی بھی تھا - ان مختلف اقوام کی ملاقات کا لطف اون دخانی کشتیون مین سوار ہوتے وقت زیادہ آتا ہے جو گولڈن ہارن سے دریائے باز فرس مین ہر گھنٹہ کو مسافرون اور کاربار یونکو ایک جگہ سے دوسری جائے لیجاتے ہین اور اسی سوار ہونیکے مقام پر ترکی اخبارات ملا کرتے ہین کہا جاتا ہے کہ ان اخبارون مین وہی خبرین شایع ہوئی ہین جو پاب عالی کی خواہش کے مطابق ہون - مختلف زبانون مین جو اخبارات شایع ہوتے ہین وہ خود گواہی دیتے ہین کہ یہ شہر مختلف قوم مختلف مذہب کا مرکز ہے اب اسی دارالسلطنت مین حسب ذیل اخبارات شایع ہوتے ہین -

زبان فرانسیسی مین روزانہ (۲) زبان انگریزی مین روزانہ (۱) - زبان یونانی مین (۴)
تین بلگیریا کی زبان مین ہفتہ وار - چھ - آرمینہ کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہیں
۳ - ارمنی و روم کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہے - ایک یونانی و روم
کی زبان مین روزانہ - نو - خاص روم کی زبان مین جسمین ۳ روزانہ ہیں
ایک با تصویر ہفتہ واری چھپتا ہے - مفصل مین (۱۹) اخبار آٹھ روم
دو عربی باقی (۹) اور زبانون مین - سوا اسکے آٹھ اخبارات بعض پولیٹیکل
مصلحت کے باعث باب عالی سے موقوف کردئے گئے -

یہان کی اکثر سڑکین پتھر سے بنی ہوئی ہین گاڑی چلتے وقت
ایک کریہہ آواز آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی منٹ مین گاڑی کا فیصلہ
ہو جاوے گا لاکن وہ ترکی گھوڑونکو مارتے ہوئے اس زور اور بے خوفی سے
چلاتے ہین کہ الامان اس موقع پر ادن کتّون کا ذکر کرنا بھی خالی از
لطف نہ ہوگا جو لب سڑک اس آرام سے سوتے پڑے رہتے ہین گویا
کوئی بے فکر اور دنیا سے آزاد اپنے راحت بھرے کمرے مین سرشار سوتا
ہے قسطنطنیہ کے حالات مین یہہ ایک خاص اور ضروری تذکرہ خیال کیا جاتا
ہے اور حقیقت بھی یہی ہے یہانکے کتّے بہت ہٹّے کٹّے ہین اور جماعتون پر
منقسم ہین اور ہر ایک جماعت اپنے کو ہر ایک کوچہ کا مالک سمجھتی ہے کسی
دوسری جماعت کا کتا اگر اونکی گلی مین آجاوے تو اس زور شور سے مقابلہ
ہوتا ہے کہ پیدل کا راستہ چند دقیقہ کے لیے بند ہو جاتا ہے - اگر کوئی

شخص اون کتونکو مارے یا چکائے تو راستہ چلنے والا ہی اون کا ہمدرد ہوکے لڑنے کو مستعد ہو جاتا ہے اور اونکا کوچون مین پڑا رہنا موجب برکت سمجھا جاتا ہے۔

یہانکے مکانات کی وضع بمبئی کے عمدہ مکانات سے ملتی ہوئی ہے لاکن یہانکے اکثر مکانات کل لکڑے کے بنے ہوئے ہین اس لئے آگ لگنے کا بڑا اندیشہ رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء مین ڈیمورکا یو کیطرف آگ شعلہ زن ہوئی تھی جسنے پانچوین حصہ شہر کو خاکستر کر دیا تہا۔ آٹھ ہزار مکانات بیس مسجدین دو چرچ ایک بڑا حصہ حماموںکا اور بہت سی عالیشان عمارتین جل بہنکر ستیاناس ہوگئی تھین اس کا نقصان کئی لاکھ پونڈ کا تصور کیا جاتا ہے۔ آگ معلوم کرنیکے لیے مختلف جاسے پر بلند بلند مینارین بنے ہوئے ہین اور ان مینار و نپر صبح سے شام شام سے صبح تک آدمی گھومتے رہتے ہین اور جس سمت اور مکان مین آگ لگی اوس کے قریب کے فیئر سٹیشن (آگ بجھانے کا اسٹیشن) کو ایک گولہ کے آواز کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے اور سرخ جھنڈی سے پتا بتلایا جاتا ہے۔ تب آگ بجھانے والی فوج نہایت سرعت سے سیڑہین اور کلہاڑی انجن لیئے ہوئے زرہ بکتر پہنے ہوئے اور سر پر خود رکھے ہوئے فی الفور جائے نشان دارادہ پر دوڑتی ہین اور اونکے پاؤن اس زور سے زمین پر پڑتے ہین کہ کوچہ گونج جاتے ہین اور اس پہر تی کے ساتھ اوس آگ کے بجھانے مین مشغول ہوتے ہین گویا آگ مین حرارت اور سوزش نہین

کسی مکان کو آگ لگ جانا قیامت کا نمونہ ہے - پیرا کے جس محل
مین ہم اوترے تھے اوسکے متصل مکان کے اوپر کے حصہ مین کچھ
دہوان معلوم ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین محلہ بہر مین خبر ہو گئی کہ فلان
گھر کو آگ لگی ہے مین بہی دیکھنے کے لیے دوڑ آگیا دیکھتا کیا ہون کہ
ایک گھر مین آگ لگی ہے تمام محلہ مین رونا پیٹنا ہو رہا ہے مکان کے
ہر درجے سے بچون جوانون بوڈھون کے سر دریچون سے نکلے ہوئے
ہین اور جس گھر کو آگ روشن کر رہی ہے اوسکی طرف نظر خوف سے
دیکھتے ہین اور جیسے جیسے شعلہ بھڑکتے ہین ویسا ہی اون کا رونا
اور دہاڑین مارنا زیادہ ہوتا ہے -

یہان کے مسلمان اور عیسائیون کے لباس مین
کوئی فرق نہین ہے سب کے سب ایک ہی قسم کا لباس اور ترکی
ٹوپی پہنتے ہین - جو غریب لوگ ہین نیلگون کوٹ اور پائجامہ پہنے رہتے
ہین - نظر کبھی فرق نہین کر سکتی کہ فلان مسلمان اور فلان عیسائی ہے
اونکی معاشرت بالکل آزادانہ ہے مسجدون مین اوسی کوٹ پتلون
جوتے سے جاتے ہین نماز پڑھتے ہین مسلمان جو پابند نماز ہین
وہ اپنے جوتے پر ایک اور قسم کا جو تا ہے عیلی شکل سلیپر کے پہنے رہتے ہین
مسجد مین داخل ہوتے وقت وہ سلیپر نکال دیتے ہین اور نہ ہی فرانسیسی

لہ یہ غلاف ہے جو جوتے کے اوپر پہنا جاتا ہے + حسن

ادا کرتے ہین - سیّاح بھی عموماً مسجد ونکو اوسی آزادی کے ساتھہ دیکھہ سکتے ہین لاکن بوٹ پر ادسی قسم کا جوتا محافظ مسجد پہنا دیتے ہین اس قسم کے کئی جوڑ مشہور مسجدون مین رہتے ہین - فوجی افسر ہمیشہ ملٹری ڈریس مین اور تلوار لٹکائے رہتے ہین - یہ بات وہان معیوب سمجھی جاتی ہے کہ فوجی آدمی ہو اور تلوار نہ لگائے - ترکی بیگمات کا لباس نہایت پرتکلف ہوتا ہے جو فیاشن ایبل بیگمات ہین وہ شام کو ٹہلنے کے لیئے گروہ کے گروہ نکلتے ہین اونکے لباس پر ایک لانبا گردن سے لیکے جوتے تک ریشمی برقہ رہتا ہے اور جس رنگت کا برقہ رہتا ہے دستانہ چہتری جوتا اکثر اوسی رنگت کا ہوتا ہے منہہ پر ایک مہین سفید جالی کا نقاب - اتنا باریک ہوتا ہے چہرہ کی وضع بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اس نقاب کو یشماق کہتے ہین آنکہین بالکل کھلی رہتی ہین - یہانکی مستورات نہ ہندوستان کی عورتون کے موافق اپنے لبون کو پان سے سرخ اور آنکہون بہوونکو کاجل سے سیاہ اور نہ بعض یوروپین عورتون کے مطابق گالون کو گلابی اور چہرہ پر سفیدی پہیرتی ہین - یہ وہ حسن ہے جو دنیا کے تکلفون سے خالی ہے اونکے فطرتی بیوٹی سادی لباس سادی وضع مین جو بانکپن ہے اوسکو ہماری صنعتونکے زیور یا ہماری دستکاری آراستہ نہین کرسکتی - چہتری جوان پری تمثالون کے ہاتہہ مین ہے دہوپ اور پانی کے روکنے کو نہین

ف - جب کوئی شخص سامنے سے گذرتا ہے تو اپنے چہرہ کے سامنے چہتری کا پردہ کرلیتی ہین

کے لیے نہین ہے بلکہ اون نظرونکو روکنے کے لیے ہے جو اونکے جذبات کے سبب گہرے ہوکے پڑتی ہین بیبیان شام کو کشتیون مین بہی بیٹھ کے (ان کشتیون کو حقایق کہتے ہین دو یا چار سے زیادہ نہین بیٹھ سکتی اور دو یا چار ترکی چلاتے ہین) دریائے باز فرس پر نکلتی ہین - شام کا وقت شفق کا کہلنا دریائے باز فرس کا قسطنطنیہ کے بیچمین سے آہستہ لہرونکے ساتھ بہنا اور ان بیگمات کا اس طرح نکلنا قدرتی تماشا معلوم ہوتا ہے بعض اعلے درجے کی بیگمات سے ملاقات کا موقع ملا اونکی لیاقتین تہذیب دیکہنے سے تعجب ہوا - فرنچ - انگریزی - عربی - اس طرح بولتی ہین جیسے اونکی مادری زبان ہے بعض بیگمات کو تمغہ مجیدیہ بہی سلطان سے مرحمت ہوا ہے جو بڑی بڑی تقریبون مین زیب گلو کرتی ہین -

جو لوگ قسطنطنیہ مین سیاحت کی نظر سے جاتے ہین سب سے پہلے حضرت سلطان المعظم کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہین اور وہ دیدار جمعہ کو نصیب ہوتا ہے جس وقت سلطان نماز کو جاتے ہین - یہ بڑا ہی پر اثر سماں ہے - بعض وقت سلطان اپنی حویلی سے بذریعہ کشتی مسجد ابا صوفیہ مین تشریف لیجاتے ہین - یہ خاصہ کی کشتی نشو فیٹ لانبی سپید رنگت اور طلائی حاشیہ کی ہے جسکو چھتیس ترکی چلاتے ہین اور مصاحبین وغیرہ دوسری کشتیون مین ہمراہ رہتے ہین - بندر کے تمام جنگی جہازات سے شاہی سلامی سر ہوتی ہے - مگر اکثر اوقات اپنی محلسرا کے متصل مسجد مین

تماشا افزاتے ہین جو سوز نساز اس سوار کو دیکھنا چاہتے ہین اونکے لیے اوس مسجد اور حویلی کے درمیان مین ایک بنگلہ بنایا گیا ہے اجازت حاصل ہونے کے بعد وہانسے ورنہ گاڑیو نپر سے دیکھا کرتے ہین شایقین دس ہی بجے گاڑیان کرایہ کر کے آموجود ہوتے ہین ورنہ تھوڑی دیر مین جانے کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے (۱۱) بجے سے فوج آنی شروع ہوتی ہے (۱۲) تک حویلی اور مسجد کا پورا گھیرا کرتی ہے۔ یہ پیدل و سوار تقریباً دس ہزار ہوتے ہین انکی وردی ہتھیار گھوڑے سب اوّل قسم کے ہین (۱۲) بجے موذن نے منارہ پر چڑھکر عربی لہجہ مین گھونٹتے ہوئے اذان دینی شروع کی ہزارہا مشتاق آنکھین محلسرا کے دروازہ پر جمع ہوئی ہین۔ لوگ بنی اپنی گاڑیونسے نکلکر کوچ یا کس پر جہتیرین نئے چڑھگئے ہین۔ کیونکہ سوارونکی قطار نظر کو روک رہی ہے۔ اوس بنگلہ پر سے بھی بڑے بڑے ڈیوک اور شہزادیونکی گردنین دریچونسے نکلی ہوئین سلطانی محل کیطرف موڑی ہوئی ہین۔ پہلے بند گاڑی جسمین دو زبردست مشکی گھوڑے جتے ہوئے ہین اور جسکی باگین ایک قوی ہیکل ترکی کے ہاتھ مین ہے جسکے بازو پر ایک دیو کے موافق خواجہ سرا سیل و نہار بتلاتا ہو بیٹھا ہے اور دو حبشی گھوڑے تھامے ہوئے ہین نکلی اور مسجد مین داخل ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ ہین جو دوست ہوئے اوسیطرح دوسری گاڑی برآمد ہوئی تمام فوج نے

از دیاد عمر کی دعا نعرہ کے ساتھ دی معلوم ہوا کہ حرم محترم اور ولیعہد ہین۔ ادستنے ہی فاصلے کے بعد ایک کھلی ہوئی گاڑی نہایت شان و شوکت سے بہت آہستہ آہستہ جسمین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ رونق افروز ہین چلی آتی ہے۔ آپ دُبلے پتلے سیانہ قد مختصر موش وریش رکھتے ہین سیاہ کوٹ پتلون زیب تن ہے بائین بازو پر ایک نُقرئی تمغہ مجیدیہ جو کلدار روپے کی برابر ہے آویزان ہے۔ معمولی تلوار کمر مین پڑی ہے سر پر سادی کلاہ رومی ہے چہرہ پر بشاشت ہے سلطانی اخلاق کے ساتھ ٹرکی قاعدہ سلام کا دوسرے یہ ہے کہ اپنے ہاتھ بوسہ دیکے پیشانی پر لگاتے ہین ہر سلام کا جواب دیتے ہوے ہزار ہا زبانون سے دعا و سلامتی پکاری جاتی ہے اس حشمت و جلال سے لوگونکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین آپ کے سامنے اوسی گاڑی مین دو افسر ہین کہ جنکی زرق برق فوجی وردئین آفتاب کی شعاعون کو دھندھلا کر رہی ہین متعدد تمغہ اونکی فتحمندی شجاعت و بہادری بتلاتے ہین۔ ایک اونمین سے جنرل عثمان پادشاہ ہین ۱۸۷۷ء کی جنگ روم و روس مین جنکی کارنمایان استقلال دلیری مثل روز روشن کے سب پر عیان ہے۔ دوسرے محمد علیشاہ ہین۔ اسی گاڑی کے دونو بازو پر ایڈیکانگ اور دوسرے فوجی اعلٰے درجے کے افسر فل ڈریس مین جو ۱۰۰ سے زیادہ ہونگے ہمراہ ہین اور گاڑی کے ساتھ نرم نرم

قدمون مین نہایت ادب کے ساتھ گردنین جھکائے ہوئے چل رہے
ہین اسیطرح سے گاڑی مسجد مین داخل ہوئی - سلطان المعظم گاڑی سے اوترتے
ہین علما و فضلا نے شیخ الاعظم جو مسجد مین پہلے سے موجود تھے استقبال کیا
اور دست انور کو بوسہ دیا - ایک بجا نماز سے فراغت حاصل ہوئی - فوج مجتمعہ
داخلہ کے لیے ٹرہنی شروع ہوئی - سلطان ایک کمرہ مین جو مسجد سے ملا ہوا ہے
تشریف لائے فوج کا ملاحظہ شروع ہوا ڈہائی بجے تک یہ تمام فوج نظر انور
سے گذری اب برخاست ہوئے - ایک مختصر گاڑی مین جو سیل فٹن کی قسم
مین سے ہے سلطان تن تنہا سوار ہوئے اور خود ہانکتے ہوئے داخل
محلسرا ہوئے - کاش ہماری ریاستین بھی اسکی تقلید کرتین - یہی روز
جمعہ ہے کہ سفرائے دول یوروپ یا اعلے درجے کے لوگونکو شرف ملازمت حاصل
کرنے کی اجازت ہوتی ہے - سلطان کا اسم گرامی عبدالحمید خان ہے
۱۲۵۸ھ مین پیدا ہوئے اور سلطان مراد کے (جو سلطان عبدالعزیز خان
کے جانشین ہوئے تھے) خلع خلافت کے بعد ۱۲۹۳ھ مین جلوہ
افروز تخت عثمانیہ ہوئے - ظاہرا آپ کی تندرستی نازک معلوم ہوتی ہے

---

* سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے کہ ایک سلطان کے معزول یا انتقال کے بعد انکا
جانشین انکا بھائی ہوا کرتا ہے جو موجودہ بھائیونمین کلان ہو - چنانچہ اسوقت محمد رشید
افندی ولیعہد سلطنت ہین جو ۳ نومبر ۱۲۶۰ھ مین پیدا ہوئے کہتے ہین کہ یہ ولیعہد نہایت
لائق ہین - حسن

اونکو آپ کے استنے قوی نہین ہین جتنا کہ آپ اونسے کام لینا چاہتے ہین
ملک کی بہبودی اور اصلاح کا بہت کچھ خیال ہے عہدہ دار افسر رعایا
آپ سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین ایشیائے خیالات کے مطابق
یہانکا ولیعہد اور شاہی خاندانکے اکثر لوگ بطور حراست کے رہتے ہین
اونکی تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ سلطنت کے فرائض اور ذمہ داریونکو
پورے طور سے اوٹھانے کے قابل ہون - لاکن اونکی طبعی تیز زبانی
فطرتی جودت و قوت تھوڑے ہی سے سہارے پر بہت کچھ اوبھر جاتی
ہے اور سلطنت کے کام چلانے مین پورے قابل سمجھے جاتے ہین -
سلطان کے روبرو کسی عورت کو نقاب سے آنا جائز نہین اور کوئی
عورت یا حرم سلطان سے پردہ نہین کر سکتی خواجہ سرا اونکا بندوبست
ڈیوڑہی پر رہتا ہے خانگی انتظام کو یہی لوگ انجام دیتے ہین اور
بہت منہ چڑہے ہین - یہانکے امراؤن کی سواری اور مکانات مین
ایشیائی شان و شوکت نہین ہے بالکل مغربی لباس ہے - ہر سال
۲۶ - رمضان یعنے شب قدر کو سلطانی حویلی مین ایک رسم ادا
ہوتی ہے غالبًا وہ رسم نئی نظر دن مین مذموم معلوم ہو لاکن قسطنطنیہ مین
معمولی سالانہ جشن ہے - حویلی دولہ بغچہ مین جو ایک بڑا شاندار
اونچا گنبد ہے جسمین تمام سنہرے کام اور سنگ مرمر کا فرش اور
دو منزلہ نشست کی جائے ہے - جسکے ایک کوٹھہ دو منزلہ پر ترکی

عورتون کا پیاند بجتا ہے دوشیزہ لڑکیان نہایت حسین وجمیل مختلف ملکونکی جمع ہوتی ہین۔ انمین اکثر سرکشیا۔ ہنگریا۔ بلگیریا۔ ترکش۔ مصری پریوشون کا جمہرٹ ہوتا ہے۔ دنیا مین یہ وہ شہر ہے جہان قدرت کے بناؤ سنگار نے کوئی کسر نہین رکھی۔ اسکی ادنے سی کاریگری اپنی سادگی کا تماشا دکھاکر ہماری صنعتون کو جاہین جس قدر کرشمے دکھائین سبکو خاک مین ملادیتی ہے۔ یہ قدرت کے نمونہ دوربین شکل بٹھائے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان اس نمایشگاہ حسینان مین جاکر لگاتے ہین اور جسپر ہاتھ رکھدیتے ہین وہ حرم مین داخل ہوتی ہے جسکو تمام دن اس مسرت مین قلعہ اور جنگی جہاز وسنے برابر سلامی سرہوتی ہے

اسلامبول جو پہلا حصہ شہر کا ہے اسمین زیادہ ایشیائیت معلوم ہوتی ہے قدیم طرحکا لباس۔ قدیم وضع کے مدرسے۔ نماز روزہ کی پابندی۔ حدود شرع کا خیال۔ قدیم اشیا کی دوکانین۔ ترکش حمام غلامون کا بازار۔ مقبرہ۔ مسجدین۔ راستہ وصفائی مین بھی مشرقی طرز اسی حصے مین باقی ہے اور حصہ یوروپ کے طریقہ پر ہین۔ یہان سے چند میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے جسکو پرنس آئیلنڈ کہتے ہین یہ نہایت پرفزا دلچسپ مقام ہے اکثر تفریحاً لوگ جایا کرتے ہین اور وہ تین ہوا کرتی ہے۔ اسی جزیرہ کے قریب ۱۸۷۸ء مین انگریزونکی جہازون نے روسیکو قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے سے روکا تھا جبکہ روسی فوج خشکی کے

راستہ سے قسطنطنیہ کی دیوار کے پیچھے پہونچ گئے تھے اگرچہ ترک انگلستان کی اس معاونت سے ممنون ہین لاکن یہ ضرور سمجھتے ہین کہ انگلستان نے مدد کرنے مین بہت دیری کی اور وعدہ کو وقت پر پورا نہین کیا کیونکہ یہ وقت اس حد تک پہونچ گیا تھا کہ عثمان پادشاہ گرفتار ہو گئے مختار پادشاہ کو ایشیائے کوچک مین زک ملی قلعہ قرص چھن گیا ارض روم کا محاصرہ ہوا اوسوقت جنگی بیڑہ جہازات بحر اسود مین پہونچا۔ روسکی فوج اس قدر قریب آ جانے پر بھی ترکون کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم بغیر کسی بیرونی طاقت کی مدد کے بھی فوج دشمن کو شہر مین داخل نہ ہونے دینگے یہ درست ہے کہ جس استقلال اور ثابت قدمی بہادری جفاکشی وفاداری سے ترکی سپاہیون نے اپنے دشمن کا مقابلہ کیا اور اگر پہلے اپنے صوبون سے اونکو جنگ نہ کرنی پڑتی۔ اور سلطانون کا عزل ونصب نہ ہوتا اور اندرونی انتظامات اطمینان کے قابل ہوتے اور بعض افسرونکی غفلت اور بے پروائی نہ ہوتی تو یہ نوبت ہرگز نہ پہونچتی مگر اوسوقت مشکل تھا کہ بغیر بحری معاونت کے دشمن ترک سکتا جبکہ زیر دیوار پہونچ گیا ہو۔ دنیا کی تاریخ مین ترکون کا یورپ مین قیام اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ یہ اسلامی سلطنت یورپ مین بتیس دانتون مین بمنزلہ زبان کے ہے اگر ان مین دلیری اور بیحد شجاعت بغیر آپ دداتہ کے لڑنے کا مادہ نہ ہوتا کبھی کی یہ زبان دانتون مین پس چکی ہوتی اب بھی کسی ترک سے لڑائی کا ذکر کیجیئے اور جب کبھی قسطنطنیہ مین ایسے

تذکرہ کا اتفاق ہوا ہے تو دیکھئے اونکے جوشونکو اور ارمانونکو اور
داولونکو حالانکہ اخیر لڑائی کو زیادہ زمانہ نہین گذرا لاکن اونکی پرجوش
لبیتین اوسی قسم کی ہین اور ہر وقت اپنے روسی دشمن کے خونکے
پیاسے ہین انگلستان مین بہت سی کتابین بہت سے خیال ایسے بھی
پہنچینگے کہ جنکی سرخی ٹرکس آؤٹ آف یوروپ ہے (ترکون کا قیام یورپ
کی حصہ مین) کہ جنھون نے اپنی کتابون مین انصاف کے حد سے تجاوز
کرکے دل کے پھپھولے پھوڑے ہین اور شیخ چلّی کے سے خیالات
باندھے ہین وہ ہرگز نہین پسند کرتے کہ اسلامی سلطنت کسی یورپی
حصہ مین رہے - مگر یہ نرا خیال ہے نہ وہ خیال پورے ہونگے
نہ اسلام کا اخراج یوروپ سے ہوگا - اس چار سو برس مین جب سے کہ
مسلمانون نے قسطنطنیہ کو بزور شمشیر فتح کیا ہے کتنی حملہ ہوئی کتنی دفعہ لڑائی

٭ تاریخ سراسین مسٹر گبن پروفیسر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۳۲ ہجری یا سنہ ۶۵۲ء مین
بعہد خلافت معاویہ مسلمانون کی فوج قسطنطنیہ کی فتح کی غرض سے روانہ ہوئی تھی اور
اس فوج مین حضرت حسین بن علی اور ابو سفیان اور ابو ایوب موجودگان جنگ بدر
و احد بھی شریک تھے مسلمانون کے جہازونکا بیڑا قسطنطنیہ سے سات میل تک پہونچ گیا
اسیطرح چھ سات برس تک ہر سال حملہ ہوتے رہے آخر کار بہ نیل مرام سنہ ۶۷۸ء
مین صلح ہوئی حسن

رہی کیا کیا کوششیں اس کے چھین نے میں کی گئیں کن کن سے مقابلہ رہا
مگر آفرین ہے اوس قوم پر جنہوں نے اپنے ملک اپنے مالک اپنے اسلام
کے بچاؤ کے لیے اپنی جانیں مال و متاع جورو بچوّں کو نثار کیا
شاباش ہے اونکی شجاعت پر جنہوں نے بادلوں سے اُمنڈتی ہوئی
فوجونکو تہ تیغ کرتے ہوئے سنہ ۱۸۰۰ء میں پایۂ تخت روس تک پہونچ گئی جب
کبھی کوئی طاقت ترک کی مدد بھی کی ہے تو وہ ایسے جیسے آٹے میں نمک
سنہ ۱۸۵۶ء میں کریمیا کی جنگ ہوئے تھے جس میں انگلستان اور فرانس نے
مدد دی تھی فوج کا شمار ملاحظہ کریجیے کیا نسبت تھی کانگریس برلن جو
آخر لڑائی کے بعد بہ ہیر مجلس پرنس بسمارک ہوئی اور اس سے ترکون کو
جو نقصان اوٹھانا پڑا یہ توقع نہ تھی کہ یہ حکومت اب سنبھلیگی مگر سلطان کی
روشن دماغی بیدار مغزی مستقل انتظام سے اوس صدمہ کا اثر پورے طور

۲ دوسرا تسات سالہ محاصرہ عبد الملک خلیفۂ ہفتم بنی امیہ کے وقت ہوا مسلمہ سپہ سالار
اور فرزند خلیفہ وقت نے قسطنطنیہ کو اپنے شدید محاصرہ سے مغلوب اور خراج
گذار بنا کے اور چونکہ تنہا قسطنطنیہ کی سرگلی کوچہ میں سیر کرکے ایا صوفیہ سے جو اُس وقت
نصارا کی گرجا تھا صلیب نصارا کو لنگا فتح میں لگاکر واپس ہوئے خلفائے
بنی عباس کے وقت میں بہت سے حملہ قسطنطنیہ پر ہوتے رہے آخر کار
سنہ ۸۵۴ھ میں سلطان محمد خان ثانی کے ہاتھ سے قسطنطنیہ فتح ہوا اور قیصر روم
قتل کیا گیا ۔ حسن ۔

پر نہین ہوا اُنہی سلطان نے قسطنطنیہ کے اطراف اور بعض دریا کے مقامات مین عمدہ اور مناسب موقع پر قلعہ تیار کرا دئے ہین اور بہت سے پہلے قلعونکو درست کرائی ہے فوج اور توپ خانہ رکھتے ہین وقت معینہ کے بعد کسی جہاز کو اوس دریا پر سے گذرنے کی مجال نہین چنانچہ جس وقت ہمارا جہاز دریائے ڈارڈنیلز پر پہونچا یہان ایک قلعہ ہے جہانسے قسطنطنیہ رات بہر کا راستہ تھا جہاز کے لنگر کرتے ہی ترکی آفیسر نے موافق قاعدہ کے جہاز کو دیکھنے کے بعد آگے جانے کی اجازت دی یہ وقت شام کا تہا قلعہ سے توپ چلی - جہاز کے کپتان نے کہا کہ اگر اس توپ کے چلنے کے بعد ہم پہونچتے تو ہمارا جہاز کل صبح تک یہین لنگر کئے ہوئے ہوتا - یہ توپ علامت اسکی ہے کہ اب کوئی جہاز گذر نہین سکتا -

معاف کیجئے مین آپ کو قسطنطنیہ کی سیر دکہاتا دکہاتا اخیر مین ایک اور ہی طرف نکل گیا تہا جسکیلیے بہت وقت درکار ہے نہ اسوقت اوسکا موقع ہے اب قسطنطنیہ کے وہ مقامات بتا دئے جاتے ہین جو قابل دید ہین تفصیل سے پھر ملاحظہ کر لیجئے گا وقت مختصر ہے -

دلمہ بغچہ   رحیلی سلطانی) بازار (یہ بازار کی

مسجد ایا صوفیہ علیحدہ کیفیت ہمارے دوست میر لیاقت علی صاحب نے بہ تشریح ارقام فرمانیکا وعدہ کیا ہے اسلیئے ہم کوئی نوٹ اس مسجد کی نسبت نہین لکھتے حسن

جلد دوم

حسن

نمبر

آگسٹ سنہ ۱۹۰۹ عیسوی

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

لکچر

ترکی کے عام ترقی اور شایستگی پر

از پروفسر ومبری

(یہ لکچر لندن کے ایک بہت باوقعت مجمع کے روبرو دیا گیا جسمین کثیر التعداد سول و ملٹری افسران اور پارلیمنٹ کے ممبرون کے علاوہ قریباً تمام آدمیانِ سفر اہل بیت تھے)

تمدن و طرز معاشرت

انیسوین صدی مین جو عظیم الشان تغیرات اور تبدیلیان ترکون کے طرز تمدن اور معاشرت مین ہوی ہین مین چاہتا ہون کہ ان تعجب انگیز غیر معمولی واقعات کو بیان کرون جس سے ہم سب لوگون کو تعجب ہوگا کہ ترکون نے کہان سے کہان تک ترقی کی اور انکے بہای جو وسط ایشیا مین ہین بالمقابلہ کیسی ابتدائی حالت شایستگی مین ہین باستثناے سادگی اور غیر شگفتگی کے جو رومیون کے چہرون سے عیان ہے اور جو غالباً تقدیر پر بالکل بھروسہ کرنے یا مسایل صوفیہ پر چلنے کا نتیجہ ہے ترک عثمانیہ بالکل ہلوگون کیطرح یورپین ہین۔ پوشاک کے لحاظ سے وہ لوگ بجز ٹوپی کے مثل ہمارے ہوگئے۔ اعلی طبقہ کے لوگون کی غذا بھی یورپین اعلی طبقہ والون کی سی ہے۔ سیر و تفریح مین تو مجھے افسوس ہے کہ رومیون کا سب سے بھی نمبر بڑہا چڑہا ہے کیونکہ بعض وقت ایسے تفریحی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین جنکی اجازت قرآن مجید سے نہین ہے اور وہ وہی ہین جو انسانی زندگی اور صحت کو مضر ہین۔ زمانہ حال کے ترک ایسے تماشاؤن کو بہت پسند کرتے ہین جو فرانسیسی یا ترکی زبان مین ہوا کرتے ہین۔ وہ بہت شوق سے ہمارے

جاہلیتون کو دیکھتے سنتے ہین ہو جس شایستگی اور ضروری تربیت اور تکمیل کو وہ لوگ عورتون کی سوسائیٹی مین ظاہر کرتے ہین اوسکے دیکھنے سے آپ لوگون کو مشکل سے یقین ہوگا کہ یہہ لوگ ایشیائی ہین اور اسکو تو آپ اور بہی مشکل سے مانیگی کہ یہہ وہی ترک کے اولاد ہین جنکے روبرو عیسائی یا یورپین کا نام لینا ہی غضب تھا۔ یہان تک کہ حرم مین جو فی الواقع ایشیای طرز معاشرت مین نہایت مذموم شے ہے بہت تبدیلی ہوئی اور ہورہی ہے۔ بیشک یہہ بہت اچھا ہوتا اگر اس خراب طریقہ کا بالکل قلع قمع ہوجاتا لیکن تعلیم نسوان جو ترقی پذیر ہے اس کی اصلی اصلاح کریگی اور اس خوفناک قفل کی کُنجی صرف لڑکیون کے عمدہ مدرسہ مین تیار ہوسکتی ہی۔ لیکن صدہا ایسے آثار پائے جاتے ہین جو خوب بڑی تبدیلی تبلا رہے ہین چنانچہ ترکی لیڈیون نے اپنے پوشاک مین ایک جدت پیدا کی ہے۔ میرے سامنے جو لباس ترکی لیڈیون کی تہی وہ ایسی بدشکل تھی کہ مثل ایک بوڑھے کی بالکل بدنما معلوم ہوتی تھی۔ اب بجائے اوسکے بین ڈاکا استعمال کرتی ہین جس سے کمر کا اندازہ ہوتا ہے اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہے۔ برقع ناک سے ٹھوڑی تک ہوتا ہے اور بجائے زرد سلیپر اور بوٹون کے اب یورپین شوز (جوتا) استعمال کیا جاتا ہے۔ اب ٹرکش لیڈیان اسطرح شرمیلی نظرون اور جھجکتی ہوئی قدمون سے عام مجمعون مین نہین آتی جسطرح پہلے زمانہ مین آتی تہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ پوری آزادی کے دن جو بہت جلد آنیوالے ہین اوسکا یہہ آغاز ہے۔ ہملوگ یورپین اتبک اسی خیال باطل کی پیروی کررہے ہین

کہ اسلام مین حرم کا حکم قرآن سے ہے اور اسلام ہی نے دونون فرقون مین سخت امتیاز قایم کیا ہے۔ لیکن حقیقت مین یہہ ہماری سخت غلطی تہی۔ قرآن مین کہین حقوق عورات پر سختی نہین کیگئی۔ چنانچہ اس ملک مین جب ضرورت حفاظت نسوان ثابت ہوئی جسکو چند ہی سال گذرے تو ایک قانون موسومہ حفاظت جایداد عورات۔ (وومنس پراپرٹی ایکٹ) نافذ ہوا حالانکہ اسلام نے ہزار برس پہلے یہہ ضرورت رفع کردی۔ کئی سو برس گذرے کہ مسلمانون کی عورتون کو اپنے مکانون مین پورے پردہ داری کے ساتہہ کامل آزادی رہی ہے۔ نہین نہین بلکہ تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ اسپین اور دوسرے مقامات مین عرب کی عورتون نے طارق کی ماتحتی مین فتوحات مین شریک رہین۔ حرم رکہنا صرف مسلمانون کی ایجاد نہین ہے یہہ کیفیت برہمنون اور بدہون مین بہی ہے بلکہ مشرقی عیسائیون مین بہی رواج ہے جسکو وہ اوسیقدر مضبوطی سے چلانا چاہیئے جسطرح مسلمان یہہ صرف حرم ہی نہین ہے جسمین اسقدر تبدیلیان ہوی ہین بلکہ انکو سبب سے معاملات خانگی مین اصلاح ہوئی ہے جو مغربی تہذیب کا اقتضا ہے۔ مکانات۔ اسباب آرایشی وغیرہ۔ اور پوشاک اور رائیس کا میل جول اعلی درجہ کے عثمانیون نے ایسا رکہا ہے کہ شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی مشرقی لوگ ہین جنکے بہائی بند ایران اور ہندوستان مین پائے جاتے ہین اور جنہین کو گلشن اس تہذیب و شایستگی کا نہین پایا جاتا اگرچہ ہندوستان مین آپ کے تعلیم سے اس سے بہی زیادہ عمدہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے لیکن یہہ بہی ملحوظ خاطر رہے کہ اس مہذبانہ رفتار مین

بار ہا بڑے بڑے روکین ڈالی گئین اور جو اسباب و قوت ترقی آلات تہذیب و تربیت کے تھے انکا استعمال جنگ اور جنگی ہتیار مین ہو گیا - اعلی طبقہ مین جو مغربی علم و تہذیب مین کچھ ترقی ہوی ہے اوسکا اثر روز افزون ترقی کے ساتھہ متوسط اور ادنی طبقہ مین ہوتا جاتا ہے اور اگر صلح اور امن امان قایم رہا تو سلطان روم علوم کی ترقی مین بہت متوجہ ہونگے جسکی جانب ابتک افسوسناک بے پروائی رہی ہے

عام تعلیم

سلطنت ترکی کے تعلیمات کا ذکر کرتے ہوے مجھکو سب سے پہلے یہہ ریمارک کرنا ہے کہ یہان ابتک قدیم اسلامی طریقہ طرز خواندگی جاری تہا جو غالب درجہ مذہبی لباس مین ملبوس تہا اور جو کیفیت کچھہ کچھہ ہماری مڈل ایجز یعنے وسط ایام مین تہی - جونکہ تعلیم کا سلسلہ طالب علم کے سولھوین برس تک رہتا تہا تاکہ وہ قابلیت سے پڑھہ سکے اسلئے پڑہنے لکھنے کی تعداد بہت کم ہوتی تہی اور عورتون مین تو بجز چند عالی خاندانون کے بہت کم رواج تہا - تیس برس کا زمانہ گذرا کہ یورپین علوم و فنون کی تحصیل برائے نام تھی اور جو لوگ کچھہ بہی فرانسیسی بول سکتے تھے وہ تاریخ جغرافیہ اور دوسرے علوم طبعی سے محض نابلد تھے -

اب ترکی مین تین قسم کے مدارس جاری ہین - اول مدرسہ صبیان یعنے مدارس تعلیم ابتدائی جسمین لکھنا پڑہنا - کچھہ دینیات - حساب اور جغرافیہ تبلایا جاتا ہے - اس قسم کے بہت سے مدارس سلطنت کے مختلف مقامات مین فی الحال

کہولے گئے ہین انمین سے بہت مشہور حیدریہ واقع تشکنک ۔ شمس المعارف واقع استنبول ۔ خرئیف واقع سقوطری اور اسیطرح سمرنا ۔ طرابزن اور سلونیکا وغیرہ مین عمدہ مدارس ہین ۔ اسکے بعد اعلیٰ مدارس آداویہ ہین جنکو انگریزی مین کالج اور جرمنی مین جمنازیم کہہ سکتے ہین ۔ یہان ترکی ۔ عربی ۔ فارسی جغرافیہ تاریخ علوم طبعی اور فرانسیسی پڑہائی جاتی ہے ۔ صرف قسطنطنیہ مین ایسے کالج بیس ہین اور اور مفصلات مین سو سے زاید ۔ اسکے علاوہ ایک قسم کے اور کالج ہوتے ہین جہان طلبا فوجی کالجون مین داخل ہونیکے لیئے تیار کیے جاتے ہین ۔ اس قسم کے مدارس قسطنطنیہ مین دس ہین اور چھہ سو سے زاید طلبا تعلیم پاتے ہین مفصلات مین ان مدارس کی تعداد زیادہ ہے ۔ حال مین بلکہ خاصکر موجودہ سلطان کے عہد مین تعلیمات کی بہت ترقی ہوی ہے اور قاسم پاشا کے مدرسہ مین ان طالب علمون کے لیئے بحری خدمت لینا چاہین انگریزی بھی پڑہائی جاتی ہے ۔ وہان کے ہای اسکول فرانسیسی لیسیز کے مقابل ہین ۔ ان مین سے نمبر اول گلاٹا سرای کا کالج ہے جسمین ایک ہزار سے زاید طلبا زیر تعلیم ہین زبان فرانس لازمی ہے اور لاطینی ۔ انگریزی ۔ یونانی ۔ اٹالی ۔ جرمنی ارمنی تدبا غین سکہلائی جاتی ہین ۔ اسکے علاوہ علوم جدیدہ کی بڑے شور زور سے تعلیم ہوتی ہے مثلاً طبعیات ۔ نیچرل فلاسفہ ۔ کیمسٹری ۔ جیالوجی (علم طبقات الارض) وغیرہ اس قسم کے کالج مختلف صوبون کے اعلیٰ شہرون مین کہولے گئے ہین ۔ گلاٹا سرای کالج کے بعد ملکیہ مدرسہ ہے جسمین خدمات ملکی اور نظم و نسق کے لیئے طلبا کو سول سروس کی

تعلیم دیجاتی ہے۔ اس مدرسہ مین ملکی اور انتظامی یعنے جسقدر پولیٹیکل عہدہ
دارون کو اندرون وبیرون سلطنت مختلف قسم کا تعلق رکھنا پڑتا ہے تعلیم ہوتی ہے
اور چونکہ اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ مفصلات مین اعلیٰ خدمات پر لازمی طور سے مامور
ہوتے رہینگے اسلئے وہان کے حسن انتظام مین بھی ترقی ضرور ہوتی رہیگی۔ سول
سروس کے مدرسہ مین پانچ یعنے ہین اور چھہ سو طالب علم داخل ہین فوجی کالج
زیر اہتمام وان ڈی گولٹز پاشا اور زیہی پاشا تمام یورپ مین سب سے افضل
ہے۔ اس مین روسی زبان لازمی کر دیگئی ہے۔ اسکے سوا کالج آف لا یعنے
قانونی مدرسہ ہے جسمین علاوہ فرانسیسی و علوم جدیدہ کے دیوانی فوجداری
تجارتی۔ بحری۔ (جہازی) اور ملکون کے باہمی قوانین سکہلائے جاتے ہین۔
میعاد تعلیم چار سال ہے اور تعداد طلبا تین سو سے زاید۔ سول انجنیر۔ بحری عہدہ دار
اور ڈاکٹرون کے مخصوص مدارس ہین۔ مدارس طبی سے تمام فوج اور صوبون مین
فارغ التحصیل اطبا بہیجے جاتے ہین۔ ایک مدرسہ صنعتی بھی ہے جسمین تصویر کا
کام سکہلایا جاتا ہے دیکہو یہہ وہی ملک ہے جسمین چند سال پہلے تصویر کشی
گناہ کبیرہ سمجہا جاتا تھا۔ لڑکیون کے مدرسے اسوقت تک بہت کثرت سے نہین
ہین مگر اس خیال سے کہ جہان عام مدارس مین لڑکیون کا بہیجنا نہایت درجہ
مذموم خیال کیا جاتا تہا وہان اسوقت کئی سو لڑکیون کا مختلف ابتدائی اور
اعلیٰ مدارس مین زیر تعلیم ہونا بہت بڑی کامیابی سمجہی جاتی ہے۔ اور ابہی چند
روز ہوئے کہ سلطان نے ایک عمدہ معاملہ کو تمغہ سے سرفراز فرمایا۔ الغرض

تمام سلطنت مین تعلیم قریب قریب لازمی سکے ہوگئی ہے اور وہ وقت دور نہین ہے کہ وہان سکے تعلیم یافتہ کی تعداد یورپ سکے اور ممالک سکے برابر ہوجائیگی یہہ ایک قدرتی بات تہی کہ عام تعلیم سکے جدید طرز کا اثر قوم سکے دلو نپر اچھی طرح پڑسے اور زبان دانی و ادب مین تبدیلی پیدا کرسے۔

زباندانی اور ادب

جبکہ ہم یورپین سکے نزدیک زبان اظہار خیالات یا تقریر و تعلیم کا آلہ سمجہا جاتا ہے مشرقیون مین اپنے مطالب کو بڑسے پیچیدہ عبارت اور باریک نکات سے بیان کرتے ہین (اورا سلئے زباندانی اور ادب مین فرق ہے) ایسی عبارت کا لکہنا جو عام اور زود فہم ہو اہل مشرق بازاری اور قابل نفرت سمجہتے ہین اور اسلئے ایک مطلب کے لئے چار چار فقرسے بیان ہوتے ہین اور پیچدار اصطلاحات وغیرہ مستعمل ہوتے رہتے ہین تاکہ فقرہ خوبصورت اور مرصع ہو ترکون کا دستور ہے کہ لاکہون عربی فارسی الفاظ اپنے زبان مین بھرتی کرتے ہین بلکہ جس مقام پر خاص اپنے زبان کا لفظ صحیح طور سے کہہ سکتے ہین وہان بہی غیر زبان سکے الفاظ استعمال کرتے مین اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عثمانیہ ترکون کی زبان تین بالکل مختلف زبانون کی مرکز ہوگئی اور کسیصورت سے نیم تعلیم یافتہ ادنے درجہ سکے لوگون کے سمجہہ مین نہین آتی۔

بارہا مجھکو اتفاق ہوا ہے کہ مین نے اپنے ترکی نوکرون سے ترکی زبانمین باتین

کہین مگر انلوگون سے نے بالکل سمجہا ہی نہین اور کسیقدر عمدہ زبان تو عام لوگون کے سمجہ سے باہر ہے - کتابین لکہی گئی مگر طبع نہین ہوئین اور وجود ایسے کتابون کا کالعدم ہے - پس اس معاملہ مین ایسی عمدہ اصلاح ہوی ہے کہ مجہکو سخت تعجب ہوا ہے - بجاے اسکے کہ بڑے بڑے فقرے لکہے جائین جو بعض اوقات دو دو صفحون تک پہونچ جاتے تہے اب چہوٹے چہوٹے جملون مین لکہتے ہین اور الفاظ عربی و فارسی کے جگہہ پر موزون ترکی الفاظ اس ترتیب و تصریف سے آتے ہین کہ غالب تعداد عوام الناس کی بخوبی سمجہتی ہے - اس جدت اور آسان طریقہ رائج پا جانے سے اخبارات نے بعجلت عجیبہ ترقی کی ہے اور جبکہ میرے وقت مین صرف ایک اخبار جریدہ حوادث نامی نکلتا تہا جسکو چند منتخب آدمی پڑہہ سکتے تہے اب ترکون نے کئی روزانہ اخبار ترکی نکالے ہین جسکے ناظرین اوسیقدر زیادتی کے ساتہہ ہین جسطرح یورپ کے ممالک جنوب مشرق مین اخبار پڑہنے والے ہین - ہفتہ وار اور ماہوار اخبارات اور رسالہ بہی جاری ہین اور ہر دلعزیز لٹریچر روز افزون ترقی کے ساتہہ ادنی درجہ کے لوگون مین پہیلتا جاتا ہے - آپ لوگون کو صاف طور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علوم اسلامیہ مین خاصکر مذہبی جزو تہا جسمین دینیات تفسیر بیان منطق کی تعلیم تہی یہہ سلسلہ تعلیم بجنسہ ہمارے یہان مثل ایجبر (زمانہ وسطیٰ) مین مروج تہا - ہمارے علوم مغربی یعنے موجودہ علوم جدیدہ جس سے جدید شائستگی مراد ہے اوس زمانہ مین صرف بے توجہی سے نہین دیکہے جاتے تہے

بلکہ انپر نفرت کی نگاہین اُٹھتی ہین - یہہ بات نہایت خوشی کی ہے کہ ترکون نے کامیابی کے ساتھہ اپنے قدیم تعصب اور خیالات کو کہو دیا جسکی بنیاد وہ لوگ غلطی سے قرآن کی طرف منسوب کرتے تھے موجودہ سلطان کے عہد سلطنت مین ہمارے علوم جدیدہ کی کل شاخون کی ٹرکی مین خوب ترقی ہوئی اور مین اسبات کے کہنے مین مطلق مبالغہ نہین کرتا کہ جسطرح ٹرکی مین علوم جدیدہ اور علوم دینیہ کی ساتھہ ساتھہ تعلیم ہوتی ہے اوسکی نظیر یورپ کے کسی مقام مین نہین پائی جاتی - پس آیکہ موجودہ علم ادب کی کتابین عمدہ اور موزون زبان ٹرکی مین ترجمہ شدہ ملینگی اور جابجا اصلی کتابون کا حوالہ دیا جائیگا جو بات کہ قابل لحاظ ہے کیونکہ اہل مشرق اسطرح اپنی معلومات سے اہل یورپ کا مقابلہ کرسکینگے -

بوعلی سینا ابن ظہیر حاجی خلیفہ و ابن خلدون وغیرہ کی کتابین اور مصنفین ہنوز اہل مشرق کے دلون سے جاتی نہین رہین - اگر انکو اعانت - مہلت اور امن نصیب ہو تو وہ بجائے خود بہت ترقی کرسکتے ہین -

جس شے نے مجھے زیادہ متعجب کیا وہ یہہ ہے کہ موجودہ ترکی لٹریچر اس امر مین کوشش کر رہا ہے کہ ہم لوگون مین سے نامور لوگون کی پبلک لائف کو جانچے اور ہمارے علما و فضلا کی حالات کو قلمبند کرے - چنانچہ مشاہیر نامی مجموعہ مین انگریزون کے نامور مصنفین - مدبرین - فوجی جنرل - حکما - صناع سیاح - انجینیر - تماشاگر وغیرہ کے تذکرے لکھے ہین - اور اماسیا یا دیابکر کے ترکون کو شکسپیر - گیرک - ڈارون - جیمس واٹ - ہربرٹ اسپنسر کی

کتابین اور اونکے تذکرے پڑھتے ہوے دیکھکر مجبوراً اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اونکی یہہ حالت غیر معمولی اور بالکل عجیب ہے۔ گذشتہ زمانے مین کسی مسلمان کیلئے یہہ بات ممکن تھی کہ وہ اپنا کچھہ وقت کسی غیر مسلم بے ایمان کے حالات پڑھنے مین صرف کرے جسکے لیئے اوسکا نام ہی سخت حرارت کا باعث ہوتا تھا جسطرح دیندار عیسائی کرزیری۔ بخاری۔ بیضاوی۔ جلال الدین رومی وغیرہ وغیرہ کا نام تک سننا گوارا نہین کرتے۔ لیکن اب ایک عجیب تغیر تبدل ہو گیا ہے سخت تعصب اور بے ایمانی تو ہمیشہ خطرناک ثابت ہوی ہے لیکن اب خود غیر مذہبون نے اپنے مداح ملاؤن کو پایا ہے چنانچہ آپ کے مشہور کینین ٹلیر کے اہل اسلام بہت کچھہ معترف ہین میری راے مین یہہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک دوسرے کی قدردانی کرے اور باہمی تعارف کا نتیجہ جانبین کا فائدہ ہے۔ ترکی کے جدید لٹریچر مین جو تبدیلی ہوگئی ہے اوسکا ذکر کرتے ہوے یہہ بیان ضروری ہے کہ جو تبدیلیان حال مین ہوگئی ہین انکا اثر صرف زبان تک محدود نہین رہا بلکہ اسی طرزِ تحریر اور عبارت مین اعلیٰ درجہ کی انشاپردازی اور مختلف علوم و فنون مین بحث کیجاتی ہے پرانے ترکی شاعری مین جو باتباع عربی اور فارسی سے تھی ہر موقع پر بلبل شیدا کا نالہ باد صبا سے سرو چمن کا جھومنا عشاق سوختہ دل کے سینون سے دہوان نکلنا۔ اس ناپائیدار زندگی پر لعنت ملامت اور بہت سی اسیطرحکی فضول اور بے سروپا مبالغہ آمیز باتین جو ایشیائیون کے خمیر مین داخل ہوگئی ہین لکھی جاتی ہین یہہ باتین ترکون کے ساتھہ اوسیوقت تک نہین جب تک وہ ایشیائی طرز و طریقہ

سے لپٹے ہوئے تھے ۔ اور جب تک گذشتہ نقش قدم پر چلنا لازمی سمجھا تھا۔ جب انکو معلوم ہوا کہ علم و شائستگی کا آفتاب یورپ سے نہین نکلا بلکہ پچھم مین تو فوراً دوڑ اور پچھانے پھر گئے اور اپنے زندگی سے نئے طرز پر لگا دی ۔ جدید سامان تفریح و دلچسپی سے پھیلائے گئے ۔ پچھلے دنون ترقی پسند ترک ایشیائی لباس کی جگہ پر یورپین سادہ اور کارآمد پوشاک اختیار کی ۔ صرف کسیقدر رنج کی یہہ بات ہے کہ فرانسیسیون کی جو ابتک وہان مقبول استاد تھے قدم بقدم پیروی کی ہے لیکن یہہ ممکن نہین ہے کہ فرانس کا جدید ترقی یافتہ لٹریچر ایسے قوم پر اثر نکرے جو مغربی تہذیب کیجانب بہت کچھ جھک چلا ہے ۔

بیشک یہہ بہتر ہوگا اگر ترکی علمی رفارمر انگریزی مفید علم ادب کیطرف خیال رجوع کرین اور نمونتاً اپنے یہان جاری کرین اور پولیٹکس سے اپنے علم ادب کو خلط ملط نکرین لیکن ہمکو ان کو اس معاملہ مین زیادہ زور دینا نہین چاہیئے کیونکہ خود انہون نے اس جدید روش مین بہت کچھ ترقی کی ہے ۔ حال کے ترکی مصنفین مثلاً کمال بے ۔ شناسا افندی ۔ ضیا پاشا حامد بے سکرٹری سفارت عثمانیہ لندن وغیرہ وغیرہ پر پورا پورا جدید روش کا اثر پہونچا ہے اور انہون نے اس معاملہ مین بہت کچھ ترقی کی ہے ۔ انکو اپنے ملک کی اعلی خدمت کرنیکا جوش ہوا ہے اور بعض انمین ایسے علمی قابلیت والے ہین کہ نہایت افضل اور اعلی یورپین قوم کے فخر ہو سکتے ہین ۔ نہایت درجہ نگرانی اور غور کرنے اور بار ہا پیچیدہ مجلسون کے منعقد کرنے سے بالآخر وہ اسقدر کامیاب

ہوسے کہ ملک کی خیر خواہی اور خود اعزازی خیالات کو ابھار کیا ہے جسکی ترکون مین مثل جملہ مسلمانون کے سخت ضرورت تھی لیکن اگر اس خیال کی اچھی طرح پرورش ہوی اور ہدایت معقول ذریعہ اور طریقہ سے ہوی تو ایسے عمدہ نتایج پیدا ہونگے کہ علم عقلا سے یورپ دنگ ہوجاینگے خاصکر مدبرون کا وہ گروہ جو گمان کرتا ہے کہ ہملوگون کو صرف ترکون کی لاشون کو یورپ اور ایشیا سے باہر پھینکدینا باقی ہے - اس امر کے بیان کی بہت کم ضرورت ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ جدید لٹریچر کی اشاعت سے مسلمانون کو عیسائیون کے ساتھہ نفرت کم ہوگئی اور آئندہ اور بھی کم ہوجائیگی اس تعصب اور اختلاف کی وجہہ قران مین ہے جیسا کہ علی العموم سمجھا جاتا ہے بلکہ ہملوگون کا سلطنت روم کے ساتھہ پولیٹیکل برتاو ہے جو ہمیشہ جائز طور سے نہین ہوتا - اور جسکی وجہہ یہی ہے کہ تمام سلاطین کی بالاتفاق یہی خواہش ہے کہ جہانتک ممکن ہو سلطنت عثمانیہ کے شاہی اقتدار کو صدمہ پہونچا سکے - جب ترکون کو معلوم ہے کہ ہم عیسائی انکو نظر محبت و التفات سے نہین دیکھتے تو انسے اس قسم کی امید رکھنی فضول ہے - اگر ہم اس امر کے خواہشمند ہین کہ ہماری اصلاح دنیا مین کارگر ہو تو ہکو ترکون کے دلون پر منقش کردینا چاہیئے کہ ہم ان مدبرین کے ہمراہی نہین ہین جو مسلمانون سے مخالف رائے رکھتے ہین بلکہ انکو اپنا بھائی سمجھتے ہین -

خاتمہ

اے میرے معزز لیڈیو اور جنٹلمنو - ترکی مین جو نمایان طور سے عام ترقی

ہوی ہے اور اسکا یہہ خوش کن خلاصہ ہے جو ہمنے ابہی پیش کیا - اور ان واقعات کے روبرو جس سے کوی شخص انکار نہین کرسکتا ہلوگ اپنے دل مین خیال کرتے ہون گے کہ اس عام ترقی نے کیون ملک کی حالت مین ساتہہ ہی ساتہہ ہی بہتری پیدا نہین کی - اور سب سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ ان باتون کے ہوتے ہوئے پہر سلطنت مین بظاہر انحطاط اور تعصب اور جکڑبندی کیون ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مشرق مین ظاہری حالت سے حقیقت مین اصلی کیفیت نہین معلوم ہوتی - صرف وہی شخص نہین جو سرسری طور سے ملک کی سیاحت کرے بلکہ مدت دراز تک ایک یورپین کو ٹرکی مین قیام کرنے سے بہی اکثر اوقات حقیقت حال سمجہنے مین غلطی ہوجاتی ہے - علاوہ برین ایشیا اور یورپ کے اصلاح اور جدت پسندی مین بڑا فرق ہے جب ملوگون نے اپنی جدید مہذب عمارت تعمیر کی تو زمین ہموار صاف اور بالکل خالی پائی - برخلاف ایشیائیون کے کہ انکو اپنی جدید کوشش مین قدیم ترقی یافتہ اور نہایت وسیع و مضبوط مشرقی تہذیب کو ڈہاکر نئی عمارت کہڑے کرنی ہوتی ہے ان کو ایسے کہنڈرات اور الٹوگیون کو دور کرنا ہوتا ہے جو بجبہ قلوب ہورہے ہین - جب یہہ مشکل مرحلہ سطے ہوجاتا ہے اور انکے قدیم نقش جو دلون پر مرتسم ہین رفتہ رفتہ مٹجاتے ہین تب نئی زندگی کی بنیاد پڑتی ہے اور ایسے خیالات کی کچہہ گنجایش ہوتی ہے جو پہلے نفرت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے - اب آپلوگون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایشیا مین

کس بے سلیقگی اور بیدلی سے تبدیلیان واقع ہوتی ہین اور یورپ کے تکمیلی
کارروائیون سے کسقدر فرق ہے - آپ لوگ (انگریز) جو ہمارے جدید تہذیب
کے سرتاج ہین اگر ذرا غور سے اپنے پڑوسی عیسائی اقوام کو ملاحظہ کرین
تو بہت ہی بڑا فرق خاص ملک یورپ مین پائینگے - اگرچہ آرٹ اور سائنس
کی بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے مگر ابھی ایک سے زیادہ عیسائی اقوام کو اوسی
تاریک سوسائٹی اور تدابیر ملکی مین پائینگے جو گذشتہ زمانہ مین انکا حال تھا اور اسلیے
انہین وہ ایشیائی کہلائے جاسکتے ہین کیونکہ میری رائے مین یورپین سویلزیشن
کی شان شوکت بڑی بڑی فوج رکھنے مین نہین ہے بلکہ آزادی عطا کرنے
اور بے روک ٹوک علمی اور دماغی جوہر کے آزادانہ اظہار مین ہے -
پس اگر بہت سے ہماری ہمقوم اہل مذہب (عیسائی) انیسوین صدی کے برکات
سے مستفید نہین ہوسکے تو آپ کیون امید رکھتے ہین کہ ترک اس قدر جلد
انپر قادر ہوجائین اور کیون انسے کہا جائے کہ وہ یکبارگی مشرق سے اچھلکر
مغرب مین چلے آوین اور سیکڑون برس کی مسافت یکبارگی طے کرین
آپ لوگون کی یہہ کہنے کی عادت ہوگئی ہے کہ ہم انتظاری کرتے کرتے
اور اپنے تہذیب آموز کوششون کے نتیجہ کی راہ تکتے تکتے تھک گئے -
لیکن یہہ آپ کی غلطی ہے آپ ان نتایج سے ناواقف ہین جو اس وقت
بدرستی اپنی کمالیت کو پہونچینگے - جو تخم چند عشرہ پیشتر بویا گیا تھا اوس
سے جو نازک کونپل نکلی ہے آپ نے اوسکی پوری طور سے قدر شناسی کی - میری

راے مین سب سے بہتر یہی ہے کہ صبر اور انتظار کرین اور مجھکو کامل یقین ہے کہ ہماری موجودہ تہذیب ضرور بالضرور مشرق مین ترقی کریگی اور عثمانیہ ترک یا عثمانیہ مسلمانان ہندوستان کے سب سے پہلے مسلمان ہونگے جو ہمارے ترقی کے قدم بقدم چلینگے اور انہین سے یورپین علوم وفنون تہذیب و شائستگی کی اشاعت دور دراز اہل مشرق مین ہوگی -

یہہ میرا ایمان اور وثوق کامل ہے کہ بجاے اسکے کہ اہل اسلام کو حوصلہ دیا جاے اور انکی اہانت کیجاے مین کسیطرح مسلسل الزام دہی اور بدنامی کو جو مسلمانون کیلئے کیجاتی ہے ہرگز پسند نہین کرتا - اور اس سے زیادہ مین اس گروہ مدبرین سے مخالف راے رکھتا ہون جنکا سرمایہ ناز صرف یہی ہے کہ وہ ہر طرح کی دقتین جانفشان ترکون کی راہ مین ڈالنا چاہتے ہین اور ایسے قوم کی مفت ملامت کرنیکو مستعد ہوجاتے ہین جنکا حال بہت ہی کم جانتے ہین - اس غیر منصفانہ برتاؤ سے صرف ہمارے تہذیب آمیز کوششون کو دھبہ لگتا ہی نہین سمجھتا اور ہماری اعزازہی مین بٹہ نہین لگتا بلکہ ہمکو اپنی عام ترقی اور تہذیب کا اس سے سخت خطرہ ہوگیا ہے کیونکہ حال مین جسقدر ترکون کی قوت مین انحطاط ہوا ہے اسی قدر یورپ کی عام امن وامان کا سخت خطرہ ہوگیا ہے - روس روم کے آخری جنگ کے بعد سے یورپ کی افواج سہ گنہ ہوگئی یہانتک کہ انگلستان کے محصول ادا کرنیوالے جنکو مخصوص طورسے کبھی یہہ کہنے کا فخر نہین ہوکہ "ہماری تمام قوم مسلح ہے" بہت کچھہ اپنی شاہی مفاد کی محافظت کے لیئے روپیہ دینے پر مجبور کیئے گئے ہین اور

بجاے معمولی اشاعت تہذیب و شایستگی کے جسکے لئے وہ ہمچشم اقوام مین ممتاز تھے اب اہل انگلستان کو جنگ اور خونریزی کے سامان بہم پہونچانے مین وقت صرف کرنا پڑیگا - اے معزز لیڈیو اور جنٹلمنو یہہ نہایت ہی مناسب وقت ہے کہ ہم ان تعصب انگیز اور غلط کاریون سے جو ابتک معاملات مشرق کی نسبت ہماری رہنما تہین خیرباد کہین - انہین اسباب سے انگلستان جسکو پہلے تمام مسلمانان ایشیا دوست اور محافظ مسلمانان سمجھتے تہے اب رفتہ رفتہ وہ روش اختیار کرنا چاہتا ہے اور اس سلطنت کے مطابق کارروائی کر رہا ہے جسکو تباہ کنندۂ اسلام کہتے ہین - آپکی مشہور اور شاندار ملکہ جو زاید از پنچ کرور مسلمانون پر حکومت کرتی ہین وہ اپنے اس رعایا کی جو کل مین چہٹوان حصہ ہے علانیہ دشمن نہ بنیگی اور نہ اسے باشندگان انگلستان جو اپنی اصول انصاف پسندی اور آزادی سے مشہور آفاق ہو اس ہمجنس قوم کی دل آزاری جایز سمجہوگے - جو صرف تم سے رنگ مذہب مین جدا - نہین - ہرگز نہین کیونکہ میری بات یقین کرو کہ جب تک تم اپنے شریفانہ اصول انصاف و ہمدردی کو اپنا دستور العمل بناے رکہوگے تمام دنیا مین عزت وہر دلعزیزی ہوگی اپنے ناموربزرگون کی بیش قیمت میراث قایم رکہنے سے انگلستان صاحب عظمت - قوی اور خوش رہیگا -

آئین قیصری

سلسلہ کے لیئے رسالہ حسن نمبر ۳ جلد ۲ ملاحظہ ہو

باب دوم

ڈپارٹ منٹل سسٹم یعنے سرشتہای ملکی کا نظم و نسق

ہم نے باب اول مین یہہ بیان کیا ہے کہ سلطنت انگریزی نہ تو شخصی ہے نہ نوعی ہے نہ جمہوری ہے بلکہ وہ تینون سے مرکب ہے اسلئے اسمین تمام اغراض ملکی شامل ہین اور ہر فرقہ حکمرانی مین دخل ہے۔ وہ پادشاہ اور پارلیمنٹ کے دو ہوس یعنے دیوان اعلیٰ اور دیوان ادنے اپنیمنقسم ہے۔ خاندان شاہی تمام خاندانون کا سرتاج ہے اپنا یہہ استحقاق رکھتا ہے کہ اس مین سے موروثی پادشاہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت۔ جو امرا ایسے ہین کہ وہ مالک اراضی کے حیثیت سے امارت رکھتے ہین وہ پارلمنٹ کے دیوان اعلیٰ ہوس اوف لارڈز مین اعتبار اور اقتدار رکھتے ہین متوسط درجہ کے لوگ اور پیشہ ور اور تاجر اور کاشتکار زراعتی کارپردازی سے سرمایہ زندگی سرانجام پاتے ہین اور جو اپنی محنت سے دولت ملک بڑہاتے ہین وہ دیوان ادنے یعنی ہوس اوف کامنز مین سارا اختیار اپنے مٹھی مین رکھتے ہین - پارلمنٹ کے دونو دیوان کا کام یہہ ہے کہ قانون بنائین۔ کاروبار سلطنت کے لئے روپیہ فراہم کرین۔ برائے نام تو وضع قوانین و آئین کا اختیار پادشاہ کو حاصل ہے۔ مگر درحقیقت عملاً یہہ اقتدار منسٹری یعنی وزرا کو حاصل ہے جو پادشاہ کے نام سے اجراء قوانین

کرتے ہین - یہہ مجمع وزرا پارلمنٹ کے دونون دیوان کے منتخب ممبران سے بنتا ہی یہہ وزرا اپنے اپنی تمام کامون کیلئے پارلمنٹ کے روبرو جوابدہی کے ذمہ دار ہوتے ہین جب پارلمنٹ کو ان پر اعتبار نہین رہتا تو پادشاہ کو کاروبار سلطنت کے لئے مشیر اور وزیر انتخاب کرنے پڑتے ہین -

پادشاہ کیلئے ضرور ہی کہ اس کا مذہب پروٹسٹنٹ چرچ اوف انگلنڈ کا ہو - اسکو صلح و جنگ کا اختیار ہی جس مجرم کا چاہے جرم معاف کردے پارلمنٹ کے اجلاس کو ملتوی کردے جب چاہے اس کو جمع کرلے - سکہ جاری کرے خطاب دے - کوئی قانون بغیر پادشاہ کی منظوری کے جاری نہین ہوسکتا - اصل یہہ ہی کہ پادشاہ کے سارے اختیارات وزرا کے ہاتھ مین رہتے ہین اور انہین کی بدولت تمام کاروبار سلطنت چلتے ہین - پادشاہ کے نام سے وہ سلطنت کا کام کرتے ہین مذہبی اور دنیاوی ممبر پارلمنٹ کے دیوان اعلی مین بتفصیل ذیل ہوتے ہین -

انگلش آرچ بشپ ۲ انگلش بشپ ۲۴ کل ۲۶

دنیاوی

انگلش بورونی پیر ۲۸۷

اسکوٹ لینڈ " ۴۳

ائرلینڈ ۷۸
سکوٹ لینڈ کے منتخب ممبر پارلیمنٹ کیلئے ۱۶
ائرلینڈ کے " ۲۸
۴۵۲

اس دیوان اعلیٰ کا صدر انجمن لارڈ چنسلر ہوتا ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی عدالت یہہ ہے۔ اس مین تمام محکمہ جات ماتحت کا اپیل ہوتا ہے۔ سوا اون قوانین کے جو روپیہ سے متعلق ہوتے ہین اور تمام قوانین کے مسوداتِ کا آغاز اسی دیوان سے ہوتا ہے۔

دیوان ادنے کامن ہوس٭ کے ممبر کو تمام ملک کے قصبات و دیہات کی رعایا مین سے وہ لوگ منتخب کرتے ہین جو کچہ مالی اور تعلیمی حیثیت قدرے رکھتے ہین۔ اسکی تفصیل یہہ ہے۔

	انگلستان	اسکاٹ لینڈ	ایرلینڈ	میزان
از مختلف اضلاع (کونٹی)	۱۸۷	۳۲	۶۴	۲۸۳
از شہر و قصبات (سٹی و بورو)	۳۰۱	۲۶	۳۹	۳۶۶
از دارالعلوم (یونیورسٹیان)	۵	۲	۲	۹
میزان	۴۹۳	۶۰	۱۰۵	۶۵۸

اس دیوان کے صدرنشین کو سپیکر (انجمن کی طرف سے تقریر کرنے والا) کہتے ہین۔ اسی کو بادشاہ تک تقرب ہوتا ہے جب پارلمنٹ جدید مقرر ہوتی ہے تو اسکے شروع سال مین ایک نیا سپیکر انتخاب ہوتا ہے۔ روپے سے جو متعلق قوانین ہوتے ہین ان کے مسودات کا آغاز کامن ہوس مین

٭ ہوس آف کامنز۔

ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ رعایا ہی حقیقت مین ملک کی تنومندی اور شادمانی کا سرمایہ ہوتا ہے۔ وہ چشمہ دولت ہوتا ہے جس کی آبیاری سے ملک کی خشک سالی رفع ہوتی ہے۔ اسی کی خوش دلی کے نسیم سے ملک کا گلبن سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔ غرض دولت کے خزانون کی کنجی اس دیوان کے ہاتھہ مین رہتی ہے۔ یون اسکا دباؤ پادشاہ پر بہی ہوتا ہے۔ ضرورت اور احتیاج کے وقت تو وہ دیوان اعلیٰ پر بہی غالب ہوتا ہے منسٹری یعنے مجلس وزرا کو کامنس ہوس* سے بڑا سہارا دیتا ہے وہ پادشاہ کو یہہ مشورہ دے سکتا ہے کہ نئے پیر (امیر) کا جنکی تعداد کافی ہو مقرر کرے کہ جس سے ہوس آف لارڈز مین غلبہ آرا ان کی طرف ہو۔ اس قسم کی دہمکی اکثر لارڈز کے ہوس کو ہزیمت دلاتی ہے۔ اس سبب سے وہ کامنس ہوس کی اطاعت کرتے ہین۔

توضیع قانون کا دستور یہہ ہے کہ مسودہ قانون کا آغاز اس دیوان مین ہوتا ہے۔ اور اس کے پاس ہونے نہین یعنی نافذ یا اجرا ہونے مین ایک عرصہ لگتا ہے اول دفعہ صرف قانون کا مسودہ بغیر کسی مباحثہ کے پڑہا جاتا ہے اور اسکے چہپنے کا حکم ہوتا ہے۔ اسکی تفصیل سے ممبرون کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور اسکی اشاعت ہوتی ہے۔ پہر دوسری دفعہ پڑہنے کی تاریخ معین ہوتی ہے۔ مباحثہ اسپر ہوتا ہے اور رائین دی جاتی ہین کہ وہ اس پڑہنے کے بعد کو پاس ہوگا یا نہین۔

* ہوس آف کامنس

اگر پاس ہوتا ہے تو دیوان کے ممبر اس کے ہر فقرہ پر مباحثے کرتے ہین اور راے دیتے ہین - پہر وہ ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے - جسکے ممبر انہین ممبرون مین ہوتے ہین جو اس ہوس کے ہوتے ہین جس مین مسودہ قانون پیش ہوا ہے - جو اس کمیٹی کا پریسیڈنٹ ہوتا ہے وہ بمنزلہ سپیکر کے ہوتا ہے - مباحثون کی قواعد وضوابط کی شدید پابندی اکا رروائی کے وقت ذرا ڈھیلی ہوجاتی ہے - جب کمیٹی و قانون ترمیم وتغیر پاکر پاس ہوجاتا ہے تو اسکی اطلاع دیوان کو دی جاتی ہے جو اوس کے تیسری دفعہ پڑہنے کے لیئے تاریخ معین کرتی ہے - جب یہہ تیسری دفعہ پڑہ کر ایک دیوان مین پاس ہوتا ہے تو وہ دوسرے دیوان مین بہیجا جاتا ہے - اس دیوان مین بہی وہ سب مراتب طے ہوتے ہین جو اوپر بیان ہوئے - اگر اس دیوان مین کچھ اسکی ترمیم وتغیر ہوئی تو وہ پہر اس دیوان مین بہیجا جاتا ہے جہان سے آیا تہا - اگر اس نے اس ترمیم اور تغیر کو تسلیم کرلیا تو قانون پاس ہوجاتا ہے نہین تو پہر دونو دیوان ایک کنفرنس (یعنے اجتماع) کرکے اختلافات کا فیصلہ کرتے ہین -

جب یہہ بل یعنے مسودہ قانون دونو دیوان مین جس طرح اوپر بیان کیا ہے پاس ہوجاتا ہے تو پادشاہ کی منظوری ہوتی ہے اور پہر وہ ایکٹ بنجاتا ہے - پادشاہ یہہ منظوری بذات خاص دیتا ہے یا کمیشن کے ذریعہ سے - پادشاہ نے کبہی اس قانون کے منظور کرنے مین عذر

نہین کیا۔
بادشاہ کی صلاح کار اور مشیر وزیر جو پریوی کونسل کہلاتی ہے اسکے ہر ممبر کے اعزاز کے لیئے اسکے نام کے ساتھ رائٹ آونرابل کے الفاظ لکھے جاتے ہین پارلمنٹ کی مدت قیام سات برس ہے۔ مگر ۱۷۱۶ء سے چھ برس سے زیادہ کوئی پارلمنٹ کارفرما نہین رہی۔ جناب ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین تو کوئی پارلمنٹ پانچ سال سے زائد قائم نہین رہی۔
برٹش کولونی اور ان کے متعلقات اور مضافات مین تمام معاملات سلطنت گورنر اور اوسکی کونسل کے اختیار مین ہوتے ہین۔ وہ بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین اور ایک سکریٹری اوف سٹیٹ لنڈن مین رہتا ہے۔ جو گورنر مع کونسل کا افسر اعلی ہوتا ہے۔ وہ کیبینٹ کا ممبر ہوتا ہے۔ جو کولونی قدیمی ہین اور خوب آباد وشاد ہین انکی سلطنت کی بنیاد سیلف گورنمنٹ پر رکھی گئی ہے یعنے مجلس لیجسلیٹو گروہ (مجلس توضیع قوانین) ہوتا ہے جو رعایا کی طرف سے منتخب ہوکر مقرر کیا جاتا ہے۔
کینڈا مین اس قسم کی گورنمنٹ کی ایک مثال ہے جس مین گورنر جنرل کو اکزیکیوٹو پور (یعنے تنظیم وتنسیق ملک کے اختیارات) حاصل ہین اور ایک پریوی کونسل اسکی معاون ہے۔ جو بادشاہ کی طرف سے

مقرر ہوتی ہے۔ لیجس لیٹو کونسل مین دو ہوس ہین ایک سینٹ یعنی اپر ہوس (دیوان اعلی) جس مین ستر ممبر ہین جو گورنر جنرل اور اسکی کونسل کی طرف سے مقرر ہین اور دوسرا کامن ہوس* (دیوان ادنےٰ) ہے جس مین دو سو ممبر رعایا اپنی طرف سے پانچ سال کے لئے منتخب کر کے مقرر کرتی ہے۔ پھر لوکل گورنمنٹ مین جس مین لفٹننٹ گورنر مقرر ہین وہ اپنی اپنی توضیع قانون مختص المقام کے واسطے جدا کونسل رکھتی ہین۔ اس مین دو ہوس ہوتے ہین جنکی کیفیت اوپر بیان ہوئی۔ آسٹریلیشیا کی کولونی مین اس قسم کا انتظام گورنمنٹ کا ہے لیکن لیجس لیٹو کے اپر ہوس (دیوان اعلی) ہین ممبر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین۔

نیوزیلینڈ ـــ نیو ساؤتھ ویلز۔ کوئینس لینڈ۔ مین سے ہر ایک کولونی مین گورنر ہوتا ہے اور اسکے ساتھ ایک ایکزیکیٹو یعنے اکزیکیٹو کونسل ہوتی ہے جسکے چار یا پانچ ممبر ہوتے ہین۔ ایک لیجس لیٹو کونسل جس مین پندرہ یا بیس ممبر ہوتے ہین۔ ان سب کا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر ایک دیوان ادنےٰ توضیع قانون کا ہوتا ہے جس کو رعایا انتخاب کر کے مقرر کرتی ہے۔ ساؤتھ آسٹریلیا مین تمام کولونی کی رعایا لیجس لیٹو کونسل کے لئے ممبر انتخاب کرتے ہین۔ اور طسمانیا اور وکٹوریا مین دولت مند اور

---

* ہوس آف کامنز

بڑے آدمی رعایا مین سے ان کو انتخاب کر کے مقرر کرتے ہین - باقی
اور سب باتین انمین یکسان ہین ہندوستان بارہ حصون مین منقسم
ہے - ایک گورنر جنرل اور وائسرائے ہوتا ہے - مدراس - بمبئی
جس مین ملک سندہ بھی داخل ہے ان مین سے ہر ایک مین گورنر
رہتا ہے اور اسکے ساتہہ ایک کونسل ہوتی ہے - بنگال - ممالک مغربی
جس مین اودہ شامل پنجاب ان مین سے ہر یک لفٹننٹ گورنر رہتا ہے
بنگال اور ممالک مغربی مین کونسل بہی ہے - سنٹرل پراونس یعنے
ممالک متوسط - آسام - برہما مین سے ہر ایک مین چیف کمشنر رہتا ہے
اجمیر - برار - کورگ - انڈمان - جزائر نیکوبار یہہ سب گورنر جنرل
کے ماتحت ہین ان مین ایک گورنر جنرل کا ایجنٹ رہتا ہے - لنکا یعنے
سیلون) جو ہندوستان سے علیحدہ ہے - اس مین لوکل اور امپیریل
گورنمنٹ دونو شامل ہین مگر امپیریل گورنمنٹ کو غلبہ و ترجیح ہے -
گورنر اور اگزیکیوٹیو کونسل کے پانچ ممبرون کا تقرر بادشاہ کی طرف سے
ہوتا ہے لیجسلیٹیو کونسل مین پندرہ ممبر ہوتے ہین - پانچ ......
اگزیکیوٹیو کونسل کے ممبر اور چار اور ملازم گورنمنٹ اور چھہ ممبر غیر ملازم -
آئین قیصری کے سمجھنے کے لئے اوپر کی باتین ضرور یاد رکھنی چاہیئے
بغیر اُن کے بہت سے باتین اس کتاب کی سمجھہ مین نہین آئینگے -
(۲) حکام متعہد و غیر متعہد یعنے اہل قلم کا حال جو کہ سے نیٹڈ اور آن کو سے نیٹڈ

کہلاتے ہین انتظام ملکی کا مدار اہل سیف اور اہل قلم پر ہوتا ہے - اہل تیغ ہی فتنہ و فساد کے خس و خاشاک کو اپنی قہر و غضب کی آگ سے جلاتے ہین اور آسایش اور آرام کا چراغ روشن کرتے ہین - اہل قلم ہی کے دانش کی آبیاری سے ملک کا گلستان طراوت پاتا ہے - اول ہم اہل قلم کا حال لکھتے ہین جنکے سر پر تمام کاروبار سلطنت کا بار رہتا ہے سارے ملک کی شادمانی اور آسودہ حالی - خوشدلی انہین پر موقوف ہے - اہل قلم دو قسم کے کہلاتے ہین ایک کو سے نینٹ یعنے متعہد دوسرے ان کو ی نیٹڈ یعنی غیر متعہد - اسلئے ہم کام متعہد کی حکایت سناتے ہین کہ ان کا آغاز کیونکر ہوا اور اب انکا کیا حال ہے - وہ کس خوبی سے اس ملک کے اس انتظام سلطنت کو سنبھالے ہوئے ہین کہ کہین اسکی نظیر مشکل سے ملیگی جب سرکار کمپنی کی کارگاہ تجارت نے جون بدل کر بارگاہ سلطنت کی صورت مین اپنے تئین دکھایا تو ضرور ہوا کہ اسکے ملازمون کی بھی لیاقت جو تجارت کے فن حسب حال تھی وہ کاروبار سلطنت کے لئے موزون کی جائے - یہہ ملازم ایسے تھے کہ جنھون نے انگلستان مین بھی تربیت اور تعلیم اچھی طرح نہین پائی تھی اور جیسی تعلیم ان کی ہوی تھی وہ تجارت کے لئے تھی نہ حکومت کے واسطے - ان مین اکثر سوا نقل نویسی کے کام کے اور کوی لیاقت نہ رکھتے تھے الکاتب کالحمار کے مصداق تھے بھی کہاتے کے جوڑ میزان تین پانچ سات

پانچ کر سکے لگا لیتے تھے۔ حکومت کے کاموں کی آواز بھی ان کے
کان مین نہ پڑی تھی۔ یہہ کیونکر ہو سکتا تہا کہ ان مین ایک سے یہہ
کہا جاے کہ تو تجارت کو ہاتہہ نہ لگا۔ اور ایک ضلع کا حاکم اور مجسٹریٹ
بن جا۔ ہزاروں لاکھوں آدمیون کے حقوق کا انفصال کر۔ دوسرے
سے یہہ ارشاد ہو کہ تو کلکٹر بن اور تحصیل مالگزاری کر۔ جو ایک انجینئر
کا کام تہا جسکی سمجھنے مین اچھے اچھوں کی عقل حیران ہوتی تھی۔ تیسرے
کو یہہ حکم ہو کہ ہندوستانی دربار مین رزیڈنٹ بن۔ چوتھے کو یہہ فرمایا
جاے کہ سفیر بن کر ہندوستانی سرکار مین جا۔ بہلا کجا یہہ کام کجا
سودے سلف کے بیچنے خریدنے کا کام۔ ان کامون مین زمین
آسمان کا فرق ہے۔ جنکا دماغ مین کہ تجارت کے سود و زیان کا سودا ہو
اس مین سلطنت کا خیال کہان سے آئے۔ علاوہ اسکے جو غلطی کہ لارڈ
کارنوالس سے ہوئی کہ گورنمنٹ کے کام کو کوئی ہندوستانی ہاتہہ نہ لگا
وہی لارڈ ولزلی کو بہی مرغوب ہوئی تو اب ظاہر ہے کہ گورنمنٹ
کا سب سے پہلے یہہ کام تہا کہ وہ اپنے اسباب حکومت درست
کرے۔ سو لارڈ ولزلی کو اپنے دماغ عالی سے یہہ تدبیر سوجہی کہ ایک نہایت
عالیشان مدرسہ بنام فورٹ ولیم کالج ملازمون کی تعلیم و تربیت
کے لیے بغیر منظوری کورٹ آف ڈائرکٹرز کے کلکتہ مین قائم کر دیا۔ اور اپنی
سیر چشمی اور تونگر دلی سے فقط طالب علمون کے کہانے کا خرچ

ماہوار پانچہزار روپیہ مقرر کیا اور انگلستان سے بڑے بڑے عالم حاصل تعلیم کے لیے بلائے اس بلند خیال نے اس کالج کا مقصد دو خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمون کی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان کے حالات اور ہندوستانیون کے زبانون اور علمون اور رسم رواج وآئین انکی قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا خیال تو سراسر غلط تہا اس لئے کہ ہندوستان مین انگلستانی تعلیم کی تکمیل کرانی گہوڑے کے منہہ مین دمچی دینی اور دم مین لگام لگانی تہی پہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم وتربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال نہایت صحیح تہا کہ یہان دوسرے قسم کی تعلیم ہندوستان مین ہوسکتی تہی اس کا انگلستان مین کرانا گتے کو دو ٹانگ سے چلنا سکہاتا تہا۔ وہان یہہ اسباب کیسے بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون کے سبہا مین بیٹھے ہوئے باتین کرتے ہین۔ دہرم شاستر پڑہ رہے ہین اور ست نراین کی کتہا سُن رہے ہین۔ مولویون سے فقہ اور شرع کا سبق لے رہے ہین ان کے پند و وعظ سے محظوظ ہو رہے ہین۔ بے تکلف ہندوستانیون سے زبانین بول رہے ہین۔ اور سیکہ رہے ہین۔ ہندوستانیون کے رسم ورواج وآئین قوانین خود بخود آئینہ سے ہوئے آنکہون کے سامنے چلے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لئے بنائے اس کو بے محنت ومشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس خیال سے

کہ معلوم نہین ہندوستان کا اس کالج کے قائم رکھنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہوگا۔ لارڈ ولزلی کو قطعی حکم بہیجدیا کہ مدرسہ برخاست کرو۔ اس حکم کے پہنچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج وملال ہوا۔ ان کو اپنی اس تجویز پر وہ فخر وناز تہا کہ فتح میسور پر نہ تہا۔ حکم کی تعمیل مجبوری کرنی پڑی اسلیے حکم تو لکہہ دیا کہ مدرسہ بند کیا جائے مگر اٹھارہ مہینے اسکو لیت ولعل مین رکہا اور مدرسہ کچھہ نہ کچھہ جاری رہا۔ اس عرصہ مین اپنے دوستون کو واویلا کے خط لکہے۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز کو بتلایا کہ خرچ سے نہ گھبراؤ راہداری کا ایک نیا ٹیکس لگاتا ہون کہ اس کالج کا تمام خرچ وصول ہوجائیگا۔ اسپر ڈائرکٹرز نے حکم بہیجدیا کہ فورٹ ولیم کالج کا فقط اتنا حصہ قائم رہے کہ اس مین ہندوستان کی زبانون کی تعلیم ہو۔ اور باقی ملازمان ہند کی تعلیم کے لیے ولایت مین ایک بڑا شاندار ہیلی بری کالج قائم کرلیا۔ کیا زمانہ تہا کہ ایک وحشیانہ ٹیکس سے تعلیم کا خرچ تجویز ہوتا تہا۔

غرض جب سے کہ سرکار کمپنی کے تجارت کے کارخانے سلطنت کے کارخانون سے بدلنے شروع ہوئے اور انتظام ملکی کے لیے ایسے ملازمون کی ضرورت پڑی کہ جنکی لیاقت اور استعداد اور اخلاق اور عادات اعلی درجہ کے ہون۔ اور شرافت خاندان بہی اسکے ساتہہ ہو۔ تو اس وقت سے اس سرکار نے ان کی تعلیم وتربیت اور

انتخاب اور تقرر کے قاعدے مقرر کرنے شروع کئے اور ہمیشہ اس مین کچھ تغیر و تبدل کر کے عمدہ بناتی گئی - ظاہر ہے کہ ایسے گروہ نوجوان شرفا کا صاحب لیاقت جب تک نہین ہو سکتا تھا کہ اسکے لئے کوئی خاص ترغیب و تحریص نہ ہو - اسلئے اس سرکار نے اسکے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس مین اس گروہ کی امارت اور شروت کی صورت پیدا ہوتی تھی - خاص استحقاق ان کو ملکی خدمات مین دئے اور تمام اعلی خدمات کا ٹھیکہ انہین کو دیدیا - ان کی مدت ملازمت بھی دراز نہین رکھی کہ جس سے وہ اس ملک مین رہ کر گھبرا جائے انہین رخصت پنشن کے حقوق بھی ان کو فیاضی کے ساتھ عطا کئے - سال بھر مین دو مہینے کی رخصت بلا وضع تنخواہ - پھر تین برس مین فرلو - اکیس ۲۱ برس کی ملازمت کے بعد پنشن دس ہزار روپیہ سال تنخواہین ادنے درجہ مین چار ہزار روپیہ سال سے لیکر بارہ ہزار روپیہ سال تک متوسط درجہ مین چوبیس ۲۴ ہزار سال سے لیکر تیس ہزار روپیہ سال تک پھر اعلی درجہ کے خاص عہدے جنکی تنخواہ تیس ہزار روپیہ سال سے لیکر ایک لاکھ روپے سال تک - ان مین سے دس فیصدی تیس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ تنخواہ پاتے رہتے ہین - غرض اس سرکار نے ایسے معاہدے ان افسرون سے کئے کہ اسکی خواہش بڑے بڑے عالی خاندان نوجوانون کو پیدا ہوئی - ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام مدت تک ہیلی بری کالج مین رہا - اگرچہ یہ کالج اس وقت سے اوٹ گیا ہے

جب سے کہ مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے۔ مگر ابتک بعض دانشمند اس کالج کے
طرفدار چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ ایک پہر ویسا کالج مقرر ہو جائے
جس مین انگریز اور ہندوستانی دونو ملکر تعلیم پاسکین اور قومی افتراق جیسے
ملکی معاملات مین خلل پیدا ہوتا ہے کم ہو جاوے۔ سوشیل اتحاد یولی
ٹکل معاملات مین برا اثر رکہتا ہے۔ جب تک یہہ کالج قائم رہا اس مین
عالی خاندان نوجوان جو ایک ہی ہتیلی کے چٹے بٹے تہے ایکہی
چشمہ تعلیم سے فیض یاب ہوتے تہے۔ ایک ہی کارخانہ کے گرشتے
ہوسے اور زار ہوتے تہے وہ ایک ہی جگہہ سے یہان روانہ ہوتے
تہے۔ سب ہم خیال۔ ہم حال اس غیر ملک مین آتے تھے اور آپس مین
آشنا و دوست ہوتے تہے۔ اسلئے ان مین آپس کا اعتبار اور حسن
ملن باہم بہت ہوتا تہا جو کام ایک ان مین سے کرتا تہا دوسرا اس کو اپنا
کام سمجہتا تہا۔ غرض ان کا ہم لیاقت۔ ہم حالت اور متحد ہونا اس ملک
کے حق مین زیادہ نافع تہا۔ جب سے مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے
ایسے حاکم یہان آتے ہین جو جزائر برطانیہ اعظم کے مختلف مقامات
کے رہنے والے ہوتے ہین۔ آپس مین کوئی اتحاد نہین
ہوتا۔ ایک دوسرے سے نا آشنا ہوتے ہین۔ ان کی عادات
اور خیال مختلف ہوتی ہین۔ غرض اس ملک کو وہ فائدے نہین حاصل
ہوتے جو ہیلیبری کی تعلیم یافتہ سول افسرون سے حاصل ہوتے تھے۔

مقابلہ کے امتحان پر بعض بڑے بڑے عالم جو یونی ورسیٹون کے پروفیسر ہین معترض ہین کہ اسکے سبب سے یونی ورسیٹی کے تعلیم مین خلل پڑگیا ہے تعلیم حق کو تشبیہ غذا سے دی جاتی ہے - ایسی غذا سے فائدہ ہوتا ہے جو ہضم ہو جس سے وہ بدل ما یتحلل کا بنے - یون کوی غذا ٹھوسی جاے اور وہ ہضم نہ ہو تو اسے کچھ فائدہ نہین - یہی تعلیم کا حال ہے کہ جو غذا مرغوب کی طرح ہضم نہ ہو اور اسکی جگالی کرنی کی مہلت نہ ملے اور اوپر تلی جو ملے ٹھوسی جاے تو وہ کچھ اثر اپنا دل و دماغ پر نہین کریگی - سول سروس کے امتحان پاس کرنے کے شوق مین بے سمجھے علمون کو ذہن مین بھر تے چلے جاتے ہین اور ایسے امتحان پاس کر لینے مین کچھ اس پر خیال نہین ہوتا کہ یہہ علم ہم کو ہضم بھی ہونگے اور علم سے جو اصلاح فہم ہوتی ہے وہ ہوگی یا نہین - مگر ان علمون کی داد فریاد کو کون سنتا ہے انگلستان کی پبلک اپینین (عام راے) یہہ ہے کہ مقابلہ کا امتحان ہو - وہان اس پبلک اپینین (عام راے) کا کوی مقابلہ نہین کر سکتا -

اسلئے کہدیا کہ اگر تمہاری یونی ورسیٹون کی تعلیم بگڑتی ہے تو تم اسکی خود اصلاح کر دو ہم اپنا قاعدہ نہین توڑینگے - یہی ایک طریقہ ہے کہ جس سے کوی نالایق افسر بھرتی نہین ہونے پاتا -

غرض سیکڑون نقائص استبدار سلطنت انگریزی سے اس سول سروس کے

تعلیم و تربیت - انتخاب و تقرر کے باب مین چلے آتے ہین - اب بہی
سول سروس کمیشن کی ایک بہاری رپورٹ وزراء انگلستان کے روبرو
پیش ہے - دیکہیئے وہ کیا فیصلہ کرتے ہین -

سنہ ۱۸۵۲ع تک تو سول سروس مین تقریباً کل انگریز ہی تہے صرف اس
سن مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ بہتر ہو اگر پانچ ⅚ چہہ حصے انگریزون اور ایک ⅙ چہٹا
حصہ ہندوستانی - لارڈ لٹن کے عہد مین قانون سول اسٹیٹیوٹ
ہند جاری ہوا جس کے موافق یہہ امر قرار پایا کہ نہین ہندوستان
کے عالی خاندان نوجوان اس خدمت پر مقرر ہون - مگر اب بہت سے
آدمی یہہ کہتے ہین کہ یہان کے عالی خاندان آدمیون کی تربیت و
تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ اس خدمت کے فرائض کو کماحقہ ادا کرسکین
اسلیئے قانون تبدیل ہونے کے قابل ہے - غرض یہہ مباحث ایسے
طول طویل ہین کہ ان کی گنجایش ہمارے اس مختصر کتاب مین نہین ہر
اس سول سروس مین سے ایک افسر اعلی ضلع کا حاکم ہوتا ہے جس کا
دوہرا لقب کلکٹر و مجسٹریٹ ہوتا ہے - اگر اسکی تمام منصبی کامون
کے مجموعہ کو بالتفصیل دیکہیے تو اس دوہرے لقب سے بہی وہ سمجہہ
مین نہین آسکتے - کئی نام رکہے جائین تو شاید سمجہہ مین آئین ضلع کا
رقبہ تین ہزار میل سے لیکر گیارہ ہزار میل تک ہوتا ہے - جسکی آبادی
پانچ لاکہہ آدمیون سے لیکر بیس لاکہہ آدمیون تک ہوتی ہے - اب

یہ ایک افسر ہوتا ہے جسکو اس قدر رقبے اور اتنی رعایا کی رکھوالی اور ہر قسم کا بندوبست کرنا پڑتا ہے ایک افسر انگریزی جو ہندوستانیون پر سلطنت کرتا ہے نہ اتنے گدہون پر کمہار اور نہ بھیڑ بکریون پر گڈریہ حکومت کرسکتا ہی اتنا بڑا کام اوسی ایک افسر سے سرانجام ہوسکتا ہے کہ جسکی جسمانی اور روحانی قوا نہایت قوی ہون - اس حیثیت سے وہ ضلع کا کلکٹر ہوتا ہے - کہ زمین کی سرکاری جمع تحصیل کرتا ہے اور تمام خراج اور ٹیکس خواہ کسی قسم کی ہون ان کو وصول کرتا ہے - زمین کا بندوبست اسکے ذمے ہوتا ہے - آبپاشی خواہ نہرون سے ہو یا ندی نالون سے اسکا انتظام اسکو کرنا پڑتا ہے اور پبلک ورکس تمام اسکے ماتحت ہوتے ہین - تمدن و تہذیب رعایا کی ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے میونسپل کے کام - لوکل بورڈ کا انتظام - زراعت خبرداری تجارت کی نگہبانی - اس حیثیت سے کہ وہ مجسٹریٹ ہوتا ہی اوسکو سارے ضلع کے رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے - چورون - ڈاکوؤن - رہزنون - بدمعاشون کی گرفتاری اور تمام اقسام جرائم کی تحقیقات پولس کا انتظام اوسکی امداد کے واسطے اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر و سب ڈپٹی کلکٹر تحصیلدار پیشکار اور آنریری مجسٹریٹ ہوتے ہین اور عملہ مین اہل کار بہت سے ہوتے ہین اور ایک سول انجینیر مع عملہ کے ماتحت ہوتا ہے - جو سڑکون اور تمام اضلاع کی عمارات تعمیر و مرمت کرتا ہے - مگر ان سب ماتحت افسرون کے کامون کی جوابدہی اور ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے - ان کلکٹرون ہی کا کام ہے کہ وہ ملک کی

نصف آمدنی وصول کرتے ہین اور سارے ملک مین امن وامان قائم رکھتے ہین رعایا کی تہذیب اور اصلاح تمدن اور تعلیم کرتے ہین۔
حکام ضلع اکثر ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو تبدیل ہوتے رہتے ہین۔ کیونکہ ان کی ملازمت کی صورت ایسی ہی ہے۔ ترقی کا ہونا۔ قدیمی ملازمون کا ملازمت سے کنارہ کش ہونا۔ رخصت بوجہ بیماری۔ فرلو۔ وغیرہ ایسی ان کی ساتھہ لگی ہوی ہین کہ انکی تبدیلی ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین لازمی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک افسر کو اپنے ایک ضلع کا تجربہ حاصل نہین ہونے پاتا۔ اپنے ماتحت افسرون کی عادات اور طبایع کا علم نہین ہونے پاتا۔ عملون کی کارروائیون سے واقف نہین ہوتا کہ وہ دوسرے ضلع بدل جاتا ہے۔ جہان اوسکو ضلع سے بہی زیادہ اجنبی ہوتا ہے۔ ایک ضلع مین بعض نہایت نازک معاملات پیچ در پیچ اسکے سامنے پیش تھے کہ ابہی انکا فیصلہ کرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا کام اجنبی کے لیے آموجود ہوا۔ وہ سارے معاملات ناتمام رہے۔ برسون۔ وہ جھمیلے مین پڑے رہے۔ بعض عاقل دوراندیش یہ راے رکھتے ہین کہ جب ہندوستان کی حالت ترقی و تہذیب سے بدلیگی تو سول سروس کے واسطے انگلستان کی بار مین جو بڑے کار گذار ہونگے وہ منتخب ہوکر یہان آیا کرینگے۔ اور ہوم گورنمنٹ انکو مقرر کیا کریگی۔ سول کے حاکمون کی مقرر کرنے کا جو طریقہ بالفعل ہے اسکے اچہے ہونے مین شبہ ہے۔ اب اسکا آخری فیصلہ ہونیوالا ہے۔

اب ضلع کے بہہ حاکم حسب اپنی طبیعت کے موافق کسی صیغہ مال یا دیوانی فوجداری کو پسند کرتے ہین - اُسی صیغہ مین ان کی ترقی ہو جاتی ہے - وہ سول ڈسٹرکٹ جج مقرر ہو جاتے ہین یا کمشنر مال - اور سول جج سے ہائی کورٹ کے جج اور کمشنر سے بورڈ اوف ریوینیو پر ترقی کرتے ہین - سول جج دیوانی کے مقدمات کے اپیل سنتا ہے جو اسکی ماتحت عدالتون سب جج اور منصفون کی عدالت مین فیصل ہوتے ہین - اور بعض ابتدائی مقدمات بہی دیوانی کے فیصل کرتا ہے - اپیل فوجداری ضلع کے مجسٹریٹون کے فیصلون کی سنتا ہے اور جو بہارے مجرم ضلع کے حاکم دورہ سپرد کرتے ہین ان کا فیصلہ کرتا ہے - کمشنر کلکٹر کے کامون کی نگرانی کرتا ہے اور ان کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے - جج کے فیصلون کے اپیل ہائی کورٹ یا چیف کورٹ مین ہوتا ہے - یہی عدالت ہائی کورٹ سب سے بڑی عدالت ہے - گورنمنٹ کے دار الحکومت مین ایک ہائی کورٹ یا چیف کورٹ ہوتا ہے کلکتہ مدراس - بمبئی - الہ آباد مین ہائی کورٹ اور لاہور مین چیف کورٹ ہے - یہہ اختیار اسی عدالت کو ہے کہ وہ برٹش رعایا یعنے وہ رعایا جو جزائر برطانیہ مین پیدا ہوے ان کو فوجداری کے مقدمات کی تحقیقات کرے اور فیصلہ کرے - جتنے اضلاع اسکے ماتحت ہین ان کے عدالتون مین جو مقدمات فیصل ہون ان کا اپیل سنے - وہ قانونون کی اصلاح اور اجرا مین بہی گورنمنٹ کی مددگار ہوتی ہے ڈسٹرکٹ مین جو سولین ہوتے ہین وہ اپنے ساتھہ ولایت سے کوئی تجربہ و علم ہندوستان مین نہین لاتے ہین بلکہ وہ یہین اپنی ملازمت کے عرصہ مین حاصل کرتے ہین - وہ انگلستان کے

بارمین یا ان کورٹ مین یہان آنے سے پہلے کچھ کام نہین کرتے - باوجود اس بات کے ان کے سامنے یہان جو مقدمات پیش ہوتے ہین وہ بڑے پیچ دار ہوتے ہین ہندؤن کے دہرم شاستر اور مسلمانون کے شرع کے وقیق مسائل ان مین ایسے شامل ہوتے ہین کہ ان کا فیصلہ کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے اسلئے یہہ راے قرار پاگئی ہو کہ ہندوستانی دیوانی مقدمات کو بہ نسبت سویلین کے زیادہ عمدہ طرح سے فیصل کرتے ہین - زیادہ تر اختیار دیوانی مقدمات مین ہندوستانیون ہی کے اختیار مین ہے -

ہای کورٹ کی تفصیل یہہ ہے کہ

بنگال

ایک چیف جسٹس	تنخواہ چھہ ہزار روپیہ ماہوار
چودہ جج	تنخواہ ۴۱۶۶ روپیہ ماہوار

مدراس

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
چار جج	تنخواہ ۳۷۵۰ ماہوار

بمبئی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
سات جج	تنخواہ ۳۷۵۰ روپیہ ماہوار

ممالک مغربی و شمالی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار

چار جج تنخواہ تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ایک جج کی رسائی ہمیشہ خالی رہتی ہے

پنجاب

ایک چیف جسٹس　　تنخواہ چار ہزار روپیہ ماہوار

تین جج　　تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار

ممالک متوسطہ اوودہ مین سے ہر ایک مین

ایک جوڈیشل کمشنر

برٹش برہما مین

ایک ری کورڈر اور ایک جوڈیشل کمشنر

ہای کورٹ مین چیف جسٹس اکثر انگلستان کے بار سے بیرسٹر مقرر ہوتے ہین اور تمام ہای کورٹ کے ججون کا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حکام متعہد کا تقرر ادر خاص محکمون و سررشتون کیلئے یونہی ہوتا ہے۔ جیسے سمندر کا کلکٹر۔ پریس یا کسٹم کا کمشنر۔ پوسٹ ماسٹر جنرل۔ نمک کا کمشنر۔ افیون کا کمشنر۔ اکونٹنٹ جنرل۔ آب کاری کا کمشنر۔ جنگلات کا دائرکٹر۔ اور متفرق صیغے ہین جن مین حکام متعہد کو لوکل گورنمنٹ افسر بنا دیتی ہے جیسے کہ دائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن۔ محکمہ زراعت کا دائرکٹر۔ سمال کاز کورٹ۔ یعنے محکمہ خفیفہ کے بھی حاکم سو ملین بھی مقرر ہوتے ہین۔

ہم نے ابتک ان اہل قلم کا ذکر کیا جو کوی نینٹڈ سروس یعنے حکام متعہد سے متعلق تھے ان کی تعداد فہرست مین کچھہ اوپر نو سو ہے جن مین دسوین حصہ کے قریب ہیلبری

کالج کے تعلیم یافتہ ہین مگر ان کی تعداد ہر سال کم ہوتی جاتی ہے اور چند سال مین اسکی نوبت صفر پر پہونچ جائیگی - باقی سب مقابلہ کے امتحان مین پاس ہو کر مقرر ہوئے ہین - ان نو سو (۹) مین سے چند سو کے قریب بنگال و ممالک مغربی شمالی و اودھ و پنجاب و ممالک متوسط مین ہین اور مدراس مین ۱۵۵ - اور بمبئی مین ۱۴۰ ہر سول کا حاکم دو لاکھہ آدمیون پر فرمان روائی کرتا ہے - ان حکام کی تنخواہ کا خرچ اس ملک کے ہر باشندہ پر دو پائی پڑتا ہے - جو لوگ یہہ راے رکھتے ہین کہ سویلین کی تنخواہ کم کردی جاسکے وہ بڑی غلطی پر ہین - اگر یہان انگریزون کی ضرورت ان عہدون کی واسطے ہے تو ضروری کہ وہ اپنے کامون کے لایق سب طرح سے ہون - ان کی جسمانی قوا نہایت قوی ہون دیانت دار ہون - راست گفتار - راست کردار ہون - ان مین کم از کم متوسط درجہ کی لیاقت ہو - یہہ لیاقتین مفت اور سستی تو ہاتہہ نہین لگ سکتین - ارزان لعلت گران حکمت - گورنمنٹ جب زیادہ تنخواہ نہ دے تو کون یہان ہندوستان مین آنا قبول کرے - یہان کام کرنا ایسا مشکل ہے کہ انگلستان کے تمام کالجون اور اسکولون کے وہ طالب علم اچھی طرح چلا سکتی ہین جو کہ ان مین لب لباب اور انتخاب ہون -

گورنمنٹ ہند تمام ملکی خدمات کے لیئے ان کو لایق سمجھتی ہے - بعض دفعہ وہ ان کو ایسے کام سپرد کردیتی ہے جن کو وہ بالکل نہین جانتے - اور ایسے افسرون کے سر پر بٹھا دیتی ہے کہ جنکی ساری عمر اس کام مین بسر ہوتی ہے - اور اُن کی حسن خدمات سے ایسے جگہہ ہی وہ اچھی نتیجے پیدا کرلیتی ہے - بس ملازمون کی تنخواہ کی کمی کی صلاح

دینی اس ملک کے ساتھ دشمنی کرنی ہے -

سویلین آغاز جوانی میں بڑے جوا بدہی کے مناصب پر ہندوستان میں مقرر ہو کر آتی ہیں وہ خوشی خوشی تن دہی کے ساتھ سخت قواعد کے پابندی کرتے ہیں اور بذات خاص انتظام سلطنت کے بڑے بڑے بھاری کام ایسے لوگون مین بجالاتے ہین کہ جن کی زبان - مذہب - دستور بالکل ان کی ملت - رسم و رواج مختلف ہوتا ہے - جیتنا کوئی مشکل کام ان کے روبرو آتا ہے اسکے سرانجام دینے مین وہ ہی استقلال اور رزمی کو کام مین لاتے ہین - اپنے حسن انتظام کے بے بہا فائدون سے یہان کی رعایا کو مستفید کرتے ہین وہ اپنی قوم کی نیکنامی کرتے ہین - جو سوا راس ادار فرایض منصبی کر اس ملک کے علم جہاننے مین پر جاتے ہین - مثلاً کسی کو یہان کی زبانون کی تحقیقات کا شوق ہو گیا - کوئی علوم قدیمہ مین بال کی کہال نکالنے لگا - کوئی عمارات کہنہ اور آثار قدیم کے تفتیش کے درپے ہو گیا کسی کو علم جغرافیہ مین تفحص کی سوجہی - کوئی شکار گاہون کا تجسس کرنے لگا - کوئی حیوانات نباتات - معدنیات کی تلاش مین رات دن ادہر ادہر کرنے لگا - تو اسکی زندگی یہان ایسی لطف اور مزہ سے گذرنی لگتی ہے کہ وہ انگلستان کو بہول جاتا ہے - ہندوستان اس کو زیادہ دلکش اور دل چسپ معلوم ہوتا ہے - اس کا چہوڑنا سخت ناگوار ہوتا ہے بعض سویلین ان علمون مین ایسے نامور گذرے ہین کہ ان کا نام قیامت تک قایم رہیگا - مگر جو سویلین ان اوپر کی باتون سے خالی رہتے ہین - ان کی ہندوستان کی ملازمت ایک بے لطف جلا وطنی ہے - مدت ملازمت ایک قید گران حالت ہے - ان کی دل لگی سوا اسکے یہان نہین ہے کہ وقت فرصت مین مے ناب پیکر نکما م ہو ن اور خالی بیٹھے ہوے وقت کاٹا کرین -

اب یہہ تو ان اہل قلم کا بیان ہوا جو کوی نیٹیو سویلین یعنی حکام متعہد کہلاتے ہین۔ اب ہم تمکو غیر متعہد اہل قلم کا ذکر سناتے ہین کہ یہہ اہل قلم پہلے ہندوستانی اور یوریشین یا ایسٹ انڈین یعنی وہ دوغلی اولاد جو سابق کے اہل یورپ کی ہندوستانی عورتون سے پیدا ہوی تہی اکثر ان مین سے سرکاری دفترون مین کلرک یا ماتحت افسر اضلاع مین ہوتے تھے۔ لیکن اب پچہلے زمانہ مین جب سلطنت انگریزی اپنی معراج پر پہونچی۔ اور ملک کی ترقی اور اسکے خزانون کی انکشاف کی ضرورت پڑی تو یورپ سے غیر متعہد اہل قلم بلائی گئی۔ اور بڑے بڑے عہدون پر مقرر کئے گئے۔ گورنمنٹ کے سکرٹریٹ دفترون مین وہ مقرر ہوے۔ ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ یعنی سررشتہ تعلیم مین مقرر ہوے۔ ٹیلیگراف (تار) فورسٹ (صیغہ جنگلات) آبپاشی۔ نہر۔ اسٹیٹ ریلوی۔ اور بہت سی سرکاری سررشتون مین وہ ملازم ہوے۔ بعض ان مین سے ایسے صاحب لیاقت ہوتے ہین کہ وہ اپنی متعہد سویلین سے کسیطرح کم نہین ہوتے۔ وہ اپنے کام سے خوب آگاہ ہوتے ہین ان کی تعلیم بہی کچھہ اپنے متعہد بہائی بندون سے کم نہین ہوتے۔

نمک۔ افیون۔ آبکاری۔ اسٹامپ۔ جنگلات۔ آبپاشی۔ پبلک ورکس (تعمیر عمارات) تعلیم ریلوے ٹیلیگراف صیغون مین عہدہ پاتے ہین اور ان مین متعہد سول افسر اعلی مقرر ہوتے ہین۔ ان سب کے واسطے ہندوستانی دعوی کرتے ہین کہ ہم کو ملا کرین۔ ان سے زیادہ ہم ان کامون کو لیاقت سے سرانجام دے سکتے ہین فقط

محمد ذکا اللہ ۴

مین کیون مسلمان ہون

اپریل سال گذشتہ مین ایک پرجوش و آزاد راے حامی مذہب کی طرف سے ناظرین "نارتھ امیریکن ریویو" کو اس خیال کے بے بنیاد ہونیکا یقین دلایا گیا تہا کہ "قرآن کا قانون مردے کے ہاتہہ کی طرح سرد اور اکڑا ہوا ہے۔ اوسمین ملایمت اوسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ ہاتہہ کاٹ ڈالا جاوے" اور "مسلمانون کے خیالات کا پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ تبدیلی کی گنجایش نہین"[*] اردو مین ان خیالات کے پیش کرنیوالے کو بڑا افسوس ہے کہ تربیت یافتہ راقم کے حالات مکان و زندگی کی اطلاع نہ مل سکی۔ پہر بہی ناظرین "حسن" کا شوق تلاش مین تمام تر مایوس ہوجانا اچھی بات نہین۔ اسلیے ہم اونکو تمام و کمال تحریر پڑہنے کی ہدایت کرتے ہین۔

مین کیون مسلمان ہون

ایمانداروں کی حفاظت اور اونپر مہربانی کرنیوالے خدا کے بے انتہا رحمت تہی کہ مین ایشیائی اور مغربی علوم و ادب سے سرفراز ہو کر تلاش روشنضمیری و صداقت مین دنیا کے ارد گرد پہرا۔

اطلاع و معلومات کی نہرین جو بڑے سرچشمہ صداقت سے اس وسیع عالم یعنے دنیاے ظاہری تک جاری ہین میری تازگی و شادابی روح کا باعث ہوین تہین

---

[*] "فیوچر آف اسلام" (مصنفہ مسٹر ولفرڈ بلنٹ) مین باب "اسلام مین اصلاح کا ابتدائی حصہ" ملاحظہ ہو۔ مترجم حسین

مین مندرجۂ بالا کے جواب پر مستعد ہوا۔

جو سوال کہ اب سے ۳۰ برس قبل ایک نیم تعلیم یافتہ عیسائی نے آگرے کی ایک بازار مین وعظ کرتے وقت کیا تہا جسکو انگریزی انجیل پڑہنے کی حالت مین اکثر مین اپنے دل سے ہی کیا کرتا تہا۔ اور جو میرے دوران سفر یورپ و امریکا مین بعض پڑہے لکہے اور دانشمند لوگونکی زبان پر تہا۔ وہ اہم سوال یہی ہے۔ جو بیقراری اور بیتابی اس سوال سے مجہپر طاری کی خدا ہی کو اوسکا علم ہے۔

اپنے رسول کے اسم پاک کو لایعقل لوگون سے زبان بے ادبی سنکر یا مذہبی مصنفین کی وہ عجیب وغریب غلط بیانیان پڑھکر جو اونکی مباحثہ انگیز تصانیف نے پیش کین قرط حمیت اسلامی سے بیچین آج ہو گیا ہون۔

افسوس! کہ مقدس جہاد کرنیوالونمین قدیم تعصب دور نہین ہوا۔ اور راہی تک (باانہمہ بیکسی) ایک صبر آمیز اطاعت کے ساتہہ اسلام کو فرمانروا عیسائیت کی اون باتونکا جواب دینا ہے جو اوسکی (اسلام کی) نسبت کی یا کہی جاوین۔

تقریباً ہر ایک مخالف اسلام تصنیف ایک تحقیقات طلب دلکو خشک دریا سے لامذہبی پر کہینچ لاتی ہے۔ اسلئے کہ انکے مصنف کتب الہامی پر بنائے مذہب و ایمان کو پیر کے نیچے روندتے ہین اور شکوک و گمراہی پر اونکا اختتام ہوتا ہے۔

آنریبل سرسید احمد خان باشندۂ علیگڈہ (شمالی ہند) کی آزاد و حکیمانہ تعلیم کا یہہ نتیجہ نہ تہا کہ مین مدت تک دہریانہ خیالات مین مبتلا رہا۔ بلکہ لندن یونیورسٹی سے متعلق اسکولونکی تعلیم۔ اور خود لندن سوسائٹی کی اخلاقی حالت کسی شخص کا

عقیدہ کراماتی یا الہامی مذہب پر قایم نہین رکھ سکتی۔

یہ وہی دانا اور میرا ہمقوم معلم (انریبل سر سید احمد) تہا جسنے کئی سال گذرے انجیل مقدس اوٹھاکر حضرت عیسیٰ کے یہہ الفاظ پڑہے تہے کہ "خدا سے تعالیٰ تمام انسانون کی عزت نہین کرتا۔ بلکہ ہر ایک قوم مین وہ شخص اوسکا مقبول نظر ہے جسنے ترس اور سچائی سے کام کئے ہین"

مینے مدتون مطالعۂ انجیل کیا لیکن کسی ایک ہی عیسائی معلم کی طرف سے اوس الہامی صداقت کا نشان نہین دیا گیا ہے جو بلاشبہ عجیب ہے۔ یہہ ایک مسلمان ہی تہا جسنے مجہے عیسائیت کی وسعتِ مجموعی سمجہائی۔ اور آنحضرت کے مستثنیٰ اوصاف اور اعلیٰ اصول ذہن نشین کرائے جس سے بانی اسلام کے منشار و مقاصد بہ نسبت عیسائیت کے اصلاح شدہ معلوم ہوتے۔ اور محبت کئے جا سکتے ہین۔

"اوساکا" واقع جاپان مین مذہب بودہ کا تعجب انگیز طرز پرستش — "قاہرہ" مین درویشی رقص کی خوفناک گردش۔ ویٹیکن[1] مین تزک و احتشام کے مذہبی جلوس۔ لنڈن پروٹسٹنٹ گرجاؤنکی پرشور آوازین ایسی ہی تہین کہ مین کعبہ کے طرز خدا پرستی پر ترجیح دیجاتا۔ یا پرخطر سورج انکار مذہب کے نظریہ تاریکی مین آجاتا۔ لیکن انریبل سر سید احمد خان نے میرے ہاتھ مین ایک کنجی دیدی تہی

(۱) روم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو دریا ئے ٹیبر کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ یہان پوپ کا مکان۔ لائبریری میوزیم۔ عبادتخانہ۔ اور اکثر عمدہ عمارات ہین۔ مترجم

کہ نورصداقت باری تعالی سے اختلاف مذاہب کے بند وتاریک کمرے واور روشن ہوسکتے ہین اور انسانی غلطیونکو دورکرنیکے بعد صراطِ مستقیم بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ بانیان اسلام وعیسائیت دونو اصلاح و انتخاب کرنیوالے ہتر لیکن آخرکار دریافت ہوگیا تہا کہ نجات اور دلی آرام کا وسیلہ صرف خدا ے پاک کی مرضی ہے (۱)

ہولی وار (یورپ کی مشہور مذہبی جنگ) کے بعد سے مذہبی تعصب اور قضیونکا تاریک ابر ہے جو مسلمانون اور عیسائیونکے مابین حایل ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جو روشنی کو دہندلا کردیتی ہے۔ میرے ایک معزز انگریز دوست نے (جو مختلف مذاہب ایشیا کی بابت مشہور محقق شمار کئے جاتے ہین) مجھ سے کہا کہ "ایک تعلیم یافتہ شخص کی اسلامی حمایت امریکا اور انگلستان کے عیسائیون کو نہایت متعجب کریگی جبکہ مذہب بودہ باایں ہمہ بت پرستی اور تدبرانہ اجزا رکہ انگریزی بولنے والی اقوام مین اثر رکہتا ہے تو مذہب اسلام اپنے اعلی درجہ کے الہیات اور موحدانہ اصول کی وجہ سے ایک بڑی معقول حجت ہوگا کہ لوگ اوسکے ڈیفنس اور اوسکی حمایت کو قبول کرین"

مجھکو اِن الفاظ پر یقین کامل ہے کیونکہ اون جاہلانہ او رمتعصبانہ حملونکو مجھ سے زاید کسینے نہین پڑہا ہے جنکی اشاعت ہندوستان مین اور متعدد مخالفِ اسلام تصانیف کے ذریعہ سے ہوی ہے جو برٹش میوزیم واقع لنڈن مین

---

(۱) یعنی اسلام اصول فطرت پر مبنی ہے۔ مترجم

تبرکاً رکھی ہوی ہین - اور جنکی نسبت یہہ خیال نہین کیا گیا ہے کہ کسیوقت مین (جو بہت قریب ہے) نفرت سکئے گئے مسلمان بے طرفدارانہ سماعت پر متوجہ ہون گے اور انکو دیکہینگے - تاہم ابی سینا - ابیا لولید - ابو باقر - دغزالی سکے دلون مین معرفت حق کو اعلی درجہ کی تحقیقات فلسفہ سکے بعد بہی قایم رکہا -

عیسائیت سکے چہرے کو مجلاکر نیوالا - رفتار علوم و ادب مین اقوام مختلفہ کی سرگرمی کرنیوالا اسلام ہی تہا اور اسی سنے دہریانہ مذہب بودہ سے ہندوستان اور وسطایشیا کو پاک کیا - وحشی و ناشایستہ فرقون کو سچے خداے پاک کی پرستش سکہلائی اور ایک مالدار شریدونجی کوششون کو (جو بجاے سچائی کی اشاعت سکے زبردست فریقی فوائد پر مبنی ہین) ناکام رکہا - اور دعوے کرسکتا ہے کہ وہ ایک سو اسّی ملین بنی نوع کا عقیدہ ہے -

ہر جمعہ کا دن ہزارون منکرین خدا کو اسلام مین لاتا ہی اور یہانتک کہ خود مشنری بہی اسکے قایل ہین - سفید پوش عیسائیت تا تحانہ اخلاق و برتاؤ کے ساتہہ نہ تو مشرق مین اپنے وجود کو قایم کرسکتی ہے اور نہ اپنے روحانی دعوٰون سکے ساتہہ ایشیائی - ”وحشیانہ صفت“ اقوام سکے موافق مزاج و حاجات ہے -

مذہب اسلام کی تحقیقات جسقدر زاید کیجاویگی اوتنی ہی اون لوگون کی فریفتگی اور قبولیت کو ترقی ہوگی جنہون سنے اوسکی تعلیم اور اصول کی جانچ کی ہی -

”جان لوئیس برک ہارٹ“ جو سوئٹزرلینڈ کا پروٹسٹنٹ عیسائی - یورپ مین پہلا حاجی ہوا - مدتہاے دراز(۱) کی تحقیق سے مسلمان ہوکر رحلت کرگیا

(۱) ہمکو امید ہی کہ ایک دوسرے یورپین حاجی مسٹر ایف ایچ بردن کی کیفیت اور اونکا ایک مضمون جو اسلام کی سوشیل حالت پر اونہون نے کچہہ زمانہ ہوا کلکتہ ریویو مین شایع کرایا تہا ناظرین سالہ حسن کے پیش کرینگے

اور قاہرہ میں دفن ہوا۔ "پال گریو" نے اپنے سفرنامہ عرب میں بیجے انتہا تعصب صرف کیا تھا لیکن جو مضامین اونہون نے معاملات مشرق پر لکھے ہین اونمین اوسکی رائے بہت کچھ تبدیل شدہ معلوم ہوتی ہے۔

"مسٹر باسورتھ اسمتھ" جو ایک بڑے عیسائی فرقہ کے عالم تھے اور جنہون نے بلحاظ ایک تعلیم یافتہ شخص کے مذہب اسلام کی تحقیقات کی تھی آخر کار مجبور ہوئے کہ سرور کائنات کو "پیغمبر صادق" یقین کرین۔

تمام روئے زمین پر دو سو مسلمان بھی نہین ہین جو عیسائیت مین در آئے ہون۔ اور اتنے مسلمانون مین جو عیسائی ہوئے ہونگے ایک بھی اپنے جدید مذہب پر قایم نرہا ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام تکلیف دیتا اور عذاب کرتا ہے۔ مگر بھائی صاحب ذرا ٹھہرئیے! گھبرائیے نہین!!

مین "اسمتھ فیلڈ" گیا ہون جہانکہ عیسائی اپنے ہی برادران مذہب کے ہاتھون جلائے گئے تھے۔ مین "بوسٹن کامن" مین بھی رہا ہون جہان کویکر[1] عیسائی پیورٹن[2] عیسائیون کے دست مبارک سے سولی پر لٹکائے گئے تھے۔

(۱) یہہ لوگ ایک دوسرے کو آپسمین فرینڈ سے مخاطب کرتے ہین - مترجم

(۲) یہہ وہ فرقہ مذہب ہے جسنے ملکہ الزبتھ کے عہد سلطنت انگلستان مین پرانی روایات وغیرہ سے الگ کر کر اصل عقاید عیسائیت کو برقرار رکھا تھا۔ اور لوگون نے نفرت سے اس فریق کا نام پیورٹن رکھا ہے۔ منہ

جلوسے میری نگاہ میں کون مکان گر ہیں وہ مجھ سے کہان چھپ گئے دیسے کہانکے ہیں
اور امریکا میں بہی غور کرتا ہون تو مورمن[له] کو مذہبی آزادی نہین حاصل ہے -

لیکن اسلام نے مذہبی آزادی کو نہین روکا ہو اور اس بات کے تو ہمارے عیسائی برادر بہی قائل ہین کہ جب مشرقی عرب کے باشندون نے جو اولوالعزم اور دلیر تھے بیت المقدس اور دمشق کو فتح کیا تہا - اور شام و فارس اون کے تحت حکومت مین آئے تھے - تو عیسائیون کے ساتہہ اونکا برتاؤ دوستانہ تہا اور قلیل شرائط سے اونکو زمین دی گئی تہی - اونکی حفاظت کے لیے ہلکا ٹیکس باندھا گیا تہا اور ہمیشہ سرانجام رسوم مذہبی مین وہ آزاد رکہے گئے تھے -

جب اسلامی فاتح خالد بن ولید نے دمشق کو عیسائیون سے لے لیا تب بھی اوسنے عیسائیون اور مسلمانونکو ایک ہی مسجد مین نماز پڑہنے کی اجازت دی تھی -

مذہب اسلام "نیزے اور تلوار کا مذہب" ہی کہا جاتا ہے لیکن روے زمین پر کوئی مذہب ایسا ہے جسکی اشاعت فتوحات اور جسکا قیام سختی اور تعصب سے نہ ہوا ہو؟ وسط ایشیا کے ترکمان جسوقت مشرف بہ اسلام ہوے تھے تو عیسائی ممالک کے دھکیلنے سے بہت زمانہ قبل اوہون نے باشندگان شام ہی کو دق کیا تہا -
کامل مذہبی آزادی زمانہ حال کی ایجاد ہے - دنیا سے سابق پورے طور پر اس لفظ سے آشنا نہ تہی اور اب بہی اس بات مین ذرا تامل ہے کہ آیا ایک سول مسیحیت

[له] یونائیٹڈ اسٹیٹس مین ایک شخص جوزف اسمتھ نے پہلے پہل اکثر کرامتون کا دعوی کیا تہا - اس دعوی کو تسلیم کرنیوالے "مورمن" کہلاتے ہین مترجم

بوسٹن کے ایک عیسائی باشندے کے اسلام قبول کرنے پر بے طرفدارانہ رائے دیگا یا نہیں؟

اکثر فرط عنایت سے یہہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ "اسلام مجموعہ بداخلاقی ہے"
یعنی مصر کا رواج غلامی خلاف اخلاق ہے لیکن "وجینیا" کی غلامی ایسی نہیں ہے
"بغداد" کی تلاق بڑی مخالف تہذیب ہے لیکن "چیکاگو" (واقع یونائٹڈ اسٹیٹس)
کی تلاق امر مستحسن ہے۔ بخارا کی تعداد ازدواج اعلی درجہ کی بداعمالی و وحشت ہے
مگر لندن کی بیسے پرستیاں اور طبیعت داریاں ایسی نہیں ہیں۔ اگرچہ یہہ امور اپنی
جگہہ پر تسلیم کرلیئے گئے ہوں کہ قسطنطنیہ کے مسلمان بلگیریا کے عیسائیوں سے بہت
اچھے ہیں اور سلطان کے فوجی سپاہی (گو ایک سے زیادہ نکاح کرتے ہیں) اپنی
پرہیزگاری اور غیر شراب خواری کی وجہہ سے حیاتس برٹش رجمنٹ ہندوستان
سے کہیں زاید قابل عزت ہیں۔ لیکن اسپر بھی اسلام ایسا ام عوریل (مخالف اخلاق)
مذہب ہے کہ مسٹر گلیڈ اسٹون یورپ سے نکالکر "مع ریل بیگ و اسباب سفر" اوسے
بغداد پہونچانا چاہتے ہیں!۔

مخالف اسلام انشا پردازی کی بنیاد ہمیشہ اسی قیاس پر ہوا کرتی ہے کہ مسلمان
ممالک مورلیٹی اور اخلاق میں عیسائی ملکوں سے پیچھے پڑے ہوے ہیں۔
ہر ایک مسلمان اس قیاس کی واقعیت کو چند ہی ہفتوں کے قیام لنڈن پیرس
اور نیویارک میں بخوبی دریافت کرسکتا ہے۔
غیر تربیت مسلمان بنظر اعلی اخلاقی اوصاف کے غیر تربیت یافتہ عیسائیوں
سے ہزار درجہ اچھے ہیں۔ اور اگر ہماری انتہا سے شایستگی کی حالت میں موافق

فطرت اجازت نکاح وتلاق کوئی لامحدود اجازت ہو گئی ہے۔ تو خود عیسائی تعلیم نے اپنی آبادی کے بڑے بڑے مرکزون مین بدمستی وعیاشی کی اشاعت کی ہے۔ اسلیے بلورین مکانات مین رہنے والے عیسائیون کو اپنے ہمسایون پر پتھر پھینکنے مین سبقت نہ چاہیئے۔ یا جیسا ہمارے قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے کہ "ایماندارو! غلط بیانی سے باز رہو کیونکہ یہ بڑا جرم ہے" اپنے طریقہ پر غور کرنا چاہیئے۔ ڈر ہے کہ کہین اوپر کا حصہ بیان خارج از مضمون خیال کیا جاوے اسلیے مجھکو اصل سوال پر کہ باوجود واقفیت علوم مغربی۔ اور سیاحی دنیا۔ کیلئے مین آپ کو مسلمان کہتا اور امت محمد مین شامل کرتا ہون رجوع ہونا چاہیئے۔

ہمیشہ یہی سوال ہر ایک مقام کے تعلیم یافتہ مردون اور عورتون نے مجھ سے کیا۔ اور میئنے اپنی پیچدار پگڑی۔ بلا بوتامون کے کرتہ اور پایجامہ سے زیادہ لوگون کو اس بات پر متعجب پایا کہ فصیح وبلیغ واعظان عیسائیت کے سلسلہ سے تقریر ایسی نہ تھی کہ مین ابتک قرآن پاک اور اوسکے احکام پر یقین کرتا۔ چند سال گذرتے ہین کہ مین اپنے بزرگ باپ کی طرف سے وجود باری تعالی پر دلی یقین۔ اوسکی عبادات رحم وہمدردی۔ خیرات کے ثواب۔ اور مقدس فرائض حج کا تمام عمر مین ایکبار ادا کرنا ان پانچ ابتدائی اصول اسلام سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اور ساتھہ ہی اوسکے یہہ مکمل واہم اصول دین بھی میرے ذہن نشین کرا دیے گئے تھے کہ خدا ایک ہے۔ اور کوئی اوسکا شریک نہین۔ اوسنے اپنی پاک مرضی کا اظہار مکمل طور پر آنحضرت سرور کائنات کے ذریعہ سے فرمایا ہے۔ اور

یہہ کہ انسان اپنی فطرت اور سب سے زیادہ خدا کے سامنے اون افعال کا جوابدہ ہے جو او سنے دنیا مین کئے ہین - نوجوانی مین تو یہہ اصول میرے نزدیک محض خیالات سے تھے - اور ابتداً ان اجزائے مذہب اسلام کو عیسائی کتب مین پڑھکر مین نے اپنے عقیدہ مین جنبش بہی دریافت کی تہی - مگر تعلیم و سفر دنیا نے ان کی صداقت بخوبی ثابت کردی اور انسانی روح کی تربیت و صفائی کے لیئے جو باتین درکار ہین ہین نے سب ان اصول مین پائین -

بلاشبہ اسلام ایک مکمل و آخری مذہب ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ محمدؐ صلعم خدا کے رسول ہین تو کہنے والے کی نیت ہرگز یہہ نہین ہوتی کہ آنحضرت ہی خدا کے رسول ہین -

ہمارے مصنف و مورخ مانتے چلے آتے ہین کہ وجود اسلام کے قبل ایک لاکھہ ۲۴ ہزار انبیا گذرے جنمین سے ۳۱۰ خاص خاص مذاہب کے پیغمبر تھے - پس عیان امر ہے کہ بانی اسلام نے وحی و الہام کی بابت کبھی وہ راسے نہین اختیار کی جو عیسائیون اور یہودیون کی ہے -

خود کلام مجید مین لقمان ہیبر - اور سکندر کے اون اوصاف کی تعریف کی گئی ہے جو اکثر پیمبرون سے مشابہ تھے - لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ افلاطون - سقراط - اور بودہ وغیرہ کو پیمبر مان لیا جاوے -

اسلام ہرگز مخالف عیسائیت نہین - سرورکائنات نے حضرت عیسیٰ کو پیمبر صادق تسلیم کیا - اور بے انتہا عزت کی جو ہر ایک صفحہ کلام مجید سے

ظاہر ہے۔ لیکن آنحضرت نے خود کو صرف خدا کا بندہ اور رسول کہا اور کسی اعلیٰ خطاب سے اپنے اسم پاک کو زینت نہیں دی۔

یہہ صحیح ہے کہ بانی اسلام نے تثلیث کی تعلیم نہیں فرمائی۔ مگر سچا مسلمان جہانتک کہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ نور بصداقت قبل پیدائش عالم موجود تھا۔ تثلیث کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ خیالِ معرفت کے قریب ہے۔

آنحضرت نے عیسائیت کو ختم شدہ ہی نہیں سمجھا بلکہ حضرت عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری دنیا سے تمام امت کو منتظر رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

کوئی اسلامی ملک نہیں ہے جسمیں عیسائیت کو وسعت و کامیابی ہوئی ہو۔ کیونکہ اسلام ایک سادہ اور مشرقی طرز زندگی کے مناسب مذہب ہے اسنے اپنے پر فخر زمانہ میں خود کو قرطبہ اور بغداد کی شائستگی کے موافق حال رکھا۔ اور وسط ایشیا کی بت پرستی اور بداعمالی کے تنزل پر اسکی وسعت و ترقی کا آغاز ہوا۔ یعنی توحید و خدا پرستی کی ابتدا ہوئی۔

جو زبردستی عبادت مذہبی کے بارڈ انسے میں انگلینڈ اور امریکا کی شنیری کی طرف سے عمل میں آئی یورپ کی تمام قومیں اسکو بڑی نامہربانی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ جدید عیسائیت طرحدار یورپین زندگی اختیار کرنیکے واسطے نہایت مناسب ہے۔ افسوس! حضرت عیسیٰ کے اصول (جو اپنے خیالات

داخلاق میں ایشیائی تھے) تمام تر شاعرانہ کر دیے گئے ہیں -

آنحضرت کا یہہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی آخرالزمان تھے حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی رسالت صادق کی طرح (جنکی شہادتیں خود اونہیں کی کتابیں دیتی ہیں) زبردست تاریخی ثبوتوں پر مبنی ہے - اسکے تلاش ثبوت میں ہمارے ناظرین مسٹر ارتھر گلمن کی کتاب "ہسٹوری آف دی سارسن" -

(Story of the Saracen) ملاحظہ فرمائیں جسمیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور آنحضرت کی وحی کے حالات صحیح اور باتشریح لکھے گئے ہیں -

"محمد خدا کے رسول ہیں" یہہ کلمہ کوئی فرضی اور خیالی بات نہیں ہے - وقت گیا جب بانی اسلام کو "فریبی" کہا جاتا تھا - خود یورپ میں نکتہ چین سمجھنے لگے ہیں کہ محمدؐ کی تردید رسالت آخرکار عیسیٰ کی تردید رسالت پر مجبور کریگی -

آنحضرتؐ پر عادات و اخلاق میں بھی احمق و جاہل لوگوں کے حملہ ہوے ہیں - ڈین پریڈو" جنہنے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان تک کی رسالت تسلیم کرنے میں ذرا بھی دقت معلوم نہ کی - آنحضرت کی بابت صریحی غلط بیانیوں کا جوابدہ ہے - نبی عربیؐ پر خلاف راستی حملہ ہمیشہ عیسائی معلمین کے ضعف دلایل کی خبر دیتے ہیں -

قرآن کی نسبت تو سر ولیم میور کا بھی اقرار ہے کہ ایک ایسی کتاب ہر "تجد عالی دماغی اور رصد اقت سے" مملو ہے - انجیل کی نظر ثانی بارہا کی گئی - لیکن مسلمان ۱۳ سو برس سے وہی ایک قرآن رکھتے ہیں جو اون کو رسولؐ کی

دو برس بعد اون کو دیا گیا تھا۔ ریگستان کا باشندہ اوسکو ایک عجیب چیز جانتا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان خدائی بانکی قابل غور یادداشت خیال کرتا ہے وہ دنیا کی ہسٹری آف لٹریچر مین بلحاظ ایک تاریخ ہونیکے بھی بے مثل ہے۔

انجیل کی نسبت یہہ امر کو صدیون بعد طے ہوا کہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ قرآن وہی ہے جو دو برس بعد ہی آنحضرت سے تسلیم کرلیا گیا تھا کہ الہامی یادداشت ہے قرآن پر اکثر مضحکہ ہی ہوا گر جب روشن ضمیری اور صداقت پر غور کر کے رائے دی گئی ہے تو ہمیشہ اوسکے عجیب ہونیکا اعتراف کیا گیا ہے۔

یہہ یقین یورپ مین دوامی ہے کہ اسلام ضد شایستگی اور انسانیت ہے اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانونکی ایک نوآبادی (کالونی) امریکا مین قایم ہوتی اور جسکی نسبت یہہ امر یقینی تھا کہ یونائٹڈ اسٹیٹس باینہمہ آزادی مذہب اوسکی روادار ہوتی۔

مشنری کوششون کو فیاض اسلام سے مویدانہ رائے کی توقع ہو سکتی ہے۔ مگر لندن مین اگر ایک اسلامی مشن بھیجا جاوے تو غالباً تمام یورپ مسلح ہو کر مقابلہ کریگا۔

اسلامی خلیفہ پولیٹکل رفتار زمانہ پر نظر کر کے مشنریونپر رعایت اور اونکی حفاظت کر سکتا ہے۔ لیکن کیا واشنگٹن کی کانگرس بھی کسی ایک مسلمان واعظ کو مستحق حفاظت و رعایت تصور کریگی؟۔

اسی قسم کے سوالات مینے اکثر کئے ہین اور جواب پایا ہے

کہ "جو کچھ ہو مگر اسلام ضرور ام ہارل ہے"

ہمارا مذہب اسیلئے مجموعۂ بد اخلاقی خیال کیا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت دی گئی ہے - مگر کوئی شخص ایک فقرہ بھی اسکی شادی کی بابت انجیل کے کسی باب سے نقل کرسکتا ہے ؟ - بلکہ تو تمام انجیل چھان ڈالی بجز اسکے کر بشپ لوگونکو صرف ایک نکاح پر قناعت کرنیکی ہدایت ہوئی ہے اور کچھ بھی اشارہ پایا نہین جاتا - فرقۂ پروٹسٹنٹ کے سینٹ لیو تھر نے "فلپ" کو دوسری شادی کی اجازت دی تھی اور کہا تھا کہ "اگر کوئی شخص دو سے زاید نکاح کرنا چاہیگا تو مین اوسکو منع نہین کرونگا اور نہ اوسکے اس فعل کو خلاف احکام خدا جانونگا"

اور پھر سر کردہ فرقۂ کیتھلک نے شاہ نپولین کو ایک ظالمانہ طلاق کی اجازت دی تھی - قرآن مجید نے بجاے تعداد ازدواج کی رغبت دلانیکے اونکو چار تک محدود کردیا ہے اور اوسمین یہہ قید سخت لگادی ہے کہ "اگر تم عدل نکرسکو تو ایک ہی کرو"

ایمان کی بات تو یہہ ہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے وقوع فعل کو نہین روکا ہے اور کلکتہ کے مسلمانون سے زیادہ "توڑ چکا گو" کے عیسائی اسپر (طلاق مین) مبتلا ہین -

ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک مین اب اس یقین کو ترقی کر

کہ تعداد ازدواج احکام قرآن اور انسانی شایستگی دونونکی مخالف ہے۔ معزز مسلمان خاندانون مین طلاق ایسی قابل نفرت چیز خیال کی گئی ہے کہ کہین اوسکا وجود نہین۔

انحضرت کی نسبت یہہ بہی مشہور کیا گیا ہے کہ آپ نے عرب کے متعدد خاندانون کو اجازت غلامی دی تھی۔ پہر بہی حضرت کے پورے ملک شام کے اجازت دینے سے بڑہکر نہین ہے۔ آپ نے قانونًا اوسکے نیست و نابود کرنیکی فکر کی۔ لیکن اگلے انبیا کے کام مین بہت انداز نامناسب تصور فرمائی۔ ہمارے عیسائی بہائیون کو تعجب ہوگا کہ انجیل مین لفظ "سلیو" (غلام) کا اطلاق "سرونٹ" (ملازم) پر بہی ہوا ہے۔

امریکا نے بڑی قتل و خونریزی کے بعد خود کو قید غلامی سے ازاد کیا ہے۔ لیکن نبی عربی نے پہلے ہی فرما دیا تہا کہ "جو ایک غلام ازاد کریگا آتش دوزخ اوسپر سرد ہوگی"۔

اونمین سے صرف ایک ہی صداقت کے حصول مین شایستہ عیسائیت کو انتہا سے خونریزی کا سامنا ہوگا جنکو صدیان گذرین بانی اسلام نے فیاضانہ تقسیم کیا تہا۔ مذہب کی بیان کی ہوئی بہشت بہی ام ارل اور عیاشانہ خیال کیجاتی ہے۔ لیکن اسمین تو سرور کائنات کا منشا بجز تشبیہ کے اور کچھہ نہ تہا۔ اور اسکا بہی اقرار بیروئیم بیمور کرتے ہین کیونکہ مشرق مین سودائے جستجوئے حقیقت رکہنے والونکا ہمیشہ

یہہ یقین رہا ہی کہ وہ مجازی ذریعوں سے خود کو خدائی عشق و محبت مین محو رکھتی ہین اور اونکے روحانی خیالات کی صورت اکثر دنیاوی باتون پر قیام پذیر ہوئی ہی - اور اسی کو وہ نروبانِ حقیقت سمجھتے ہین -

الہام کی بابت فلسفیانہ ثبوت کی دقتون سے تعلیم یافتہ عیسائی اور مسلمان دونو آگاہ ہین لیکن عقاید مذہب کی بے انتہا ضرورت پر مسلمان تاریخی شہادتون اور روحانی تصدیقات کی طرف سے مجبور کئے گئے ہین - اور سر نہین اوٹھا سکتے - وہ سب سے زیادہ خدا کی مدد پر چلتے ہین اور روزانہ عبادت مین جبہہ سائی کرکے استدعا کرتے ہین کہ "اے خدا ہمکو راہ راست پر ہدایت کر اور ان لوگون کی راہ پر لا جنپر کہ تو مہربان ہی" ۴ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مجھکو اتفاق حج ہوا تھا اور جوش اسلامی سے یہہ صدا میری لب پر تھی کہ "اوے ذات پاک مین تیرے سامنے سجدہ ہون" اوسی وقت بعض مجھہ سے کہا گیا تھا کہ رسوم حج قدیم وحشیانہ رسوم عرب کی باقی ماندہ نشانی ہین - بجا ہے - "اگر ہونگی تو قدیم یہودی عبادتخانون کے مجموعے سے زیادہ وحشیانہ نہونگی" آخر کار مخالف اسلام اقوام سے میل جول نے میرے دامن رسول اور خدا کی محبت چوگنی کردی اسلئے اور بہی لکھا جا سکتا تھا لیکن مختصر یہہ ہی کہ "مین ایک مسلمان ہون" چونکہ مینے اسلام مین اون بڑے روحانی رازونکو پایا ہی جنکی آگہی بغیر عرش صداقت تک رسائی ناممکن ہی فقط

ابن عباس
(از نارتھ امریکن ریویو)
اپریل ۱۸۸۸ء

مترجمہ
محمد اصغر حسین کلکتہ

دیباچہ
سفرنامۂ یورپ
مصنفہ
نواب مہدی حسن خان فتح نواز جنگ بہادر
مترجمہ
مولوی محمد عزیز مرزا صاحب - بی - اے - ایم آر اے - ایس - وغیرہ

ابھی چند روز کی بات ہے کہ ہمارے ہندوستانی دنیا کے اوس حصہ کے نام سے بھی مشکل سے واقف تھے جو سمندر کے اوس پار واقع ہے سمندر کا سفر عام خیال مین کالے پانی سے مرادف تھا - یہ سچ ہے کہ اس صدی کے وسط مین بعض بعض طبیعتین رسم و رواج کی سد سکندری کو اپنے پر زور زور ہمت ہاتھون سے توڑ کر انگلستان پہونچین لیکن جو وہان گیا وہین کا ہو رہا واپس آنیوالون کے نام انگلیون پر شمار ہو سکتے ہین - اور سچ بھی ہے کوئی جانیکا نام لیتا تو کیونکر ایک طرف تو فطری دقتون کے خیال سے رونگٹا کھڑا ہوتا تھا دوسری طرف مذہبی خیالات تھے جو ایک قدم بھی آگے نہ بڑہنے دیتے تھے - انگلستان جانیکے یہ معنی تھے کہ انسان اپنے ذات برادری سے ہاتھ دھو بیٹھے - اوس زمانہ مین جبکہ مغربی علم کی شعاعین ملک مین طلوع بھی نہونے پائی تھین کون شخص ایسے سخت نقصان کو گوارا کر سکتا تھا - جو لوگ کسی طرح انگلستان چلے بھی جاتے تھے وہ واپس آکر کچھ ایسے

بنجاتے تھے کہ گویا اس ملک کے باشندے ہی نہین اونہین کیا غرض تھی کہ وہ اپنے گرے گذرے ہوئے ہموطنون کو انگریزون کے اخلاق طرز تمدن اور طریق معاشرت سے آگاہ کرنیکی مصیبت مین پڑتے ۔ اگر اس نظر سے دیکھا جاسے تو یورپ کا ایک صرف دلچسپ سفرنامہ ملیگا کہ جو میرے دوست سر سید احمد نے ۱۸۶۹ع مین لکھا تھا لیکن اونکی تو تعلیم سے ایسی لَو لگی ہوئی تھی کہ اونہون نے اون چیزون کا بہت ہی کم خیال کیا کہ جو اونکی دلفریب مضمون سے متعلق نہ تھین علاوہ اسکے امتداد زمانہ کے سبب سے اب سے اور تب سے زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے ۔ جو چیزین کہ اوس زمانہ مین اونکی نگاہ مین حیرت انگیز اور دلچسپ معلوم ہوئی تھین اونسے اب ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے اسلیئے اونکا حال اس زمانہ مین لکھنا تحصیل حاصل ہے ۔

انگلستان جانیسے میری اصل غرض یہہ تھی کہ دونو قومونکے دقیق اختلافات پر غور کرون اور اون وسیع تمدنی اور اخلاقی اصولون کو نگاہ بصیرت سے دیکھون کہ جنکے لحاظ سے انگریز اور ہندوستانی تمیز کیئے جاتے ہین اور یہہ بھی دریافت کرون کہ آیا کوئی ایسا بھی طبقہ ہے کہ جسمین ہم اور وہ برابری کے ساتھ مل سکتے ہین یا اور اگر مل سکتے ہین تو کس حد تک ۔ میرا یہہ خیال بھی تھا کہ انگلستان کے رسم و رواج آئین و قوانین کا مطالعہ بھی عمیق نگاہون سے کرون اور اون لوگون کے درجہ کی نسبت راے قائم کرون کہ جو ہمپر حکومت کرنیکے لیئے آتے ہین ۔ چونکہ مین بخوبی واقف ہون کہ بدقسمتی سے ہم انگریزون کی چال چلن طریقون کے ابجد سے بھی ناواقف

ہین ہمارے اور اونکے طرز خیال مین زمین و آسمان کا فرق ہی آپکی غلط فہمیون سے انبار کے انبار لگ گئے ہین اور کچھ ایسی بارود کی سی خاصیت رکھتے ہین کہ کسوقت بھبک اٹھین تعجب نہین اسلیئے میرا ہمیشہ سے خیال ہی کہ ہر ہندوستانیکا جو ملکہ معظمہ کی وفاداری اور ملک کی ہوا خواہی کا دم بھرتا ہی فرض ہے کہ انگلستان جاکر ان تحقیق مسئلون کا مطالعہ کرے اور اپنے علم کی روشنی سے اپنے ہموطنون کی تاریکیا غلط فہمیون کو دور کرے - اسوقت اگر مجھے افسوس ہی تو یہ ہے کہ کاش کوئی ایسا شخص اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیتا کہ جو بلحاظ اپنی درجہ اور لیاقت اور ذی وجاہتی کے مجھسے زیادہ اسکا مستحق ہوتا لیکن ہماری ایسی قسمت کہان جو کوئی ایسا عالی دماغ اس بار عظیم کو اپنے گردن پر لے اسلیئے مجبوراً یہ سمجھکر کہ ع قرعہ فال بنام من بیچارہ زدند - مین ہی اس پر اسی مقولے پر ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم - عمل کرتا ہون - اور امید کرتا ہون کہ میرے قابل ہموطن اور اپنے پر زور تحریرون سے میری رایون کی وکالت کرینگے اور اون باتون کو کر دکہائینگے کہ جو میرے ولیمین ہین -

مین نے انگلستان کی چیزون کو ایک معمولی پیش پا افتادہ متعجب نظر سے نہین دیکھا ہی اور اسلئے مینے چھوٹی سی چھوٹی بات کے بیان کرنے مین بھی مضایقہ نہین کیا کیونکہ میری سمجھہ مین صرف یہی ایک ایسا طریقہ تھا کہ جسکے ذریعہ سے مین اوس حالت کو اپنے ناظرین پر پیدا کر سکتا تھا کہ جو تجربہ نے میری دل پر کی تھی - مین بخوبی جانتا ہون کہ مجھہ ایسے کس مپرس نا چیز شخص کو روزنامچہ لکھنے سے کیا تعلق

لیکن تاہم مین خیال کرتا ہون کہ شاید اون لوگون کو جو کبھی انگلستان نہین گئے میری وہانکی حالت کی زندہ تصویر دیکھنے اور میرے اون خیالات مین شریک ہونے سے کہ جو انگلستان اور انگریزون کے متعلق ہین کچھ نکچھ فائدہ ہو رہے۔

انگلستان کی عام حالت پر ایک اجمالی نظر

خدا نے جیسا عظیم المرتبہ اس قوم کو بنایا ہے ویسا ہی عظیم الشان شہر لندن بھی ہے۔ شہر کاہے کو ہے میدان حشر ہے نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی۔ گاڑیون کا تو ذکر ہی کیا ہے ریل مین بیٹھکر گھنٹون سن سن کرتے فراٹے بھرتے چلے جاو مگر پھر بھی ہر طرف لندن ہی لندن نظر آئیگا۔ سڑکین وسیع صاف ستھری بیچ مین ستونون پر تختے لگے ہوے ہین جنپر لکھا ہے "بائین ہاتھ" سڑکون پر عجب دلفریب سمان نظر آتا ہے لوگ ہین کہ اہلے کی طرح ٹوٹے پڑتے ہین خوبصورت خوشنما گاڑیان چمکتی جھمکتی بجلی کی طرح ادہر آئین اودہر گئین چھکڑے بھی رینگتے گھسٹتے لدے لدائے جارہے ہین کرائے کی لنبی لنبی ویگنٹین (آمنی بس) مسافرون کو بٹھاتی اوتارتی چلے جاتی ہین۔ لندن مین ہزارون محلے ہین مگر ہر مکان کا پتہ بے کھٹکے لگ جاتا ہے۔ اپریل تک سردی اور کہر کی انتہا نہین ہوتی۔ آفتاب ہفتون اپنا جمال جہان آرا نہین دکہاتا نہین معلوم کس کے ڈر سے مونہہ چھپائے پڑا رہتا ہے۔ میری سمجھہ مین تو انگریز ضرور آفتاب پرست ہونگے۔ اس زمانہ مین درختون کی ننگی شاخون پر ایک پتہ نظر نہین آتا لیکن اُنکو کاٹ کر

شور وغل اور کامی لوگون کے پاے استقلال کو کوئی بلا نہین روک سکتی - سردی ہو کہر پڑے برف گرے مگر کیا ممکن جو آمد و رفت مین کمی ہو - کاروبار کی کثرت نے ہر شخص کے وقت کو قیمتی بنا دیا ہے - اگرچہ گاڑیون کی کمی نہین مگر پاپیادہ چلنے کا بہت رواج ہر سڑکون پر اکثر امیر آدمی پیدل جاتے ہوے ملینگے - چونکہ ہزارون ہی پاپیادہ جاتے ہین اسلئے سڑک کے دونون طرف روشین بنی ہوئی ہین پھر کرایہ کی آہنی بسین (یہ گاڑی ٹریموے کی گاڑیون کے طور پر ہوتی ہین صرف اسقدر فرق ہے کہ آہنی سڑک نہین ہوتی ہین ہر طرف جاتے ہین کہین ایک لحظہ ٹہیر جاے جہان جانیکا قصد ہے اوسی جگہ کی آہنی بس موجود ہو جائیگی - بلکہ اس کثرت سے چلتی ہین کہ ٹہیرنے کی ضرورت ہی نہین ہوتی - ہر محلہ کی گاڑی کے جدی رنگت ہے مگر اجنبی آدمی اپنی ناواقفیت کا دفعیہ کوچوانون سے پوچھکر کرلیتے ہین -- آہنی بسون سے سستی کوئی گاڑی نہین - انکے بعد تہ زمین کے ریلین ہین جو ہر اسٹیشن سے چند منٹ کے بعد چھوٹتی رہتی ہین اور بالکل سطح زمین کے نیچے چلتی ہین - اسٹیشنون کی یہ کثرت ہے کہ لندن بھر مین کوئی مقام ریلوے اسٹیشن سے پانچ منٹ کے فاصلہ سے زیادہ نہین - تہ زمین کی ریلون کے علاوہ معمولی ریلین ہین جو اونچی اونچی پہاڑون پر جنکی سطح مکانون کی چھتون کی برابر ہر چلتی ہین - لندن مین بیشمار ریلین ہین اور اسمین مقابلہ بہی خوب ہی - ہر مقام سے دوسرے مقام کو جانیکے متعدد راستے ہین - گریٹ نارورن - (شمالی) گریٹ ویسٹرن - لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن - مڈلینڈ (درمیانی) گریٹ ایسٹرن

(مشرقی) سوتھ ایسٹرن (جنوبی مشرقی) سوتھ ویسٹرن (جنوبی مغربی) لنڈن برائٹن اور سوتھ کوسٹ (ساحل جنوبی) لنڈن چیتھم اینڈ ڈوور نارتھ لنڈن اور بہت سے اور ریلوے کمپنیاں ہین - ان ریلون کے آخری اسٹیشن پیڈنگٹن یوسٹن کنگز کراس سینٹ پنکراس لورپول اسٹریٹ واٹرلو اسٹریٹ چیرنگ کراس لنڈن برج وکٹوریہ اور دوسرے مقامات ہین - اسٹیشن بلحاظ تعمیر کے بہی عالیشان ہین - بعض مقامات مین مثلاً وکٹوریہ مین کئی ریلون کا ایک ہی اسٹیشن ہے - اس لیے مسافر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے - پہر ہر اسٹیشن پر کئی پلیٹ فارم ہوتے ہین اسلیے ٹکٹ لیتے وقت یہ بہی دریافت کرلینا چاہیے کہ کونسے پلیٹ فارم سے سوار ہونگے - بڑے بڑے اسٹیشنون پر عجب ہنگامہ برپا رہتا ہے لحظہ بلحظہ ہر وقت یہ حال رہتا ہے کہ ادہر ریلین آئین اور ادہر گئین - اگر آپ لنڈن اور اوسکے مضافات کے نقشے کو ملاحظہ فرمائینگے تو ریلون کا ایک اچہا خاصہ جال پہیلا ہوا نظر آئیگا - لنڈن اور اوسکے مضافات مین قریباً چہ سو اسٹیشن ہین - صرف کلیپہم جنکشن سے ہر روز چودہ سو ٹرینین گذرتی ہین مال گاڑیون کا ذکر نہین -

انکے علاوہ کیبئین[1] ہین چارپہیہ کی گاڑیان ہین - ہنسم ہین ہنسمین دوپہیہ کی ہوتی ہین اور ایسی کشادہ ہوتی ہین کہ سیر وتماشے مین حارج نہین ہوتین چوکڑیان بہی بکثرت ہین اکثر بیرونی مقامات کی سیر کو ادنپر بیٹہکر جاتے ہین اور سرسبز کہیتون کے لہلہاتے ہوے سمان دیکہکر زندگی کا لطف اوٹہاتے ہین بعض

[1] کرایہ کی گاڑیون کے نام ہین -

ایسے بہلے مانس بہی ہین کہ ہین تو شوقین مگر اتنا میسر نہین کہ خود چہ گاڑیان کرایہ کرین اسلیئے مالکون کو کچہہ دیکر انکنے کی اجازت لے لیتے ہین - مالک بہی یہ سمجہتے ہین ایک تو کوچبان کی تنخواہ سے بچے دوسرے کچہہ پلے بہی پڑگیا -

لندن اور اوسکے مضافات مین متعدد باغات ہین مثلاً ہائیڈ پارک کینسنگٹن گارڈنس گرین پارک - رچمنڈ پارک کیو گارڈنس - اور زوالوجیکل گارڈنس (باغ حیوانات) وغیرہ وغیرہ - اکثر باغ نہایت خوبصورت خوشنما قابل دید ہین درخت، پہول پودے سب اپنی فطری حالت پر ہین کہین دست صنعت نے آبشار بناکر کاریگری دکہائی ہے کہین خوشنما تالاب اپنی سیمین سطح کی جہلک دکہا رہے ہین - ان باغون مین گاڑیون گہوڑون اور پیدل چلنے والون کے لیئے علیحدہ علیحدہ سڑکین ہین - ادہر دن ڈہلا اودہر ہائیڈ پارک مین جا ن پڑی ہزارون نفیس گاڑیان جنکے اندر وضعدار لوگ اور کوچ بکس پر کوچبان اور چپراسی خوش وضع وردیان پہنے ہوے بیٹہے ہوتے ہین نکلتی ہین - کبہی گاڑی گہوڑون کی یہ کثرت ہوتی ہے کہ آمد و رفت بالکل بند ہو جاتی ہے - پیدل چلنے والون کی تو یہ مجال کہان کہ پولس کنسٹبل کی مدد کے بغیر سڑک کے اس سرے سے اوس سرے پر چلے جائین - سڑک کے دونون طرف کرسیان پڑی ہوی ہین - ہر فرقہ اور ہر درجہ کے ہزارون مرد عورت بلغ کی شفاف بچہارو لفزار وشون پر گلگشت کرتے پہرتے ہین - اور تہک تہک کر کرسیون پر بیٹہہ جاتے ہین مجکو بے اختیار اس سمان کو دیکہکر حکیم قاآنی کے یہہ اشعار یاد آگئے کہ گویا اوس نے

اسی موقع کے لیے لکھے تھے

تو گوئی ساحت بستان بہشت و عدن را ماند ... زبس غلمان و حور آنجا قطار اندر قطار آید
یکی بر کف نہد لالہ کہ ترکیب قدح دارد ... یکی بر گل کند تحسین کہ زو بوئی نگار آید
یکی با دلبر ساده بصحن بوستان گردد ... یکی با ساغر باده بطرف جویبار آید
یکی بیند چمن را بے تامل مرحبا گوید ... یکی بوید سمن را مات صنع کردگار آید
یکی بر لالہ پا کوبد کہ ہے ہے رنگ مے دارد ... یکی از گل بوجد آید کہ بخ بخ بوئی یار آید
یکی بر سبزه می غلطد یکی در لالہ می رقصد ... یکی گاہی رود از ہوش یکی گہ ہوشیار آید
بہر جا جشن و جوشی بہر کامی قدح نوشی ... نماند غالباً ہوشی چو فصل نوبہار آید

ہائڈ پارک کی رونق روپہر وضعدار لوگ جو ہر شہسواری دکھاتے ہین ۔ کیسے کیسے نادر جانور اور کیسے کیسے بانکے جوان نظر آتے ہین ۔ اس ملک مین سائیس ہمارے ہندوستان کی طرح گھوڑے کی دم پکڑے یا پیچھے پر ہاتھ رکھے بھاگتے دوڑتے گھسٹتے نہین جاتے بلکہ آقا کے برابر دوسرے گھوڑے پر سوار رہتے ہین ۔

اتوار کے دن باغون مین بڑی چہل پہل ہوتی ہے ۔ لندن کے تمام مزدوری پیشہ محتاج مفلس لوگ جمع ہوتے ہین ۔ بعض لوگ ہوا خوری اور پر فضا سمان دیکھنے کی خاطر آتے ہین بعض اس غرض سے آتے ہین کہ بڑے بڑے جلسے کرین اور زور شور کے ساتھ تمام مذہبی اور تمدنی اور سوشیل مسائل پر بحث کرین اور جوش کی زیادتی سے علم کی کمی کو پورا کر کے اپنے ...... ریجینٹ پارک ...... اور کیو گارڈنس مین ٹفن کے کمرے ہین جس مین دوستون کی دعوتین ہوا کرتی ہین میدانون مین دخانی کشتیان ہر وقت

پھرتی رہتی ہین۔ اکثر اتوار کے دن دوستون کے چھوٹے چھوٹے گروہ دریا کی ہوا خوری کو جایا کرتے ہین۔ بہت سے مقامات مثلاً ہیمٹن کورٹ ٹمپس نہایت ہی خوشنما ہے۔ لندن کے مضافات مین بہت سے دلکش دلربا مقامات ہین جہان اتوار کے دن ہر درجہ اور ہر فرقہ کے لوگ جمع ہوتے ہین۔

خالی دل بہلانے کے مقامات بھی بے انتہا ہین۔ تھیٹر کنسرٹ (جہان گانا ہوتا ہے) پکچر گیلری۔ (جہان تصویرین ٹانگتے ہین) میوزک ہال (جہان باجہ بجتا ہے اور گانا ہوتا ہے۔) عجائب خانے وقس علیٰ ہذا۔ اور رہین ہی تو اس کثرت سے ہین کہ آپ مہینون لندن مین رہیئے اور روز نیا تماشا دیکھیے کبھی ایک مقام کو دوبارہ جانیکی ضرورت نہو گی۔ سوا اتوار کے ہر روز تھیٹر کھلے رہتے ہین۔ تماشائیون کی پھر بھی یہہ کثرت ہوتی ہے کہ کئے دن پہلے سے ٹکٹ لئے بغیر چارہ نہین۔ "ڈیوڈ گیرک" کے ناٹک کا تماشا سات سو رات تک برابر ہوا اگر پھر بھی کوئی ایسی کمبخت رات ہو گی جو تمام ورجہ مین کرسیان بنچین سونڈ ہے بھرے ہوئے نہون۔ سوانگ بھرنیکا فن اب نصف النہار کمال پر پہونچ گیا ہے اور فطرت انسانی کے فلسفہ سے متحد ہو گیا ہے۔ مسٹر ارونگ۔ مسٹر ونڈہم۔ مسٹر ولسن بیریٹ۔ مس میری سور مس میری اندرسن عجیب وغریب کاملین فن ہین۔ بلا مبالغہ اونہین یہہ قدرت حاصل ہے کہ ہنستے کو رولا دین اور روتے کو ہنسا دین تھیٹر مین جاکر انسان اپنی ہستی کو بالکل محو کر دیتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے کہ جو کچھہ ہو رہا ہے اوسمین مین بھی شریک ہون۔ ٹائمز مین ہر روز صبح ہی کو دیکھہ لیجئے کہ شام کو کون سا

تماشا ہونیوالا ہے - ہر معتبر اخبار کے ایڈیٹرون کے طبقہ مین بعض لوگ ایسے بہی ہوتے ہین کہ جنکا صرف یہہ کام ہوتا ہے کہ نغمہ و سرود ناٹکون پر نکتہ چینی کرین اون لوگون کو بڑا فائدہ یہہ ہے کہ بلا ٹکٹ ہر تماشے مین جا سکتے ہین -

اب مین مختصر طور پر بیان کرونگا کہ خود انگریز کیسے ہوتے ہین اور کن جسمانی اخلاقی دماغی اور سوشیل صفتون سے موصوف ہین جسمانی لحاظات سے عموماً قوی اور خوبصورت ہوتے ہین - اس اعتبار سے انگلستان کی عورتون کو فرانس کی عورتون پر بدرجہ اولے ترجیح ہے - مدرسون اور کالجون مین جا کر دیکھئے کیسے قوی چست و چالاک لڑکے نظر آئینگے صحت اور مسرت اونکی رگ رگ سے ٹپکتی ہے قریباً ہر انگریز کو کھیل کود اور جسمانی ورزشون سے سچی محبت ہے بہت سے لوگ بائسکل (دو پہیہ کی گاڑی جو پاؤن سے چلائی جاتی ہے) ہی کو آلہ ورزش سمجھتے ہین اور بر اعظم یورپ مین اسی پر ہزارون کوس کا سفر کرتے ہین - بعض لوگ تو اس قدر مشتاق ہین کہ پتلی ڈلی سی مقام مین بہی کہ جہان آمد و رفت کی کثرت سے تل رکھنے کی جگہہ بہی نہین ملتی بے تکلف گاڑ یان دوڑاتے پہرتے ہین - کرکیٹ - کشتی بانی - گھوڑے کی سواری بندوق اور کتون کا شکار یہہ سب اون کے غم غلط کرنیوالے مشغلے ہین سوشل اعتبار سے بہی انگریز دنیا کے قومون مین بہت ترقی یافتہ ہین - جس مقام کو کہ وہ اپنا گھر کہتے ہین وہ امن عافیت خانگی خوشی کا مرکز ہوتا ہے اگر آپ کسی انگریز کے گھر مین جائین تو بی بی خاوند بچے (ساس سسرے بہن بہنوئی اکثر علیحدہ ہی رہتے ہین) سب کے سب

خوش حال معلوم ہونگے کیونکہ حقیقی مسرت کی بو آنے لگی پیارے پیارے بچے
صاف ستھری لباس پہنے ہوئے خوش فعلیان کرتے پھرتے ہونگے مگر اون کی
خوش فعلیان بھی سلیقہ سے خالی نہ ہونگی - پیاری ننھی جانین اپنی والدین کی محبتون کا
مرکز اور سارے گھر کی جان ہین - انکو عموماً ایک علیحدہ کمرہ دیدیا جاتا ہے جب
والدین کام کرتے ہین تو وہ اوسمین کھیلتے کودتے رہتے ہین - مین ایک دفعہ ایک
دوست کے گھر گیا اونکی چھوٹی لڑکی جسکی عمر دس گیارہ برس کی تھی کمرہ مین کھیل
رہی تھی اوسنے دیکھتے ہی بڑھ کر نہایت تپاک سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک شیرین
لہجہ مین کہا "اگر آپ ایک منٹ تنہا بیٹھنے کا مضائقہ نہ فرمائین تو مین اماں جان کو
ڈھونڈ لاؤن" ہندوستان مین اسی عمر کا بچہ کبھی ایسی خوش اخلاقی اور ایسے
تپاک سے پیش نہ آتا - انگریزون کے بچون کو ایک عجیب نعمت حاصل ہے وہ ذکی
تعلیم یافتہ اور ان کی تربیت با ترتیب ہے

انگلستان مین ہر درجہ کے لوگون کے مکانات اونکی حیثیت کے
مطابق نہایت خوبصورتی سے آراستہ ہوتے ہین - امرا کے مکانات جو دیہات
مین ہین وہ تو بالکل نمونہ بہشت ہین - انگریز امیرون اور ہمارے امرا کے
مکانات مین کوئی مقابلہ نہین ہو سکتا - لندن مین مکانات عموماً کئی منزل
کے ہوتے ہین - سب سے نیچا قطعہ بطور تہ خانہ کے ہوتا ہے اوسمین باورچیخانہ
ہوتا ہے اور نوکر رہتے ہین - پہلی منزل مین عموماً کھانیکا کمرہ دوسرے مین
ملاقات کا کمرہ اور تیسرے اور چوتھی مین سونیکے کمرے ہوتے ہین - پیرس ہوٹل

اوراندرونی راستون مین اسوقت سوقتی آوازکش قالین بچھے ہوتے
ہین۔ سامنے کا دروازہ مقفل رہتا ہے۔ ملاقاتی گاڑی سے اُترکر گھنٹی بجاتا
ہے ماما یا چپراسی آکر دروازہ کھولتا ہے اور اگر آقا یا میم صاحبہ خالی ہوتی
ہین تو ملاقات کے کمرہ مین لیجا کر اوسکا نام پکارتا ہے۔ کیا اچھا طریقہ ہے
آرام سب کو ہے تکلیف کسی کو بھی نہین۔

انگریز اجنبی لوگون سے نہایت ہی خوش اخلاقی اور فروتنی سے ملتے ہین
اونکی کشادہ دلی مہمان نوازی خالص ہوتی ہے۔ دعوتون کے طریقے خاصکر دو
ہین یا تو ڈنر یا "ایٹ ہوم"۔ جن لوگون سے زیادہ بڑا
وار تباط ہوتا ہے وہ ڈنر پر بلائے جاتے ہین اور امیر لوگ ہر فصل مین ڈو ایک
"ایٹ ہوم" دیتے ہین جو عموماً رات کے دس بجے سے شروع ہوتے ہین
یہ جلسے بہت عالیشان ہوتے ہین انکے ذریعہ سے اکثر لوگون کو ایک دوسرے سے
ملنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک صاحب رتبہ میزبان اپنی مہمانون کی خاطر اپنی
آرام و آسایش کو قربان کر دیتا ہے۔ اگر آپ کسی انگریز کے گھر مہمان رہین تو آپکو
اپنے گھر سے زیادہ آرام ملے گا اور ذرا ذراسی بات مین بھی آپکے آرام کا خیال
رکھا جائیگا۔ جسقدر زیادہ رتبہ کا آدمی ہوتا ہے اوسی قدر خوش اخلاقی اور
مہربانی سے پیش آتا ہے۔

تھیٹر اور رقص گاہین اور شراب خانے بلامبالغہ بادشاہون کے محل معلوم
ہوتے ہین اور بڑی بڑی ہوٹلین تو نہایت ہی عالیشان ہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کی باریک نظری ہمیشہ انسان کے آرام و آسایش کے بحر ذخار علم کو مطالعہ کرتی رہتی ہے۔ مثلاً آرام کرسیان تشریح اعضاے جسم انسان کے لحاظ سے بنائی جاتی ہین اونپر بیٹھکر ہر عضو کو آرام ملتا ہے۔

انگریزون کو کلب کا بڑا شوق ہے۔ لنڈن مین بہت سے کلب ہین جنمین سے بعض بہت ہی محدود ہین۔ بڑی کلبون کی نسبت یہ کہنا اگر نا ممکن نہین تو دشوار تو ضرور کہ کون کلب سب سے اچھا ہے کیونکہ ہر کلب کی کوشش یہی کہ عمارات کی خوبی فرنیچر کی شوکت اور کہانونکی تعداد اور لذت مین دوسرے کلبون پر فوق لیجاے۔ بہت سے معزز کلبون مین جنمین اتھی نیم بھی شامل ہے ممبرون کی تعداد محدود ہے ممبری کے امیدوارون کی ایک فہرست رہتی ہے جب کوئی جگہ خالی ہوتی ہے تو کمیٹی اون مین سے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے۔

انگلستان مین درجہ کا بہت خیال ہے۔ خاندان شاہی ایک علیحدہ طبقہ ہے باوجودیکہ آزادی اور ہمسری کا خیال روز افزون ترقی کر رہا ہے مگر پھر بھی ہر شخص کے معبد دل مین اونکی پرستش ہوتی ہے۔ ملکہ معظمہ اور پرنس اور پرنسز آف ویلز بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ اونکا اخلاق ایسا دلربا دلفریب جادو اثر ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اونکی ملاقات کی عزت سے مشرف ہو اور محبت کا دم نہ بھرنے لگے خاندان شاہی کے بعد امرا کا درجہ ہے جو کہ ایوان سلطنت کے ستون اور رعب

اور اندرونی راستون مین اسوقت سوئی آواز کش قالین بچھے ہوتے
ہین - سامنے کا دروازہ مقفل رہتا ہے - ملاقاتی گاڑی سے اتر کر گھنٹی بجاتا
ہے ماما یا چپراسی اگر دروازہ کھولتا ہے اور اگر آقا یا میم صاحب خالی ہوتی -
ہین تو ملاقاتی کو کمرہ مین لیجا کر اوسکا نام پکارتا ہے - کیا اچھا طریقہ ہے
آرام سب کو ہے تکلیف کسی کو بھی نہین -
انگریز اجنبی لوگون سے نہایت ہی خوش اخلاقی اور فروتنی سے ملتے ہین -
اونکی کشادہ دلی مہمان نوازی خالص ہوتی ہے - دعوتون کے طریقے خاصکر دو
ہین یا تو ڈنر - یا "ایٹ ہوم" - جن لوگون سے زیادہ ربط
وارتباط ہوتا ہے وہ ڈنر پر بلائے جاتے ہین اور امیر لوگ ہر فصل مین دو ایک
"ایٹ ہوم" اور دیتے ہین جو عموماً رات کے دس بجے سے شروع ہوتے ہین
یہ جلسے بہت عالیشان ہوتے ہین انکے ذریعہ سے اکثر لوگون کو ایک دوسرے
سے ملنے کا موقع ملتا ہے - ایک صاحب رتبہ میزبان اپنی مہمانون کی خاطر اپنی
آرام و آسایش کو قربان کردیتا ہے - اگر آپ کسی انگریز کے گھر مہمان رہین تو آپکو
اپنے گھر سے زیادہ آرام ملے گا اور ذرا ذرا سی بات مین بھی آپکے آرام کا خیال
رکھا جائیگا - جسقدر زیادہ رتبہ کا آدمی ہوتا ہے اوسی قدر خوش اخلاقی اور
مہربانی سے پیش آتا ہے -
تھیٹر اور رقص گاہین اور شراب خانے بلا مبالغہ بادشاہون کے محل معلوم
ہوتے ہین اور بڑی بڑی ہوٹلین تو نہایت ہی عالیشان ہین -

معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کی باریک نظری ہمیشہ انسان کے آرام و آسایش کے بحر ذخار علم کو مطالعہ کرتی رہتی ہے - مثلاً آرام کرسیان تشریح اعضاے جسم انسان کے لحاظ سے بنائی جاتی ہین اونپر بیٹھکر ہر عضو کو آرام ملتا ہے -

انگریزون کو کلب کا بڑا شوق ہے - لنڈن مین بہت سے کلب ہین جنمین سے بعض بہت ہی محدود ہین - بڑی کلبون کی نسبت یہ کہنا اگر ناممکن نہین تو دشوار تو ضرور کہ کونسا کلب سب سے اچھا ہے کیونکہ ہر کلب کی یہ کوشش ہی کہ عمارات کی خوبی فرنیچر کی شوکت اور کہانونکی تعداد اور لذت مین دوسرے کلبون پر فوق لیجائے - بہت سے معزز کلبون مین جنمین اتحی ہم بہی شامل ہو ممبرون کی تعداد محدود ہی ممبری کے امیدوارون کی ایک فہرست رہتی ہے جب کوئی جگہہ خالی ہوتی ہے تو کمیٹی اون مین سے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے -

انگلستان مین درجہ کا بہت خیال ہے - خاندان شاہی ایک علیحدہ طبقہ ہے باوجودیکہ آزادی اور ہمسری کا خیال روز افزون ترقی کر رہا ہے مگر پہر بہی ہر شخص کے معبد دل مین اونکی پرستش ہوتی ہے - ملکہ معظمہ اور پرنس اور پرنسز آف ویلز بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین - اصل یہ ہے کہ اونکا اخلاق ایسا دلربا دلفریب جادو اثر ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اونکی ملاقات کی عزت سے مشرف ہو اور محبت کا دم نہ بہرنے لگے خاندان شاہی کے بعد امرا کا درجہ ہے جو کہ ایوان سلطنت کے ستون اور رعوس

انگلستان کے زیور ہین - اوسکے بعد متوسط درجہ کے لوگ ہین جو ملک کی قوت دولت اور دماغی رفعت کے مرکز ہین - سب سے آخر درجہ مزدوری پیشہ گروہ کا ہے - ہر درجہ دوسرے درجون سے بالکل علیحدہ اور خودمختار ہے اور اسی وجہ سے ہر شخص اپنی حالت پر قانع ہے اور اوسی مین خوش ہے - ایک متوسط درجہ کا آدمی کبھی کسی خاندانی امیر سے ملنے کی پرواہ نکریگا وہ اپنی حالت سے خوش اور اپنے کام پر نازان ہے - مختلف درجون اور فرقون مین ایسی پریشانی او گڑبڑ نہین ہے جیسی کہ ہمارے یہان ہے اور اسی وجہ سے انگریز بے اطمینانی اور رشک وحسد کے موج زن طوفان سے امین ہین مختلف فرقے ہی نہین بلکہ ہر شخص فرداً فرداً خودمختار ہے اگر کوئی کسی کا محتاج ہے تو خود اپنی قابلیت اور کاردانی کا دست نگر ہے اور اسوجہ سے کوئی کسی امیر کی امیدواری نہین کرتا جو بہت سے ناپاک غلامانہ خصلتون کی جڑ ہے - چونکہ صاحب اختیار لوگون کو ستائے جانیکا خیال نہین ہوتا اسلیئے وہ سب سے برابری کے ساتہہ ملتے ہین - مین بعض ایسے لوگون کو جانتا ہون کہ جنکے برابر دروازے ہین اور اسیطرح مدتین گذر گئی ہین مگر ایک دوسرے سے واقف نہین - دوستی اور ملاقات سے بعض ذمہ داریان پیدا ہوتی ہین اگر انسان مین اونکی برداشت کرنیکی قوت نہو تو اس سے پرہیز کرنا ہی مناسب ہے -

ان چند لفظون سے تو انگلستان کی سوشل حالت معلوم ہو گئی ہوگی اب مین ایک نظر وہان کی دماغی ترقی پر ڈالتا ہون - تعلیم نے اسقدر ترقی کی ہے

کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ ادنے درجہ کی تعلیم کی یہ کیفیت ہے کہ کوچبان سایئس ماماسب لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ جب کوچبان خالی ہوتے ہین جیب سے اخبار نکالکر پڑہنے لگتے ہین۔ اخبارات بہی بکثرت ہین۔ سوا ئے ٹائمز کے سب کی قیمت ایک ایک پینی (تین پیسہ) ہے۔ بعض کی تو لاکہون پرچے نکلجاتے ہین کیونکہ کوئی کمبخت ایسا ہوگا جسکو اخبار بینی کا شوق نہو۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ انگلستان کے عام راے کی پارہ کی سی کیفیت ہے ہزارون آدمی اخبارات کے لیڈنگ آرٹیکل پڑہتے ہین اور اپنی راے اونکی مضامین کی نسبت قائم کرتے ہین۔ وہ لوگ بہی جو نان شبینہ کو محتاج ہین اور چہتری لگاے پہرتے ہین وہ بہی تمام اہم پولیٹیکل مسائل کی نسبت قطعی فیصلہ کئے ہوتے ہین۔ حیثیت تو ماشاراللہ آنکی یہ ہورہی ہے مگر ہائڈ پارک کی بنچ پر بیٹہکر اور ایک بڑا سا ہونڈا پائپ منہہ مین دباکر پارلیمنٹ کے اخیر مباحثے اور دو قانون کے جلد بند کرنے غرض تمام تمدنی مسائل پر نہایت زور شور سے راے زنی کرتے ہین۔

خانگی معاملات مین بہی اخبارات بہت کام آتے ہین۔ اشتہارون کے بعض کالم محض اون لوگون کے لیئے مخصوص ہین جو نوکری کے خواستگار ہین یا مکان کرایہ لینا یا دینا چاہتے یا شادی کی فکر مین یا کسی یوسف گم شدہ کی تلاش مین وعلی ہذا القیاس۔ علاوہ اسکے ہر مضمون کے لیئے علیحدہ علیحدہ اخبار ہین مثلاً بعض علمی ہین بعض گہوڑدوڑون ورزشون وغیرہ سے متعلق ہین بعض مالی ہین وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اخبارون کا کام دفع الوقتی ہے۔ کلبون ہوٹلون

حماموں حجاموں کی دوکانوں وغیرہ میں اخبارات ایک شایستہ طریقہ سے ایک مقام پر رکھے رہتے ہیں اور جب آپ خالی ہوں تو ایک طرف بیٹھکر پڑھیئے اور وقت گذاری کیجیے۔ انگلستان میں وقت کی بڑی قدر ہی۔

اب میں چند لفظ انگلستان کے آئین و قوانین کی نسبت کہونگا۔ گورنمنٹ کے تین شعبے ہیں بادشاہ اور دو ہوس پارلیمنٹ۔ بادشاہ سلطنت کا مالک سمجھا جاتا ہی لیکن زمانہ گذشتہ کے مقابلہ میں اب اوسکے اقتدارات کچھہ بھی نہیں ہیں۔ لیکن پھر بہی بادشاہ ابھی تک عام قوم کی نگاہوں کا مرکز ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ گویا قوم مجسم ہے۔ ہر فرقہ کے لوگوں کو ملکہ معظمہ سے دلی محبت ہی اور گو کہ اونکا اثر براہ راست کچھہ زیادہ نہیں لیکن معاملات سلطنت میں اسقدر دخیل کہ اوسکا اندازہ کرنا دشوار ہے۔

پارلیمنٹ کے دو ہوس ہیں۔ ہوس آف لارڈز او ہوس آف کامنز جو عام طور پر بیت اعلیٰ او بیت ادنےٰ کے لقب سے موسوم ہیں۔ بیت اعلیٰ کو امور ملکی میں چنداں دخل نہیں۔ اوسکی ممبروں کی دو قسمیں ہیں ایک تو امراے روحانی اور ایک امراے دنیاوی۔ پہلے طبقہ میں کینٹربری اور یارک کے دو آرچ بشپ اور بیس تیس بشپ داخل ہیں۔ یہ لوگ اپنی حین حیات تک ممبر رہتے ہیں۔ امراے دنیاوی کے کیئے درجہ ہیں ڈیوک (جاہ) مارکوئز (امرا مع صفت خاص مثلاً عمدۃ الامرا) ارل (ملک) وائیکونٹ (دولہ) بیرن (جنگ)۔ اونکی تعداد پانچ سو کے قریب ہی۔ یہ اعزاز خاندانی ہوتا ہی

بعض خاندان تو بہت پرانے ہین لیکن زیادہ تر نئے ہی ہین کوئی منحوس سال ہوتا ہے جسمین دو چار شخص پولیٹیکل ڈپلومیٹک یا فوجی خدمات کے صلہ مین یا کبھی حیرت کی بات ہے بہت دولتمند ہونیکی وجہ سے طبقہ امرا مین داخل نہوتے ہون ۔ گو کہ بیت الامرا بیت العوام کے درجہ کو نہین پہنچتا مگر معاملات ملکی مین اوسے بھی بہت دخل ہے ۔ کوئی مسودہ اوسوقت تک قانون نہین ہوسکتا جبتک امرا اوسکو منظور اور بادشاہ پسند نکرے ۔ مگر بادشاہ کے پسند کا تو اب یہ حال ہے کہ کوئی مسودہ خواہ وہ کیسا ہی ہو اجازت سے محروم نہین رہتا طرہ بعض وقات اون مسودون کو جو ہوس آف کامنز سے آتے ہین منسوخ یا اونمین ضروری ترمیمین کردیتے ہین ۔

ہوس آف کامنز (بیت العوام) مین ۶۷۰ ممبر ہین ۔ یہ لوگ رعایا ے برطانیہ کے بڑے گروہ کے وکیل ہین ۔ ہر مالک مکان کو ممبرون کے انتخاب مین راے دینے کا حق ہے ۔ ممبرون کے تین بڑے فریق ہین لبرل (آزاد) کنسرویٹو (قدامت پرست) اور آئرش (وکلاے آئرلینڈ) بالفعل کثرت راے کے لحاظ سے کنسرویٹو غالب ہین کیونکہ فریق لبرل کے ہوم رول دینے آئرلینڈ کے انتظام اندرونی کے لیے علیحدہ پارلیمنٹ قایم کرنیکی مسئلہ کی وجہ سے دو گروہ ہوگئے ہین ۔ کنسرویٹو فریق کی پالسی (حکمت عملی) بہیئت مجموعی یہ ہے کہ ملک کے آئین و قوانین مین کوئی ایسی ناگوار اور اہم تبدیلی نکیجاے کہ جو حالت موجودہ کی کایا ہی پلٹ دے ۔ مسئلہ ہوم رول سے قطع نظر کرکے

کنسرویٹیون اور لبرلون مین صرف یہ فرق ہے کہ کوئی کسی حد تک اصلاح و تغیر جایز رکہتا ہے اور کوئی کسی حد تک - ہوس آف کامنز مین تمام مسائل حکمت عملی اندرونی و خارجی پر بحث اور راے زنی ہوتی ہے - اور ملک کی ضرورتون کے لحاظ سے روپیہ کی منظوری دی جاتی ہے - ہوس آف کامنز کا بڑا کام شکایتون کا سننا ہے - ہوس کی توجہ ان امور کی طرف وہ ممبر دلایا کرتے ہین جو گورنمنٹ مین داخل نہین ہوتے - وزرا کا انتخاب اوس فرقہ سے ہوتا ہے جسکی طرف ہوس آف کامنز کی کثرت راے ہوتی ہے - ملکہ معظمہ غالب فرقہ کے سب سے نامور شخص کو بلا کر انتخاب وزرا کا ایما فرما دیتے ہین - بارہ وزرا کیبنٹ (مجلس شوریٰ) مین داخل ہوتے ہین اونہین کی راے پر گورنمنٹ کی حکمت عملی مبنی ہوتی ہے کیبنٹ مین دونو ہوس کے ممبر شامل ہوتے ہین -

قوانین انگلستان مین اب بھی امارت کو بہت دخل ہے - ابھی تک ہوس آف لارڈز (بیت الامرا) ذی اختیار ہے ہوس آف کامنز مین بہی بہت سے ممبر بڑے عالیخاندان ہین لیکن جمہوری گروہ کی جیسی چلتی ہے ویسی کسی کی نہین چلتی - مختلف قانونہای اصلاح انتخاب (رفارم بل) کا جو ۱۸۳۲ء اور اور زمانہ حال کی بابین منظور ہوے ہین یہ نتیجہ ہوا ہے کہ انتخاب کرنیکی قوت تمام مذکور مالکان مکان اور کرایہ دارون سے متعلق ہوگئی ہے - انتخاب عام عموماً چار یا پانچ سال مین ہوتا ہے گو کہ ممبری کی اصل میعاد سات برس ہے - جس زمانہ مین کہ انتخاب ہوتا ہے عام راے جلسون اور اخبارون کے

ذریعہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے جلسون مین یا تو گورنمنٹ وقت کی پالیسی کی تائید
کیجاتی ہو یا اوسپر جرح کیجاتی ہو مختصر یہ ہے کہ جس فرقہ کے لوگ جلسہ مین ہوتے
ہین اوسی قسم کی رائین ظاہر کیجاتی ہین - اس قسم کے جلسون کے قایم کرنیکا حق بڑی
نعمت عظمی سمجھا جاتا ہے - مقرر کو اسقدر آزادی حاصل ہو کہ گورنمنٹ کا تو ذکر ہی
نہین ملک کے قدیم سے قدیم اور مقدس سے مقدس آئین مثلاً تخت و تاج ارکان
مذہب وغیرہ کی نسبت وہ بے نقط اوڑاتے ہین کہ خدا پناہ مین انگلش گورنمنٹ عالیہ
کے علاوہ مقامی گورنمنٹون کا ایک پیچیدہ سلسلہ ہے - اکثر شہرون مین کمیٹیان
ہین اور شہر کا اندرونی انتظام اونہین کے سپرد ہے - ان شہرون کے
باہر بہت سے منتخب شدہ گروہ ہین جو مقامی کامون کو انجام دیتے ہین مجلس
محافظان (بورڈ آف گارڈنیس) جنکے متعلق محتاج خانون کا انتظام ہو مجالس
شوارع عام مجالس حفظ صحت وغیرہ وغیرہ - ایک نیا ایکٹ یعنے لوکل گورنمنٹ
ایکٹ (قانون انتظام امور مقامی) ابھی پاس ہوا ہے اوسکا خاص یہ منشا ہے
کہ مقامی امور کے انتظام مین جو بے ترتیبی اور فضول پیچیدگی آج کل ہو وہ رفع ہوجاسکے
یہ مجلسین اس لحاظ سے بہت مفید ہین کہ بہت سے لوگون کو اپنے ملک کے
انتظام مین شریک ہونیکا موقع ملتا ہے - انگریز لوگ اپنے حاکم آپ ہین یا
کم سے کم اگر تکلیف گوارا کرین تو اپنے اوپر حکومت کرسکتے ہین لیکن اکثر ایسی
بدانتظامیان ہوجاتی ہین کہ جنکا باعث صرف یہ ہوتا ہے کہ اوس ضلع کے
لوگ اپنے معاملات مین کافی دلچسپی نہین رکھتے - اسلئے عموماً بددلی پیدا

ہوتی ہے۔لیکن باوجود ان تمام نقائص کے جوکہ زیادہ تر آلات انتظام سے متعلق ہین پردۂ دنیا پر کوئی اعلیٰ درجہ کے قوم اتنی ازادہین جتنے کہ انگریز ہین۔ علوم وفنون نصف النہار کمال پر پہونچ گئے ہین اونکی ترقی نے سحر و اعجاز کو بھی گرد کر دیا ہے کلون نے وقت اور محنت دونون مین بے انتہا کفایت کر دی ہے۔شاہی دار الضرب اور سلح خانہ اور دوسرے بڑے بڑے کارخانون مین نہایت نازک نازک کامون کو کہ جو معمولی طور پر مہینون مین ہوتے منٹون مین ہوتے ہوئے دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے۔ دار الضرب مین چاندی سونا پگھلایا جاتا ہے سانچون مین ڈہلتا ہے گول ٹکلیون مین کٹتا ہے چرخ پر چڑہتا ہے ٹھپہ لگایا جاتا ہے وزن کیا جاتا ہے اور جلا دی جاتی ہے مگر یہ سب کام بہت ہی تھوڑی دیر مین ہوجاتے ہین۔ایسی ایسی سچی ترازوئین ہین کہ چانول کے سو ین حصہ کی کمی بیشی بھی معلوم ہوجاتی ہے۔اشرفیان ایک نلی کی راہ سے ایک کل مین ڈالی جاتی ہین پوری وزن کی ایک طرف جمع ہوجاتی ہین اور کم وبیش وزن کی دوسری طرف گرتی ہے ایک دوسری کل کے ذریعہ سے انکے ٹکڑے ہوجاتے ہین۔

ٹائمز یا کسی دوسرے معتبر اخبار کا چھاپہ خانہ علوم وفنون کی ترقی کی دوسری مثال ہے۔کام کی کثرت کے لحاظ سے بہت ہی کم لوگ کام کرتے ہین ایک کمرہ مین ٹلیفون اور تار ہین جو پارلیمنٹ اور تمام بڑے بڑے مقامات سے ملے ہوئے ہین ادہر تو پارلیمنٹ مین بحث ہورہی ادہر تمام نامور مقررین کی

اسمیں لفظاً لفظاً چہپ رہی ہین - بعض خود رو تار کی کلین ہین جو پیامات تار برقی کو کاغذ کے بتنے لمبنے پرچون پر لکہدیتی ہین - کلبون مین بہی یہ کلین لگی ہوئی ہین اسلیئے انگریزون کو دنیا کے ہر حصہ مین ہر واقعہ کی اطلاع اوسکے وقوع کے ساتہہ ہی ملجاتی ہے - چہاپہ کی کلین حیرت انگیز ہین - ہر کل کے چلانیکے لیئے صرف ایک شخص کی ضرورت ہوتی ہے - رولر خود کاغذ کو کہینچ لیتا ہے - حروف پر سیاہی لگجاتی ہے کاغذ چہپتا ہے مڑتا ہے مناسب ٹکڑون مین کٹتا ہے تہ ہوتا ہے اور پرچہ گن بہی لیئے جاتے ہین - یہ سب کام خود بخود ہوتا ہے اور اسقدر جلدی ہوتا ہے کہ کئے ہزار پرچے چند منٹ مین تیار ہو جاتے ہین -

جہازون کی تعمیر کا مرکز گلاسگو ہے - یہ بہی ایک عجیب حیرت انگیز معجز نما کام ہے - یہہ بہنے والے عالیشان محل کنارہ پر بنائے اور کلون کے ذریعہ سے سمندر مین ڈالے جاتے ہین - مانچسٹر مین ایک عجیب حیرت مین ڈالنیوالے طریقہ سی چہینٹ چہاپی جاتی ہے - خوبصورت چہوٹے چہوٹے نمونون کا عکس ایک آئینہ کے ذریعہ سے اوتار کر دہات کی تختی پر لیتے ہین - ایک کل کے ذریعہ سے جسکا چلانا اسقدر آسان ہے کہ ایک خورد سال بچہ کے سپرد کیا جا سکتا ہے ان تصویرون کو حالت اصلی پر لاکر ایک رولر پر منتقل کرتے ہین - اس طریقہ سے آناً فاناً پہول پتیون کی ایسی عمدہ نادر تصویر اوترآتی ہے کہ جو انسان کے صناع ہاتہہ دنون اور ہفتون مین بہی نہ اوتار سکتے

جب رولر تیار ہو جاتے ہین تو بات کرنے مین کپڑے کے ہزارون گز چہپ جاتے ہین - دوسری کلین چہاپی خشک کرتی اور رنگون کو جلا دیتی ہین اور بعض اور کلون کے ذریعہ سے اوپر لگتا ہے چمکایا نا یا تہ کیا جاتا ہے اور پہر دبا کر ایسے گٹھے بنائے جاتے ہین کہ جو آسانی سے تہوڑی سے تہوڑی جگہ مین دور دراز ملکون کو پہونچ جائین - مجہکو شیفیلڈ مین مسٹر سس برون کے سلاح سازی کے کارخانہ کو دیکہکر اور بہی حیرت ہوئی - لوہے اور فولاد کے تودے کے تودے گل گلا کر موٹے موٹے چادرون کی صورت مین منتقل ہو جاتے ہین اور اسمین آدہ گہنٹا بہی نہین لگتا اور نہ اتنی وقت ہوتی کہ جتنی ہمارے کمہارون کو مٹی کے کہلونے بنانے مین ہوتی ہے -

اخلاقی اعتبار سے انگریز عموماً ایماندار اور راست باز ہوتے ہین - یہہ اونکا قومی تمغہ ہے گو کہ بعض لوگ اس سے محروم بہی ہین - مگر وہ مستثنی ہین ایکدفعہ مین ایک کرایہ کی گاڑی مین تین سو روپیہ کی انگوٹہی رکہکر بہول گیا دو دن کے بعد خود گاڑی والا آکر واپس کر گیا - ایک اور ہوٹل مین انگوٹہی کہو گئی ایک ناکو اتفاقاً ملگئی اوسنے فوراً مجہکو لا کر دیدی -

یہہ انگریزون اور لندن کی بیبہا خوبیون کا بہت مختصر اور سرسری بیان ہے - اچہا نا گوی یہہ خیال کرے کہ مینے بیجا مدح سرائی کی ہے اسلئے مین بعض اور شہرون اور ملکون کا حال بہی لکہتا ہون جنکے دیکہنے کا مجکو اثنائے سفر مین اتفاق ہوا - سب سے پہلے پیرس کا حال سنئے - عروس البلاد پیرس

عجب دلچسپ خوشنما شہر ہے وہان کے بعض بعض مقامات بیشک قابل تعریف ہین۔ چوڑی چوڑی خوبصورت سڑکین ہین جنکے دونون طرف درخت لگے ہوئے ہین شیمس الی لسیر ہے جہان۔ روشمون پر درخت اپنی سبز تازگی بخش پتون سے سایہ کیے ہوئین اور قسم قسم کے شرابخانے ہین اور رات کے وقت برقی روشنی ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ

اگر فردوس بر روے زمین است ✤ ہمین است و ہمین است ہمین است

بوئی ڈی بلون ایک باغ ہے جسمین بڑے بڑے عظیم الشان درخت اپنے پتی بھری شاخون کو پھیلائے ہوئے ہین۔ ہر طرف خوشنما روشین ہین اور تھکے ماندون کے لیے جابجا بنچین بچھی ہوئی ہین۔ کسی طرف چھوٹے چھوٹے تالاب اور آبشارین ہین کہین پانی مین ہزارون مرغابیان گلگشت لگا رہی ہین۔ ایک خوبصورت چوک ہے جہان فوارین چھوٹتے ہین اور پتھر کی ہوش ربا تصویرین رکھی ہوئی ہین۔ اس مقام کا نام پلیس ڈی لا کنکارڈ کہتے ہین۔ پیرس کے یہ مقامات فی الواقع لاجواب ہین تمام شہر تاریخی اور فرانسیسیون کی فتوحات کی یادگارون سے بھرا ہوا ہی۔ ان لحاظات سے لندن بہت کم پایہ ہی لیکن محنت کاردانی تجارتی ترقی مین لندن سے تکرکھانا محال ہے۔ تجارت کے اعتبار سے لندن سے پیرس کو وہی نسبت ہی جو دیو کو بالشتئے سے ہے۔

فرانسیسی نہایت خلیق اور ملنسار ہوتے ہین پہلی دفعہ دیکھکر اجنبی شخص کا دل انگریزون کی بہ نسبت اونکی طرف زیادہ کھنچتا ہی۔ مگر وہ ظاہر پرست بہت ہین

آئین وہ متانت تدین اور مروت نہیں ہوتی جو انگریزون پر ختم ہے غور کرنیکی بات ہے کہ وہ اپنے ملک کے انتظام اندرونی مین کیا خاک اڑا رہے ہین - ہر روز پارلیمنٹ مین شرمناک قضیے ہوتے ہین ذرا ذرا سی باتون پر ایک دوسرے لڑ بیٹھتے ہین گو کہ لڑنے والون کو شاباشی دینے کا مقام ہے کہ وہ اتنی ہوشیاری ضرور کرتے ہین کہ کسیکی چوٹ نہ آئے منتظمان ملک اپنی اپنی بڑائی کی تدبیرون مین مستغرق رہتے ہین اور بعض غرضی کے نام سے واقف نہین انگلستان ممکن ہے کہ تمام خوبیون سے جیسا چاہیئے ویسا آراستہ ہو مگر انصاف یہ ہے کہ وہان کے لبرل اور کنسرویٹو دونون اپنے ملک کے سچے بد خواہ ہین - انگریزون کی حکومت جب کسی دوسرے ملک مین ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی تعلیم و تربیت تہذیب و شایستگی اور فلاح و بہبودی کی فکر مین رہتے ہین اسکے برعکس فرانسیسی اونکو چاہ جہالت مین ڈالے رکھتے ہین - ہمنے یہ چند لفظ فرانس کی نسبت اس وجہ سے لکھے ہین کہ وہ ابھی تک دنیا کا شایستہ ترین حصہ اور اوسکا دار السلطنت بہترین شہر سمجھا جاتا ہے - یورپ کے دوسرے شہرون مثلاً وینس ٹیورن سیلان فلاورنس بیلز روم وغیرہ مین بھی خاص خاص باتین پائی جاتی ہین مثلاً کوئی اچھے موقع سے واقع ہے کوئی تاریخی واقعات اور عمدگی عمارات کے لحاظ سے شہرت یافتہ ہے کہین صنعت و حرفت کے عمدہ عمدہ نمونے موجود ہین مگر لندن کے سامنے سب گرد ہین فقط

بقیہ سفر کوہ نیلگری

(سلسلہ کے لئے نمبر ۷ جلد ۲ ملاحظہ ہو ۔)

۱۴ رمضان ۱۳۰۶ء روز چہارشنبہ

شب کو سردی کی وجہ سے آج مین ساڑھے آٹھہ بجے بیدار ہوا دس بجے چھوٹی حاضری ہوئی اور ساڑھے بارہ بجے برک فاست ہوا۔ تین بجے بعد کرنیل اور مسز پیل اور لیڈی سر الیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور سے ملاقات ہوئی سر آلیور سینٹ جان اور مسز ہاڈسن مکان مین نہ تھے اسلیئے کارڈ چھوڑ کر چلا آیا چھہ بجے بعد گھوڑے پر پولو گرونڈ اور تالاب کا چکر لگا کے سات بجے مکان کو واپس آیا آج سردی شدت سے ہے ۔ ہمراہی باورچی عبداللہ کو کہ ضعیف ہے بخار آگیا ہے۔

برن ہنٹ مکان سطح زمین سے آٹھہ ہزار یکسو فٹ بلند ہے ۔ اور اوسکے اندر پہاڑ آٹھہ ہزار تین سو فٹ بلند ہے اس بنگلہ مین اقسام کے رنگارنگ گل و بیل ہین ۔ سنکونہ اور صندل اور کافور کے درخت بہی بکثرت ہین ۔ تالاب مین پانی کم ہے اور جسقدر ہے وہ مہری سے روز نکل کے کم ہوتا جاتا ہے بارش ہونے سے یہان کے لوگونکا بیان ہے کہ امسال گرمی ہی مگر ہمکو تو اچھی سردی معلوم ہوتی ہے ۔ تالاب مین چلانے کیواسطے مدراس سے کشتی چھوٹی منگوائی گئی ہے شاید آج آجائے ۔ رات کو وسٹ[له] ہوا اور دو بجے بعد آرام کیا۔

۱۵ رمضان ۱۳۰۶ء روز پنجشنبہ

شب بیداری کی وجہ سے ہم نو بجے بیدار ہوئے بعد حمام وغیرہ گورنمنٹ

له قسم کھیل۔

ہوس ٹھیک بارہ بجے پہونچ گئی تک ایڈی کانگ نے پیش وائی کی اور پرائیوٹ سکریٹری نے ملاقاتی کمرہ مین لیجاکر گورنر صاحب کو اطلاع دی صاحب معزز آفس روم مین تھے وہین طلب فرمایا یہ مجرد دروازہ مین داخل ہونیکے لارڈ گینہار اگورنر مدراس نے نہایت تپاک سے پہلے آپ ہی اوٹھکر دروازہ تک بڑہے اور خیریت پرسی کی ہاتہ مین ہاتھہ ملایا برابر پچیس منٹ محبت آمیز گفتگو ہوتی رہی۔ ایہی لارڈ صاحب نے ہماری دعوت لندن مین بھی کی تھی۔ بڑے بہائی کی مزاج پرسی بہی کی اور بلدہ کی فوج کی تعداد اور اقسام اقوام فوج اور کچھہ مال گزاری کی کیفیت دریافت کیا اور فرمایا کہ آپکو یہان جو کچھہ مطلوب ہو بلا دریغ مجھسے مدد لیجیے مین بخوشی مدد دونگا اور یہہ بہی کہا کہ دعوتی کارڈ ۲۴ مئی کے روز پہونچیگا آپ ضرور تشریف لائیگا بعد رخصت لینکے دروازہ تک مشایعت کی۔ اور ایڈی کانگ نے گاڑی تک پہنچایا۔ وہان سے مین نے سر چارلیس آر بتھہ نٹ کمانڈر انچیف حشمت مدراس کے ملاقات کو گیا دس منٹ کی ملاقات رہی معلوم ہوا کہ یہہ فوجی آفسر بدمنغ ہین معمولی سوال وجواب ہوسے گویا آفیشل ملاقات ہوہی وہان سے نکل کے مین نے مسٹر شیشادری ایر منسٹر میسور کے ملاقات کو گیا وہان پہنچکے اپنے ملازم مسٹر سیبون کو کارڈ دیا سیبون زینہ کے قریب پہنچا تہا کہ ایک ہندو صاحب دہوتی باندہے ٹوئیٹ کا لانگ کوٹ جو ممنزلہ اوور کوٹ کے تہا پہنے ہوسے سرپر سفید ململ کا کوئی چار روپئی پٹکہ باندہے ہوئے موجود سیبون میرا یوروپین ملازم یہ نہ سمجہا کہ یہی دیوان صاحب ہین۔ بلکہ

ان کے سادہ مزاجی سے سمجھا کہ دیوان صاحب کے یہہ کوئی ملازم ہین فی الفور کارڈ انہی کو دیا اور کہا کہ یہ کارڈ دیوان صاحب کو دین پس وہی صاحب جو درحقیقت خود دیوان تھے زبان انگریزی مین کہا کہ اہا نواب منیر الملک بہادر آئیے آئیے یہہ کہتے ہوئے خود بڑہے اور گاڑی کے پاس آ گئے معلوم ہوا کہ یہی صاحب شیشادری ایرمسٹر ہین اور نہایت لایق اور فہمیدہ آدمی ہین کوئی دس منٹ ان سے یہی ملاقات رہی۔ آج برک فاسٹ ۲ بجے دن کے ہوا بعد غذا کے دو دوست کی بازی رہی۔ پانچ بجے منہہ ہات دہوکر ہوا خوری کی غرض سے۔ بروم گاڑی مین پولو گرونڈ اور تالاب ہوتے ہوئے سالک ہوٹل پہنچا یہان او تر کے سوڈا پیا سات بجے شام کو مکان واپس آیا آٹھہ بجے ڈنر ہوا اور مسٹر مری اور مسٹر ورڈ کو کل کے برک فاسٹ کی دعوتی چٹھیان روانہ ہوئین ڈنر کے بعد دو بازی وسٹ کہیلے گئے اور ۱۲ بجے استراحت ہوئی۔

۱۶ رمضان سنہ ۱۳۰۶ روز جمعہ

آج نو بجے بیدار ہوا سردی بہ نسبت ایام گذشتہ کے کم ہے اگرچہ ہر ایک بیڈروم مین آتشدان موجود ہے لیکن ہمکو آج تک اوسکے گرم کرنیکی ضرورت نہوئی۔ ٹہیک گیارہ بجے مسٹر مری ایجنٹ بنیک آف بنگال اور مسٹر ورڈ جسکے اہتمام سے ہمارا بنگلہ تھا اور انہین کے معرفت خرید اگیا تہا آ گئے ۱۲ تک اونسے مکالمت رہی سوا ۱۲ کو میز پر گئے قریب ایک کے کہانیسے فراغت ہوئی یہہ لوگ ۲ بجے تک یہان رہے بعد ازان تبدیل لباس کر کے مع ڈاکٹر صاحب لیڈی سو تہر کو

ملاقات کو بمبئی ہوس گئے برابر ایک گھنٹہ وہان رہا یہ لیڈی صاحبہ نہایت
خلیق ہین اور اونکی فکر معاش نہایت اچھی ہے انکا ذاتی چار کا باغ یہان موجود
ہے اور انکا بنگلہ یہان کے سب مکانات سے اچھا ہے انکا ارادہ ہے کہ اسکو
فروخت کرکے لندن جائین لیکن قیمت مکان معہ فرنیچر ۲ لاکھ سے کم نہین
بتلاتیین فی الواقع مکان نہایت اچھا اور فرنیچر اول درجہ کا موزون ہے -
یہانسے ہم معہ ڈاکٹر صاحب اور سید غلام رسول صاحب اور میر فیاض علی صاحب
اور پنوزنگم فینسی بازار گئے - یہان کے موجودہ لیڈیون نے آج اور کل
کیواسطے ایک فینسی بازار قایم کیا ہے - داخلہ کا ٹکٹ فی آدمی ایک روپیہ
ہے - یہ بازار اوسی کمرہ مین تھا جہان تھیٹر ہوا کرتا ہے - کمرہ نہایت وسیع
ہے اسمین ہر ایک لیڈی نے اپنی اپنی دوکان علیحدہ لگائی تھی اور ہر قسم
کے آرایشی سامان اور مٹھائی اور میوہ وغیرہ سے آراستہ تھی ہم ٹکٹ
ایک لیڈی سے جو دروازہ پر کھڑی تھی لیکر داخل کمرہ ہوئے کمرے مین داخل
ہوتے ہی سب سے پہلے ایک مہوش لیڈی نے ایک ایک گلدستہ
پیش کیا جسکی قیمت ممنونیت کے ساتھہ ایک ایک روپیہ ادا کیگئی پھر تو یہ حال
تھا کہ ہر ایک دوکاندار لیڈی اپنی اپنی طرف توجہ دلاتی تھی اور سب سے زیادہ لطف
مٹھائی کے دوکانون پر تھا بہر حال دو سو روپیہ کا سامان متفرق دوکانات سے
خرید اگیا - یہان گورنر صاحب اور کمانڈر انچیف اور سر الیور سینٹ جان
وغیرہ سے بھی ملاقات ہوی گورنر صاحب اور مہاراجہ میسور بہت جلد واپس چلے گئے

اور کمانڈر انچیف صاحب اس بازاری جلسہ مین بہی تمغہ زیب سینہ کئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر سگے جو میرے دوست ہین وہ بہی ایک دوکان پر ملے۔ سر آئیور سینٹ جان نہایت خلیق افسر ہین بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے اور ڈاکٹر یوسف علی صاحب کو پہچانا اور کہا کہ مین نے تمکو نواب سر سالار جنگ کے اسٹاف مین گلبرگہ مین دیکہا تہا اور فارسی زبان بول رہے تھے آغا سید علی صاحب شوستری کو بہت پوچہا اور کہتے تھے کہ مجھے چھہ سال سے فارسی زبان بولنی کا اتفاق نہین ہوا ہے باایں ہمہ فارسی خوب بولتے تھے ہم ساڑھے چار کو اس بازار سے باہر نکلے۔ اور سیدہے مکان آگئے۔ اسوقت نذرا سس سے قالین اور کرسیان وغیرہ جو بر ن فٹ مکان کے واسطے طلب ہوئے تھے پہونچے مکانکی آراستگی مین ایک گہنٹہ گذر گیا چھہ بجے بعزم سلک ہوٹیل بہمراہ سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب کے روانہ ہوئے اور ارادہ تہا کہ آج بلیئرڈ کہیلینگے لیکن اکوڈک برج تک جو ہمارے بنگلہ سے شاید چار سو گز ہوگا پہنچے تھے کہ غلیظ ابر نمودار ہوا اور شدت سے پانی برسنا شروع ہوا اگرچہ ہم بروم گاڑی مین تھے اور پانی سے کچھہ ضرر نہین تہا مگر دوسرے ہمراہیونکے بہیگ جانے کے خیال سے واپس مکان آگئے۔ یہ بارش صرف ہمکو تکلیف دینی آئی تہی جبکہ ہم گہر پہونچے پانی بند ہوگیا لیکن شام ہوگئی تہی اسلیئے باہر جانا نہوا ساڑھے سات بجے ڈنر ہوا۔ اور گیارہ تک وسٹ ہوتا رہا قریب بارہ بجے کے استراحت کیا۔

۱۷ رمضان سنہ ۱۳۰۶ روز شنبہ

آج بھی آٹھ بجے بیدار ہوا۔ شکار کے چندہ مین دو سو روپیہ دیا کیونکہ یہان کی لیئے یہہ لازمی بات تھی اخبار ملاحظہ ہوئے ساڑہے بارہ کو برک فاسٹ ہوا اور بلدہ وغیرہ کو چند خطوط تحریر کیا۔ بعد برک فاسٹ قریب ۲ بجے مسٹر شیشادری۔ ایس۔ سی ایس۔ آئی۔ دیوان میسور بازدید کو تشریف لائے۔ آج کا لباس کچھ مہذب تھا قریب نصف ساعت کے مکالمت رہی اور یہہ قرارداد ہوا کہ یکشنبہ کے روز ہز ہینس مہاراجہ میسور کی ملاقات کو جائین اور دوشنبہ کے روز ۵ بجے مہاراجہ میسور ہمارے بازدید کو برن فٹ مکان مین تشریف لائین ۵ بجے سے ۸ تک دو بازی وسٹ کی ہوی قریب ۵ ساعت کے گہوڑے پر سوار ہوکر فرن ہل تک گیا راہ مین سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور میر فیاض علیصاحب جوڑی گاڑی پر دوم مین ہوا خوری کو نکلے تھے ملے اور ہم سب ملکر فینسی بازار کے مکان تک آئے معلوم ہوا کہ بازار بھی ختم ہوا اور بہت سے لیڈیان اور جنٹلمن واپس چلے آئے تھے۔ یہان میرے خود ہانکنے کی گاڑی محبوب خان لائے مین معہ ڈاکٹر صاحب کے اس گاڑی پر سوار ہوا ساڑہے چھ بجے مکان کو واپس پہنچا گیارہ بجے شب تک وسٹ ہوتا رہا کل کے روز جو سامان کہ فینسی بازار مین خریدا تہا آج آیا۔ ۱۲ بجے استراحت ہوی۔

۱۸ رمضان سنہ ۱۳۰۶ روز یکشنبہ

سات بجے بیدار ہوا آج دس بجے مقیاس الحرارت ۵۶ درجہ پر ہے آج

اتوار ہے اسلیئے کل ۲ بجے تک سے یہان کے دو کانین بند ہین۔ نواب نواب وقار الامرا بہادر کے برک فاسٹ پر دعوت تھی اسلیئے صبح کہین جانا نہوا ٹہیک سوا بارہ کو نواب صاحب ممدوح تشریف لائے۔ جنکا انتظار ۱۲ بجے سے تھا ساڑہے بارہ کو میز پر بیٹھے بعد فراغ از طعام وسٹ کا ایک گیم ہوا جسمین مین اور اقبال الدولہ بہادر ایک طرف اور ڈاکٹر یوسف علی صاحب و جنرل محمد اکبر صاحب ایکطرف تھے اتنی موخر الذکر شخص نے گیم جیتا۔ برابر ۳ بجے نواب صاحب محتشم الیہ رخصت ہوئے مین منہ ہاتہہ دہوکر کپڑے بدلا اور ڈاکٹر صاحب کو ہمراہ لیکر چار بجے مہاراجہ صاحب بہادر میسور کی ملاقات کو گیا گاڑی تک ایڈی کانگ اور پرایوٹ سکریٹری مسٹر مارٹن نے استقبال کیا ملاقاتی کمرہ مین دو کرسیان صدر مین بچہی ہوئی تہین یہ مجرد داخل ہونے کے مہاراجہ بہادر نے سروقد تعظیم دیکر شیک ہنڈ کیا اور برابر کی کرسی پر بٹہایا۔ حضور پرنور کی مزاج پرسی فرمائی اور معمولی اخلاقی مکالمت کے بعد عطر پہول پان دیکر رخصت فرمایا اور مشایعت بہی اوسی تسم سے ہوئی گاڑی مین سوار ہوتے وقت پرایوٹ سکریٹری نے کہاکہ مہاراجہ بہادر کل ڈیڑہ بجے بازدید کو رونق بخش ہونگے وہانسے مین پانچ بجے کے قریب نواب وقار الامرا بہادر کے بنگلہ پر پوشاک بدلی اور سواری کے کپڑے پہنے اور نواب صاحب معزز کے ہمراہ تالاب پر سیر کو نکلا سید غلام رسول اور میر فیاض علی صاحب بہی بروم مین سوار ہوکر پونے چھہ بجے تالاب پر پہونچے

یہان آٹہہ دس کشتیون مین اکثر یورپین معہ پری رخان فرنگ بعض مین ایک
ایک جوڑا اور بعض مین دو دو جوڑی حسب مرضی تالاب مین چکرین لگا رہی تہی
عجب سیر کی جاسے ہی اور یہی ایک مقام بہت خوشگوار ہے چونکہ مین
بہی اس کلب کا ممبر ہون ایک چہوٹی کشتی مین تنہا سوار ہوا اور خوب گشت
ہوی اور نواب وقار الامرا بہادر بہی کشتی مین گشت کرتے رہے - الغرض
ساڑہے چہہ بجے تالاب پر نواب وقار الامرا بہادر سے رخصت ہوکر سیدہی
سلک ہوٹیل کو گیا - بلیرڈ روم کہلواکر ڈاکٹر صاحب کے ساتہہ ایک گیم سو کا
کہیلا یہان مسٹر ڈرو سے ملاقات ہوی چونکہ روز یکشنبہ تہا یہانکے مقیم
یورپین گرجا گئے تہے - ساڑہے سات بجے مکان واپس ہوئے آٹہہ بجے
ڈنر ہوا - ۱۲ بجے آرام کیا شب کو بدخوابی بہی رہی - آج شب کو ۱ بجے تک بارش
ہوتی رہی اس اثنا مین یہان کے چاء کے طور طریقون کی دریافت کرتا رہا یہان
کے چاء کے باغات اکثر یورپین کے قابو مین ہین جیسا کہ سنکونا کی کاشت مین
فوائد ہین چاء کے فوائد بہی اس سے کچہ کم نہین بڑے بڑے دولت کا ذریعہ جو ہندوستانیون
نہین افسوس ہے کہ خود اہل ہند اسپر توجہ نہین کرتے بخلاف اسکے اہل یورپ ہزارون
کوس سے یہان آکر ایسے سود مند کامونکو جاری کرتے ہین اور بڑی دولت کما لیجاتے ہین
اب مین چاء کی مفصل کیفیت بلا کم و کاست نقل کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ
کبہی نہ کبہی ہمارے اہل وطن بہی اس سود مند زراعت کے جانب توجہ
کرینگے -

چاء کا بیان

زراعت اور انتظام

جسقدر تجربہ اسوقت تک حاصل ہوچکا ہے کہاجاتا ہے کہ انکے موافق انتظام غالب درجہ بہتر ہی ہوگا۔ پس ضرورت کے موافق قطع زمین تلاش کرکے سب سے پہلے سڑکون پر لحاظ کرنا چاہیئے۔

سڑک

اگر وہ قطع زمین کسی وادی کوہ مین واقع ہو تو سڑک بلند ترین مقام سے شروع ہونی چاہیئے اور رفتہ رفتہ اوسکا ڈھال نشیب وادی مین اسقدر لیجانا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ ایک اور اٹھارہ کی نسبت ہو بعدہ متوازی سڑکین اوسی اُتار چڑہاو کی بنائی جائین جنمین باہمی سو گز کا فرق ہو جیسا وہان کے زمین کا اقتضا ہو بعدہ ان متوازی سڑکون کو آخر مین ملا دینا چاہیئے۔ اگر یہہ کام اچھی طرح کیا جائے تو آیندہ کے بہت سے تکالیف اور اخراجات سے پناہ رہے۔
پہلے پہل پوری حدتک سڑکون کا وسیع کرنا ضرور نہین چار میل کے چوڑائی غالباً برسون تک کیلئے ضرورت رفع کریگی لیکن یہہ مناسب نہو گا اگر سڑک پر جابجا گڑہے کہود دئے جائین تاکہ یہہ معلوم رہے کہ پوری وسعت کہانتک ہے ان مقامون پر زراعت نہو۔ اسنے سڑک کی حد قائم رہیگی اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ سڑکین اسقدر وسعت کے ساتھہ کہولی جائے کہ عمارات کا موقع موزون واقع ہو اوسی وقت اس امر کی بہی فکر رکہنی چاہیئے کہ اگر سڑک کے راہ مین کوئی ندی واقع ہو جائے تو کنارے کنارے پانی

بہانے سے فائدہ اٹھایا جائے۔

عمارات

چار رکے باغات میں عمارات کا موقع منتخب کرنے کیلئے یہ خیال ضرور رہے کہ صرف دو ہی مجموعہ عمارتوں کا ہو۔ بنگلہ دفاتر اور کارخانہ ایک مجموعہ میں اور محرروں کی نشست گاہ۔ قلیوں کی لائن اور مویشیوں کے باندھنے کی جگہہ دوسرے مجموعہ میں ہو۔ عمارت جہاں بنے ضرور ہے کہ وہاں آسائش آرام اور راحت جملہ متعلقین کا خیال رہے۔ اگر سڑکیں اسطرح بنالی گئی ہوں کہ ان سے کسی میں پانی بغیر زمین توڑے بہتا رہے تو سایہ دار مناسب جگہہ عمارت بنانیکی ملجائیگی اگر ہو سکے تو عمارت لب سڑک نہر کے قریب تعمیر ہو کیونکہ اس سے پانی اکثر صاف رہا کرتا ہے اور جو نہر عمارت سے فاصلہ پر ہوتی ہے اوسکا پانی اکثر خراب رہتا ہے۔

جب موقع تعمیر مکان کا ملجائے تو تعمیر شروع ہو۔ سڑک سے متصل بنگلہ ہو اور اوسکے پیچھے کارخانہ۔ اگر موقع ہو تو عمارتوں کا مجموعہ مستطیل خواہ مربع ہو جو بہت موزون اور آرام دہ ہوگا۔ بشرطیکہ وضع وغیرہ درست ہو۔ اگر عمارتوں کا مجموعہ اسطرح واقع ہو کہ سڑک پر نصف دائرہ بنجائے تو اور خوبصورت اور آرام دہ ہو۔

اگر عمارت اس وضع کی بنائی جائے تو کارخانہ کسی عارضی خیمہ یا جھونپڑی میں

ہوا ور جب اسکی تکمیل ہو جائے تو سڑک کے پیچھے عمارت اور باغ سے ملحق پودہ رکھنے کا مکان یعنے نرسری بنایا جائے ۔ رقبہ کل احاطہ کا جسمین باغ ۔ سڑک مکانات وغیرہ ہون ایک یا دو یا تین ایکڑ زمین سے زیادہ ہو ۔ اگر پودہ رکھنے کا مکان اور دوسرے تعمیرات ٹھیکہ پر ہو تو بہتر کیونکہ پھر قلیون کی لائن کی جلدی نرہیگی اطمینان سے تعمیر ہوگی ۔

اگر کوئی گانو بڈاگا لوگون کا ملجاے تو ٹھیکہ پر کام چلانے مین بہت آسانی ہوگی کیونکہ یہ لوگ ٹھیکہ کا کام بہت خوشی سے کرتے ہین اگر درمیان مین جنگل واقع ہو تو درختون کو نکال ڈالین اور زمین کو کنکر اور درختون کے جڑون سے خوب صاف کرین اوسوقت زمین پود رکھنے کے لیے تیار ہو جائیگی ۔

پودہ رکھنے کا بیان

اس مکان کے گرد کٹہرا لگا دینا چاہیئے اور کٹہرے کے آس پاس بربری یا گلاب کی جہاڑیان ہون ۔ اسوقت ہی بہت کم قلیون کی ضرورت ہوگی اگر بڈاگا ملجائین تو بہتر ہے کیونکہ قلیون کی قطار دن کے بنانے مین سب مہلت ملجائیگی ۔

پود رکھنے کے لیے مکان مسطح کہودنا چاہیئے کیاری درخت رکھنے کی پانچ فٹ اور راہ دو فٹ ہو زمین کے توقع کے لحاظ سے اختیار ہے کہ کیاریان سیڑی ہون یا لمبی کیاریان عمدہ طور سے برابر کرنی چاہیئے اور پتھر اور جڑ ا ند سے نکالکر

راکھ سے ڈھانپ دینا چاہیئے اور جب یہ باتین ہوجائے اور سڑک بھی بنجائی اور پودھون کے لیئے مکان بھی تیار ہوجائے اور پانی کی نہر بھی درست ہوجائے تو تخم ریزی شروع کردینی چاہیئے۔

تخم ریزی

نیلگری پر چار کے عمدہ باغات سے فی الحال تخم بہت اچھے ملتے ہین۔ اگر موسم موزون ہو تو فوراً تخم لیلینا چاہیئے۔ پودہ رکھنے کے مکان سے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اسمین پہیلے ہوئے درختون کی کہانتک گنجایش ہوگی پس اوسیکے موافق زمین کو بہر خواہ آلہ سے خوب مضبوط کرنا چاہیئے زمین سطح ہو بعدہ تخم اوس سطح زمین پر بونا چاہیئے۔ تخم ریزی باقاعدہ اور تمام برابر ہو۔ دو تین انچہ دبیز گھاس یا سڑی پتی بچھا دینی چاہیئے۔ گھاس برابر اور باقاعدہ بچھنی چاہیئے گھاس کی دبازت موسم کے موافق ہوتی ہے۔ برسات کے ایام مین گھاس ایک انچہ دبیز ہو بشرطیکہ خوب سڑے۔ گرمی کے موسم مین دبازت کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ دھوپ تخمون تک نہ پہونچے کیونکہ دھوپ ہونے سے تخم خراب ہوجاتے ہین۔ اگر گرمی کے ایام مین تخم ریزی ہو تو اُگی دیکھنے کے بعد ہی پانی سے خوب تر کرنا چاہیئے بعدہ دو ہفتہ تک کسی قسم کی فکر نہ کرنی ہوگی اسکے بعد دیکھنا چاہیئے کہ اگر کلہ پھوٹ گیا ہو تو فوراً نرسری مین لیجاکر پودہ لگا دینا چاہیئے تجربہ سے معلوم ہوا کہ آدہ سڑے گھاس مین

پودہ کا اُگنا بہتر ہے اور برسات کے شروع مین بھی پودے دوسرے جگہہ پر لگا دئے جائین کیونکہ زیادہ عمر ہونے سے پودہون کو زیادہ ضرر کا خوف نہین ہوتا جب تخمون سے کلّا ہونے یا دوسرے جگہہ لگانیکے قابل ہون تو ہر کیاری مین دو آدمیون کو مقرر کیا چاہیے انکی پاس دندانہ وار کہیت کا ایک تختہ اور تخمون کا ایک ٹوکرا ہونا چاہیے کیاری کے چوڑائی کے برابر تختہ کی لمبائی ہو اور عرض مین صرف دو انچ ہو اور چار چار انچہ پر دندانہ بنے ہون ۔ دندانہ کے مقابل سب بیج بونا چاہیے ۔ تختہ کا کنارہ لائن پر تولنے سے یہہ فایدہ ہوگا کہ کل درخت چاروں کے باقاعدہ مسلسل ہو جائنگے کیارون مین فاصلہ ایک فٹ کا ہونا چاہیے ۔ یہہ ضرور ہے کہ پودہون کی نازک جڑین مٹی کے ساتھہ ہون ۔ برتقلیل اس خاص امر مین بیفکری کیجب کافی تعداد پودہون کی لگ گئی تو پھر کسی قسم کی فکر باقی نرہیجائیگی صرف کپاس کا دور کرنا اور کبھی کبھی پانی دینا ہوگا ۔ بہت سے حالتون مین کم عمر پودہون کی محافظت ضرور ہوتی ہے اور اس کا نہایت سے زیادہ آسان طریقہ یہہ ہے کہ کیاریون کی چارون طرف سے کیڑا لگا دیا جاوے اور اگر موسم مین کپاس کی ضرورت ہو تو پورانی کپاس کو نکالکر نئی کپاس درستگی کرنی چاہیے اگر اسی اثنا مین کہرا پڑے تو بہت اچھا طاسے رات ہونیسے پہلے اس مقام پر سایہ کر دینا چاہیے جب کاشتکار کو اس سے فرصت ہوگی تو مستقل بفکر کارخانہ کی فکر باقی رہجائیگی اور دو ایک برس کے بعد پودہون کیجانب توجہ پھریگی ۔

قلیون کی لائن

اگر ممکن ہو تو بدا کا لوگون کو ٹہیکہ دینا چاہیئے کہ اسقدر کفایات کیلیئے اس قدر رقم دیجائیگی بشرطیکہ مکانات تعلق معمولی درجہ کے بنائے ہون ناہموار تہرون یا اینٹون سے مکان بنوانا اور کہپریل سے چہوانا بہتر ہے اسکا کفایتی نتیجہ آخر کو بہت مفید ہوگا۔

بنگلہ

ہر حالت مین وسعت عمارت کا انتظام کاشتکار چاء کے رائے اور وسعت مقام پر منحصر ہے جب بنگلہ تیار ہوجاوے تو جو عارضی مکان کارخانہ کے مرتب تیار شدہ تہا اوسکو منہدم کردینا چاہیئے بعدہ کارخانہ کی تعمیر ہو اور سب کے پہلے اوسکا نقشہ مرتب کرکے اچہی طرح غور کرلینا چاہیئے۔

کارخانہ

جب سے مجہکو چاء سازی کے اصول معلوم ہوے اوسوقت سے مینے گرم پانی کو گرمی پیدا کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ خیال کیا مینے ابتک نہین سنا کہ کسی کارخانہ مین کامیابی کے ساتہہ اس سے کام لیا گیا ہو لیکن مجہکو یقین کامل ہے کہ اس طریقہ سے بہت سا بڑا فایدہ ہوگا۔ پانی ضرورت سے زیادہ گرم کیا جاتا ہے یہانتک کہ سبز چاء بنانے سے جو پانی جلانے کیلئے حرارت پہونچای جاتی ہے وہ بہی بہت زیادہ ہوتی ہے اب ہم بہت مفید اور کم خرچ طریقہ تیار کرنے مین جنمین پہلے خوبی یہ ہے کہ اگر اس طریقہ سے

عملدرآمد کیا گیا تو لکڑی کا کوئلہ جو اندنون نہایت قیمتی ہوگیا ہے بالکل بیکار ہوجائیگا - کل آلات بھوسنے اور گرم کرنیکے ایک دیگدان کے ایک سے گرم ہونگے خشک کرنے والی آلات اسطرح ترتیب دئیے جائیں جو نہ صرف تیار شدہ چاء کو خشک کریں بلکہ چاء کو بھی گرم کریں جو ملون کے اوپر طاقون پر پھیلی رہیں اور اسطرح ایام برسات مین بھی پتیان خشک ہوجائیں اور چھوٹ موٹ ہوائی موسم مین جو مسلسل مشکلات بڑی ہے وہ بالکل جاتی رہینگے - دوسرے یہہ کہ کارخانہ کے اندر نکلی دھول یا دھوان نہ جائیگا - اور اگر انتظام اچھی طرح ہوجائے تو کمرون کی تعداد مین تعمیری آلات مین اور محنت مین بہت کمی ہوجائیگی پائپ کی حرارت مین کمی بیشی حسب ضرورت کیجا سکتی ہے اور اسیطرح چاء کے جلجانیکا خوف نہین ہر قسم کے بوائلر مکانات اور دوسرے قسم کے عمارتون کے گرم کرنے کیلئے اب بنائے جاتے ہیں - چنانچہ انگلستان کا کرسٹل پیلیس اور اعلی درجہ کے گرجے اور دوسرے سرکاری عمارتین گرم پانی کے ذریعہ سے محرور کیجاتی ہین اور اسطرح عین ایام سرما مین مکانون کے اندر گرم ملکون کی حرارت قایم رکھی جاتی ہے چاء کے کاشتکارون کیلئے بوائلر (پانی گرم کرنیکا ظرف) نہایت مفید چیز ہے جو بغیر کسی قسم کی عمارت جدید کے موزون کے ساتھہ قایم ہوسکتا ہے - اور چاہو اگچہ کا پائپ معہ اور ضروری سامانون کے بہت ارزان ہے اور کلان بوائلر سے مساوی درجہ کی حرارت قایم رہتی ہے -

طشت جنمین دو تین نلیان پانی بہنے کی ہون حسب خاطر بنوایا جاسکتا ہے
اوسکی نلیان باہم ایک دوسرے سے ملی رہینگی اور ان سب کا سلسلہ اصلی
بوائلر اور پائپ سے مسلسل رہیگا۔ صرف یہی ایک آلہ ہوگا جسمین (پانی
گرم کرنے کے آلات) بنانیوالیکو تعلیم کی ضرورت ہوگی کیونکہ لبطور خود
سمجھہ لینا آسان نہین ہے۔ جسقدر حرارت پہونچانی کی ضرورت ہو اوسی
نسبت سے بوائلر بہی جسیم ہو اور پائپ کی طولانی بہی۔ کارخانہ کے ایک
مسقف مکان مین یہہ بوائلر معہ ایندہن کے رکہا جاسکتا ہے۔ پانی گرم ہوتی
سے طشتون مین اور پائپ کے ذریعہ سے تمام کارخانہ مین پہونچ جائیگا قبل
اسکے کہ بوائلر مین پہر گرم ہونیکے لئے واپس آئے اس انتظام سے چاء بنانیکا
کمرہ مکمل ہوجائیگا کیونکہ ایک کنارہ پر چاء بہونے کا طشت پتیون کے رگڑ
نیکی نیز خواہ کل درمیان مین خشک کرنیکے پائپ ہر چہار طرف کمرے مین۔
اور بلندی پر دیوار مین رات کو سبز چاء پہیلانیکے طاق ۔ یہہ آخری انتظام
نہایت کم خرچ اور مفید ہی کیونکہ گرم پائپ کے ذریعہ سے کل ترپتیون مین یا
جو طاقون پر رہینگی برسات کے ایام مین راتون کو حرارت پہونچیگی اور
چینیون کے طرز تیاری چاء سے زیادہ مفید ہوگا کیونکہ اوس مین دہوان یا
خاک نہ پہونچیگی چہوٹے چہوٹے باغون سے ممکن ہے کہ یہہ طریقہ زیادہ
مناسب ہو حالانکہ مجہکو یقین ہے کہ وہان بہی اس سے بخوبی کام چلجائیگا۔
ایک کمرہ ۵۰۰ فٹ کے طشت ہوتے ہین جو امنیٹ اور چونے کے چوڑے

بنے رہتے ہین نیچے آنچ ہوتی ہے یا ہر طشت علحدہ علحدہ گرم ہوتا ہے اسمین بتی رگڑنیکا پتھر ہی رہتا ہے۔ دوسرے کمرہ مین خشک کرنیوالی آگ لکڑے کے کولون کی ہوتی جو چولھون یا لوکرون یا چلمنون مین رکھی جاتی ہے اور کمرہ مین بند پتیان پھیلائی جاتی ہین اور کولہ و لکڑی جمع کیجاتی ہے اگر بہت ہی عمدہ انتظام ہو تو بھی یہہ مکانات خاک آلودہ - گڑبڑ سڑبڑ اور دھوان دہار ہوتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ بہت کچھہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ انتظام اور طریقہ تیاری دونون مین سخت محتاجی ہے۔

اسوقت جبکہ دفتر - بنگلہ - اور قلیون کے مکانات تیار ہو جائینگے اور کارخانہ کا نقشہ مکمل ہو جائیگا تو نرسری مین درختون کی نشو نما اسقدر ہو جائیگی کہ مستقل طور سے جہان زمین صحت کیگئی ہو لگا دی جاسے یا زمین انکے لئے درست کیجاسے مگر چونکہ جنگل اور گھاس کی زمین کے ساتھہ خاص طور سے خدمت کیجاتی ہے اسواسطے ہر دو کا بیان یہان مناسب ہوگا۔

جنگل

اگر ممکن ہو تو ٹھیکہ کے ذریعہ سے جنگل کٹوا کر جلوا دینا چاہیئے بدا کا قوم کے لوگ بہت خوشی سے ٹھیکہ لینگے جہانتک ممکن ہو مانسون کے ختم ہوتے اس کام کو شروع کر دینا چاہیئے جس مین کاشتکارون کو ایام فلیہ رانی تک برابر مصروف رہنا پڑیگا اسوقت ایک معقول تعداد اوزار کی لینی ہوگی مگر بسا اوقات بدا کا لوگون کے پاس انہین کے اوزار ہوتے ہین - پتیون کے چھانٹنے کا

چاقو او سوقت تک لینا ہوگا جب تک کہ پودے زیادہ عمر کے نہون اگر موقع ہو اور یہہ سمجہہ لیا جاسے کہ کارخانہ پورا نے طریق پر چلایا جائیگا تو جنگل کی لکڑیون کا کوئلہ لینا چاہئے اگرچہ اوسکے فی الفور استعمال کی ضرورت نہو کیونکہ کوئلہ سڑ جانے والی چیز نہین ہے بلکہ اگر خریدار موجود ہو تو بروقت کوئلے اچھی قیمت آجاتی ہے جب زمین صاف ہوجاسے تو درختون کے جڑون کو کہود کر نکال ڈالنا چاہئے - اور اس کام کو اگر ممکن ہو تو گرمی کے موسم مین شروع ہو کیونکہ اکثر برسات کے ایام مین سنا کی جڑین کام کو خراب کردیتی ہین پانچ فٹ مربع فاصلہ سے چاء کے پودہون کا لگانا بہت مناسب ہے اس سے کم وسعت دینا مضر ہے آٹھ برس کے درخت ناپے گئے جنکا پہیلاو ۹ فٹ تہا اور اوسیقدر جڑ پہیلین ہوئی تہی بلکہ بعض جاتون مین اس سے بہی زاید اگر ۵ فٹ کم وسعت مین پودے لگاسے جاینگے تو جو اعلیٰ درجہ کی زمین ان درختون کے نشو نما کی باعث ہوگی وہ بجاسے ۸ برس کے ۔ بہت جلد گرجائیگی جسسے خود درختون کے نشو و نما مین فرق آجائیگا - خراب زمین پر اگرچہ پہلے سال مین پتیان زیادہ نکلین لیکن درختون کے زیادتی سے زمین کی بالکل قوت کم ہوجائیگی اور بہت ہی چند روز مین کہاد دینے کی ضرورت ہوگی حالانکہ او رحالت مین جلد کہاد کی ضرورت نہوتی -

کہونٹی گاڑنا

پہلے ایک طول لائن بچھا دینی چاہیئے اور پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر مضبوط کھونٹا لگا دینا چاہیئے اسیطرح ایک دوسرے لائن عرض مین بچھانی چاہیئے جسکا زاویہ قایمہ ہو اور یہہ لائن سے اوسیطرح پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر ہون - پس جب عرض اور طول کی لائنین ملینگی تو پانچ فٹ کا مربع بنجائیگا - جہان جہان اتصال طرفین کی لائن کا ہو وہان کہونٹی گاڑ دینا چاہیئے مگر لائن خوب سیدھی ہون کہونٹیان مضبوطی سے گاڑی جاوین کیونکہ زمین کہودنے سے پہلے عرصہ تک کہونٹیان اسیطرح رہینگی -

زمین کہودنا

زمین کہودنیکا کام ٹہیکہ پر دینا چاہیئے مگر یہہ لحاظ ضرور رہے کہ ٹہیکہ دار بہت سلیقہ کے ساتھہ کام کرین ۱۸ انچہ کا خندق چاء کے پودہون کیلئے کافی ہوگا اور جب اس مقدار کے خندق تیار ہو جاوے تو انکو بند کر دینا چاہیئے - جب پہاڑ کے مغربی حصہ پر جنوبی مغربی موسمی ہوا اچھی طرح آجاوے اور اسیطرح مشرقی حصہ پر شمال مشرقی ہوا اور زمین کافی طور سے نم ہو گئی ہو تو پودہون کے لگانیکا نہایت عمدہ وقت یہی ہے -

پودہا لگانا

چاء کے پودہے لگانے مین تین گروہ کرنا چاہیئے ایک مختصر مگر ہوشیار گروہ نرسری یعنے ذخیرہ مین درختون کا اٹہانا دوسرا گروہ لانیوالون کا اور تیسرا گروہ لگانیوالون کا ہو - ہر روز ایک آدمی دو سو درخت سے جنکی عمر

۲ برس کی ہو زیادہ نہ لگائے اگر زیادہ کی ہوس کریگا تو ممکن ہے کہ کام خراب ہو جاے یہہ دیکھہ لینا چاہئے کہ پودہون کی جڑین اوس تیار شدہ سوراخ مین آسانی سے آتی ہیں یا نہین اگر زیادہ ہون تو تیز چاقو سے مختصر کر ڈالنا چاہئے اور جسقدر گہرے پودے جڑ سے مین تھے اوسیقدر گہرے یہان لگانا مناسب ہے پودہے کے جڑ کی مٹی آس پاس دو تین انچہ اونچے ہے تاکہ زمین کے ڈہالو ہونے یا زیادہ پانی گرنے سے کچھہ نقصان نہو۔

سایہ

بیشک سایہ کرنا درختون کو مفید ہے۔۔ پودے کے گرد اور اوسکے قریب مین فرن یا اور کوی دوسرے گہاس ہے جو قابل سایہ کرنے کے ہونگا دینی چاہئے یہہ مناسب نہین ہے کہ پودے کو ایسا ڈہانپین کہ روشنی نہ پہونچے بلکہ آفتاب کی تیز دہوپ جو بعضے اوقات خاص وسط مانسون مین ہوتی ہے رکاوٹ ہو۔

گراس لینڈ

جس زمین پر گہاس ہوتی ہے اوسکی زراعت و برداخت جنگلات سے مختلف ہے۔ پہلے گہاس کہودنا چاہئے جسکا خرچہ فی ایکر دس روپیہ سے زاید نہوگا انگلستان مین بعض مواقع پر دس شلنگ فی ایکر خرچ پڑا ہے اگر زمین پر ہل چلا دیا جاے تو کام مین بہت آسانی ہوگی ایک اور منافع کی یہہ بات ہے کہ اگر ان ڈہیلون کو سڑا کر کیا دیتا ہے تو بہت مفید ہوگا کیونکہ

ایک مقدار سیر کہاد کی کیست کی دو چند گوبر کے برابر ہوتی ہے علاوہ برین
اور ہر وہ ڈہیلے جب توڑ ڈالے جائینگے تو بعد کو حسب خاطر زمین پیدا ہو جائیگی
ڈہیلون کو دہوپ مین سکہلانا یا اوسکے گہاس کو ملا[illegible]ت مقرر ہے جب زمین
کہد جاسے تو جو طریقہ آیندہ ترتیب کا جنگل کے بیان [illegible] ہو وہی یہان کی جاسے
یہہ سمجہنا غلطی ہے کہ اس کہودنے سے آیندہ پودہون کے سوراخ بنانیکی
ضرورت نہ رہیجائیگی - بڑی پودہون کے قابل سوراخ ضرور بنانا چاہئیے
اور درخت لگانے کے ایام سے بنانا بہت تکلیف دہ ہوگا اس سطح
اراضی پر دوسری جگہہ کی مٹی ڈالنا مقرر ہوگا - ڈہیلون کا مٹی کرنا اور بعدہ
آفتاب اور ہوا کہلانا بہت مفید ثابت ہوگا -

گہاس چہیلنا

اگر پودہے لگانیکے ایام مین باغات مین گہاس وغیرہ زیادہ اُگی ہون تو اوسکو
فوراً صاف کر ڈالنا چاہئیے جب باغات ایکمرتبہ اسطرح صاف ہو جائینگے
تو پہر چہہ روپیہ سالانہ فی ایکڑ خرچ پڑا کریگا -

انتظام درختان چاء

اول - دوم - سوم سال

جب کوئی گہاس یا اور کوئی شجرہ جو دوسرے پودہون کی قوت کہینچ لینا چاہے
تو ایسی شئے کو فوراً اکہاڑکر پہینک دینا چاہئیے -
اگر اسطرح کی احتیاط عمل مین لاسے جاسے تو درخت کے پانچوین سال تک

کاٹ چھانٹ کی ضرورت نہوگی - اوسوقت جو ضرورت بھی ہوگی وہ درختون کے خوبصورت اور باقاعدہ بنانیکے لئے کیجا ئیگی -

چھانٹنا

قاعدہ ہے کہ اگر عرصہ تک غفلت نہ کیجاے تو زیادہ کانٹ چھانٹ کی ضرورت نہ پڑے - اگر کم عمری مین وقت ضروری پر پتیون کو چٹکیون سے توڑتے رہین تو چاقو استعمال کرنیکی ضرورت لاحق نہو - جب وہ ایک معقول حالت تک ترقی کر جاتے ہے اوسوقت سے کانٹ چھانٹ برابر رہتی ہے جس سے شاخین بدنما اور ٹھٹھرے ہوے معلوم ہوتے ہین بہتر ہے کہ ایسے درختون کو بالکل کاٹ ہی ڈالین اور عمدہ موسم مین از سرنو ترقی دین جسکے لئے جنوری مہینہ بہت اچھا ہے -

کترنے کیلئے چاقو استعمال ہونہ کہ قینچی اور اس امر کا خیال رہے کہ شاخ کا ٹھٹھرا ہوا آخری حصہ کترتے وقت شاخ کی سطح چوڑی اور برابر رہے - کیونکہ اسی سطح سے پھر کوپلین پھوٹینگے - اور آیندہ اوسکی زندگی کا دارمدار بھی ہوگا -

زینت باغ

جہانتک ممکن ہو باغ کو آرایشی اور نمایشی درختون سے آراستہ کرنا چاہئے بڑی اور سڑکون کے کنارون پر اسطرح لگائے جائین کہ خوبصورتی اور فایدہ دونو ہو - درخت اکاسیا تو باغ کے اندر جہان چار کے پودے ہون نہ لگانا چاہئے - ہان بلندی خواہ گھاس کے میدانون پر یہہ درخت اور یوکلپٹس لگانیکے لئے

لگائے جا سکتے ہین - مگر زینت کے لئے - چنیس - کپڑے سے اور اور بہت سے نمایشی درخت بلندی اور عمدہ اراضی پر جو انکے لئے موزون ہو لگائے جا سکتے ہین سڑکون پر سنکوتا - شفتالو - اور نارنگی وغیرہ کے درخت لگانے سے زینت اور فایدہ دونون ہے - لیکن کوئی درخت لگایا جاوے شرط یہی ہے کہ انکی حفاظت خوب ہو کیونکہ سمبر زمین اکثر کہا جاتی ہے اور اگر نہین کہائین تو بہت نقصان پہونچاتی ہے -

سڑکون کے نشیبی حصہ مین کنارے کنارے گہاس لگا دینے چاہئے کیونکہ اس سے دو فایدہ ہے اول تو زینت ہوگی دوم پانی کے بہاؤ سے کنارے مسمار نہو جاسینگے - اور گہاس والی زمین مین آخری حصہ صاف رکہنا چاہئے جبکہ سڑک بنی ہو اور جب زمین کہو دیگئی ہو تو پہر گہانس جما لینا چاہئے -

باغات

کونور - کٹا گیری وغیرہ مین جہان باغ میوہ جات ہو سکتے ہین لگانا چاہئے لکاٹ - امرود - شفتالو - سیب - بیر - نارنگی - لیمو - انار وغیرہ پانچہزار سے چہ ہزار فٹ بلندی پر ہوتے ہین اور اگر ذری محنت زیادہ کیجاوے تو انگور اور اسٹرابری اور راسبری وغیرہ بہی بخوبی پیدا ہو -

ترکاری اور پہول کے باغات بہی لگائے جا سکتے ہین مگر یہہ ایک ایسا معاملہ ہے جسپر بہت کچہہ رایون کا ردو بدل ہوگا کیونکہ مقامی کاشتکارون کی رغبت پر منحصر ہے -

طریقہ تیاری

کالی چاء

کالی چاء بنانیکے لئے غیر محدود طریقے ہین۔ بہت کچھہ کاریگرون کی ہوشیاری اور موزونیت وقت وسعت کارخانہ اور آب وہوا پر منحصر ہے۔ اور اسلئے خود تیار شدہ چاء سے فرق رہا کرتاہے جو کارخانہ کافی طور سے وسیع ہوتا ہے ایمین بکثرت اور انتظام درست رہتاہے اوس مین چاء بنانیکے لئے موسم کی کچھہ پابندی نہین کیجاتی اور اگر یہہ باتین نہون تو تیار شدہ چاء کے اوصاف مین فرق ہو جاتا ہے کیونکہ وسعت کارخانہ۔ وقت اور حرارت کافی طور سے نہین ہوتی۔ چاء کے تیاری مین پہلا کام سبز پتیون کے جمع کرنیکا ہے فصل کاٹنے کے پہلے پودھون کی عمر اور چند ضروری باتون کو دیکھہ لینا چاہئے۔

دو باتون کا لحاظ ضرور ہے اول یہہ کہ پتیان زیادہ نکلین دوم یہہ کہ درختون کے صحت و قوت مین فرق نہ آئے۔ اِس معاملہ مین بہت سخت غلطیان ہو جایا کرتے ہین چاء کی پتیون اور جڑون کا برابر لحاظ رکھنا چاہئے اگر پتیان زیادہ توڑین تو جڑ کمزور ہو جائیگی اور پھر پتیان کم نکلینگی چین مین تین مرتبہ یعنے بہار۔ خزان اور گرمی مین پتیان توڑتے ہین۔ لیکن توڑنے کے پہلے وہ اوسکو بڑہنے خوب دیتے ہین۔ اہل چین کا اقرار ہے کہ موسم بہار مین جب وہ پہلی چاء کم عمر درختون سے توڑتے ہین تو آئندہ ترقی مسدود ہو جاتی ہے یہہ غلط ہے کہ زیادہ توڑنے سے زیادہ پتیان آئینگی

زیادہ توڑنے سے ہر مرتبہ پتی کم ہوتی جائیگی۔

عورتوں کا ایک معتدبہ گروہ ۱۸ - ۲۰ پونڈ سبز پتیوں کو اکٹھا کر سکتے ہیں بعض تو ۲۹ پونڈ تک توڑتی ہیں لیکن ۲۴ سے ۲۸ پونڈ تک تو معمولی ہے۔ درختوں کی پیداوار اور عمر کے لحاظ سے پتیوں کے توڑنیکی اجرت بحساب پونڈ دینا چاہیئے۔ ایک شخص کا قاعدہ تھا کہ جیوں جیوں عورتوں کو اس کام میں مہارت ہوتی جاتی تھی اجرت میں کمی کرتا جاتا تھا یعنے آدہ آنہ فی پونڈ سے لیکر پاؤ آنہ سال کے آخر تک کردیتا تھا۔ پس جب عورتیں شام کو اپنی اپنی پتیاں لائیں تو ل کر دیکھ لینا چاہیئے کہ پتیاں سب عمدہ ہیں یا نہیں اگر موٹی پتیاں ملی ہوں تو مزدوری ضبط ہو تاکہ بار دیگر ایسا نکریں۔ اسکے بعد کپڑا یا بوریا پر پتلی پتلی برابر پھیلا دینا چاہیئے۔ موٹی پھیلے سے خمیر ہو جاتا ہے۔ شام سے دوسرے صبح تک اسطرح پھیلی رہیں اگر آفتاب نکلے تو اور ہوا کھلانا چاہیئے یہانتک کہ نرم اور کنارے بھو برے ہو جائیں۔ اور اگر آفتاب برآمد نہو تو خاصکر برسات میں اندرون دروازہ عمل کریں۔ بڑے باغوں میں اسکا پورا سامان ہونا چاہیئے۔ خشک کرنے کے بعد اسقدر بھونا چاہیئے کہ کڑکراہٹ پیدا ہو۔ یہی کمی بیشی نقصان دہ ہے۔ جب پتیاں نرم ہو جائیں تو میز پر بانس کی بوریا بچھا کر پتیوں کو رگڑنا چاہیئے۔ رگڑنا اسطرح ہو کہ پتیاں بغیر ٹوٹے ہوئے مڑ تڑ کر گول ہو جائیں۔ رگڑنے میں اکثر بے پروائی کرتے ہیں۔ عموماً کم عمر بچے اس کام کو اچھا کرتے ہیں۔ پتیوں کا باقاعدہ رگڑنا ضرور ہے کیونکہ مسلم اور برابر رگڑے جانے سے آئندہ پتیوں کی اچھی قیمت

آئیگی - خاص غرض رگڑنے سے یہہ ہے کہ پتیون پر سبز رنگ نمودار ہو یعنے اندرونی
عرق پتیون پر نمایان ہو جاے - پتیون کی حیثیت سے وقت صرف ہوتا ہے بعض
اوقات ایک شخص ۲۰ پونڈ تک رگڑتا ہے - بعدہ سایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی
پہیلا دینا چاہئے اور دن کے خاتمہ پر پتیون کو باندہکر صبح تک توکری مین رکہی مین
مگر بہت کسکر نہ باندہین اور ایسی جگہہ رکہین جہان آلہ تہرما میٹر کی ستر درجہ گرمی ہے -
سردی یا گرمی مین پتیون کے رکہنے یا زیادہ وکم کسکر باندہنے سے اوسمین خمیر پیدا
ہو جاتا ہے یعنے پتیون کے موقع کی حیثیت سے اوس مین کم یا زیادہ خمیر پیدا ہوتا
ہے - اگر خمیر کا اچہی طرح انتظام کیا جاے تو صبح کو خوشگوار خمیری بو آجائیگی
اور نی الحقیقت نارنجی رنگ اور حرارت پیدا ہوگی -
صبح کو توکرون سے پتیون کو نکالکر ہاتہون سے علحدہ علحدہ کرنا چاہئے اور
بہوننے کیوقت حرارت پتیون کو ہوتی رہا ہے - گرم اور نمی دور ہونے پر چا مین
بناتاتی خوشبو آجائیگی - ہوا مین پہیلا کر پہر بہوننا چاہئے - اور تمام شب اور
صبح کو بشرطیکہ آفتاب ہو ... تو آخر مرتبہ کوئلی کی آگ پر بہوننے کو اٹہا رکہنا چاہئے
بہوننے سے یہہ ضرور ہے کہ نہ دہوان لگے اور نہ جلجاسے اگر گرم پانی کی حرارت
پہونچانیکا طریقہ مستعمل ہو تو پتیون کا جلنا یا اوسمین دہوان لگنا ناممکن ہو -
اسوقت لکڑی کا کولہ جلایا جاتا ہے اور اسمین بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے
پتی کا آگ پر گرنا یا ادہ جلے کولہ کا پتی سے جانا دونون بد بو پیدا کرتے ہین جب
دہوان نہ ہے اور خالص آگ روشن ہو تب چا کو احتیاط سے بہوننا چاہئے

یا دو یا دو گھنٹہ کے بعد چاہ کو انا رخوب حرکت دینا چاہیئے۔ جسقدر چاہ ہوتی جائیگی اوسیقدر جلجانیکی قابل ہو جائیگی اسلئے آخر مین آگ ٹھنڈی کردینی چاہیئے اسکے بعد چاہ کو بحیثیت اقسام کانگو۔ سچانگ۔ پکو آریج کو علحدہ علحدہ کر ڈالنا چاہیئے۔
اگر چاہ کی مختلف پتیان باہم ملگئی ہون تو تا انتقام فصل ذخیرہ مین جمع رکھین مگر یہہ کارروائی بہت کچھہ ان بازارون کی مکری پر منحصر ہے جہان یہہ چاہ بھیجی جائیگی مین۔ اسکے سوا اور بھی بہت سے طریقہ کالی چاہ کے تیاری کے ہین۔ مثلاً دہوپ مین سکھلانا۔ طشت مین آگ پر رکھنا۔ بھوننے کے پہلے رگڑنا۔ اور دوبارہ سہ بارہ بھوننے کے بعد رگڑنا یا سایہ مین خشک کرنا وغیرہ۔
لیکن کل طریقہ مین یہہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جلد سکھلانے مین سبز چاہ کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے اور خاصکر جبکہ خشک کرنیکی حرارت مصنوعی ہو یہہ سچ ہے کہ جسقدر عجلت کے ساتھہ چاہ خشک کیجائیگی اوسی عجلت کے لحاظ سے چاہ مین فرق ہوتا جائیگا۔ لیکن اور دوسرے عمل متعلقہ تیاری چاہ سے اوسکی برائی رفع ہو سکتی ہے لیکن اگر چاہ نہایت عمدہ ہو یا اوسمین خمیر برابر سے اٹھایا گیا ہو بعدہ طشت مین فوراً گرم کی گئی ہو تو انسباً اس طریقہ سے چاہ مین اصلی عرق پتیون پر نمودار ہو جائیگا اور اسلئے اوسمین سبز چاہ کی بہت خاصیت پائی جائیگی۔
چاہ کے علحدہ علحدہ کرنے مین دو طریقے اختیار کرنا چاہیئے اول یہہ کہ جتنے وقت پکو۔ سوچنگ۔ کانگو اور بوہیا پتیون کو علحدہ کرین اور منتخب پتیون کو علحدہ۔ اِس کام کیلئے پتی چننے والون کا دو گروہ علحدہ ہونا چاہیئے نہایت آسان اور کمخرچ طریقہ

یہہ ہی کہ پتیون کو مسوڑہنی کے چاجاے اور بعد اوسکے نرم پتیون کو علحدہ کرنا چاہیئے اِس کام کیلئے
دو چلنیون کی ضرورت ہوگی اوپر چلنیون کا سوراخ پتیون کے علحدہ کرنیکے لیئے چوتہائی انچہ سے لیکر
آٹہوین حصہ انچہ تک ہونا چاہیئے اگر ضرورت ہو تو ان کے درمیانی مقدار کی چلنیان استعمال ہون
چہوٹی چلنی سے آدہ انچ پیکو اور بڑی سے سوچنگ چالی جائیگی - مناسب ہے کہ عمدہ چاہ پہلے
چالی جاسے کیونکہ اگر اسکیر تبہہ یہہ ملجائیگی تو دوسرے قسم کے چاہ کے ٹکڑون سے بہت کم ملیگی

فلاوری پیکو

یہہ چاہ ننہی کوپل سے جو بڑہنے نہین پاتے حاصل ہوتی ہی اور اس چاہ کے چننے مین بہت بڑی احتیاط
کرنی چاہیئے اور صرف تجربہ کار اور ہوشیار عورتین دن بہر مین آٹہہ دس اونس پتیان چن سکتے ہین اگر اس
چاہ مین کچہہ ملاوٹ نہو تو نہایت قیمتی ہوگی - ضرور ہے کہ ان کوپلون کی چننے کی اجرت فی اونس
وہی ہو جو معمولی چاہ کے فی پونڈ کی ہوتی ہی اس چاہ کے چننے مین اسقدر دقت ہوتی ہی کہ یہہ اجرت بہی بہت کم
سمجہی جاتی ہی جسکے لینے مین عورتونکو سخت پس و پیش ہوتا ہی - اسکی مقدار زیادہ نہین ہوتی اور اسکو ایک عمدہ
تحفہ سمجہنا چاہیئے نہ کہ بازاری بکری کیلئے - کیڑوتن پتیون کو رات بہر اور صبحکو دہوپ مین دس بجے تک تیلی
تیلی پہیلا رکہنا چاہیئے - تاکہ اسکا عرق اڑ جاسے اوسوقت وہ کرکری معلوم ہوگی - بعد اوسکو کنگی
آگ پر بہون لینا چاہیئے اسکے رگڑنیکی ضرورت نہین کیونکہ دہوپ ہی مین رکہنے سے اسکا عرق اڑ جاتا ہے
علاوہ برین کچہہ قدرتا وہ سخت اور اکڑی ہوئی ہوتی ہی - بعد بہوننے کے جسمین اسقدر احتیاط ضرور ہے کہ اوسکے سفید روئین ضایع نہون
مایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی پہیلا دینا چاہیئے اور اسطرح دوسرے صبح تک پہیلی رہین اسکے بعد دو ایک روز تک ہوٹ کہلانی چاہیئے
مرٹنا مین ہاتہہ سے حرکت بہی ہوتی رہی آخر مین لکڑی کے کوئلہ پر اوسکو نہو مگر عمدہ صندوقون مین بند کردینا
چاہیئے کیونکہ اعلیٰ درجہ کی چاہ مین بہت جلد پہپوندی لگ کر خراب ہو جاتی ہے —

سبز چاء

سبز و سیاہ چاء مین بہت بڑا فرق یہہ ہے کہ سبز چاء کو بہت جلد خشک کرتے ہین اور سیاہ کو آہستہ آہستہ - سبز چاء کو کارخانہ مین لاتے ہی خشک کرنا شروع کر دیتے ہین اور اسیلیے اوسکے عرق اور رنگ مین کیمیائی تبدیلیان بہت کم ہونی پاتی ہے - پتیون کے وزن ہونے بعد فوراً ہونکر رات کو رگڑنا چاہیے اور اگر زیادہ محنت کا خیال ہو تو رنگ لانیکی فکر نکیجاے - ان پتیون کو رات کے ایک پتلی کاغذ پر پہیلا دینا چاہیئے اور صبحکو زاید دہوپ وکہلاے یا پہیلائے ہوے ہون لینا چاہیئے - کالی چاء کے گرم کرنیکی نسبت اس چاء کو اس حالت مین زیادہ گرم کرنا ہوگا قبل اسکے کہ کافی مقدار عرق نکلجاے اور پتی ملایم ہو - اس کام کے آسانی کے لیئے طشت کو زیادہ گرم کرنا چاہیئے - جب پتیان کافی طور سے گرم ہوجایئن تو بہت احتیاط سے رگڑنا چاہیئے اور اس امر کا خیال رہے تلخ عرق پتیون پر نمایان ہو - ایک بہت اچہی ترکیب یہہ ہے کہ پتیون کے رگڑنے کے بعد اونکو کسی چیز سے اچہی طرح دبانا چاہیئے تاکہ عرق خوب نمودار ہو اس دباو سے ان پیچیدہ پتیون کو کچہہ نقصان نہوگا اور خشک آسانی سے ہوگی اور یقیناً خوشبو بہی بڑھ جائیگی جب پتیان پورے طور سے رگڑی جایئن اور عرق اچہی طرح نمودار ہو جاے تو دو ایک گہنٹے کیلیے کپڑے پر پتلی پتلی پہیلا دینا چاہیے تاکہ جو کچہہ عرق ہو وہ بہی اڑجاے - اگر موسم برسات کا ہو تو پتیون کو سایہ مین پہیلا دینا چاہیئے - یہان اگر گرم پانی سے حرارت پہونچانیکا طریقہ جاری ہو تو

بہت فائدہ ہوگا۔ پائپ یعنے نلیون کے ذریعہ سے پتیون کا عرق اڑجائیگا گو کوئی موسم ہو۔ اور اسطرح طشت پر گرم کرنیکی زحمت باقی نرہیگی جب پتیون کو اسقدر دہوپ مین رکہین کہ اوسمین کچہ کرکراہٹ آجاے تو اوسکو طشت مین ڈالکر برابر حرکت دین یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہوجاے اور جب مقصد رنگ آجاے چین کے سبز پیرنگ چار بطور نمونہ کے اپنے پاس رکہین اور جب حسب خاطر اپنے عمل ہوجاے تو طشت آگ پر سے علیحدہ کرلیا جاے۔ سبز چار کا طشت مین گرم کرنا نہایت سخت اور تکلیف دہ کام ہے کیونکہ ایک شخص دس گیارہ گہنٹہ تک چار کو حرکت دیتے ہوے قائم نہین رہ سکتی اور نا ممکن ہے۔ اسلئے تبدل و تغیر لازم ہے۔ بعض وقت مناسب خیال کیا گیا ہے کہ ایکروز صبحکو چار پانچ گہنٹے تک چار خشک کیجایا کرین اور دوسرے روز صبحکو رنگ پیدا کرنا چاہئے۔

پیداوار

نیلگری کے عمدہ منتخب موقع پر فی ایکر تیار شدہ چار دوسو پونڈ تیار ہوسکتی ہے بشرطیکہ زمین کہلی ہوئی نہو۔ سو ایکر زمین سے جسمین چار کی کاشت ہو بیس ہزار روپیہ سے لیکر تیس ہزار روپیہ تک نیلگری پر وصول ہوگا۔ اس رقم مین نہایت عمدہ طور سے کل کام درست و مرتب ہونگے موقع کے لحاظ سے کام کی اجرت مین کمی بیشی ضرور ہے اور ہر شئے کا انحصار کاشتکار کے انتظام اور لیاقت پر منحصر ہے۔

نیلگری پر چار کا منصب بڑہ رہا ہے - ایک ایکڑ زمین پر پانچ پانچ مربع فٹ کے فاصلہ سے درخت چار لگائے گئے اور ۱۷۵۰ ہوئے اگر بعض ناگزیر امور کا لحاظ کر کے اس تعداد مین کچہہ تخفیف بہی کرین تو ۱۷۰۰ سے کم ہونگے -

ایک قطعہ اراضی جسپر گہاس ہوا کرتی تہی اچہی طرح سے خدمت کرنے سے تیسرے برس مین ۱۴۹ پونڈ چوتہی برس مین ۲۲۵ - اور پانچوین برس مین ۲۶ پونڈ چار ۱۷۰۰ پودہون سے نکلی -

ایک موقع پر ایک ایکڑ زمین سے ۲۴۳ پونڈ تیار شدہ چار نکلی حالانکہ اوس اراضی پر برسون پودہے یونہی بے پروائی سے پڑے رہے اور دوسری فصل کاٹ کر لگائی گئی ہے جب بہی اسقدر چار نکلی اور یہہ اراضی وہ تہی جسپر گہاس ہوا کرتی تہی -

ایک اور موقع پر جنگل کی ایک ایکڑ زمین سے جہان مذکورۂ بالا کیطرح پودہے برسون سے یونہی پڑے رہے تھے ۲۹۰ پونڈ تیار شدہ چار ہوی -

بہر صورت یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک عمدہ موقع پر اوسط درجہ دوسو پونڈ چار فی ایکڑ پیدا ہو گی اور اگر عمدہ زمین اور اچہا انتظام ہو تو چہہ برس مین زمین پورے طور پر پیداوار کے قابل ہو جائیگی -

چونکہ ساٹہہ روپیہ فی ایکڑ سالانہ خرچ پڑتا ہے بشرطیکہ عمارت وغیرہ کل تیار ہو اسلیئے نیلگری پر پوری پیداوار والی باغون کا انتظام کرنا بہت آسان ہے ہر طرح پر یقین کیا گیا ہے کہ نیلگری کی ایک روپیہ پونڈ فروخت ہوگی -

انگلستان مین بنگلوری سے ایک مرتبہ چار کے چند نمونے بھیجے گئے تھے مگر اتفاق سے اوسمین کچھہ ایسا نقص آگیا کہ وہ نمونے خراب ہوگئے اور اپنی واجبی قیمت نہ لا سکے ۔

سبز چار کا نمونہ بہت بنگلوری سے باندھکر ۱۲ میل تیاری کے لیے بھیجا گیا جس اثنا میں اوس مین بہت خمیر ہوگیا اور ابتدا انگلستان مین اُن تین نمونون کی قیمت فی پونڈ ۲ شلنگ سے لیکر ۲ شلنگ ۴ پنس تک تشخیص ہوئی اگر عمدہ نمونہ پہونچتا تو (ساڑھے تین) $3\frac{1}{2}$ شلنگ فی پونڈ سے لیکر $3\frac{3}{4}$ (پونے چار) شلنگ تک قیمت لگائی جاتی +

جلد دوم — حسن — نمبر ۹

ستمبر ۱۸۸۹ء

مضامین

صفحہ

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

والنٹیر کا حیرت افزا بیان

اور حیدرآباد

ملک کے واسطے یہہ ایک نیک فال ہی کہ عالیجناب مدارالمہام سرکار عالی نے پھر رسالہ والنٹیر کے اصلاح کے جانب التفات فرمایا ہمارے ملک مین خصوصاً اور ہندوستان مین عموماً جابجا والنٹیر کے قایم ہونے کی فی الحقیقت شدید ضرورت ہے مگر افسوس ہے کہ جیساکہ اکثر ہمارے ہم وطن اپنے اور ضرورتون سے بیخبر ہین ایسا ہی والنٹیر کی حالت سے بھی واقف نہین گورنمنٹ قیصری جو دنیا کے سلطنتون مین نہایت دانشمند حکومت ہے بلاشبہ اپنی رعایا کو جب ایسی ضروری امر سے واقف اور ہمہ تن اسطرف مائل پایگی تو بلا ریب نہایت خوشی سے والنٹیر مین بھرتی ہونے کی اجازت دیگی چنانچہ نظیراً بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین ہماری سرکار ابد پایدار **نظام الملک آصفجاہ** خلد اللہ ملکہ کے جانب سے والنٹیر کے رسالہ کے قائم ہونے کی تجویز ہوی تو گورنمنٹ قیصری نے نہایت خوشی سے اس تجویز کے ساتھ اتفاق کیا۔ اب ہم حیدرآباد کے طرف متوجہ ہوکے والنٹیر کی فرایض منصبی اور مقاصد بیان کرتے ہین نظام والنٹیر کی معنی مجاہد جنگی معاون کے ہین مگر درحقیقت یہہ صرف جنگی فوج ہی نہین ہے بلکہ اپنی ذات اور اپنے سرکار اور اپنے ملک کے دلی خیرخواہ اور انکے ہرقسم کے کامون کے معین و معاون ہے۔

دنیا مین والنٹیر فوج کی ابتدا ۱۸۵۹ء سے ہے والنٹیر فوج علاوہ جنگی کامون کے اسوقت امور تار برقی ٹیلیفون اور سگنل وغیرہ ابواب کو بھی انجام دیتے ہین اور نیز

سکہاتے ریل وے اور پولیس اور محافظت راہ بہی ان کے ذمہ قدیب تر ہونے کو ہے جو لوگ کہ صرف یہ سمجھہ رہے ہین کہ والنٹیر فوج سے فقط جنگی امور متعلق رہینگے اور اسوقت سرکار کے حسن انتظام سے کوئی اندرونی دشمن یہان ایسا نہین ہے کہ جسکا دفعیہ والنٹیر فوج سے ہوسکے وہ غالباً غلطی پر ہین بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ والنٹیر فوج صرف جنگی کامون کی ہی معاون نہین ہے بلکہ سرکار کے ہر قسم کے کامون کے معاون ہر اور ہوگی۔

علاوہ اسکے جو قوم امور فوج کا مشق حاصل کرے بلاشبہ اس قوم مین کیا کیا تنگی قوت جسمی اور قوت دماغی بوجہ احسن حاصل ہوگی بلکہ یہان تک اسباب کو عقلا تسلیم کرچکے ہین کہ ایسے قوم کے اولاد بہی رفتہ رفتہ قوی العقل اور قوی الجسم ہوجاتی ہے چنانچہ اسباب کے ثبوت مین ہم مسلسل والنٹیر کا تاریخ ذیل مین درج کرتے ہین۔

فوج والنٹیر کی تاریخ

وزراے دولت انگلستان جو قوم و ملک کے حامی اور نگران کار تھے جنگ واٹرلو کے بعد کچھہ ایسے مطمئن اور بےحس و حرکت ہو گئے کہ بجز اندرونی اصلاح اور فریقی جھگڑون کے تصفیہ کے اور کسی جانب خیال ہی رجوع نہین کرتے تھے فوج بحری اور بری کی درستگی کیطرف کچھہ بھی توجہ نہ تھی۔ انہون نے تمام فوج کو گمراہی مین ڈال رکھا تھا اور صرف روپیہ پیدا کرنے اور عیش منانے کی ہدایت تھی۔ اس خواب راحت اور حماقت اثر سے قوم یکبارگی چونکی اور فوراً نہایت تیزی کے ساتھہ متوجہ ہو گئی۔ جزیرہ برطانیہ کے دور دراز مقامون تک اوسکی تحریک پھیلگئی اور ہر دل متاثر ہو گیا۔ قوم کی یکبارگی جوش سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا عام رعایا اپنے گمراہ کنندہ پولیٹیکل افسرون سے بدلا لینے کے لئے دست بشمشیر ہو گئی۔ اہل سیف کی فراہمی کا غلغلہ تمام ملک مین پھیلگیا۔

اسوقت انگلستان کو جو زبردست خطرہ اپنے غیر محفوظی کا تھا اوسکو ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصرہ ہند کے شوہر سے زیادہ کوئی نہین جانتا تھا۔ کسی انگریز نے قومی عزت قایم کرنے اور بحری عظمت مضبوط رکھنے مین اُن سے زیادہ کبھی فکر نہین کی۔

وہ ہمیشہ وزراے ملک سے تاکید کرتے رہے کہ اپنے ملک مین بری فوج کی قوت اور مضبوطی نہایت ضروری ہے۔ پس حکام با اختیار سے وہ اپنی تحریر اور اپنے دانشمند مشیر کے ذریعہ سے بالاستقلال مسلسل ہی کوشش کرتے رہے۔ ڈیوک

آوف ولنگٹن اور لارڈ پامرسٹن کیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ وکٹوریا اُن خطرات سے خوب واقف تھے جو فوج کی کمی اور محافظت کی عدم موجودگی بلکہ دریاے ٹیمس اور اوسکے معبرون کے بے حفاظت رہنے سے تہا۔ پس ۱۸۵۹ع نہایت مبارک اور اطمینان بخش سال تہا کہ اہل انگلستان نے اپنی کمزوریون پر نظر کر کے والنٹیر فوج کی ترتیب دی۔

جسطرح ایک ملاح بعد ایک بڑے تاریک اور دیرپا طوفان کے آفتاب کی روشنی دیکھکر بے انتہا خوشش ہوتا ہے اوسیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ معظمہ نے اس عالم آشوب خواب غفلت کے بعد والنٹیر فوج کے مرتب ہونے پر اطمینان اور مسرت ظاہر کیا۔ بعدہ انہون نے اوسکے قواعد اور نظم ترتیب دیا۔ جو ۲۵ مئی ۱۸۵۹ع کو محکہ جنگ سے شایع ہوا۔ پرنس نے اپنی افسوسناک موت تک حتی المقدور اس جدید فوج کی مضبوطی اور دوامی قیام کیلیے بڑی کوشش کی اور یہی چاہتے تہے کہ ملک کے تمام نظم ونسق مین اسکا بہی شمار ہو۔

فی الحقیقت ۱۸۵۹ع مین والنٹیر کا قایم ہونا انگلستان کے زبردست اور نہایت اہم تاریخی واقعات مین سے ہے اگرچہ ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ سلطنت سے لڑائیان اور اصلاحی قانون وغیرہ وغیرہ کی دہوم رہی اور نہایت خوبی سے تمام دنیا مین ریل کا جال بچھ گیا اور تار سے زمین گھر گئی۔ ذلیل اور حقیر نوآبادیان ترقی پذیر ہوئین جمہوری خیالات نے بہی آہستہ آہستہ اپنا گھر کر لیا۔ بلاشبہ ان واقعات کا اثر قوم اور ملک کی بہبودی پر بہت کچھ

پڑا ہے مگر کسی ملک مین ایک بڑے فرقہ کو پوری جنگی قوت کا حاصل ہونا جو اپنی جان و مال و عزت اور ملک کو دشمن سے بچا سکے قومی عزت اور عظمت کی نشانیان ہین اور جو لوگ اس عزت کی قدر کرتے ہین وہ تسلیم کرینگے کہ والنٹیر کی تحریک تمام واقعات مصرحۂ بالا کی قوم و ملک کے لیئے بدرجہا افضل ہے یہہ بات تسلیم کرلی گئی ہے کہ جو فواید تعلیم ملک کے لئے متصور ہین اوسیقدر فایدے دوسرے طریق مین والنٹیری سے قوم کو حاصل ہوسکتے ہین یا یون کہنا چاہیئے کہ قومی تعلیم اور والنٹیری ہر ملک کے بہبودی کے لیئے لازم و ملزوم ہے*

والنٹیری کا اثر تمدن پر

قبل اسکے کہ ہم والنٹیری کا اثر جنگی بیان کرین مناسب ہے کہ اوسکے تمدنی رخ کو بھی تو جانچین اور جو اثر انگریزون کی زندگی پر اس سے پڑتا ہے بنظر غور دیکھین یورپ کے اعلیٰ سلطنتون نے زبردستی سے رعایا کو فوج مین بھرتی کرنے اور فوجی خدمات کے دینے کا جو طریقہ نکالا ہے اور جو مثل قانون حال کے یہی طریقہ پشت بہ پشت مسلسل جاری رہیگا کچھہ شک نہین کہ اوس سے لوگون کی آیندہ جسمی قوت قدرتی بناوٹ اور تندرستی مین ترقی ہوگی اس قاعدہ کے موافق تقریباً ہر جوان آدمی کو لازمی طور سے بخرچ سرکار خوراک ڈریس اور مکان دیا جاتا ہے اور ابتدائی جوانی کے دو تین برس فوجی تعلیم مین بسر ہوتے ہین جس سے قواعد ذہنی اور مردانہ تربیت کا عمدہ اثر

ہوتا ہے - بعد وہ نوجوان سپاہی نظم و تربیت کی عادت - افسرون کی متابعت
جسم کی صفائی اور وقت کی پابندی سیکھتا ہے - غرض اوسکو وہی تعلیم دیجاتی
ہے جس سے وہ خیر خواہ ملک اور نیک رویہ باشندہ ہو - اوسکی طبعی ترقیون
کی طرف بہت خیال رجوع ہوتا ہے - جنلوگون کی اسطرح تعلیم و تربیت ہوتی
ہے نہ صرف وہ ہی تندرست اور صحیح سالم ہوتے ہین بلکہ انکی اولاد بھی پورے
طور سے جیالی اور توانا ہوتی ہے - اور پھر وہ بلکل لازمی سلسلہ کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے
کہ تمام قوم جسمانی اور دماغی قوتون سے مالامال ہوجاتی ہے -

فوجی مسئلون کو اگر قطع نظر کیجئے تبھی میری دانست مین فوجی تعلیم کا سلسلہ
ہر قوم کے لئے مفید ہے بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ سلطنت کا یہہ فرض
عظیم ہے کہ گو کتنا ہی خرچ ہو مگر ایک ایسی تربیت کا قایم کرنا ضرور ہے
جس سے تمام قوم کی صحت جسمانی و دماغی درست ہوتی ہو جس قوم کے
آدمی قد کے ٹھگنے پست قامت زرد رنگ پیٹھ خمیدہ ضعیف اور خلقی کمزور ہون تو اس
بدنصیب قوم کو کیسی ہی ملکی آزادی ہو اور تمام عمر کتابی تعلیم دیجاے مگر کوئی
فائدہ نہوگا اور وہ فطرتی نقص کی تلافی نہو سکے گی - یہہ سچ ہے کہ تجارت
اور صنعت سے دولت اکھٹا کرنا ملک و قوم کے لئے نہایت عمدہ بات ہے
مگر قوم کے آدمیون کا مضبوط - بہادر اور تندرست ہونا افضلترین قومی
اور ملکی خوبی ہے -
مثلاً دو قومون کو لیجئے جو ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو آباد ہون اور

تربیت اور تہذیب مین برابر ہون انمین سے ایک قوم کو بعزمنی فوجی قواعد اعلاء حقیقی
رانے دیجئے اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے - پھر دیکھ لیجئے کہ ایک
صدی نہ گذرنے پائیگی کہ اول الذکر قوم کے بچے قوی الجثہ اور ہونہار اور جیسے
ہونگے اور دوسرے قوم کی اولاد ایسی ہوگی جیسا کہ گنجان ابادی یا بخار زدہ
دیہات اور قصبات کے لوگ ہوا کرتے ہین -
یہہ سچ ہے کہ بمقابلہ ان ممالک یورپ کے جہان نوجوانان ملک سے جبرًا
فوجی خدمت لیجاتی ہے انگلستان مین والنٹیر فوج نے وہ ناموری اور
عزت پیدا نہین کی - تاہم جو کچھ کیا اور کر رہی ہے وہ بہت کچھ ہے - ممالک
غیر مین جسقدر جبریہ فوجی خدمت سے فائدہ ہوا ہے اوسکا کچھ حصہ انگلستان
کو بھی والنٹیرون کے بدولت حاصل ہوا - سنہ ۱۸۵۵ء مین فوج والنٹیر مین
تعدادی ۵۴۷۵۴ سپاہ نوجوان داخل ہوئے انمین سے ... ہزار سپاہیون
کی تربیت معمولی خواہ امدادی افواج مین پہلے سے ہوئی تھی - دوسرے
سال والنٹیرون کا داخلہ ۴۹۱۱۴ ہوا ان دونون سالون مین مجموعًا ۸۸
ہزار تربیت یافتہ جوان اپنے خانگی کامون پر واپس آئے اسوقت تخمینہ
کیا جاتا ہے کہ فی الحال انگلستان مین ۸ لاکھ سپاہ ہین جو والنٹیر فوج
مین رہکر ضروری قواعد و تربیت سے فراغت پا چکے ہین اگر انمین ۲ لاکھ ۳۹
ہزار ۲ سو ۲۵ سپاہ اور داخل کئے جائین جو حال مین شریک ہوکر قواعد
سیکھ رہے ہین تو مجموعی تعداد قریب دس لاکھ کے ایسے سپاہ کی

ہوتا ہے۔ بعدہ وہ نوجوان سپاہی نظم و تربیت کی عادت۔ افسرون کی متابعت۔ جسم کی صفائی اور وقت کی پابندی سیکھتا ہے۔ غرض اوسکو وہی تعلیم دیجاتی ہے جس سے وہ خیرخواہ ملک اور نیک رویہ باشندہ ہو۔ اوسکی طبعی ترقیون کی طرف بہت خیال رجوع ہوتا ہے۔ جن لوگون کی اسطرح تعلیم و تربیت ہوتی ہے نہ صرف وہ ہی تندرست اور صحیح سالم ہوتے ہین بلکہ انکی اولاد بھی پورے طور سے چاق اور توانا ہوتی ہے۔ اور بمرور ایام لازمی سلسلہ کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قوم کی قوم جسمانی اور دماغی قوتون سے مالامال ہوجاتی ہے۔

فوجی مسئلون کو اگر قطع نظر کیجئے تبھی میری دانست مین فوجی تعلیم کا سلسلہ ہر قوم کے لئے مفید ہے بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ سلطنت کا یہہ فرض عظیم ہے کہ گو کتنا ہی خرچ ہو مگر ایک ایسی تربیت کا قایم کرنا ضرور ہے جس سے تمام قوم کی صحت جسمانی و دماغی درست ہوتی ہو جس قوم کے آدمی قد کے چھوٹے پست قد اور رگ پٹھے ضعیف اور خلقی کمزور ہون تو اس بدنصیب قوم کو کیسی ہی ملکی آزادی ہو اور تمام عمر کتابی تعلیم دیجائے مگر کوئی فائدہ نہوگا اور وہ فطرتی نقص کی تلافی نہوسکے گی۔ یہہ سچ ہے کہ تجارت اور صنعت سے دولت اکٹھا کرنا ملک و قوم کے لیئے نہایت عمدہ بات ہے مگر قوم کے آدمیون کا مضبوط۔ بہادر اور تندرست ہونا افضل ترین قومی

اور ملکی ضرورت ہے

مختلفی دو قومون کو جیسے جو ایک دوسرے سے پہلو بہ پہلو آباد ہون اور

تربیت اور تہذیب مین برابر ہون انمین سے ایک قوم کو بعزمنی فوجی قواعد اعلانیہ کرنے دیجئے اور دوسرے کو اپنے حال پر چہوڑ دیجئے - پہر دیکہہ لیجئے کہ ایک صدی نہ گذرنے پائیگی کہ اول الذکر قوم کے بچے قوی الجثہ اور ہونہار اور جیہہ ہونگے اور دوسرے قوم کی اولاد ایسی ہوگی جیسا کہ گنجان آبادی یا بخار زدہ دیہات اور قصبات کے لوگ ہوا کرتے ہین -

یہہ سچ ہے کہ بمقابلہ ان ممالک یورپ کے جہان نوجوانان ملک سے جبر فوجی خدمت لیجاتی ہے انگلستان مین والنٹیر فوج نے وہ ناموری اور عزت پیدا نہین کی - تاہم جو کچہہ کیا اور کر رہی ہے وہ بہت کچہہ ہے - ممالک غیر مین جسقدر جبریہ فوجی خدمت سے فائدہ ہوا ہے اوسکا کچہہ حصہ انگلستان کو بہی والنٹیرون کے بدولت حاصل ہوا - ۱۸۵۹ء مین فوج والنٹیر مین تعدادی ۴۵۷۴۵ سپاہ نوجوان داخل ہوئے انمین سے ۷ ہزار سپاہیون کی تربیت معمولی خواہ امدادی افواج مین پہلے سے ہوئی تہی - دوسرے سال والنٹیرون کا داخلہ ۱۰۹۹۱۴ ہوا ان دونون سالون مین مجموعاً ۸ ہزار تربیت یافتہ جوان اپنے خانگی کامون پر واپس آئے اسوقت تخمینہ کیا جاتا ہے کہ فی الحال انگلستان مین ۸ لاکہہ سپاہ ہین جو والنٹیر فوج مین رہکر ضروری قواعد و تربیت سے فراغت پا چکے ہین اگر انمین ۲ لاکہہ ۳۶ ہزار ۷ سو ۲۵ سپاہ اور داخل کئے جائین جو حال مین شریک ہو کر قواعد سیکہہ رہے ہین تو مجموعی تعداد قریب دس لاکہہ کے ایسے سپاہ کی

پائی جائیگی جنہون نے دماغی اور جسمانی قوتون مین ترقی کی ہے اور جنکو والنٹیرس کہتے ہین -

لاریب اس معاملہ مین شاہنشاہ جرمنی کو بدرجہا تقدم اور تفوق حاصل ہے جنہون نے اپنے ملک کے نوجوانون سے فوجی خدمتین لین اور انکو آرام و راحت جسمانی و روحانی ترقی و مسرت کیلئے کل ضروری سامان مکانات ڈریس وغیرہ نہایت عمدگی سے مہیا کیئے اور تربیت دی - انگلستان مین جو کچھہ والنٹیرون نے اوسی نمونہ پر کارروائی کی وہ بھی حسب حیثیت ضرور قابل قدر رہے جس سے قومی صحت و تندرستی مین بڑی ترقی ہوئی اور ہوگی یہہ فایدے نہایت بیش قیمت ہین جب ۱۲ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے ایک اعلان والنٹیر فوج کے تقرر کے بارے مین جاری کیا گیا تہا تو لوگون نے اسقدر اشتیاق کے ساتھہ شرکت کی درخواستین کی اور اس زیادتی کے ساتھہ اُبل پڑے کہ گویا سحر معلوم ہوتا تہا - انگلستان کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے لوگون نے بہی افسریت کی خواہش کی - انمین سے بہت سے ایسے ہی تہے جو فوج مین پہلے خدمتین کر چکے تہے - ۱۸۶۰ء کا موسم گرما ختم نہین ہوا تہا کہ ایک لاکھہ ۱۹ ہزار والنٹیرون کا نام درج رجسٹر ہوگیا - اوس زمانہ سے پہر برابر نہایت مضبوطی کے ساتھہ یہہ قومی امتیاز کا قابل فخر پودا جڑ پکڑ گیا - نومبر ۱۸۹۶ء مین اشخاص رجسٹر شدہ کی تعداد ۲۵۷۰۰۲ تہی جنمین سے ۲۲۰۸۲۹ قواعددان و فارغ التحصیل تہی

خزانہ سرکاری سے ہتیار - پوشاک - اور گولہ بارود اُس فوج کو دیجاتی ہے اور جب کیمپ مین ہوتی ہے تو ضروری سامان اور ڈیرے وغیرہ دیئے جاتے ہین - دریس اور مکانات اور دوسرے اخراجات فوجی کے لئے گورنمنٹ ایک پونڈ دو شلنگ چھ پنس سالانہ فی کس قواعددان اور فارغ التحصیل کے لئے دیتی ہے -

انگلستان مین منجملہ مذکورہ بالا تعداد فوج کے ۱۴ ہزار ایسے گولنداز ہین کہ اگر انکو توپخانہ باقاعدہ مین شریک کر کے کسیقدر اور تعلیم ہو تو بلاشبہ اس قابل ہو جائینگے کہ جنگ کے وقت ساحل البحر کے فوجی توپخانون مین شریک ہو کر برابر کام دیسکین - تمام افواج ملیشیا یومینری - اور والنٹیر مین کوئی میدانی توپ (فیلڈگن) نہین ہے - امید ہے کہ ہم بہت جلد ملیشیا اور والنٹیر فوجون مین میدانی توپین دیکھینگے اور پورا اپنے تعصب انگیز خیالات جو ہنوز ہمارے رایل آرٹلری کے افسرون مین ہین یقیناً بہت جلد جاتے رہینگے -

والنٹیر کی فوج اسوقت تار ٹپہ خانہ اور سگنل وغیرہ کا کام بھی دیتی ہے امید ہے کہ طبی کامون کے متعلق بھی انسے کام لیا جائیگا علاوہ برین ریل اور پولیس اور محافظت راہ وغیرہ کام بھی انسے متعلق ہو گا -

بڑی تعریف والنٹیرون کی اسلیئے ہے کہ اُسمین ہر طبقہ کے لوگون نے حب الوطنی اور جوش قومی سے شریک ہو کر اسطرح کام کیا ہے کہ آج ادنیٰ

پورا بھروسہ رکھہ سکتے ہین کچھ شک نہین کہ والنٹیرون کو شروع شروع
مین بڑے بڑے دقتون کا سامنا ہوا۔ انکی پنچ اخبارون مین برابر تضحیک
ہوتی تہی بعض جہوٹے لطیفے اور قصے اونکے بدنامی کیلئے گڑھے جاتے
تہے اور جلسون مین اپنر قہقہہ لگایا جاتا تہا۔ فوج کے افسر باستثنائے
چند کے والنٹیرون کو عموماً انکا د نفرت سے دیکھتے تہے۔ لشکری افسر جب
ہمیشہ فوج کو پسند نہین کرتے تہے پہر اس جدید اور نوزائیدہ فوج
والنٹیرون کو کب محبت بہری آنکھون سے دیکھہ سکتے۔ اور یہہ بہی سمجہا گیا تہا
کہ اگر والنٹیر فوج مستقل طور سے قائم ہوگئی تو عجب نہین کہ فوج باقاعدہ
کسیقدر کم ہوجائے۔ جب والنٹیرون کی پریڈ پر قواعد ہوتی اور نئی
فوج کے قائم ہونے کی وجہ سے قواعد مین غلطی ہوتی (جو لازمی بات
تہی) تو لشکری افسر از راہ تحقیر خوب مضحکہ کرتے اسیطرح انکی اور چال
ڈہال پر جو ابتدائی حالت مین جنگی نمونہ اور واقف کاری کے ساتہہ نہ تہی
افسران فوج ٹہٹہا مارتے تہے۔ اگر انسے کوئی کہتا کہ یہی والنٹیر کسی زمانہ
مین خوب ترقی کرینگے جسپر آج آپ قہقہہ لگا رہے ہین تو اوسکو وہ ہنسی
دلگی تو نہ سمجہتے کیونکہ وہ تو سمجہے ہوئے تہے کہ والنٹیر بچون کا
کہلونا ہے۔ انکا قیاس تہا کہ جس طرح کسی بغاوت کے فرو
کرنیکے لیئے ایک جمعیت عارضی طور سے قائم کیجاتی ہے اوسیطرح
والنٹیر فوج کا بہی حال ہے اور جب وہ ضرورت عارضی رفع ہوجائیگی تو

یہہ عارضہ بہی جاتا رہیگا مگر انکا خیال غلط نکلا اور والنٹیرون کی عزت وعظمت روز افزون رہی -

منجملہ ان تین زمانون کے جنمین تخت انگلستان پر عورتون نے حکومت کی ملکہ الزبتھ کا نام اس لیئے روشن رہیگا کہ اون کے ایام سلطنت مین ہسپانیہ کا بیڑہ جہازات جو انگلستان پر حملہ آور ہوا تہا تباہ ہوا اور ملکہ این کی سلطنت اس غرض سے یادگار رہیگی کہ انکے عہد مین انگلستان کی بحری قوت بہت ترقی پذیر ہوئی اور وزیر مارلبرو سے ایک عالم ڈرتا تہا - ملکہ معظمہ وکٹوریا کا زمانہ سلطنت بدینوجہ مشہور رہیگا کہ انکے عہد معدلت مین والنٹیرون کی ایجاد ہوی جو آج دس لاکہہ تک موجود ہین -

فوج والنٹیر کی کوئی نظیر دوسرے ملک مین نہین ہے - اسکے آمدنی کے ابواب اسطرح ہین کہ جسقدر اسکا خرچ ہے منجملہ اوسکے تین حصہ (یعنے روپیہ مین بارہ آنہ) افواج باقاعدہ کے فنڈ سے ملتا ہے اور بقیہ اخراجات کے لیئے اہل ملک بطور عطیہ کے وقتاً فوقتاً دیا کرتے ہین جو اونکے حب الوطنی اور فوج والنٹیر کے مقبولیت عام کی دلیل ہے - پہلے کیطرح فوج باقاعدہ کے افسر اب والنٹیرون سے نفرت نہین کرتے بلکہ اونکی قدر کرتے ہین کیونکہ انہین کے گروہ سے باقاعدہ فوج کے لیئے اچہے اور تعلیم

دہندہ اسٹاف ملتا ہے۔ ہم شکر گذار ہین کہ فوج والنٹیر سے نے
بہت سی ضروری ترمیمین کین اور فضول باتون کو قواعد سے نکال ڈالا۔
اسوقت والنٹیر فوج ہر حصہ ملک کے مقامی فوج مین شمار
کیجاتی ہے جو پیدل اور سوار توپخانون مین تقسیم ہے۔ امید ہے
کہ موجودہ ارتباط مختلف قسم کے پلٹنون مین روز افزون ترقی کریگا۔
والنٹیرون کے پاس اسوقت مارٹین ہنری رایفل ہین مگر عجب
نہین کہ بہت جلد جدید نمونہ کے رایفلین انکو دیجائین۔
۱۸۶۰ء مین نیشنل رایفل ایسوسی ایشن قایم ہوئی جو والنٹیر کی ترقی کی ایک دلیل ہے ملکہ وکٹوریہ نے بذات خود پہلا گولا پہلا بار کرکے اس کی ابتدا کی۔
پس ہمکو ہر صورت سے امید کرنی چاہیئے کہ اب حیدرآبادی
والنٹیر جن کی از سر نو زندگی ہوئی ہے اور جن مین اہل ملک اپنے فرایض
حب وطنی کے بجا آوری مین نہایت خوش دلی سے شریک اور مستعد
ہون گے اور جس طرح انگلستان کے امراو شرفا جوش حب الوطنی
اور بہبودی قوم کے لیئے یکجان صد قالب ہو گئے ہین اسطرح ہمارے
اہل ملک جنھون نے پہلے پہل نہایت خوشی سے اس نامور اور مشہور رسالہ
مین حصہ لینے کی جد و جہد کی ہے اپنے حب الوطنی و بہبودی قومی کا
ایک ایسا نمونہ قایم کرینگے جس سے دوسرون کو جو ابتک کسی وجہ سے
شریک نہین ہوئے ہین ترغیب پیدا ہوگی۔ ہم شروع مین بیان
کر چکے ہین کہ والنٹیر کوئی ایسی فوج نہین ہے جس کو کسی قسم کا معاوضہ

نقدی سے بلکہ یہہ فوج ملک کی مجسم عزت ہے اور چونکہ اسمین نامی
مشاہیر اور اراکین خاندان شاہی اور معزز باشندگان ملک برضامندی
خود شریک ہوتے ہین اسلیئے اسکے اعزاز اور ملکی فخر و امتیاز کے نسبت
کسی قسم کا شک ہی نہین رہا ہے یہہ ظاہر ہے کہ بادشاہ اور ملک
کی عزت و عظمت جنگی افواج کی عمدگی اور ترتیب و تہذیب پر منحصر ہے
مگر چونکہ عام افواج مین پہلے سے تہذیب اخلاق کا سبق نہین دیا جاتا
اور اونکی حالت ہی مقتضاے تعلیم و ترتیب شایستہ ماقبل شرکت
افواج نہین ہوا کرتی اسلیئے اونکے چال چلن درست رکہنے اور جملہ امور
متعلقہ کی درستی افواج والنٹیر کے پرتو سے ہوتی ہے جنکے ممبر شریف
اور عالیخاندان ہونے سے مہذب اور شایستہ زندگی کا معتدبہ حصہ
صرف کرچکتے ہین حقیقت مین والنٹیر فوج باقاعدہ افواج کی مصلح ہوتی
ہے یا یون ہی کہہ سکتے ہین والنٹیر بجاے خود مصلح قوم ہے ـ
امید ہے کہ جن امیدون سے والنٹیر از سرنو اس ریاست عظیمہ مین قایم
ہوا ہے اوسکو وہ لوگ اپنے جملہ فرایض متعلقہ سے ثابت کردینگے ـ
یہہ امر کسقدر فخر کے قابل ہے کہ خود ہمارے حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی
اس والنٹیر فوج کے آنریری کرنل ہین جیسا کہ ملکہ وکٹوریا والنٹیر کے مجلس
مین بذات خاص شریک ہوکر سب سے پہلے ایک بندوق چلانے سے
والنٹیر کا عزت افزا ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے حضرت بندگانعالی ۔ ۔ ۔ فوج کے

آنریری کرنل ہونے سے والنٹیر کی حرمت کو دو بالا کر دیا اور نیز جیسا کہ ملکہ معظمہ کے زمانہ مین والنٹیر فنڈ بل فخریہ یادگار ایجاد ہوا ہے اسیطرح ہمارے ملک مین حضرت بندگانعالی کے عہد میمنت مہد مین اس رسالہ والنٹیر کی یادگار اور ایجاد قابل فخر ہی۔

ح

قدیم زمانہ کے حنوط کئے ہوئی لاشین

سنہ ۱۲۹۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ء مین قدیم زمانہ کے حنوط کئے ہوئے سلاطین کی لاشین شہر اتینس نواح مصر سے برآمد ہوئے اسکی کیفیت یہہ ہے کہ شہر اتینز کا رئیس اعظم ابوالرونال نامی قدیم زمانہ کی نادر چیزین جو اوس شہر کے ویران زمینون اور قدیم کھنڈیرون اور عمارتون سے ملتی تہی لوگون کو دکھلاتا اور اونکو فروخت بہی کرتا تہا اور کبہی کبہی ایسی چیزین خود عوام کو بہی ملجایا کرتے تہین۔

اہل فرنگ جو ہمیشہ نادر چیزون اور قدیم اشیاء کے خواہان اور اسکی جستجو مین رہا کرتے ہین اور اسکے تلاش مین تمام دنیا کی سیر و سیاحت کرتے پہرتے ہین شہر اتینس کی یہہ کیفیت سنکر اس شہر مین بہی آنے جانے لگے اور نادر قدیم قومون کی پرانی چیزین خرید کرنیلگے۔ سنہ ۱۸۸۱ء مین ایک شخص قوم فرانس کا رہنے والا اتینس کو گیا اور وہان بہت سی ایسی چیزین دیکہی کہ خود دار السلطنت فرانس کے عجائب خانہ مین موجود نہین ہر چند اوس شخص نے دریافت کیا کہ یہہ چیزین کہانسے ملتی ہین مگر اسکا اصلی پتہ نہ لگا۔ مگر اس شخص کو کہین سے ایک لٹہو ملا جسپر سنہ ۱۲۳۴ طوفان نوح کندہ کیا ہوا تہا پہر اوس فرانسیس نے اس لٹہو کو پیرس دار السلطنت فرانس[1] مین لیگیا اور پروفیسر موسو رسس کو بتلایا انہون نے اوس خط کو باسانی پڑھ لیا

[1] فرانس۔ انگلنڈ۔ اور جرمنی مین علم و فضل اور حکمت و ہنر و صناعت کے تعلیم کے سیکڑون

بعد اسکے خود پروفیسر کو اتہنس جانیکا شوق پیدا ہوا۔ اور اسی غرض کیلیے دو مہینون کی رخصت لیکر چار پانچ آدمیونکے ساتہہ مصر ہوتے ہوے شہر اتہنس پہنچا اور ابو الرونال رئیس اعظم کا مہمان ہوا۔ جب موسورس ان قدیم چیزون کی کیفیت دریافت کرنے لگا تو ابو رونال سخت ناراض ہو کر موسورس کو مع ہمراہیون کے ایک تنگ و تاریک حجرہ مین قید کر دیا اور تیسرے دن انکو کہانا پانی دیتا تہا۔ دو مہینون تک اونکو ایسی ہی مصیبت اور بے غرتی مین رہنا پڑا مگر کوی صورت رہائی کی نظر نہ آتی تہی آخر کار جب اپریل مین پیرس کے مدرسہ السنہ قدیم کے امتحان کا زمانہ قریب آیا تو پیرس کے حاکمون نے مصر کے خدیو کو لکہا کہ پروفیسر موسورس کی تلاش کر کے جلد روانہ کرو۔ مگر خدیو مصر اونکو مصر مین نہ پایا اور مصر بالا کے حاکم کو لکہا کہ پروفیسر مذکور کی تلاش کرین اسنے بڑی کوشش سے دریافت کیا تب کہین اوسکا پتہ ابو الرونال کے پاس لگا حاکم موصوف اوس رئیس کی سخت سرزنش کی اور کہا کہ ایسی بدچالی سے یہہ ڈر ہے کہ کہین فرانس جنگ کو آمادہ ہو کر تمہارے شہر کو برباد نکر دے۔ یہہ سنکر ابو الرونال نے معافی چاہی اور پروفیسر موسورس اور اوسکے ساتہیون کو قید سے چہوڑ دیا۔ من بعد پروفیسر مذکور نے مصر پہونچکر یہہ اشتہار دیا کہ جو شخص قدیم زمانہ کے قومون کے آثار کے چیزون سے

مدرسہ اس مین از انجملہ پرانی زبانون اور پرانی خطون کی ہی تعلیم کیجاتی ہے اسی مدرسہ کے اوسوقت کے بڑے معلم کا نام موسورس تہا۔

کہانما کرتی ہین اطلاع دیگا تو اوسکے پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - پہر پروفسر ندکورسنے مسٹر ہارون اشبیلی کو جو شہر معر مین قدیم اور عجائب چیزون سکے پیدا کرنے اور تلاش کرنیکے مہتمم اور عجائب خانہ کے ناظم تھے اسکام مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود پیرس کو چلے گئے بعد چند روز کے مسٹر ہارون اشبیلی سکے پاس ابوالرونال کا چھوٹا بہائی آیا اور کہا کہ اگر وعدہ سکے مطابق انعام دو تو مین نہایت عجائب چیزونکا پتہ بتلادون پھر مسٹر ہارون اشبیلی سنے بلا تامل اسکو پانچہزار روپیہ دسے دیا اور اپنے ہمراہ پانچ آدمی اور لیکر ابوالرونال کے بہائی کے ساتھ اتینس کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر اوسنے اونکو ایک دن مہمان رکہا صبحکو اونکے ہمراہ اتینس کے مغربی دروازے سے ایک ہولناک بیابان مین پہونچا وہان ایک چھوٹا سا تالاب اور پہاڑ تہا اور نہ کوئی انسان اور حیوان دکہلائی دیتا تہا۔ پہر وہان سے ہی آگے چلے تو ایک ٹوٹا کنوان ملا اس سے بہی آگے چلے تو ایک پہاڑی نظر آئی اسکے دامن مین ایک بہت بڑا پتہر رکہا ہوا تہا اور وہ پتہر ایک غار کے منہ پر تہا جو پہاڑ سکے دامن مین تہا۔ اور اوس پہاڑی اور پتہر سے دو زنجیرین بڑی بڑی اندر ہی اندر ایسی بند ہین تہین کہ سوائے واقف کار کے اور کسی کو نہین معلوم ہوسکتا کہ یہہ کس لیئے ہین اور کس چیز سے بند ہی ہوئی ہین - مگر ابوالرونال کے بہائی سنے مسٹر ہارون اشبیلی کو ہمراہ لیکر وہان اترا اور کہا کہ ایک

بھاری سل اس پتھر پر رکھدی جہان زنجیرون مین ہیرا بوالرونال کے بہائی نے پہاڑی پر چڑھکر زنجیرونکو ہلانے لگا اور اسی کے کہنیکے مطابق مسٹر ہارون اشبیلی نے نیچے سے ان زنجیرونکو ہلاتا تہا چند جنبشون کے بعد وہ بھاری پتھر غار کے منہ پر سے ہٹ گیا نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک اندہیرا غار بہت عمیق نمودار ہوا - ابوالرونال کے بہائی اور ہارون اشبیلی نڈر بے خوف اس غار مین اتر گئے بیس ۲۰ گز کے لانبے وہان دو صندوق تھے اور ایک بڑا چرمی صندوق بھی تہا انکو ستو آدمیونکی مدد سے باہر نکال لائے اور کہول کر دیکہے تو چرمی صندوق مین خانہ داری کے اسباب اور صناعون کے اوزار اور ہتیار اور بہت سی پرانی اور قدیم سلاطینون کے سکے تھے - اور ہر ایک صندوق مین تیرہ ۱۳ تیرہ ۱۳ موم کی کشتیان اور ہر کشتی مین ایک ایک لاش حنوط[1] کئے ہوئے آلائش سے بالکل صاف و پاک دہری ہوی تہی - ان لاشون کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کسی نے انکو پاک و صاف کرکے روغن لگائے اور سبز پتے اونپر جما رکہا ہے - علاوہ اسکے ایک سنگین گاڑی اور گھوڑا ہی وہین ملا - ان سب کے دس بارہ چہکڑون اور بہت سی مزدورونسے اٹہواکر قاہرہ مین لائے اور پروفسر موسورس کو تار پر اطلاع دیگئی - یہہ سنتے ہی پروفسر فوراً قاہرہ پہونچا

[1] یہہ ایک قسم کا مرکب دوا ئونکا تہا جسکو مردہ جسمون پر لگاتے تھے جسے جسم سڑنے اور گلنے سے محفوظ رہتے تھے +

چونکہ وہ پروفیسر السنہ قدیمہ اور پرانی حروف وخطوط سے خوب آشنا تہا ہر ایک سکہ کو بہت غور سے دیکہا اور بتلایا کہ یہہ سکہ فلان فرعون[1] کیوقت کا ہے اور یہہ سکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زمانہ کا ہے اور ہر ایک لاش حنوط کیئے ہوئے اور انپر باریک حریرے کپڑے سے لپٹے ہوئے اور سینپر بتہ جمائے ہوئے رکہے تہے۔ اور اون لاشون کے پشت پر ایک ایک پتہر کی تختی لگی ہوئی ہتی۔ اونپر نادر نقش ونگار اور قدیم حرفون اور اگلے زمانہ کے زبان مین عبارتین کندہ ہتین جو ان لاشون کی زندگی کی ایک مختصر تاریخ تہی پروفیسر موصوف تختیون کی عبارتون کو پڑہلیا اور بیان کیا کہ ان تختیون مین سے اکثر تختیان قدیم ایرانی[2] زبان مین لکہی ہوئی ہین۔ یہہ لاشین بڑے بڑے پادشاہ اور اونکی بیگیون اور شہزادونکی ہتین۔ انکے مرنیکے بعد قوم کے قدیم رسم ورواج اور بت پرستون کے مذہب کے دستور کے موافق بطور تبرک ویادگار کے حنوط کئے رکہے ہوئے ہتے تختیون مین ہر لاش کی زندگی کا تہوڑا تہوڑا احوال اور سوانح عمری طوفان نوح کے سنہ کے حساب سے کندہ کئے ہوئے ہتے چونکہ اس زمانہ کے لوگ سنہ طوفان نوح سے بہت کم واقف ہین اسلیئے اس

---

[1] اُس زمانہ مین فرعون مصر کے ہر ایک پادشاہ کو کہتے تہے۔

[2] یہہ وہ عبرانی تہی جو محمد صلعم کے زمانہ مین قوم یہود کی زبان تہی اور یہی حضرت موسیٰ پیغمبر کیوقت بنی اسرائیل کے قوم کی زبان تہی۔

فاضل پروفسر نے ان عبارتون کے ترجمہ مین بجائے سنہ طوفان نوح کے سنہ قبل ولادت حضرت مسیح لکھہ دیا - اور اوسکو ق - م - سے تعبیر کیا بعد ولادت مسیح کو - ب - و -
پہلے صندوق مین تیرہ لاشین بادشاہون کے جسمون کے بسے ہوئے اور کرگدن یعنے گینڈے کے چمڑے مین منڈہی ہوی اور موم کے پتیون مین لپٹی ہوی موم کے کشتیون مین وہرے ہوے تھے -
(۱) پہلی لاش - بادشاہ رہان ابن کارالاسل ۲۰۵۲ - ق - م -
(۲) دوسری لاش - بادشاہ لکہوی ابن رہان ۲۰۰۲ - مدت سلطنت ۵۰ سال -
(۳) تیسری لاش سرتاج سلاطین بادشاہ کہیلو ابن لکہوی ابن رہان ابن کارالاسل نسل بست و یکم ۱۹۳۳ - ق - م -
(۴) چوتھی لاش بادشاہ ستیپنلو نسل بست و چہارم ۱۹۰۴ - ق - م
(۵) پانچوین لاش بادشاہ نحیفنہ ابن سارآن کا چچا ابن دودم سا نسل بست و سوم ۱۴۰۳ - ق - م
(۶) چہٹی لاش بادشاہ لڈیناابن پودمیچ نسل بست و چہارم از شاخ سوم ۱۴۹۲ - ق - م -
(۷) ساتوین لاش بادشاہ ہولم ہوہوا ابن کلارک تالیسی مدت سلطنت ۷۶ سال ۱۴۱۳ - ق - م -

(۸) آٹھوین لاشس بادشاہ ڈٹی یونا ابن عبران قلی ساکلان سنہ ۱۶ - ق - م
(۹) نوین لاشس بادشاہ جہلک ابن ہسان نسل ہفدہم سنہ ۱۶۶ - ق - م
(۱۰) دسوین لاش بادشاہ جُر جُو ابن کرجان جی جہم کند سنہ ۱۸ - ق - م
(۱۱) گیارہوین لاشس شہزادہ لُو لو ائی ابن بادشاہ جَر جُو ابن کرجان جی جہم کند نابالغ سنہ ۱۳۷ - ق - م
(۱۲) بارہوین لاشس شہزادہ ملینن ابن بادشاہ جہلک ابن ہسان نسل ہفدہم نابالغ سنہ ۱۹۱ - ق - م
(۱۳) تیرہوین لاشس شہزادہ جُر جُو پانیر فنین ابن بادشاہ لم فوتی فص بامار نابالغ سنہ ۲۰۷ - ق - م

دوسرے صندوق مین تیرہ لاشین عورتوں کی ہر لاش حنوط کرے ہوے اوسی طرح پر حسب طور پر کے مردون کی لاشین تھین کشتیون مین دہری تھی -

(۱) پہلی لاشس - ملکہ سیرپوماتی کرسی بنت بادشاہ تی سالی زوجہ کرملیتی سنہ ۲۰۵۶ - ق - م -
(۲) دوسری لاش ملکہ ہیشرتی پاتی بنت بادشاہ لم فوتی نس بارا - زوجہ ہو لم ہُو ہُو ہُو سنہ ۲ - ق - م -
(۳) تیسری لاشس ملکہ تہرنیولی جدہ اعاظم نسل چہاردہم (۱۴) سنہ ۹۰۲ - ق - م
(۴) چوتہی لاشس ملکہ مسری پای یُوا سنی کی - نی بنت بادشاہ

کواسان زوجہ شہزادہ جہانک پایل نسل دوازدہم سنہ [illegible] ق م

(۵) پانچویں لاش ملکہ نیزھی نالادن بیگم شہزادہ تمزا دوم سنہ ۱۲۵۳ ق م

(۶) چھٹی لاش شہزادی کہتھا بنت پادشاہ دہم ا سنہ ۱۲۸۶ ق م

(۷) ساتھویں لاش شہزادی لیتی پانیار زوجہ کرجبان کی جہم سنہ [illegible] ق م

(۸) آٹھویں لاش شہزادی قمرسس برجی زوجہ شہزادہ لالتامہ شیرہ پادشاہ ارکنای نسل پنجم سنہ ۲۱۰۲ ق م

(۹) نویں لاش شہزادی ولل بنت شہزادہ لوکان نسل بستم سنہ ۱۳۴۴ ق م

(۱۰) دسویں لاش شہزادی کامست یانجی بنت شہزادہ لولتا نسل پنجم سنہ ۲۲۵۴ ق م

(۱۱) گیارہویں لاش ملکہ اوزنا بیگم یارن نالانبا نسل چہارم از شاخ دوم سنہ ۱۹۳۴ ق م

(۱۲) بارہویں لاش شہزادی فت ہان شہزادی دقی شہزادی المہاسس سنہ ۱۷۴۷ ق م

(۱۳) تیرہویں لاش ملکہ لی لی باخانا بنت بادشاہ لودراسس نابالغ نسل بست ودوم سنہ ۹۶۸ ق م

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ المَوْت

راجہ نریندر بہادر پیشکار کا انتقال

اللہ اللہ موت وہ شے ہے جو ہر ذی روح کے لئے امر لازمی ہے ایک دن سب کے لئے فنا ہے۔ گوشہ قبر مین آرام کرنا ہے۔ دنیا و مافیہا سے ہاتھ دہونا ہے۔ اس سے کسیکو نجات نہین۔ کسیکو ہمیشہ کے لئے حیات نہین۔ عجب حیرت ہے اور کیسی غفلت ہے کہ ہوشیاری نہین۔ عجب نیند ہے کہ جسکو بیداری نہین۔ یہہ وہ محویت ہے کہ استغراق سے ہی سبقت لیگئی ہے۔ یہہ وہ عالم ہے کہ جسکو آرزو نہین۔ یہہ وہ بیخودی ہے کہ خودی کی خبر نہین نہ تمنا ہے۔ نہ فکر ہے۔ نہ غم ہے۔ نہ حسرت ہے۔ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ کہ جسکے ڈوبے کا پتا نہین۔ یہہ ایسا سخت مرض ہے کہ جسکی دوا نہین۔ یہہ ایسی سخت بلا ہے کہ جسکی دعا نہین۔ کیا لڑکا کیا جوان کوئی اس سے نجات نہین پایا۔ سیکڑون شیرخوار آغوش مادر سے گہوارہ لحد مین آرام کئے۔ اور ہزارہا نوجوان عروس لحد کے ساتھہ ہم آغوش ہوئے۔ اور ایسے بیخود پڑے ہین کہ کبھی اوٹہنگے ہی نہین۔ خدا جانے کس قیامت کے نیند مین سوتے پڑے ہین۔ اور کس نشہ مین سرشار مست خواب مین ازخود رفتہ پڑے ہین کہ سانس ہی نہین لیتے۔ کسی طرف آنکھہ اوٹھا کے دیکھنے کی قسم کھائی ہے۔ اون کے پس ماندہ ہزار ون طرح سے چلاتے اور پیٹتے ہین کہ دو دو باتین کرے۔ مگر او نہین کب اونکی پروا اور غرض ہے۔

کیسی تمنائین کا خون ہو جائے - اور آرزوئین خاک مین ملین - مگر اونہین اپنے کام سے کام ہے - اونکی حیثیت انسانی دیکھی جائے تو کیا چیز کم ہے سب کچھ ہے - اگر حفظ صحت دیکھی جائے تو ونہین ہم سے زیادہ ہے - مگر اللہ رے بیخودی - کیسی پرلے درجہ کی بیخودی ہے - ہمارے آہ وزاری پر ترس کہاتے ہین - نہ ہمارے دردآمیز باتین اس طرف متوجہ کرسکتے ہین ساری دنیا اس سے عاجز ہو گئی - اچہے اچہے فیلسوف کا بہی زور نہ چل سکا - اور نہ عقل قابو پا سکی - کیا مزے مین ہین اور کس تماشہ مین مصروف ہین - جو لوٹ آنیکی قسم کہائے ہین ؎

جو کوئی جاتا ہے پہر آتا نہین
کیا عدم بہی دل لگی کی جا ہے

ہان یہہ حالت موجودہ سب کے لئے ہے - مگر جنہون نے اس دنیائے فانی کو لات مار کر سامنے سے ہٹا دئے تہے - اور بے پروا بیٹہے تہے جنکو ابتدا اور انتہا پر نظر نہ تہی - اور نہ بہلی بُری کیسی غرض رکہتے تہے - جسطرح دنیا مین آئے تہے اوسیطرح سفر کئے ہین - اور جنہون نے کل کائنات کا خلاصہ پا چکے ہین - اور خالی ہاتہہ چل بسے ہین - اور جنکی شان مین یہہ مصرع موزون ہے - کان راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک - اونکے سب سے نرالے ڈہنگ ہین - اور ہی مزے ہین - اونہون نے اس موت کو عین حیات سمجہا - اس خواب کو عین بیداری جانا - اس جدائی کو عین وصل تصور کیا - اونکو اس قیامت کا اطمینان حاصل ہے - کہ کسی کو بہی نصیب نہوگا - غرض

دنیا کے عجب معاملات ہین کہ اسکا بیان حیطہ تحریر سے خارج ہے ۔ مگر یہہ مضغہ دل جو پہلو مین مثال سیاب مچلتا پڑا ہے اسکی اور ہی حالت ہے ۔ الامان اس دل پُر درد کا برا ہو جو انسان کو ہر ایک طرح سے مجبور کر رکہا ہے الله الله کیا اسکا حال بیان کرون یہہ وہی دل ہے جسنے یوسف کو زلیخا کے چاہ الفت مین جہوک دیا ۔ یہہ وہی آفت جان ہے جسنے مجنون کو لیلا کے فرقت مین راہ نوردی کروایا ۔ غرض جسکے ساتہہ رشتۂ الفت کا سلسلہ باندہتا ہے اوسپر سو جان سے فدا ہوتا ہے ۔ لگاوٹ اسقدر بہاتی ہے کہ از خود رفتہ ہو جاتا ہے ۔ آہ وہ وقت یاد آتا ہے اور صدمہ دلگداز سے سینہ بہر آتا ہے جب میرے جد مرحوم کا انتقال یاد آتا ہے ۔ اوسحالت کا بیان مختصر طور پر بیان کرنا مضایقہ نہین سمجہہ کر مجمل حالات سے ناظرین کو خبر کرتا ہون ۔ مہاراج کے خاندان کے حالات تواریخ دیکہنے سے بخوبی ظاہر ہونگے ۔ اسکا بیان طوالت سے ہے ۔ اب رہی مہاراج کی ذاتی حالات ۔ وہ ایسے ہین جسکے لکہنے کو ایک دفتر چاہیئے ۔ اسقدر کہنا کافی ہے ۔ کہ مہاراج بیشک فرد فرید اور لاجواب تھے اونکے اخلاق اور مروت اور سخاوت اور شجاعت مالک کی فرمانبرداری یہہ اوصاف فطرتی تھے جس سے ہر فرد بشر واقف ہے ۔ ماسیوا اسکے مہاراج کے عقاید اور طریقہ بالکل صوفیانہ تہا ۔ ہر چند کے ظاہر مین ۔ مذہب ہنود سے اسقدر تعلق تہا ۔ کہ اونکی پیدائش خاص اس مذہب مین تھی ۔ مگر باطن مین تاسف ملت و مذہب اور شرک و کفر سے بری تھے ۔ بلکہ ایک اچھی خاصہ موحد تھے

مرحوم کے اکثر بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم طفولیت سے فقرا کے ساتھہ یکدلی تعلق تھا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ فنا فی الفقر کا درجہ حاصل کی۔ اونکا مذہب یہہ تھا۔ خذ ما صفا دع ما کدر۔ مرحوم کے ہی فیض تربیت کا باعث ہے بلکہ امر موروثی کہو تو بجا ہے۔ کہ یہہ راقم کو بھی عالم طفولیت سے فقرا کے ساتھہ دلی تعلق اور اعتقاد ہے۔ چنانچہ مرحوم کے پند دلپذیر اور نصیحت فیض اثر اسقدر موثر ہوئے کہ حضرت چندا شاہ صاحب قادری ساکن بیدر دام فیوضہ با خدا ولی کامل جو اسوقت حیدرآباد مین قریب اسٹیشن بلدہ حیدرآباد در رونق افروز ہین۔ اور جنکا ہر ایک فرد بشر مداح ہے۔ اور ہزارہا شخص معتقد ہین ایک زمانہ سے اونکے قدم میمنت لزوم سے مشرف ہوا۔ اور ہنوز فیض صحبت سے شرف حاصل ہے خدا یتعالی ہمیشہ با اعتقاد ثابت قدم رکھے۔ جب کے مرحوم اسبات سے مطلع ہوئے کہ راقم حضرت ممدوح کا معتقد ہوا۔ اسقدر بشاش ہوئے کہ گویا اپنے ذات کے لئے نعمتی حاصل ہوا۔ بے ساختہ یہہ لفظ فرمائے کہ الحمدللہ ہمارے فیض صحبت کا کچھہ تو اثر ہوا۔ اور یہہ کہتے تھے کہ کبھی تاسف ملت و مذہب نہین رکھنا۔ اور اس جملہ پر عمل کرنا۔ خذ ما صفا دع ما کدر مصرعہ متاع نیک بہر دکان کہ باشد۔ غرض اونکی محبت دلی اور رعایت سرداری کا حال کہان تک بیان کرون۔ اور کس منہہ سے اونکے تفضلات بزرگانہ کا شکریہ اداکرون۔ اللہ تعالی مغفرت کرے۔ سیوائے ان اوصاف مبینہ کے مالک کی فرمانبرداری اور خیر خواہی کا اسقدر خیال تھا۔ کہ جسکا بیان۔ بارہا سیوا

اور نصیحتونکے فرماتے تھے کہ دنیا کی بہبودی چاہیے تو مالک کی فرمانبرداری
اور خیر خواہی مین اپنے مایہ عمر کو صرف کرے - اور عقبی کی بہتری اور فلاح
چاہیے تو مرشد اور رہبر کی اطاعت گذاری کرے - اسکے سوا اور
کوئی خیالات دونوجہان کے بہبودی کے لیئے بڑھکر نہین - القصہ جامئہ
بشیر مین ایسے باکمال بہت ہی کم نظر آئین گے - افسوس صد افسوس ہزار
افسوس - اس چرخ کج رفتار نے کیسون کو تہ خاک کر دیا - بتاریخ ۲۱
رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ شب سہ شنبہ کو مجیب دوا استعمال فرمائے اور اوسی
شب کو نو بجے شب کے بخار اس شدت سے آیا کہ قریب ایک بجے شب
کے بیہوش ہوئے - تمام رات بیہوشی رہی - صبح مین ہوش آیا اور
بخار کم ہوا - بعد ازان ایک بار اجابت ہوے - جسمین خون شامل تہا جب
کہ ہوائج ضروری سے فارغ ہوئے - شمس الحکما ڈاکٹر جو معالج تھے اونکو طلب
فرمائے - اسوقت مزاج اسقدر درست تہا کہ اپنی کیفیت مفصلہ بیان
کئے - بشرہ سے بہی کوئی علامت موت کی ظاہر نہین ہوتی تہی - اور
حکماؤن کی تشخیص سے کوئی ایسے مہلک کیفیت ظاہر نہین ہوئے چنانچہ
راقم نے بہی مزاج کی حالت دریافت کی بہت ہی اچہی طور سے کیفیت بیان
کئے - اور یہہ ارادہ ہوا کہ حضور پر نور دام ملکہ سے بعرض تبدیلی آب وہوا
بمبئی جانیکے لیئے اجازت لینا چاہیئے - چنانچہ ایک شخص معتبر کو - روانہ ہونیکے
لیئے حکم دیئے - بعد ازان کچھ تہوڑیسی دوا استعمال فرمائے اور کرسی پر

بیٹھے رہے - قریب گیارہ بجے کے - جب تمازت آفتاب زیادہ ہوگئی راقم
نے اور چند صاحبون سے کہا کہ اس مکان مین گرمی زیادہ ہے حسب معمول
تہہ خانہ مین تشریف لیجانا مین قبل مناسب ہوگا - اوسوقت مین ہرچند کہ ہوش
تہا - مگر مزاج صاف نہ تہا - غرض اوٹھے اور تہہ خانہ مین تشریف لیگئے - بسبب
نقاہت دو شخص سہارے ہوئے تہے - جب اوس تہہ خانہ مین پہونچے -
بعد پانچ منٹ کے دو بار اجابت ہوئے - جسکے ساتہہ ہی بیہوشی طاری
ہوگئی - قریب بارہ بجے کے جو شمس الحکما معالج تہے آئے اور مزاج کی
حالت دریافت کی اور نبض دیکہا جس سے یہہ معلوم ہوا کہ پہر بخار کی آمد
ہے - غرض بخار شروع ہوا - اور مرض بڑھتا چلا اور بیہوشی کا غلبہ ہوا -
شمس الحکما کی یہہ رائے ہوئی کہ اوس تہہ خانہ سے کوئی ہوادار مکان مین
لیجانا چاہیئے - کیونکہ جہان ہوا نہین آتی ہے اور سردی زیادہ رہتی ہے
مسامات بند ہوتے ہین اور عرق نہین آتا ہے جسکے باعث بخار مین تخفیف ہی
نہین ہوتی - اونکے کہنے کے موافق - وہان سے بجبر اوٹہا لیگئے - اوس
بیہوشی مین تہوڑے دور یعنے اخیر دروازہ تہہ خانہ تک ازخود چلتے ہوئے
گئے - جب قریب پہونچے قوت رفتار نے جواب دیا - دفعتاً کہڑے ہوئے
ہرچند کہ منشی مرزا اسحاق بیگ اور راقم نے اور اور لوگون نے اون کے
چلنے کے لیئے سعی کی مگر بکار آمد نہین ہوئے - آخرش کرسی پر بٹھلاکر
دوسرے مکان مین لے گئے - رفتہ رفتہ بخار کی شکایت بڑھنے لگی - اور

بیہوشی کا غلبہ زیادہ ہوا۔ چنانچہ حکیم محمد باقر علیخانصاحب کو طلب کیا اونہون نے بعد تشخیص مزاج باتفاق ڈاکٹر شمس الحکما دوا تجویز کیا۔ جسکے دو خوراک حسب تجویز اونہون کے پلائے گئے۔ بعد ازان نواب سر آسمان جاہ بہادر نے ڈاکٹر اعتماد الحق کو روانہ کیا۔ مگر چونکہ اوس وقت مین مزاج حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تہا اسلیئے اونہون نے کوئی اپنی راے نہین دیا واپس چلے گئے۔ قریب چھ بجے کے ڈاکٹر لاری صاحب کو طلب کیا گیا مگر ڈاکٹر صاحب نہ پہونچ سکے باتفاق راے حکماے مذکور سنگیان بہی دی گئی تہی۔ ماسوا اسکے بہت سے تجویزین جو کرنے کی تہین سکئے۔ مگر بمصداق۔ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون۔ مرض بڑہتا چلا جون جون دوا کی۔ کا نقشہ جم گیا۔ سب کے دلون نے جگہ چہوڑ دیا۔ یاس کا ہجوم چہا گیا۔ قریب نو بجے کے نزع کی حالت شروع ہوئی۔ پونے گیارہ کو روح قالب عنصری سے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ناظرین یہہ خیال کرین کہ انکا اس عالم فانی سے گذرنا کس قدر شاق گذرا ہوگا جسکی حالت حیطۂ تحریر سے خارج ہے۔ وہ شب ایک آفت کا سامنا اور قیامت کا نمونہ تہا۔ نالے و آہ کی صدا در و دیوار سے گونجتی تہی زیادہ مصیبت کا سامنا یہہ تہا کہ ایسے حادثہ جانکاہ کے وقت ہمارے سرتاج ظل سبحانی شکار کے لیئے رونق افروز ہوئے تہے غرض

اوسیوقت بذریعہ تار برقی اطلاع دیگئے -
ان کیا کہتا تہا اور کیا کہہ چلا - مرحوم کا اکثر یہہ خیال تہا کہ لباس ظاہری بدلیا جائے - مگر مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین کچہہ بن نہ پڑی - خیر تمام رات قیامت سے گذری صبح مین میت کی تیاری ہوئی - جب میت روانہ ہوئی - یہہ دیکہا گیا کہ مکان سے تا بہ رُود موسی دو طرفہ خلایق کی پرچول جمع تہی - بلکہ سنا بہی گیا کہ اکثر لوگ کرایہ سے مکانات لیکر بیٹہے تہے - ہر ایک فرد بشر کے زبان سے - سوائے افسوس حالت وفات اور تعریف ایام زندگی کے اور کوئی بات نہین سننے مین آئی - چنانچہ اوسوقت مین تمام فوج کا اولٹے بندوقین سلئے ہوئے چلنا - اور غم کے باجہ دلگداز کی آواز جان لیتی تہی - جب رُود موسی کے کنارہ پہونچے - ایک بیشمار تودہ ہیزم صندل وغیرہ مین میت کو رکہکر اگ دیدئے افسوس کسقدر سنگدلی اور بیرحمی کی بات ہے - جو ایسے ناز و نعم کے پلے ہوئے اور جسکا جسد آغوش محبت والدین مین ایسے آسایش آرام کے ساتہہ رہا ہوا ایک چشم زدن مین جلکر خاک ہوا - مگر ہان یہان یہہ بہی ایک بات جو بیان کی جاتی ہے خالی از تعجب نہین ہے - اور ہر ایک کے لئے یہہ بات سمجہنا بہت دشوار ہے - یعنے اوس جسد مین سینہ گنجینہ عرفان کہیئے تو بجا ہے بہت دیر تک نہ جلا - بلکہ اسقدر ضرورت ہوئی کہ سوائے اوس بیشمار تودہ ہیزم کے اور لکڑی بہت سی دی گئی - جب وہان سے واپس ہوا تو ایسے ایسے

نہیں سن پایا کہ ہیبت زدہ ہوگیا۔ جسقدر مخالفین تہے آمادہ شرارت ہوئے۔
مگر بفضل ایزدی اور توجہات خداوندی یعنی ظل سبحانی بندگانعالی محفوظ رہا۔
حضور اقدس و اعلی سے نواب سر آسمانجاہ بہادر کے پاس تار برقی پہونچا اور اوس
سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت اقدس اعلی نے۔ اپنے ایک غمخوار قدیم کے
گذرجانیکا نہایت تاسف فرمایا۔ اور اس راقم کے نسبت جو موروثی خانہزاد
ہے تشفی و تسلی کا ارشاد ہوا۔ جسپر دوبارہ زندگی ہوئی اور رہر ایک امر کی توقع
ہے۔ وہ حکم عالی سنے۔ مخالفون کو عقد اللسان کا اثر کیا۔ سچ بھی یہہ ہے
کہ میرے آقا خداوند نعمت کی سرفرازی اور پرورشی کی نظر اس راقم
کے شامل حال ہے۔ خدایتعالی اس راقم کو اپنے آقا کی اطاعت گذاری
اور جان نثاری مین تا دم زیست ثابت قدم رکھے۔ اور میرے مالک کو
مجہہ سے خوش و خورم رکھے۔ ناظرین بہی دعا فرمادین۔ بفضل ایزد ذوالجلال
وحبیبہ۔ آقا رنا مدار ظل سبحانی بندگانعالی مسند حکومت پر دیرگاہ با حشمت
و اقبال دایم و قایم رہین ؎ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد +

کشن پرشاد عفا عنہ

سوانح عمری یا لائف

ارم آرامگاہ جناب نواب سر میر لایق علیخان بہادر
سالار جنگ رابع منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنتہ
کے سی آئی ای مستعفی
وزیر اعظم حیدر آباد دکن

انٹروڈکشن

یہ امر نہ صرف قدیم مصلحت ہی ہے بلکہ اشد ضروری اور لازمی ہے کہ فردوس منزل کے حالات زندگی لکھنے سے پیشتر ایک مقدمہ لکھوں جس سے اس نادر اور عزیز الوجود علم یعنی سوانح عمری یا لائف کی تعریف اور فلاسفی اور اسکے عدیم النظیر فوائد سے ناظرین پر مسمریزم کا عامل بنکر اونکو دنگ کر دین - اگر ایسا نہ کرون تو خاص کر ہمارے ملک مین زمانہ کی ہوا کچھ ایسی چل رہی ہے - کہ ناظرین اسکو ایک ناول یا افسانہ یا سٹوری سمجھ کے پڑھ لینگے اور جو غرض اسکے لکھنے یا پڑھنے سے ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہو گی - حالانکہ اس تالیف سے خاص الخاص میرا مطلب یہ ہے کہ ناظرین کو اس سے اولوالعزمی وغیرہ صفات اہلیت و انسانیت بھی حاصل ہوں - اور یہ کہ ایک طور کی تنبیہ بھی میسر ہو - کیونکہ ناول افسانہ اور سٹوری اس علم کے مقابل

خواب پریشان کی سی وقعت رکہتا ہے جسکو محقق اضغاث احلام کہتے ہین۔

(۲) اس علم یعنے سوانح عمری کے چوٹ اور نگر اگر ہے تو علم تاریخ ہی ہے یہہ بات بہی خوب یاد رہے کہ علم سوانح عمری اور علم تواریخ مین باہم فرق تو ہے جسکو مین آگے چل کر بیان بہی کرونگا مگر جزوی فرق ہی کچہہ بہت ایسا فرق نہین۔ سوانح عمری کے لکہنے مین اوپہر اوسکے پڑہنے مین عام اس سے کہ وہ زندہ آدمیون کے ہو جیسا کہ مہذب ملکون مین دستور ہے یا اُنکی جو اس فانی دنیا سے رخصت ہوکر غیر فانی جہان مین بسے ہین میرا بہت کچہہ بیان ہے کیونکہ مین نے اس علم کی تعریف فلاسفی ماہیت اور حقیقت اور تنقیح مین صفحہ کے ایک یادداشت پہی لکہی ہے مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ مین انکے درج کرنے سے رہ گیا ہون۔ اس نظر سے اس شریف علم کے نسبت اس رسالہ مین محض اسی قدر لکہنے کی اجازت پاتا ہون کہ جو ذیل مین عرض کرتا ہون۔ البتہ احتیاطاً یہہ بات بہی یاد دلاتا ہون کہ علم سوانح عمری کا تالیف کرنا ایک الگ امر ہے اور اوسکا پڑہنا دوسرا پوائنٹ ہے۔ مگر مین اس بحث مین علیحدہ علیحدہ بحث نہ کرونگا بلکہ دونون امرون کی اس رسالہ مین خاص کر جیسے اختصار کی قید اور اسکا لحاظ ہے مشترک بحث کرونگا۔ بہرحال دونون امرون کا مدار بہی واحد ہی ہے۔

(۳) علم سوانح عمری یا لائف ہی وہ علم ہے کہ جسکے مطالعہ سے ناظرین اور شائقین اصل انسان ہو سکتے ہین۔ ورنہ وہ نرے اور خالص

آدمی ہی رہتے ہین - مین خالص آدمی اُسکو کہتا ہون کہ جسمین ہنوز انسانیت
نے سرایت نہ کی ہو - اور یہہ ایک مسلّمات مین سے ماہیت ہے کہ آدمی
اور انسان مین وُہی فرق ہے جو حیوان مطلق اور حیوان ناطق مین ہے -
خیر الناس انسان کی سوانح عمری کا لکھنا یا پڑہنا تو ایک طرف رہا - اگر کسی
شر الناس آدمی کے لائف ہی لکھے یا پڑہے گئی ہے - تو وہ بھی پاکیزہ مزاج
انسان کے لیئے عبرت اور تنبیہ کا باعث ہوی ہے - یہہ بات بھی درست
اور صحیح بلکہ تسلیم کے قابل ہے - کہ اور شریر النفس اُسکے مطالعہ سے شرارت
سیکھتے ہین مگر ایسا مؤلف جو سچے فلاسفرون نہ کہ جھوٹے فلاسفرون کے نقش
قدم پر چلتا ہو اور یہہ کہ سگِ دنیا لوگون سے ہمیشہ خلاف ہو تا بدی اور
نکوئی دونون مین سے کسی کو بھی پوشیدہ رکھنا نہین چاہتا جب کسی خیر الناس
کی سوانح عمری لکھتا ہے تو اوسکے پڑہنے والون کو اوسکی پاکیزہ زندگی پاکیزہ
چال ڈھال اور پاکیزہ روش سے ایک ایسی لینٹرن حاصل ہوتی ہے
کہ جسکے دلربا اور نور افزا روشنی مین وہ چلتے ہین - اور پھر ہر جگہہ اور اونچ
نیچ اور نشیب و فراز کے موقع پر سنبھال سنبھال اور تول تول کر قدم
رکھتے ہین - جس سے کہ کج روی اُنکے پاس تک پھٹکنے نہین پاتی - اخلاقی
کتابون نے دُنیا پر لاریب بے انتہا احسان کیئے ہین اُنکے مؤلفون کی شکر گزاری
لازمی ہے جو آدمیون کے سچے دوست اور اونکے پورے ہمدرد تھے - مگر
وہ زمانہ خیر باد کہہ چکا ہے - اب محض علمی دعوؤن سے کچھہ نہین بنتا اب

اگر میدان ہاتھہ مین ہے تو عملی نتیجون سکے - کیون کہ ایسا ہونا چاہیے لاکلام ایک اچھا حکم ہے مگر ایسا کرکے دکہاؤ جو فلان خیر الناس نے کرکے دکہایا ہے پہلے حکم پر بدرجہا غالب ہے - یہہ وہ زمانہ ہے کہ علم ہی نہین کیا جاتا بلکہ کچہہ کرکے ہی دکہایا جاتا ہے -

(۴) سوانح عمری کے علم کا عالم یا ماہر نہ وہ جو اُسکو ایک افسانہ اور معمولی ناول سمجہہ کے پڑہتا ہے اُس سے فراست کا مادہ اور جوہر اس قدر حاصل کرتا ہے - کہ اُسکے اُس تفرس کا نام اکثر خوش اعتقاد کہو یا سریع الاعتقاد لوگ پیش گوئی رکہہ دیتے ہین - حالانکہ وہ تفرس ہی ہوتا ہے پیش گوئی اور نہ پیش خبری - بڑے بڑے معزز اور گردن کش ایم - اے - اور بی ایچ ڈی - ہی بتائین کہ اس علم سوانح عمری سکے بغیر اس فرض کی مسئلہ پر عبور ہو سکتا ہے - کہ دنیا بہر کے قومون کی ترقی اور تنزل کے اسباب کیا تھے اور کیسے اقبالمند قومین ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گر پڑے اور پہر وہ قومین جو ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گرے ہوے تھے کیونکر معراج یا یون سمہی کہ اوج اور عروج پر پہنچ گئین - ایک دستور کی بات ہے کہ بیٹا باپ کے نام سے نام پاتا ہے - مگر سوانح عمری کے علم کا فاضل کہتا ہے کہ یہہ کوئی عجیب واقعہ اور طرفہ ماجرا نہین بلکہ دُنیا کے پردہ پر صحیح نظیرین موجود ہین - کہ باپ نے بیٹون کے نام سے نام پایا - جیسے کہ شیخ مبارک بزرگ مقدس نے اپنے بیٹون ابو الفیض فیضی فیاضی - ابو الفضل - ابو البرکات ابو الخیر

ابو المکارم - ابو تراب - ابو حامد - ابو راشد سے شہرت پائی - پہلے دو توائس رتبہ کو پہنچے کہ چغتیہ خاندان کے آفتاب محمد جلال الدین اکبر شاہنشاہ مملکت ہندوستان کے وزیران اعظم اور دستوران معظم ہوئے - جب ممدوح الاوصاف اہل عرفان نے ہمارے موتیون والے اکبر ہی کے ولولہ اور امنگ سے اُس تاجدار سے ملاقات کی - تو فلا سفر (اگر ویتوی فلاسفر نہین بلکہ سچے فلاسفر) نے بیٹون ہی کے استفسار پر حکم لگا دیا - کہ ظل اللہ کا مزاج اقدس پہچان لیا واقع ہوا ہے اور اس سے ایسے کام ظہور مین آئین گے اور ویسے کام ظہور مین آئین گے وغیرہ - چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اوس واجب التکریم و تعظیم اور وحید الدہر بزرگ نے فرمایا تہا - اب یہہ سوال خود بخود لازمی ہو گیا ہے - کیا اُس واجب الآداب فرید عصر نے واہیات علم نجوم اور محض جہوٹے علم رمل اور نرے وہمی اور خیالی علم جفر سے اکبر کریم الشیم منبع رحم کی مزاج اقدس کو پہچان لیا تھا ؟

نہین نہین صرف علم سوانح عمری کے بدولت اور اوسکے زور سے پہچانا تہا - سچ بات تو یہہ ہے کہ یہ (سوانح عمری) پیشگوئی ہی ہے -

(۵) **فسری آگنومی** یا فزالوجی جس کو اپنے زمانے کے ترقی کے عہد مین عرب کے نامدار فاضل علم قیافہ کہتے تھے اور آرین محقق اسی علم کا نام اپنے اقبال کے دنون مین سامُدریک رکھتے تہے - ایک بہت ہی پسندیدہ عجیب وغریب اور در رُبا علم ہے - اگرچہ صوبہ پنجاب کی لیٹ فنانشل کمشنر صاحب

جنت آرامگاہ جنرل ایڈورڈ ویک صاحب سے تحقیقی رائے کے مطابق اہل یورپ اور عرب کے محققون اور آرین مدققون کے تصانیف مین یہہ فرق ہے کہ پہلے گروہ والے جن کو متاخرین مدقق اور بال کی کھال نکالنے والے اور ہر بات کی تہ کو خواہ وہ کیسی ہی باریک دقیق اور لاحل کیون نہو پہنچنے والا کہا جاتا ہے اور کہنا بھی پڑتا ہے اس علم کا موضوع صرف آدمی کے چہرہ کو گردانتے ہین۔ اور دوسرے فرقے والے انسان کے تمام جسم کو اسکا موضوع ٹھہراتے ہین۔ خیر خواہ کچھ ہی ہو مین یہان نہ اسکی بحث ہی کرنا چاہتا ہون اور نہ اس موقع پر اپنا ججمنٹ ہی لکھتا ہون اگرچہ ایک اور مقام پر لکھونگا اور ایک موقع پر لکھ ہی چکا ہون۔ اس وقت فلسفہ مصر کے عزیز یا فرعون جو کہو سو سچ ہے **لارڈ بیکن** جنت آرامگاہ کے ہمصفیر ہو کر صرف یہہ کہتا ہون۔ کہ وہ ایک بڑا ہی نادر اور حیرت کے عالم مین ڈالنے والا علم ہے۔ اسکا حاصل کرنا یون تو کچھ بات نہین لیکن بجاب کے با اقبال اور با تدبیر اور خلاصہ فردِ باغ امیر ابن امیر ابن امیر جناب **سردار دیال سنگھ صاحب** بہادر مجیٹھیہ دام حشمتہم کے قول معقول کے بموجب اس علم مین قلیل برسون کے پریکٹس پر منحصر ہے۔ غرض کہ سوانح عمری کا علم ایک ایسا علم ہے کہ جو ٹھیک ٹھیک فزاگنومی یا فزالوجی یا قیافہ یا سامدریک سے ملتا جلتا ہے۔ جیسا فزاگنومی کے علم کا موضوع آدمزاد کا چہرہ ہے ویسا ہی علم سوانح عمری کا موضوع کیا ہے دنیا بھر کے تمون

یا شخصون کی ترقی اقبال اور نیز انکے تنزل اور ادبار کی حقیقی
اور واقعی اسباب کا پہچاننا۔ اس شریف اور اعلی درجہ اور
دقیق علم کا ڈاکٹر یا حکیم ایک قوم یا شخص کے افعال وکردار خصوصاً اسکی
سوانح عمری علی الخصوص اسکے لائف اسکے جو چال ڈھال اور رنگ ڈھنگ
ظاہر ہو معلوم کرکے قطعی حکم لگا دیتا ہے اور لگا سکتا ہے بلکہ لاکھون تجربون
سے ثابت ہوا کہ لگا دیا ہے۔ کہ یہ قوم یا شخص اقبالمندی کے آثار رکھتا ہے
یا ادبار کے۔ اور ساتھہ ہی یہہ بھی کہ اگر وہ قوم یا شخص اقبالمند ہے تو اس
سے گرا چاہتا ہے یا اوسکو قائم رکھنے والا ہے۔ اور اگر ادبار زدہ ہے تو
اقبال کے آسمان سا اونچی منزل پر پہنچ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور اگر پہونچ سکتا
ہے تو کیسی جناب باری تعالی جل جلالہ وعم نوالہ کی حمد وستائش ہو کہ جس
نے ذاتی انسان کو ایسا دماغ اور عقل دی کہ وہ ایک سچا علم ایجاد کرتا ہے
اور پھر اوسکے ذریعہ سے گویا غیب کے باتین بیان کر دیتا ہے جو ٹھیک ویسی ہی
ہوتے ہین۔

(۶) زیرک اور فہیم آدمیون نے (حسین ناظرین کا فرمانبردار مولف بھی ایک شامل
ہے) اسی علم یعنے سوانح عمری سے ایسی آنکھین پائی ہین۔ کہ ہمایون ہمارے
موتیون والے شہنشاہ اکبر ظل اللہ کے والد کے تکلیفات کو بڑھیون
کی سی کہانیون یا اپنی زبان کے اونڑا لفاظ مین یون کہون کہ افسانون اور فرنگی
عاقل لوگو نکے لینگویج مین یون کہا جائے کہ نادلون کی سی وقعت نہین دیتی

اور باگر بانون کو نیند نہ آتی ہو تو انکے سُلانے کے لیے اونکا منتر نہین ہو سکتے۔ نہین ہین ہم لوگ اُن تکلیفات سے جب کہ وُہ اولی العزم شہنشاہ ہندوستانیو کے میو یٹنی کے فلنگ کا مقابلہ نہ کرسکا (جیساکہ ہماری برٹش گورنمنٹ نے اسی ہندوستان مین (۱۸۵۷ء) ایک ہزار آٹھ سو ستاون عیسوی مین مقابلہ کیا اور اپنے اقبال خداداد کے تصدق سے اسی فیلنگ کو اپنی تیز تلوار کی دھار اور آب سے بالکل فرو کردیا) اور ہندوستان سے بھاگ گیا۔ اور پھر اُسکے نمایان کامیابی سے جو (۱۵۱۴ء) پندرہ سو چودہ عیسوی سے (۱۸۵۷ء) اٹھارہ سو ستاون عیسوی تک جو تین سو تینتالیس برس کی مدت ہوتی ہی رہی ۳۴۳ تکلیفات کا عادی ہونا اور کامیابی کے لیے مستعد رہنے کا بہت ہی نادر اور اکسیر صفت اور دونون جہان مین مفید سبق سیکھتے ہین۔ اسکے علاوہ فرانس کے مشہور و معروف سرو گردون کش مگر دانا شہنشاہ فرسٹ نیپولین بونا پارٹ کی ترقی اقبال جو سو لجر کے شرکے سے شہنشاہی کو پہنچا۔ اور پھر اُسکی مصیبت جو ہمارے شہنشاہ انگریزی قوم کے ہاتھ سے (۱۸۱۵ء) اٹھارہ سو پندرہ عیسوی مین گرفتار ہوکر قید فرنگ مین رہا اور سات سال تک قید رہکر ۱۸۲۱ء اٹھارہ سو اکیس عیسوی مین قید کی حالت مین مرگیا۔ شائقین علم سوانح عمری کو ذی حوصلہ ہونے کا سبق سکھاکر مصیبتون مین برداشت اور تحمل کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ بہرارم نشین اور شیخ مبارک (فیضی اور ابو الفضل وغیرہم خلف الصدقون کے والد) کی مصیبتین باوجودیکہ علم مین

سمندر اور صفات مین فرشتہ تہا ایک بار تو پتہر دل سے پتہر دل آدمی کو بہی حیرت مین ڈال دیتے ہین اور پہر اکبر کا چشمۂ رحم کے عہد معدلت مہد مین اسکے رعایا کی آزادی (لبرٹی آف اوپنین) جس پر وہ علامۃ العصر شیفتہ اور فریفتہ تہا اور فرزندون کے اعلیٰ سے بہی اعلیٰ رتبہ کے اقبالمندی حوصلہ بخشتی ہے -
حضرت موسیٰ کے پیدا ہونے کے وقت ہی مصر کے بادشاہ فرعون نام کے ذریعہ پوشیدہ کیا جانا پہر فرعون ہی کے بیٹی کا بیٹا کہلا کر مصر کے بادشاہی محلون مین پرورش پانا اور اوسکے بعد فرعون کی دختر نیک اختر کے شاہزادے کہلانیکی نسبت اپنے قوم کے مصیبتون مین ساتھہ دینے کو ترجیح دینا جوان دنون مصر مین قید تہی - اور پہر یترو نام ایک مشہور بزرگ کے یہان جنکو اہل اسلام حضرت شعیب کہتے ہین - بکریان چرانا اور آخر اپنے قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے بندی خانہ سے چہڑانا علم سوانح عمری کے پڑہنے والے کو خدائے قادر مطلق کی حیرت بخش قدرت اور عظمت کا سمجہہ دار اور زیرک انسان کا تو کیا ذکر اسکے پاک ہستی کے منکر کو بہی قایل کر دیتا ہے - اور پہر عالمگیر کے متعصب بلکہ ایک ملا مزاج کا ہندوستان کی بادشاہت کا حقدار نہونا تو بہی ایک شہنشاہ عالیجاہ ہو جانا - اور باوجود اہل شرع اور نمازی ہونے کے اپنے محسن والد شاہجہان کو آگرہ کے قلعہ مین قید رکہنا - اور اپنے بڑے بہائی پورے اہل عرفان اور صوفی الرحم پر دارا شکوہ اور اپنے اور بہائیون کو بے رحمی سے مروا ڈالنا اور سرمد جیسے تارک الدنیا نہ کہ متروک الدنیا کو قتل کروا ڈالنا اسکے سلطنت

ادبار اور تباہی کے علامتون کو انکے ان کامون سے معلوم کرلینا سوانح عمری ہی کے علم کے شایق کا خاص الخاص کام ہے۔ ناول اور افسانون کے شایق کو معلوم نہین ہوسکتا۔ اجودھیا جی کے سورج بنسی راجہ سرت کے سعید خلف الصدق سری رام چندر جی کا باپ کی فرمان برداری سے بارہ برس تک بن دباس کا قبول کرنا اور اوسی دکہن سے جسکے دارالسلطنت حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے یہہ رسالہ شایع ہوتا ہے طرح طرح کے مصیبتون کا مقابلہ کرنا مگر اف نکرنا۔ صرف سوانح عمری کے نادر علم ہی کے شائق ہی کو معلوم کراسکتا ہے۔ کہ جسمین اصل خدا پرستی کی بنیاد اور پوری اقبالمندی کی علامتین ہوتی ہین۔ وہی صرف وہی باپ کی فرمان برداری کرتا ہے۔ ایسا ہی اقبالمند اس امر کو اپنا پرنسپل گردان لیتا ہے کہ۔ نوکر چاکر ہو تو بدل لون باپ برا ہو یا بہلا اسکو کیسے بدلون۔ اور یہہ کہ اگر اسکی فرمانبرداری نہ کرون تو وہ والد اور مین بیٹا کیونکر ہوا نافرمان شخص والد کو اپنا بیٹا اور نوکر سمجھتا ہے اور آپ کو اسکا باپ اور آقا اور یہہ آثار اسکے ادبار بلکہ جہنمی ہونے کے ہین۔

(۷) اب مین اس انٹروڈکشن کو ختم کیا چاہتا ہون۔ کیونکہ اس مختصر رسالہ کے لیئے سوانح عمری کے علم کے فلاسفی اور اوسکے فائدے کافی ہین۔ مگر پہر بہی ناظرین سے دو ایک اور بہی ضروری امرون کی جو اسی علم کے متعلق ہین گذارش کی اجازت چاہتا ہون۔

(۸) مصیبت ہر فرد بشر کے لیئے جب تک کہ وہ جسم کے قید مین ہے

کمپلیسی ہے - اور جب وہ روح مین آزادی حاصل کریگا تو پہر اس کھٹکے سے بہی آزاد ہو گا - ایک بڑا ہی تجربہ کار شخص جس نے اپنے کو ایک ادنی درجہ بلکہ اگر اور بہی سچ کہون تو اسفل السافلین کے سے رتبہ سے اعلی درجہ کے بلکہ قاب قوسین اَو ادنی کی سی عالی پایگاہی مین اپنے ہی دست و بازو اور تدبر اور اوسپر بے ذریعون کے ذریعہ خدا کی مہربانی سے پہونچایا - کہتا ہے جسکو مین بادنی ایزادی یاد دلاتا ہون کہ انسان کی عمر خواہ کوئی کیون نہو ہمیشہ خوشی اور خورمی سے نہین گذرتی - اور پہر کس زور سے کہتا ہے کہ یہی امر تو ایک سبب ہے کہ انسان کو گویا خوش نصیب کہنا چاہیے کیون کہ اگر ایسا ہو تو وہ آرام اور غفلت مین بسر کرکے جفاکشی اور دوربینی کا مادہ ہی اپنے مین سے بشرطیکہ دنیا کی پیدا کرنیوالے نے اُسے دیا ہو کہو بیٹہے گا -

(۹) مجہکو خود تقریباً پچاس برس سے تجربہ ہے اور یہہ کہ صحیح تجربہ ہے صرف ایک خیال ہی نہین جسکو اکثر صاحب احمق اپنی زبان پر رکہتے ہین اور بر موقع اور بے موقع اُسکو فلسفی ریزن کے جگہہ استعمال مین لاتے ہین - کہ بعض آدمیون کے طبیعتین قدرت اور نیچر ہی سے ایسے واقع ہوئی ہین - کہ مصیبت اُنکے حق مین اصل معلم اور سچا استاد بلکہ ایک درد مند اتالیق ہے - ایک پرانے زمانے کا بڑا ایرانی جو اسنے وقت کا بہت بڑا بادشاہ تہا کہتا ہے کہ بھلا ہوا کہ مینے دکہ اٹہایا کہ مین تیرے حکمون کو سیکہون یہہ اُس نے اپنے سچے خدا کو جسکو وہ اپنا حقیقی معبود سمجہتا تہا مخاطب کرکے کہا ہے

اور بہت ہی سچ کہا ہے - مین نے اپنے واجب الادب معلم کے قول کو یون ہی اندھا دھندا اپنی آنکھیں بند کرکے قبول نہین کیا بلکہ ہر طرح سے کسوٹی پر پرکھ کر اور ترازو مین تول کر اور خوردبین عینک سے دیکھ کر اور یہہ کہ تاملاک کر ہی قبول کیا ہے کوئی مجھکو اس وجہ سے کچھہ نہ کہے کہ مین اسکو جو ایک شرف تھا ہے کیون پرکھا اور کیون تولا اور کیون دیکھا اور کیون تاملاک لیا یون ہی اندھون کی طرح سے کیون نہ مان لیا - مگر رسالہ کی ناظرین صاحبان !!! مین مجبور ہون میری کچھہ اختیار مین نہین کیونکہ میری طبیعت ہی ایسی واقع ہوی ہے کہ جو امور تجربہ کرنے کے قابل ہوتے ہین مین انکا بار بار تجربہ کر ہی لیا کرتا ہون - اور یون اگر آسمان سے فرشتہ ہی مجھے کہے تو نہین مانا کرتا کیون کہ میرے وہ دن گئے کہ ا سمن سیدے جی کن م ماہیتون پر یون ہی علم الیقین یعنے ہسٹاریکل فیتہ رکھون اور عین الیقین یعنے ٹرسٹنگ فیتہ کے مرتبہ پر ترقی نکرون - اسے کاش اس سے رسالہ کے ناظرین اسی علم سوانح عمری کے متعلق امور مین ہی پسندیدہ شیوہ اور شائستہ روش قبول فرماوین یون ہی اٹکل پچو کسی ماہیئت کی ذمہ وار نہ ہو جاوین -

(۱۰) میرا بار بار کا اور یہہ کہ صحیح بالکل صحیح تجرابہ ہے یہہ ماہیئت ہی بتاتا ہے - کہ البتہ بعض آدمیون کے مزاج ایسے ہی واقع ہوئے ہین کہ اون کو مصیبت کی کچھہ ضرورت ہی نہین - مگر ساتھہ ہی یہہ بات ہی ہے کہ ایسے فرشتہ طینت یا ہوسے ہمالے لوگ کم بہت ہی کم بلکہ نادر الوجود ہوا

کرتے ہین - ایسی ہی پاکیزہ دل رکہنے والون کو متبرک یا ولی اللہ کہا گیا اور کہا جاتا ہے اور آئندہ ہی کہا جائیگا - اور بعض انسانون کی گویا خمیر ہی ایسی ہے کہ معصیت اور دکہہ انکا اصل مسلم اور سچا استاد یا ورد مند اتالیق ہنین ہوا کرتا - ہان یہہ امر سخت بحث طلب ہے کہ ایسے آدمیون کے کانشنس اور قوت تمیز اور خصوصاً انکے دی سنس آف کیرکٹر مین ضرور فتور ہوتا ہے کہ ہنین - برسون بلکہ اگر اور سچ کہون تو صدیون کے چہان بین اور تحقیق اور نیز تدقیق سے یہہ امر مسلم الثبوت ہوا ہے کہ ایسون کا حال یہہ ہے کہ انکے کانشنس قوت تمیز اور علی الخصوص انکی دی سنس آف کیرکٹر یا تو سن او گیا بالکل ہی مردہ ہوتی ہے - اسپر بڑے بڑے واقعات شاہد مویکد اور عادل ہین اور ہر ایک قوم مین اسکے گواہ پائے جاتے ہین - یہو دیون مین فرعون کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ بہت ہی مشہور اور غیر قومون مین زبان زد خاص و عام ہے - پہر عیسائیون مین یہودا اسکریوطی کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ گویا ہیرے کی نوک سے عقیق پر تحریر کے مانند ہے - علاوہ اسکے آریہ لوگون مین راون اور کنس کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ ہزارون برسون سے عام و خاص کے زبان پر ہونے کے علاوہ اعلی درجہ کے سچے تاریخون مین بہی درج ہے - اور ایسے تاریخین کہ جنکو صحیح اصولون کے مطابق تاریخی وقعت دی گئی ہے اور دیکہتے ہین اہل اسلام مین ابو جہل اور ابی لہب کا ایسا ماجرا ہے کہ ہرگز ہرگز

پوشیدہ رکھنے سے ہی پوشیدہ نہین رہ سکتا - غرض کہ اس رسالہ کے
ناظرین کو متذکرہ بالا شخصون کے لائف پر جیسا کہ چاہیئے عبور رہو تو انکو بہت
اچھی طرح سے ثابت ہوجاسے - کہ درحقیقت نہ اونکے کانشنس مین کچھ
دم تھا - اور نہ اونکے قوت تمیز مین کچھ جان تھی اور یہہ کہ انکی دی سشن
آف کیرکٹر مین بھی کچھ حس نہ تھی - مجھکو اس وقت خصوصاً ان محدود صفحون
اور محدود موقع پر انکی سوانح عمریون بیان کرنے کی نہ تو فرصت ہی ہے
اور نہ اجازت - مگر انکے لائف اور انکے کیرکٹر آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ تر
ظاہر ہے - اگر کوئی شخص انکی حیرت انگیز حالات اور واقعات سے
ناواقف ہے تو نہ اوسکو علم تاریخ ہی سے مسئلہ فایدہ پہنچےگا اور نہ علم
سوانح عمری سے ہی کچھ حاصل ہوگا - وہ بڑے عمدہ عبرت دہ واقعات ہین
(۱۱) مین جب لائف آف یخی مین غور او تامل کرتا ہون تو صریحاً اور بدیہتاً
دیکھتا ہون - کہ لوہا جو ایک مشہور ترین دہات ہے بہت ہی تیز آگ سے گھلتا ہے
اور چاندی جو وہ بھی ایک مشہور دہات ہے لوہے کے نسبت ذرا کم آگ مین گھلتی
ہے - اور کندن یعنے طلا جو ایک سب سے مشہور دہات ہے اور بڑی قیمتی
ہے ایک ذرا سی آگ دکہانے سے موم کے مانند نرم ہوجاتا ہے - مگر پتھر کو
(جس کو دکہن دیس مین گنڈہ کہتے ہین) کیسی ہی تیز آگ بلکہ جلتی ہوی آگ
مین ڈالو - ہرگز ہرگز نہین پگھلتا اور مطلق نہین پگلتا موم ہونا تو ممکن اور انا
ہونی بات ہے - پس آدمیون کے گروہ مین سے بعض آدمی لوہے کی سی

طبیعت رکھتے ہین - اور بعضون کا مزاج چاندی کا سا ہے - اور بعض کندن کی سی اصلیت رکھتے ہین اور بعض کمبخت پتھر ہین - ناظرین کو ذرا اب دل کے آنکھین کھول کر اور ذرا گہری نظر کرنی چاہیئے - کیونکہ بڑا نازک موقع ہے - اور وہ یون ہے - کہ دُنیا کے پردہ پر پرافٹ لوگون کا ایک گروہ ہے - اور فلاسفرون کا ایک مجمع ہے - پھر راجاؤن مہاراجون بادشاہون شہنشاہون کا ایک سلسلہ ہے - ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین سے چند کا نام پیش کرتا ہون جو مصیبتون سے نہین بچ سکے جیسے کہ حضرت نوح ابراہیم یعقوب یوسف دانیال موسیٰ اور خداوند مسیح - پھر عرب کے نبی صلعم سری کرشن جی - سری رام چندر جی وغیرہ - لقمان سقراط فیثاغورس چارڈینو برونو وغیرہ حضرت داؤد سکندر ہمایون عالمگیر بونا پارٹ ظفر - واجد علیشاہ وغیرہ - مین اس وقت اس امر کی بیان کی مصلحت نہین سمجھتا کہ ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین کس گروہ یا کس شخص کو لوہے چاندی طلا اور پتھر سے تشبیہ دون - کیونکہ میرا یہ بیان ایک سخت تنقیہ ہو جائیگا جو مجھے یا ان اسوقت منظور نہین - تسپر بھی مین اس بات کے بیان سے اپنے دل کے ولولے اور اُمنگ اور فیلنگ کو روک نہین سکتا کہ ان تینون گروہون مین ایسے شخص تھے جو تذکرہ بالا دہات اور گندو (یعنے پتھر) سے تشبیہ تمام رکھتے تھے - چنانچہ جو شخص علم تاریخ اور نیز علم سوانح عمری سے ماہر ہوگا اُسپر جیسا کہ چاہیئے مسلم الثبوت ہو چکا ہوگا

کہ اصل معاملہ جیسا کہ مینے چیلنج ہی کیا ہے حقاً اور تحقیقاً یون ھی ہے
اب مین پھر بڑے زور سے اصلی سبجکٹ پر آتا ہون کہ میرے پیری گراف چہارم - ششم - دھم - اور یازدھم کے عبرت بخش بحثون کا اوسی سبجکٹ سے جس سے میرے اس تحریر کا عنوان معنون ہے یہہ تعلق ہے - کہ جب تک ایک آدمی سوانح عمری کے علم کا ماسٹر نہین ہوتا - وہ نہ تو اس جہان ہی مین چین اور آرام کے ساتھہ اپنی زندگی گذران سکتا ہے - اور نہ آئیوالے جہان مین جو فانی نہین بلکہ غیر فانی ہے اور جس کا یہہ جہان ایک فوٹو ہے تسلی اور اطمینان کے ساتھہ رہ سکتا ہے غرض کہ انسان دنیا مین رہ کر آدمیون کے مختلف خاصیتون سے واقف نہین ہونا چاہتا تو اسکو نہ آدمی کہلانا چاہیئے اور نہ انسان بلکہ کچھہ اور کہلانا چاہیئے جو اسکو موزون اور انسب ہو - پھر اسکے لیئے کیا یہہ دنیا اور کیا وہ دنیا ایک ہی سی ہے - کیونکہ ایک عارف باللہ نے جو سچا فلاسفر ہی تھا سچ کہا کہ کیا راحت دلی اور تسلی قلبی اور کیا دلی عذاب اور قلبی تکلیف عارف اور اہل علم کے لئے ہی ہے - اجہل اور بے علم کو نہ راحت اور تسلی سے کچھہ سروکار اور نہ عذاب اور تکلیف سے کچھہ کام - وہ بالکل پتھر کے مانند ہے جو نہ تو آگ مین جلے اور نہ پانی مین سڑے - یہہ جو کچھہ دنیا و زمین اور آسمان آفتاب اور مہتاب جہنم اور بہشت ہے اہل عرفان اور ذی علم کے لئے ہی ہے اجہل اور بے علم کے لیئے کچھہ ہی نہین -

(۱۲) اے اس رسالہ کے ناظرین! آپ گھبرا نہ جائیں اب میں انشیرووڈکٹ کے ملاحظہ کے لیئے آپکا قیمتی وقت اور نہ لونگا۔ صرف دو تین باتیں ہی اسکے خاتمہ میں اور عرض کرکے اس مقدمہ کو تمام کرتا ہون اور پھر اصل مطلب یعنے فردوس منزل ممدوح الاوصاف کے لائف شروع کرتا ہون۔ مجھے یقین ہے کہ اس مقدمہ کے ساتھہ آپ اسکو ایک سٹوری نہ سمجھینگے

(۱۳) الحاصل جن لوگون کا تذکرہ یعنے پیرسے گرامٹ یازدھم میں کیا ہے ان سب کے عجیب وغریب اور حیرت انگیز سوانح عمری پڑھنے سے ایک تعجب خیز اور حیرت بخش اثر دلین پیدا ہوتا ہے۔ اور انکے لائف میں اس درجہ تک اٹرکشن ہے کہ ناظرین اور شایقین کو ایک ایسی بینا انکھین ملتی ہین کہ وہ اس نیلی چھت کے پردہ مین جو کچھ ہے دیکھہ لیتے ہین اور پھر چودہ طبق کی بھی خبر رکھتے ہین۔ ہان مین اس بات کو بھی عرض کیئے بغیر نہین رہ سکتا کہ انکے لائف کے اٹرکشن کا عمل انہین پر ہوگا جو صحیح اور سالم کانشنس رکھتے ہین پس ایسون کے حق مین یہہ علم اکسیر سے بھی بڑھکر کام کرتا ہے۔ خاص کر یہہ علم یعنے سوانح عمری کا علم اپنے شایقین کو بتاتا ہے۔ کہ جن لوگون نے اپنی غیر فانی اور ابدی روح کو اس جہان مین جو ابدی اور غیر فانی جہان کا عکس ہے عرفان تقدیس اور تسلی کے خاص الخاص درجون اور منزلون کو طے کرلیا ہے۔ ایسا کہ یہہ افعال انکے عادت ثانی اور سکینڈ نیچر ہوگئے ہین تو ان لوگون کے روحین جو اصل انسان

یہی ہین ایسے جہان مین گویا پرنس اور ڈیوک ہونگے - اور جنہون نے ایسا نہین کیا وہ اس جہان مین گو پرنس اور ڈیوک کیون نہون مگر دہانہ پہنچ کر قلیون اور گداگرون کی اداسس اور ناامید گہبراہٹ اور بے چینی مین ہونگی - اور یہہ بات یاد رہے کہ بہت سی کارگراور اطمینان دینے والے دلیلون اور براہنون سے یہہ امر ثابت ہوکر تسلیم کرلیا گیاہے کہ انسان کی روح فانی نہین بلکہ ابدی اور غیر فانی ہے اگر اس رسالہ کے ناظرین مین سے کوئی اس ماہیت اور حقیقت کا منکر ہو یا یون سہی کہ اسکے سمجھ مین نہ آتا ہو - تومین اُن وجہون اور دلیلون کو انکے سامنے پیش کرکے انکے اقرار اور تسلی کا ذمہ دار ہون کیونکہ اگر انسان کی روح ہی چند روزہ اور فانی ہوئی توپہر نہ عقاب اور عذاب کچہہ چیز ہے اور نہ ثواب اور نیکی - اور یہ کہ بہشت بہی پہر کچہہ چیز نہین ٹھہرتا ہے اور نہ جہنم - بلکہ جناب باری تعالیٰ عزاسمہ جو اپنے ذاتِ اقدس اور اعلیٰ مین قادرِ مطلق ہو اور نور کا بانی مبانی ہے اور آپ اسمین رہتا ہے اور جو ازلی اور ابدی ہے اور جس نے انسانون کی روحون کو پیدا کرکے انمین ابدیت اور عدم فناپذیری کے خاصیئت خاص رکہی ہے اور اگرچہ اسکے علم ازلی مین انسانون کے روحین تہین مگر وجود فی الخارج کے عرصہ مین نہ تہین (پناہ بہ خدا) بہی کوئی نہین - حالانکہ یہہ بات ہرگز ہرگز نہ ہونے چاہیے کہ ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہی ہوتا ہے پس جسنے آسمان اور زمین

آفتاب اور مہتاب اور تارے اور چیزون کو پیدا کیا ہی اُس کا مبارک نام اللہ یا خدا ہی جسپر اسکے سچے عارف تصدیق ہوتی ہین اور یہہ کہ ہر ایک انسان اپنی غیر فانی رُوح کے اعتبار سے اسکا مظہر خاص اور گویا آئینہ ہی۔

(۱۴) اس عہد مین بھی جو مین روشنی کا زمانہ کہلاتا ہی اور لاریب ایسا ہی ہی بھی اس اہمیت سی انکار نہین کیا گیا۔ اور نہ بڑے سے بڑے فلاسفر اور عارف کامل انکار کر سکتے ہین۔ کہ یہہ جہان جسمین ہم اب آباد ہین آنیوالے جہان کا نمونہ اور عکس بلکہ فوٹو ہے۔ ایک کامل صاحب عرفان اور ایقان کا قول ہی کہ جن لوگون نے اسی دُنیا مین اپنے سچے معبود کو جان کر اسکی پرستش کی ہی جس سے کہ رضا اور تسلیم کا عالی رتبہ حاصل کر لیا ہے وہ اس دُنیا مین فردوس آرامگاہ ہونے کے لیئے قابل اور مستعد ہو گئے ہین اور جنہون نے اسی جہان مین اسباب و موقع کے میسر آنے پر بھی دنیا کے مبدع برحق کو نہین پہچانا اور اپنی زندگی کا مناسب حصہ اُسکی حمد و ستائش مین صرف کر کے اُسکی رضا مندی کا عالی درجہ نہین پایا۔ اگر وہ جنت نصیب ہو بھی گئی تو بھی جس کو کاملین دلی راحت اور قلبی تسلی لکھتے ہین نہ پا سکین گے۔ جس شخص کو ذرا بھی عرفان اور ایقان سے لگاؤ اور اُنس ہی وہ ہر روز اپنی آنکھون سی دیکھتا ہی کہ انسان جس سوسائیٹی اور صحبت کا ہوتا ہی اسی سوسائیٹی اور صحبت کو پسند کرتا ہی۔ چور چورون کی جماعت ہر دل ہوتا ہی متوالا متوالون مین خوش رہتا ہی اہل عرفان اہل عرفان ہی کے مجمعون مین روحانی مسرت حاصل کرتا ہے فلاسفر فلاسفرون کے گروہ سے تسلی پذیر ہوتا ہی۔ غرض کہ جنسیت علت ضم کا مسئلہ یونانیون کا ایک پرانا و قدیم مسئلہ ہی جسکا

ثابت ہوگیا ہے - چھہ ہزار برس کے تجربون نے یعنی جہان تک کہ تاریخ کے دفتر ملتے ہین وہان تک اس مسئلہ کو بالکل صحیح ثابت کردیا ہے -

(۱۵) نظر بر آن فاضل اور فلاسفر اہل عرفان اسی دُنیا مین اسی جسم کے ساتھہ جسمین فانی کا غیر فانی کے ساتھہ گہرا تعلق ہے - تقدیس باطنی اور سچی شناخت اور دنیا کی تخریب حق کی محویت کو اپنی عادات ثانی کرلیتے ہین جسکو سکینڈ نیچر بھی کہا جاتا ہے - جو امر انسان کے حق مین سب سے ضروری ہے وہ یہی ہے کہ صرف علم الیقین کے ہی مرتبہ مین نہ رہے بلکہ اُسسے ترقی کرکے عین الیقین کے اعلی درجہ پر بھی آئے - کیونکہ کلام ایک چیز ہے اور عمل دوسری ہائیت بھی ظاہری دلیلین بھی بجائے خود ایک چیز ہین مگر جب تک کہ محویت کا عالم حاصل نہ ہو اور نیز اسمین کاملیت نصیب نہو اُس باطنی انسان کے حق مین جو روح سے مراد ہے اور کوی تدارک اور چارہ نہین -

(۱۶) لو ناظرین آپ صاحبون کی گھبراہٹ اس بیان کو جو دل لبھانی والا ہے ہنوز ادہو را ہی چہوڑ کر اصل بجگٹ یعنی ممدوح الوصف جنت آرامگاہ کی سوانح عمری کی جانب توجہ دلاتی ہے -

(۱۷) ہمارے فہیم ناظرین یہ جو سمجھہ گئے ہونگے - کہ اصل مطلب یعنی مرحوم مغفور کی سوانح عمری کے بیان سے پہلے بڑے تشدد کے ساتھہ یہہ انشروڈکشن اس بنا پر لکہنا پڑا - کہ لائف کے علم کے فائدہ وسیع جیسا کہ چاہیئے واقفیت ہوجائے - اور یہہ کہ فردوس منزل کی لائف بھی اور فسانون اور دستور یون کے مثل نہ پڑہے جائے - بلکہ عبرت کی نگاہ اور ادبار عین بچنے اور اقبال کے حاصل ہونیکی نظر سے پڑہی جائے -

راقمہ
رجب علی

قومی تعلیم

آجکل لفظ تعلیم اور قومی تعلیم پر جا بجا عظیم مباحثہ ہو رہا ہے - مدرسۃ العلوم علیگڈہ کے متعلق جو مباحث ہو رہے ہین اونکی وجہ سے غیر معمولی جوش کا اظہار تعلیم کے متعلق بعض حلقون مین ہے - قومی تعلیم کے مفہوم کو بعضون نے بہت ہی دور جا پہینکا اور بعضون نے ایک مدرسہ کی کتابی تعلیم کو قومی تعلیم کا ماحصل قرار دیا - قومی تعلیم اپنے اصل معنی مین اسقدر طول ہے کہ اگر ہم تعریف مجال بیان کرنے پر آمادہ ہون اور اوسکے مختلف کیفیت جو مختلف ملکون مین ہے اور زمانہ گزشتہ مین تھی لکہین تو تمام رسالہ کیا ایسی کئی جلدین کافی نہون - باوجود اس ناقابلیت کے ہم قومی تعلیم کا بیان مختصر اور ناکافی سلسلہ اور جابجا کی پچھلی تعلیمی حالت [illegible] نذر ناظرین کرتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ عشر عشیر حصہ بھی نہین کرسکے -

اس بیان مین ہندوستانی تعلیم کا کوئی ذکر نہین ہے بلکہ صرف یورپ - انگلستان - اور ممالک متحدہ کے ان مدارس اور انتظام تعلیم کا مختصر بیان ہے جو پچھلے دنون اپنے اپنے مقامونپر تھی - مسلمانون کے ملک اور انکی تعلیمی حالت ہمیشہ افسوسناک رہی اور اس زمانہ مین بھی یہ افسوسناک دکھتے نہین مثلاً ممالک اسلام کی قومی تعلیم گاہون مین مصر کا مدرسہ یا جامع ازہر مقابلہ کسی اسلامی قومی تعلیم گاہ کے زیادہ شہرت یافتہ ہے -
سلطنت ترکی کی تعلیم گاہون کی مشرح اور جدید کیفیت، ہمارے ناظرین

گزشتہ رسالہ مین مسرت کے ساتھہ پڑھی ہوگی مسرت اسلئے نہین کہ مقابلہ دیگر شایستہ ملک کے وہان علوم و فنون کی ترقی ہوئی بلکہ اسلئے کہ جہالت کی تاریکی مین شعاع علم پہونچی - عرب - ایران - بخارا وغیرہ کی قومی تعلیم کا بڑا حصہ غالباً مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہے - علوم جدیدہ کی طرف توجہ بھی ان نہین ہے - اسلامی ممالک کی مجموعی آبادی مین تعلیم یافتہ بالمقابلہ بہت کم ہین افسوس یہ ہے کہ یہی حالت مسلمانان ہند کی ہے جہان کی قومی تعلیم کے سلسلہ سے مسلمان فرقہ نے اپنے تئین عرصہ دراز تک علیحدہ رکھا -

ہندوستان کے مسلمانون کو اس زمانہ مین تعلیم جاری رکھنا اونکی قومی اور مذہبی حیثیت کے لحاظ سے آسان نہین ہے - غیر زبان کا سیکھنا اپنی مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھہ لازمی ہے - ایک کے کہونے سے دوسری بھی جاتی رہتی ہے - غالباً یہ حالت ہندوستان مین کسیدوسرے فرقہ کی نہین ہے - گورنمنٹ جسکی ماتحتی مین مختلف اقوام آباد ہین کوئی ایسا طریقہ اختیار نہین کرتی جو سب کی ضرورتون کو کافی ہوا سلئے اوسنے اپنے مدارس سے ایک بڑا ضروری جز اوڑا دیا جو بہت کچھہ مسلمانون کی علیحدگی کا باعث ہوا -

ہندوستان کے مختلف اقوام کی ضروریات اسقدر ایک دوسرے سے جدی ہین کہ اونکی مجموعی تعلیم کو قومی تعلیم صحیح معنی مین نہین کہہ سکتے -

آنریبل مسٹر سید احمد خان بہادر نجم الہند نے علی گڈہ مین مدرستہ العلوم کی بنیاد اس غرض اور نیت سے ڈالی کہ اوس مین مسلمانون کی وہ تعلیم ہو

جس کو ایک محدود معنی مین مسلمانون کی قومی تعلیم کہہ سکین - چنانچہ خوشی کی بات ہر کہ وہ بہت کچھ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوے - مگر اس وقت وہ کالج ایک کشمکش مین پڑا ہوا ہر - دیکھنا چاہیے کہ قوم اس پندرہ سالہ نوجوان کالج کے لئے آیندہ کیا انتظام کرتی ہر (۱) آیا عمدہ حالت مین قومی امت یا قایم رکہنے کے لئے باقی رہتا ہر - (۲) یا ذلت کے ساتھ اوسکا آیندہ قیام رہتا ہر - (۳) یا دنیا سے معدوم ہوتا ہر - تاوقتیکہ ہماری قوم اولالعزمی سے کام نہ لے اور نتیجہ کو اچھی طرح سے سوچ سمجھکر موجودہ گتھیون کو نہ سلجھائے پہلے طریقہ مین اس مدرسہ کی زندگی محال ہر - اگر دوسری حالت مین مدرسہ کا رہنا ہر تو ہماری خواہش ہر کہ وہ تیسری حالت مین آج ہی پہونچ جاے -

ہم مختلف ممالک کے قومی تعلیم کو بیان کرتے ہین امید ہر کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت کا موازنہ اس سے ہو جائیگا اور مسلمانون کی تعلیم کی ایک ذہنی تصویر آنکھون کے سامنے جلوہ گر ہو جائیگی - مخصوص مدرسۃ العلوم علیگڈہ کی نسبت علیحدہ طور سے دوسری جگہ بحث کیگئی ہر -

ہندوستان کی موجودہ تعلیمی حالت گو پورے طور سے قومی تعلیم کے معنی مین نہین سنہ ۱۸۸۱ع کی مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہر -

اسمین دیسی ریاستین شامل نہین ہین جہان بالمقابلہ زیادہ تاریکی چہائی ہوئی ہر مگر جسقدر برہما اوس زمانہ تک انگریزی قبضہ مین تہا شریک ہر - پس مجموعی آبادی برٹش ہندوستان مع برہما کی قریب ۲۵ کروڑ کے ہر - امین سے بڑھے

کروڑ سے کسیقدر زاید صاحب سواد ہین خواہ وہ ہنوز زیر تعلیم ہون یا نہون
انمین سے مسلمان لڑکون کی حالت حسب ذیل ہے۔

زیر تعلیم ـــــ .... ـــــ ۱۱۶۳۷۴
قابل نوشتخواند جو زیر تعلیم نہین ہین ـــــ ..... ـــــ ۳۰۰۷۶۸
کل آبادی مرد مسلمانون کی ـــــ .... ـــــ ۲۳۱۴۴۲۴۳
اور مسلمان لڑکیون کی تعلیمی حالت یہ ہے کہ زیر تعلیم ـــــ ... ـــــ ۲۳۶۳۴
اور قابل نوشت و خواند جو زیر تعلیم نہین ہین ـــــ ... ـــــ ۳۲۴۹۵
اور مسلمان عورتون کی آبادی ـــــ ...... ـــــ ۲۱۹۸۴۷۹
غرض ـــــ ..... ـــــ ۳۳۰۷۴۰۸۱۴ ـــــ مسلمانون مین
۱۳۹۶۷۴۳ صاحب سواد ہین ـــــ

قومی تعلیم

لفظ تعلیم سے عام طور پر وہ فعل مراد ہی جس سے انسان کی تمام قوتین اور قابلیتیں زور اور آزادی کے ساتھ کام مین لا سکین۔

قومی یا ملکی تعلیم وہ ہی کہ اس فعل تعلیم کا اطلاق کسی خاص ملک کے عام باشندون سے ہو تا کہ عوام الناس اپنے اپنے مقامون پر اس قسم کی دماغی قوت حاصل کرین جو مہذب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو۔

قومی تعلیم کے بارے مین تین امر تحقیق طلب ہین۔ فرداً یا مجموعاً تعلیم سے کیا مراد ہی؟ کون اوسکا ذمہ دار ہی؟ اور کارروائی کس طرح ہونی چاہیے؟ پہلے سوال کا جواب اصول تعلیم پر مبنی ہی اور ہمکو دیکھنا چاہیے کہ ہر ایک شخص کو تعلیم یافتہ سمجھنے کے پہلے کس قسم کی تعلیم دینی چاہیے۔ دوسرا اور تیسرا سوال عملی ہی۔ ایک مین مناسب ذرایع تعلیمی پر لحاظ رکھنا چاہیے۔ اور دوسرے مین موزون طریقہ تعلیم قومی کا خیال رکھنا چاہیے۔

اصول تعلیم

تعلیم کے معنی جو اوپر بیان ہوے وہ تعلیم کا صحیح خیال ذہن مین پیدا کرتے ہین اور اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ تعلیم کا کام یہ نہین ہی کہ علمی ذخیرہ انسانی دلون مین اسقدر نفوذ کر دیا جاے کہ اوس سے قابلیت اور قوت کے ساتھ کام لین اور دماغی فہم اور طاقت کو اون خارجی چیزون سے مدد ملے جب تک اوسکو

تمام

ذہنی قوت سے ہے - انسانی خلقت اپنی ازلی بناوٹ سے اس طرح رکھی گئی ہے کہ اوسکو بے انتہا دنیاوی تعلقات سے ہر دم سامنا رہتا ہے اور وہ اپنے حواس خمسہ سے مستفید ہوتا رہتا ہے - قلب کی قوت اس طرح بنائی گئی ہے اور اس دنیا کے تعلقات اور مناظر سے اس طرح مناسبت پیدا کی گئی ہے کہ جوانات یا خارجی طور سے اوسپر منکشف ہوتے ہین اوسی کے مناسب حال اندرونی قدرتین فوراً حرکت مین آتی ہین اور اوس منظر کا فوراً ایک نقشہ دماغ مین گڑھتے ہین اور ذہنی تصویر قایم کر لیتے ہین اور اس طرح علم اور تجربہ کے سانچے مین ڈہل جاتے ہین اگرچہ دنیاوی خیالات کا مادہ پیش نظر نہین ہوتا مگر اوسکی شکل دلمین کھچ جاتی ہے - اور یہ قوت حیوانیہ کا نتیجہ ہے

فطرتی قوتین اور قلبی اور دماغی کششین جو اوسکو قبضہ مین لاتی اور ذہنی شکل مین تشکل کرتی ہین باہم مختلف طریقون مین رہتی ہین - انسان کے بچپن مین فطرتی قوتین غالب رہتی ہین - چارون طرف کے نظائر انسانی خیالات و قوت پر غالب آجاتے ہین کیونکہ قوائے عقلی جو فطرتی زور کے مقابلہ مین ہوتے ہین اور جنپر فطرت کا زیادہ اثر پڑتا ہے دفعتاً ترقی نہین کرسکتے اس لئے طبعی خواہشات پر انسانی قوتین ذرہ مشکل سے غالب آسکتی ہین اس لئے ذہنی قوتین جو پیچیدہ خیالات تہذیب کو درستگی کے ساتھ مرتب کرنیوالی ہوتی ہین اکثر بیکار گزر جاتی ہین اور اپنا کسی قسم کا اثر نہین پیدا کرتین -

بخلاف اسکے جب انسان کی عمر بڑھتی ہی تو انسان اپنی زیادتی عمر کے سبب فطرت کا تدارک کر سکتا ہی۔ اور اوسوقت انسان کی قوت عقلی قوت فطری سے جو چارون طرف کی قدرتی اشیا کے نظارہ سے اوسپر اثر پڑتا ہی زیادہ قوی ہوجاتی ہی اور رفتہ رفتہ فطرت مغلوب ہوجاتی ہی اور فطرت بجاے فرمانروائی کے اسکی خواہشات کی فرمانبردار ہوجاتی ہی —
انسان کی زندگی کی ترتیب اس باقاعدہ طرز سے ہوئی ہی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنی مشہور عالمگیر ذہنی قوت پر قادر ہوجاتا ہی اور بجاے اسکے کہ محض عقل انسانی کا وجود رہے وہ ہر روز انسانی ضروریات کی راہ نکالنے کے لئے زور دکھلاتا ہی —

پس جو کچھ انسان کی دو حالتون مین فرق ہی وہ حقیقت مین تعلیم کا تفاوت ہی بشرطیکہ اوسکے وسیع معنی لئے جائین انسان اپنی خلقی ذہانت سے ہر کام مین زیادہ کامیاب ہو سکتا ہی اور اپنی عقل و تجربہ سے عمدہ کام کرتا ہی اوسکا نور عقل اور اوسکے خیالات ہر کام مین رہنمائی کرتے ہین اور یہ سب باتین تعلیم کے وسیع استعمال پر زیادہ منحصر ہین جون جون انسان اپنے خفتہ اور خفیہ جبلی قوتون کو باہر لاکر کام مین لگاتا ہی اوسیقدر اپنے عقل و فہم مین روز افزون ترقی کرتا جاتا ہی —

خود اختیاری تعلیم

انسان کا جب کوئی بڑا گروہ کسی خاص مقام مین آباد ہوتا ہی اور وہان اوسکو

اپنی ترقیات کے قدرتی مواقع مہیا ہوتے ہین تو وہ گروہ لازمی طور سے تہذیب کی جانب مائل ہوتا ہی۔ لوٹ مار یا شکار کی عادت اور اسی طرح سے وحشیانہ طریقے رفتہ رفتہ چھوٹتے جاتے ہین اور آخر کار مستقل طور سے ایک شہر یا قصبہ مین آباد ہو کر کسی صنعتی یا زراعتی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین ان مشغلون سے جائداد اور مال پیدا ہوتا ہی اور جب مال و متاع اکھٹا ہوتا ہی تو ضرورتاً وہان کے انتظام کے لئے حکومت قائم ہوتی ہی اور قانون بنایا جاتا ہی تاکہ جان و مال کی حفاظت ہو اور آیندہ ترقیات کا بھروسہ رہی۔ اور جب گورنمنٹ کے مقررہ اصول قوانین کے موافق لوگون کی جان و مال کی حفاظت ہو جاتی ہی تو تجارت و اسباب و نذر کا ایک دوسرے سے تبادلہ شروع ہو جاتا ہی اور دولت اکھٹی ہونے لگتی ہی۔ اور اسقدر مہلت ملنے لگتی ہی کہ ہوشیار آدمی اپنے اوقات فرصت مین زندگی کے اور ہنرون کی طرف متوجہ ہو سکتا ہی۔ لیکن جب کسیقسم کا علم و فن دنیا مین پیدا ہوا گو وہ کیسا ہی ابتدائی حالت مین ہو تو پھر اوسکی رفتہ رفتہ ترقی ہوتی جاتی ہی خواہ اوسکا حسن ظاہری یا باطنی کی طرف مائل ہو خواہ اوس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا منظور ہو اور یا کسی بڑے اور نامور شخص کی نظم مین تعریف کرنا ہو۔ انسان کی رفتہ رفتہ خود رو ترقی کا یہی طریقہ ہی اور اسی ترقی کے ساتھ ہی مذہب کا بھی خیال پیدا ہوتا ہی اور خراب و بد نما بت پرستی سے ترقی کرتے ہوئے کر

خالص خدا کی عبودیت پر انسان پہنچ جاتا ہے۔
ان سب باتوں کو خود اختیاری عام تعلیم کسی ایک قوم کی کہی جاتی ہے جسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایک قوم موزون حالت مین متواتر کوشش کرتی رہیگی اور دنیا کی کوئی بڑی قوم ایسی نہین جو اس خود اختیاری تعلیمی ترقی کی ممنون احسان نہو۔ تاریخ حقیقت مین خود اختیاری ترقیات اقوام کا ایک معتبر دفتر ہے جس مین علاوہ اس ترقی کے جو اور خارجی ترقیات اپنے اپنے زمانہ مین ہوتی ہین ساتھ ساتھ درج رہا کرتی ہین اور فلسفہ تاریخ بتلاتا ہے کہ کیونکر انسانی ترقی مختلف ذریعون سے ہوئی۔

ایرانی تعلیم

دنیا کے مختلف قومون کی تاریخ تعلیمی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے ابتدائی اور اول ایرانی ہین جنکی تعلیم کے طریقہ اور تفصیلی کیفیت ایک سلسلہ کے ساتھ اب تک موجود ہے۔ ان لوگون مین پوری تعلیم پانچ برس سے لیکر بیس برس کی عمر تک ہوتی تھی۔ اور اس اثنا مین وہ تین باتین سیکھتے تھے سواری۔ تیراندازی۔ راست بازی۔ اول کی دو باتین وحشیانہ طریقہ کا پتہ دیتی ہین مگر مورخ الذکر اس امر کی شاہد ہے کہ وحشیانہ طریقہ سے انہون نے اصلی تہذیب کی جانب توجہ کیا۔ اور جسمانی عمل سے گزر کر اخلاقی ترقی مین پہونچے اور طلبار کی جسمانی ترقی کے ساتھ علمار زمانہ نے روحانی ترقی

کی بھی فکر کی۔ اسی طرح اخلاقی تعلیم کا چرچا ایرانیوں میں قبل تاریخی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اب اوسکا ایرانیوں میں بالکل اثر نہیں پایا جاتا بجز ان چند مستثنیات کے جنکو مذہبی تعلیم دی گئی ہے۔

یونانی تعلیم

جب ہم مشرقی دنیا سے مغربی دنیا کی طرف نظر کرتے ہیں اور یونان کے طرز تعلیم اور یونانی تہذیب کی زندہ تصویر دیکھتے ہیں تو انسانی زندگی کی آب و ہوا کو وہاں بالکل بدلے ہوئے پاتے ہیں۔ وہاں طاقت انسانی تابع ہوا اس قسم نہیں پائی جاتی اور نہ انسان کی رہنمائی محض خارجی تاثیرات سے ہے۔ ہر یونانی جانتا ہے کہ خود اوسکی روح اور عقل اوسکو عطا کی گئی ہے جس سے وہ تاثیرات عالم کے مقابلہ میں ٹھہر سکتا ہے اور اندرونی و بیرونی قوتوں سے بخوبی کام لے سکتا ہے۔ اپنے اندرونی قوتوں کی حرکت کو جانچتا ہے اور بیرونی اثروں کو اپنی مستقل مزاجی سے دور کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اہل یونان اپنے دلوں میں تاثیرات عالم کا ایک خیالی نقشہ کھینچتا ہے لیکن اوسکو محض خیال سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ دنیا میں اثر ہوتا ہے اوس سے بخوبی واقف ہے۔

رومی تعلیم

یونانیوں کا جو کچھ طرز تعلیم تھا وہ غالب درجہ علمی تھا بمقابلہ انکے رومیوں کی تعلیم کا مقصد عملی ہے۔ یونان میں ہر ایک شہر انسان کی ترقی کے متعلق خیال

کیجاتی تھی اور اوسکی عزت و عظمت اونکے دلون مین اوسیقدر ہوتی تھی جسقدر اوسکا خیالی حسن و خوبی کا اثر اونپر پہونچتا تھا - بخلاف اسکے رومیون مین ہر شئی کا عملی فائدہ ملحوظ نظر رکہا جاتا تھا چنانچہ اہل یونان علم ریاضی مین مصروف رہتے تھے مگر انکی مصروفیت کسب باطن کے لئے تھی حالانکہ علم ریاضی اور علم حساب اہل روما کے نزدیک صرف جنگ یا تجارت مین کام مین لانے کے لئے تھا -
یونانی علوم طبعی کو جسمانی خوبصورتی کے لئے پڑھتے تھے حالانکہ رومی اس سے محنت کی قوت اور زیادتی اوقات چاہتے تھے رومیون کے سلسلہ تعلیم مین لکھنا پڑھنا اور حساب تھا اسکے سوا کسیقدر جغرافیہ اور اپنے ملک کی تاریخ پڑھاتے تھے -

جب یورپ مین مذہب عیسوی کا چرچا ہوا اور یکے بعد دیگرے اہالی ملک اس مذہب کو قبول کرتے گئے تو اس جدت مذہب کے ساتھ ہی علم و تہذیب بھی جدید ہوئی اور قدیم عمارات ڈھا کر بالکل از سر نو جدید تعمیر کھڑی کی - اگرچہ اوس زمانہ مین بھی یونانی عقل و حکمت بڑے زور دنپر تھی -

زمانہ وسطیٰ کی تعلیم

اس زمانہ کی تعلیم کے دو حصہ قرار دیے جاسکتے ہین - اول اصولی - دوم عملی
اول مین بہادری - عزت - مروت - عورتون کا اعزاز - سچائی - عاجزی - پرہیزگاری
جو شخص کہ ان اوصاف کے ساتھ متصف ہوتا تو اوس کو پورا جنٹلمین کہتے
اس مین تعلیمی شاخ کوئی بھی نہ تھی یہانتک کہ لکھنا پڑھنا بھی مشرد تھا

دوسرے حصے مین صرف و نحو۔ بلاغت۔ ریاضی۔ اقلیدس۔ ہیئت اور موسیقی تھا لیکن یورپ مین علم کی تجدید اچھی طرح سے اوسوقت ہوئی جبکہ ترکون نے حملہ کر کر قسطنطنیہ فتح کرلیا۔ یورپ کے سابق طالب علم علم حاصل کرتے اور تمام یورپ مین اشاعت دیتے تھے اوسکے ساتھ چند باتین اور ہوگئین جس سے علمی دنیا کی بہت جلد ترقی ہوئی یعنی چھاپے کی کل جاری ہوئی اور امریکہ ظاہر ہوا اور رفارمیشن شروع ہوا رفارمیشن کے پھیلنے سے تمام جرمنی اور انگلستان وغیرہ کے تعلیمی جسد مین روح پڑگئی۔

مختلف قسم کی تعلیمین

انسان کو عموماً پانچ قسم کی تعلیم دیجاتی ہے ۱ طبعی۔ ۲ دماغی۔ ۳ اخلاقی ۴ ملکی۔ ۵ مذہبی۔ اِن پانچ صیغون مین انسانی آیندہ زندگی پختہ ہوجاتی ہے۔

تعلیم طبعی ـــ اِس قسم تعلیم کا انحصار قدرت اور اتفاق پر رکھا گیا ہے۔ اسمین مفصلۂ ذیل امور قابل لحاظ ہین۔ اول حفظان صحت کا قایم رکھنا یعنی صفائی۔ تازہ ہوا۔ کثرت خوراک۔ تبدیج محنت اور تفریح۔ دوم قوائے بدنی کو قوت دینا جسکے اسباب جنگی مشق سیر اور ریاضت ہین۔ سوم کسی خاص قسم کی عادت پیدا کرنا۔

تعلیم دماغی ـــ تعلیم دماغی کا بڑا اصل الاصول مادہ خیالات کی درستگی ہے جب انسان کی نظر سے کوئی شی گزرتی ہے تو فوراً قلبی حرکت سے اوسکا نقشہ اوسکے

دماغ میں جسم جاتا ہے۔ اسیطرح دوسرے حواسوں سے جس بات کا علم ہوتا ہے اوسکا اثر فوراً دماغ پر عمدگی کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک نہایت قابل شخص کا قول ہے کہ جس قدر میں نے اپنی زندگی کے ابتدائی تین برس میں تحصیل کیا اوسکے برابر بقیہ تمام عمر بھی حاصل نہوا۔ دوسری بات اسکے متعلق یہ ہے کہ جن باتوں سے دل پر اثر پڑتا ہے اوسکو ظاہر کرنا۔ ذہنی قوتوں کا بڑا کام باتوں کا سننا محفوظ رکھنا اور بروقت ظاہر کرنا ہے۔

اخلاقی تعلیم ۔ اخلاقی تعلیم وہ ہے جس سے انسانی مرضی قوت ممیزہ کی تعلیم کے موافق اجرائے افعال مین کام کرے جسطرح قوت ذہنی پہلے پہل محض ابتدائی تصور وادراک سے رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے کمال عقل وفہم ودانائی تک پہونچتی ہے اوسی طرح انسانی مرضی ہے جس مین پہلے محض خیال کی ایک تحریک پیدا ہوتی ہے بعد رفتہ رفتہ پوری آزادی اور خوداختیاری حالت تک پہونچ جاتی ہے۔ اور جسطرح ذہنی تعلیمات قوائے عقلیہ کو بتدریج مضبوط کرتی ہین اوسیطرح اخلاقی تعلیمات انسانی خواہشات کی خوداختیاری حالت کو مضبوط کرتی ہے۔ لڑکون کی ابتدائے مقصود حالت مین ضرورت ہوتی ہے کہ اونکی خواہشات کی ہوشیاری سے رہنمائی کیجائے۔ کیونکہ لڑکون کی خوداختیاری حالت کی ترقی انکی قوتون کے ساتھ بمناسبت تعلقات بیرونی ہوا کرتی ہے۔

پولیٹیکل تعلیم

پولیٹیکل تعلیم کسی ایک گروہ کی بہت کچھہ اختیاری ہوتی ہے رفتہ رفتہ او

مختلف قسم کے تجربات حاصل کرنے سے ایک قوم کو خود اختیاری حکومت کا طریقہ آتا ہی اور پولیٹیکل نظرون سے ایک شخص واحد اپنے گروہ مین اعزاز پا سکتا ہی۔

بہت سی نہایت ضروری باتین ایک آزاد شہر کے باشندے کے لئے ہوتی ہین جنکا جاننا اور سیکھنا ضرور ہوتا ہی جنکے نہ جاننے سے شخص واحد اور نیز سلطنت کو نقصان پہونچتا ہی۔ اور وہ یہ ہین کہ گورنمنٹ کی چال ڈھال اور اوسکے فرایض کا علم۔ ہر شخص کو اپنی ذاتی آزادی سے عام بہبودی کے متعلق کیا کیا کرنا چاہیئے۔ اوس گروہ کے کل مفید قواعد کی پابندی اور متابعت کی ضرورت جایداد کے اقسام اور اوسکے حقوق۔ راس المال اور محنت کے باہمی تعلقات اور آقا و ملازم کے باہمی فرایض۔ دولت پیدا کرنے کے قواعد و قانون۔ تجارت مین آداب مشارکت۔

اگر ان ضروری باتون کی ابتدائی تعلیم کسی گروہ مین نہین ہوتی تو ایک جانب بغاوت و سازش اور تہلکہ انگیز اور فسادات اور دوسری جانب مفلسی ناخوشی۔ برائی اور ابتری پہیلاتی ہی۔ اس لئے لازم ہی کہ ہر لڑکے کو اسطرح کی تعلیم و تربیت دیجائے کہ وہ تمدنی مسائل اور شہریت کے ابتدائی مراتب سے آگاہ ہو جائے۔

مذہبی تعلیم

مذہبی تعلیم کل قسم کی تعلیمون کی سرتاج ہی اس سے بڑی غرض یہ ہی کہ ہم اپنے کل اخلاقی ضروریات اور قانون مین خدا کی مرضی حاصل کرین۔ مذہبی تعلیم ہمکو

سکھلاتی ہی کہ ہم اپنے خیال کو زور کے ساتھ خداوند تعالے اور اوسکے نامحدود قوتون کی جانب مائل کرین یعنی ہمیشہ موجود رہنے والے قادر مطلق خدا تعالے جل شانہٗ کا خیال کرین جو سبکو دیکھتا ہی۔ اور حکومت و ہدایت کرتا ہی خواہ وہ اچھے ہون یا برے۔ بعدہ یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ خدا کی مرضی کا کیا ثبوت ہی آیا عالم مین اوسکا ظہور بذریعہ قدرتی اشیا کے ہی یا براہ راست کسی اور حیثیت مین منکشف ہوئی ہی۔ مذہبی تعلیم بچپن مین دینا۔ یا قبل اسکے کہ طالب علم کو باریک مذہبی باتون کے سمجھنے کی قدرت حاصل ہو بتلانا انجام خراب کرنا ہی۔

انگلستان بلکہ علی العموم تمام یورپ مین کوئی تعلیم یافتہ شخص ایسا نہوگا جسنے ان پانچون اقسام تعلیم سے بقدر موقع و حوصلہ فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ مین شروع مین بیان کر چکا ہون کہ ہندوستان کے سرکاری مدارس مین مذہبی و اخلاقی تعلیم بالکل نہین ہوتی جسکا خود گورنمنٹ کے اعلی افسرونکو بہت کچھ افسوس ہی اور جسکی برائی کا روز بروز ثبوت ملتا جاتا ہی۔

ہمارے علیگڈہ کالج مین آنریبل سر سید احمد خان نے اس قسم کی ضرورت کو جو تمام ہندوستانی مدارس و کالج مین پائی جاتی ہی اپنے یہان رفع کر دیا ہی اور باستثناء پولیٹیکل کے میرے خیال مین کل اقسام کی تعلیم ہوتی ہی گو پولیٹیکل تعلیم کا براہ راست سلسلہ نہو مگر سلف ریسپکٹ (خود امتیازی) تعلیم کا بہت بڑا اثر ہی مذہبی تعلیم کا مجھکو اپنے ایک عزیز کے داخلہ سے جو وہان فی الحال زیر تعلیم ہی پورا اطمینان ہو گیا ہی۔ لارڈ ڈفرن نے حال مین جب مدرسۃ العلوم علیگڈہ کا ملاحظہ فرمایا تو وہان کی اخلاقی تعلیم کی تعریف کی جس کی سرکاری مدارس مین ضرورت پائی جاتی ہی۔ پس مجموعی نظر سے اس مدرسہ قومی مین اعلی اقسام کی تعلیم ہوتی ہی۔ حسن

تعلیم جرمنی

تمام ملکون سے زیادہ جرمنی مین باقاعدہ اور نہایت مکمل طریقہ سے قومی تعلیم کا سلسلہ جاری ہر اس لئے کچھ اوسکا اصول اور مختصر حال بیان کیا جاتا ہی۔ اول یہ کہ جرمنی مین کسی خاص گروہ کے لئے تعلیم نہین ہر بلکہ علی العموم بلا استثنائر احدسے تمام رعایا کو تعلیم دی جاتی ہر اور صرف ابتدائی تعلیم ہی نہین دیجاتی بلکہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم بھی دیجاتی ہر۔ کل مدارس سرکاری ہوتے ہین اور کل احکام وزیر تعلیمات سے جاری ہوتے ہین جو صرف بادشاہ کا ماتحت رہتا ہی۔ تعلیم کے تین صیغے ہین۔ اول یونیورسٹی۔ دوم اعلیٰ مدارس سوم ابتدائی مدارس۔ ابتدائی مدارس قصبات و دیہات مین بھی ہین۔ انتظام تعلیمات کا اسطرح سے ہوتا ہی کہ تمام سلطنت کو دس صوبون مین تقسیم کیا ہر ہر صوبہ مین اضلاع اور ہر اضلاع مین حلقے اور ہر حلقے مین گروہ تقسیم ہین یہ ملکی تقسیم ہر اور اسی تقسیم سے تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہی۔

اول صوبون کو لیجیے تقریبًا ہر ایک صوبہ مین ایک یونیورسٹی ہی۔ یونیورسٹیونکا انتظام ایک ایک کمشنر کے سپرد رہتا ہی اور کمشنر کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے رہتا ہی اس لئے درمیان مین کسی صیغہ کے افسر کی مداخلت ہونے نہین پاتی اور کل تقررات اور انتظام براہ راست گورنمنٹ سے ہوتے ہین۔

اب اعلی مدارس کو لیجیے - انکا تعلق صوبون کے افسرونسے رہتا ہر ہر صوبہ مین ایک مجلس مقرر ہوتی ہر جسکا تعلق گرجون مدرسون اور عام حفظان صحت سے رہتا ہر ان مین سے جن لوگون کو تعلق مدارس سے رہتا ہر اونکی تقرری اور تنخواہ گورنمنٹ سے ملتی ہر اور جنکا تعلق گرجون سے رہتا ہر وہ سب پادری ہوتے ہین اور مدارس کے متعلقین جب دار رہتے ہین اس طرح سے مذہبی و غیر مذہبی تعلقات ملنے نہین پاتے - پس جسطرح سے یونیورسٹیونکا تعلق صدر حکومت سے رہتا ہر اوسیطرح اعلی درجہ کے مدارس کا تعلق صوبہ کی حکومتون سے رہتا ہر -

اب مدارس ابتدائی کو لیجیے - انکا تعلق ملک کے چھوٹے چھوٹے تقسیم شدہ حصونسے رہتا ہر - مثلاً اضلاع جنکو کہتے گروہ - ہر گروہ مین ایک ابتدائی مدرسہ لازمی ہر - ہر ایک لڑکیکو مدرسہ آنا ضروری ہر تا وقتیکہ اس لڑکے کی معقول تعلیم جو اور ذریعہ سے ہوتی ہو بیان نہ کرے - ان مدارس کے قیام کے لئے یہ بندوبست کیا گیا ہر کہ پچھلے زمانہ کے جو فنڈ اور اوقاف عدہ ہین وہ بہت ہوشیاری سے قایم رکھے جائین اور کام مین لائے جائین دیہات کے زمیندار اور طلبا کے باپون کو مدرسہ کے مجلسون مین شریک ہونا ہوتا ہر جنکے اوپر یہ فرض ہر کہ باہمی مساوات سے قیام مدرسہ کے لئے فنڈ تجویز کرین جبکہ کسی مدرسہ مین وہانکے لوگون کی غربت کی وجہ سے فنڈ بقدر کافی اکھٹا نہو تو جہان جہان زیادہ روپیہ وصول کیا گیا ہو وہ روپیہ

ایسے مفلس مقاموں کے مدرسوں کے لیے تمام ضلع میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے
نگرانی کا سلسلہ بھی بہت معقول رہتا ہے - صوبوں کے ناظروں کے اوپر
ایک نگران رہتا ہے جو بطور وزیر تعلیم کے کام کرتا ہے اور مقامی مدارس کے
کمیٹیوں اور صوبہ وار حکومتوں میں یہی افسر درمیانی رہتا ہے - مقامی منتخبوں
کو بہت کم اختیار دیا گیا ہے - اور قانون بنانے کی مطلق اجازت نہیں ہے
انکا کام صرف فنڈ جمع کرنا ہے - ان مدرسوں کے بارہ میں کہنے سننے کا استحقاق
ہے - لیکن اونکے اجرار کار میں دخل نہیں دیسکتے اور نہ طریقہ تعلیم میں مداخلت
کر سکتے ہیں - یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ مدرسوں کی لیاقت کو جانچے جو بغیر
امتحان مقابلہ دیے ہوئے مقرر نہیں ہو سکتے - چونکہ مدرسوں کو طریقہ تعلیم
سے واقفیت رہتی ہے اور انکو گورنمنٹ بعد امتحان لینے کے مقرر کرتی
ہے اسلئے یہ اپنی جگہ پر خودمختار اور اپنے سوسائٹی میں ممتاز رہتے ہیں
۱۸۴۸ع میں مدارس جرمنی کی تعداد حسب ذیل تھی -

ابتدائی مدارس — ۲۳۰۳۰ — دیہاتی اسکول — ۱۲۰۲ —
قصباتی اسکول — ۱۰۰ — مجموعی تعداد ان سب کی — ۲۴۳۳۲ —
جن میں ۳۵۴۰۷۷۵ - طلبہ تھے - انکے علاوہ - ۱۱۷ -
اعلی مدارس جنمیں — ۲۹۴۰۴ طلبہ تھے - اور - ۳۸۲ —
بچوں کے مدرسے تھے جنمیں ۲۵۰۰ - شاگرد تھے -
۱۸۴۸ع میں جرمنی کی آبادی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ۱۶۰۰۰۰۰۰ تھی جنمیں

قیاساً قابل مدرسہ طلبار کی تعداد تینتیس ۳۰ لاکھ تھی - انمین سے چھبیس ۲۶ لاکھ سرکاری مدارس مین تھی باقی چار لاکھ یا خانگی تعلیم مین مصروف تھی یا کسی وجہ سے داخل مدرسہ نہ تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی مین علی العموم اعلیٰ و ادنیٰ سب کے لیے تعلیم کا سلسلہ جاری ہے -

پس آپ مہربانی سے غور کیجیے کہ تینتیس لاکھ مین سے چھبیس لاکھ لڑکون کا عمدہ تعلیم پانا کس درجہ حیرت کے قابل ہے اور پھر کیونکر اتنی قوم دنیا کی تمام قومون سے لایق و فایق نہ ہوگی - اب اس قوم کی مقابلہ مین ہندوستان کے مسلمان لڑکون کا مقابلہ کیجیے جو اسوقت تعلیم پاتے ہین پھر آپ کو ہماری لبت حالی کا اندازہ نہایت آسانی سے معلوم ہو جاوے گا اور نیز اس بات کو خیال کیجیے کہ جس قوم کی تعداد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ہو وہان قریب پچیس ہزار کے مدرسہ ہین - مسلمان جنکی تعداد پانچ اور چھ کروڑ کے درمیان مین ہے پھر ایک مدرسہ علی گڈہ سے کیا کام کا سکتا ہے جسمین کہ بہ قومی حیثیت ہی تعلیم ہوتی ہے

تعلیم ہالینڈ

جرمنی اور ہالینڈ مین بہت فرق ہے یہان تعلیمات کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے بہت کم ہے بلکہ منتظمون کے ہاتھون مین ہوتا ہے - صرف وزیر داخلہ کو مدارس سے کچھ تعلق رہا کرتا ہے - گورنمنٹ کی طرف سے مدرسہ کے انسپکٹر مقرر ہوتے ہین جو اپنے اپنے اضلاع مین بغرض نگرانی تعلیم سفر کرتے ہین - مدرسہ کے ناظر گاہ گاہ بطور مجلس اعلیٰ کے جمع ہو کر تعلیم کے متعلق

بحث کرتے ہین ہر ضلع مین ایک انتظامیہ مجلس بھی ہوتی ہر - مینوسپل کو کوئی اختیار نہین رہتا - ابتدائی مدارس کی کل کیفیت ناظرون کے ہاتھ مین رہتی ہر اور مدرسہ کے قیام کے لئے فنڈ کا کوئی قانون نہین رہتا بلکہ ضرورت کے وقت اہل قصبات سے روپیہ وصول کیا جاتا ہر تاکہ ایک سلسلہ سے مدرسہ قایم رہے -

تعلیم فرانس

اب فرانس کا حال سنیئے کہ مثل جرمنی اور ہالینڈ کے تعلیمات کا سلسلہ تین حصون مین تقسیم ہر - اول یونیورسٹی - دوم کالج - سوم ابتدائی مدارس - یونیورسٹیون مین پانچ صیغے ہین - یعنی علم الٰہیات - قانون - طبابت طبعیات اور ادب - اور یونیورسٹیان براہ راست گورنمنٹ کے ماتحتی مین زیر حکم وزیر تعلیمات رہتی ہین - فرانس کے کالج دو قسم کے ہوتے ہین - اول شاہی کالج جو بالکل سرکاری ہوتے ہین - دوم امدادی کالج جس مین کچھہ گورنمنٹ امداد دیتی ہر کچھہ مینوسپلٹی مگر انتظام سرکاری رہتا ہر - ابتدائی مدارس مین [redacted] سے عیوب تھے مگر جب سے گورنمنٹ نے براہ راست اپنا ذمہ لیا ہر تب سے بہت کچھہ درستگی ہو چلی ہر - ۱۸۳۱ء مین ریم کزن جرمنی اور ہالنڈ بھیجا گیا تاکہ وہان کے سلسلۂ تعلیم پر رپورٹ کرے جس کی رپورٹ پر جدید قانون بنے - سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ تعلیم عام کر دی گئی اوسکے چند قواعد یہ ہین - ہر ایک دیہات مین ایک مدرسہ ضرور

ہونا چاہیئے جس مقام مین چھہ ہزار کی آبادی ہو تو وہان اعلی درجہ کا مدرسہ ایک اور ہو۔　ہر ضلع مین ایک نارمل اسکول بھی ہونا ضرور ہی۔

سنہ ۱۸۴۰ء مین مفصلہ ذیل مدارس و طلبہ وغیرہ تھے۔

تعداد دیہات فرانس	۳۷۰۴۸	تعداد ان دیہات کی	۳۴۵۷۸
تعداد دیہات بغیر مدارس	۲۴۶۰	جن مین مدارس ہین۔	
کل تعداد ابتدائی مدارس	۵۹۸۲۸	تعداد ناظران مدرسہ	۸۷
تعداد نائب ناظر	۱۱۳	مدارس مزدوران بیگاہ شام	۶۴۳۴
تعداد طلباء مدارس ابتدائی	۳۱۶۴۲۹۷	کو درس دیا جاتا ہی۔	
تعداد طلباء خیراتی	۷۶۳۸۲۰	تعداد نارمل اسکول	۷۸
تعداد مدرسان نارمل اسکول	۴۹۵	تعداد کالج	۳۵۸
طلباء کالج	۳۱۳۱۶		

اس حیرت انگیز تعداد مدارس و شاگردون کے دیکھنے کے بعد آپکو (ناظرین) معلوم ہوگا کہ مسلمانون کو اپنی قوم کے واسطے بہت کچھہ کرنا باقی ہی باقی کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہی اسکا معنی یون نہ سمجھین کہ ہمنے بھی کچھہ کیا ہی اور کچھہ باقی ہی بلکہ جو کچھہ اجتک ہوا ہی وہ فی الحقیقت کچھہ بھی نہین ہی اگر آیندہ کچھہ کیا جاوے تو یون سمجھنا چاہیئے کہ یہین سے ابتدا ہی دیکھئے خداوند کریم کب ہماری قوم کے کشت امید پر علم و ہنر کا باران رحمت نازل فرماکے سرسبز کرتا ہی۔

تعلیم امریکہ

ممالک یورپ سے امریکہ کا طرز تعلیم بالکل جدا ہی وہان تعلیم بالکل جمہوری گورنمنٹ کی جانب سے ہی مگر بواسطہ رعایا دار السلطنت سے کبھی اس بات کی منظوری نہین ہوتی کہ کہان کہان مدارس جاری ہون بلکہ ہر صوبہ کی گورنمنٹ پر چھوڑ دیا گیا ہی کہ وہ بطور خود تحقیقات کرکے رپورٹ کرین کہ آیا انکے صوبہ مین سرکاری مدارس کی ضرورت ہی یا نہین چنانچہ اس بنیاد پر کئی صوبے ایسے بھی ہین جنمین کوئی سرکاری مدرسہ نہین لیکن غالب تعداد ایسی ہی جہان قانوناً سلسلہ تعلیم کا قایم ہی اور ایک صوبہ کی کیفیت دوسرے سے بالکل جدا ہی۔

ہر قصبہ جہان ڈیڑہ سو خاندان آباد ہون وہان کے لوگون سے اس قدر خرچ لیا جاتا ہی جس سے دو مدرسہ نو مہینے تک یا تین مدرسہ چھ ماہ تک قایم رہ سکین اور اگر پانسو خاندان ہون تو دو مدارس تمام سال کے لئے یا تین مدارس آٹھ ماہ کے لئے بالضرور قایم رہین باقی مہینون کے مصارف سرکار سے ملتے ہین — ان مدارس مین ابتدائی تعلیم۔ لکھنا پڑھنا۔ حساب۔ انگریزی۔ صرف و نحو اور جغرافیہ ہوتی ہی۔

ہر قصبہ جس مین پانسو خاندان ہون انکو یہ بھی لازم ہی کہ ایک مدرسہ اعلیٰ درجہ کا رکھے جسمین اقلیدس۔ جبر و مقابلہ۔ پیمایش۔ تاریخ اور بعض علوم جدیدہ پڑہائے جاتے ہین۔

جس مقام میں چار ہزار آدمی آباد ہوں وہاں علاوہ اور مدارس کے ایک اعلیٰ غیر ملکی زبان کا مدرسہ بھی ہو اور یہ کل مدارس عام و خاص لوگوں کے لئے کھلے ہیں - اخراجات کے لئے ہر ضلع سے ایک مساوی درجہ کا ٹیکس لیا جاتا ہے - اگر تعلیمی خرچ ادا کرنے میں کسی ضلع نے غفلت کی تو اسکو اپنے حصہ کا دوچند ٹیکس بطور جرمانہ کے دینا ہوتا ہے اگر بے وجہ کوئی لڑکا مدرسہ سے علیحدہ کیا جاوے تو وہ اپنے والدین یا مربی پر نالش کر سکتا ہے - بشرطیکہ والدین تعلیم سے باز رکھنا چاہیں -

تعلیم انگلستان

انگلستان کی عام تعلیم بمقابلہ کسی دوسری ترقی یافتہ قوم کے نہایت پست حالت میں ہے - جن لوگوں کو بیس تیس برس کی گزشتہ حالت یاد ہے وہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر تاریک حالت طریقہ تعلیم قومی کی تھی - رفارمیشن کے بعد سے لوگوں کو تعلیمی سرگرمی کا خوب اظہار رہا اور خیراتی رقمیں وغیرہ تعلیم کے لئے وصول ہونے لگیں - انہیں سے بعض رقمیں تو بالکل فضول مدارس مثل گرامر اسکول کے دی گئیں - اور بعض محض چند محدودی غربا کو گرجوں میں تعلیم کے لئے رقمیں دی گئیں - یقین کیا جاتا ہے کہ اگر اس قسم کی رقموں کا استعمال مناسب طرح سے کیا جاوے تو تمام ملک کے سلسلہ تعلیم قومی کے لئے نہایت مناسب اور موزوں ہوگی - باوجود ان سب باتوں کے اس صدی کے شروع میں عام تاریکی جہالت کی چھائی ہوئی تھی -

لنگاسٹیرین اسکول

سنہ۱۸۰۱ء مین جوزف لنگاسٹر نے لندن مین آکر رات دن تعلیم کی متعلق محنت و جانفشانی کرنے پر آمادہ ہوا اور بہت سے لڑکون کو اپنے گرد جمع کیا بلکہ معقول تعداد جوان مرد اور عورتون کو اپنے طریقہ اور طرز تعلیم کے ساتھ مختلف مقامات مین تعلیم دینے کے لئے بہیجا اسی سے موجودہ نارمل اسکول کی بنیاد پڑی۔

انگلستان مین مدارس کی ترقی اور تعلیم کی اشاعت برٹش اینڈ فارین نیشنل اسکول سوسائٹی کی وجہ سے ہوئی جسکے اراکین تمام ملک مین پہیلکر تعلیم کی اشاعت کرتے رہے۔ لیکن ملک کی ضروریات ایسی ادنی تعلیم سے رفع نہین ہوسکتی تہی۔ مدارس کے لئے اخراجات بہی کم تھے مدرسون کی خود عمدہ تعلیم نہ تھی۔ کوئی نارمل اسکول اپنے صحیح معنی مین اوسوقت نہ تہا۔ اوس زمانہ کی تعلیم محض پند و نصایح تک منحصر تھی۔

سنہ۱۸۳۳ء تک یہی حالت رہی بعدہ پریوی کونسل کے لارڈون نے انہین مجالس کے ذریعہ سے مدارس کی تعمیرات وغیرہ کے لئے تہوڑی تہوڑی رقم دینا شروع کیا جب سنہ۱۸۳۹ء مین اس قسم کی رقمون کا مطالبہ زیادہ ہونے لگا تو تعلیمات کے معائنہ اور انکے طرز کو درست کرنے کے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی۔ نارمل اسکولون کو بہی امداد پہونچائی گئی اور ایک تجویز اس قسم کی قرار پائی کہ سرکاری امداد کے ساتھہ سرکاری نگرانی بہی ضرور ہو کیونکہ

سنہ ۱۸۳۹ع مین سر جیمس شٹل ورتھہ معتمد تعلیمات نے ایک یادداشت پیش کی جسمین طالب علمون کو مدارس مین عہدہ مدرسی کا امیدوار کرنا اور تنخواہ دینا۔ مدرسون کو امتحان مقابلہ کے سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر عہدہ عطا کرنا قرار دیا تہا۔ اسکے سوا آلات نقشہ جات وغیرہ کا بہم پہونچانا ذکر تہا۔ اوس وقت سے برابر تعلیمات مین ترقی ہوتی رہی اور کل مذاہب بلکہ خانگی اشخاص کو بہی امداد تعلیمی دی گئی چنانچہ انگلنڈ اور اسکاٹ لینڈ مین صرف سنہ ۷۶ مین مختلف ابواب سے تعلیمات کا خرچ ۲۲۳۶۳۳ پونڈ ۲ شلنگ ۴ پنس ہوا۔ یہ کل باتین ملک کی حاجت رفع کرنے کو بہی کافی تہین گورنمنٹ صرف انہین کو امداد پہونچاتی جو طالب امداد ہوتے ہین ہر فریق مذہب کے قدیم مدارس ابتک قایم ہین گورنمنٹ کی امداد کل مدارس نہین چاہتے بعض تو مداخلت سرکاری سے انکار کرتے ہین اور بعض اوسکے قواعد کی پابندی اور اوسکے امتحان وغیرہ سے پرہیز کرتے ہین اسوقت بہت سے دیہات وقصبات مین گرجون خانقاہون اور اور ذریعون سے تعلیم اس قدر پہیلگئی ہی کہ ضروریات رفع ہو جائین اسیطرح اعلی شہرون مین مدارس کی کثرت سے ضروریات وقتیہ رفع ہوگئی ہین مگر جب ہم کثرت آبادی کا لحاظ کرتے ہین اور بنظر غور تعلیم کی مجموعی حالت دیکھتے ہین تو ہنوز بہت کم درجہ کی تعلیم معلوم ہوتی ہی چنانچہ تعلیمی حالت آخری مردم شماری سے نہایت کم ثابت ہوگئی۔ بارچ سنہ ۱۸۵۱ مین اوسط

حاضری تمام مدارس کی از روے تحقیق ۱۴۸۴۵۷۰ تھی یعنی انگلستان اور ویلز مین جسقدر آبادی پانچ اور پندرہ سال کے بیچ مین ہر اوس مین سے صرف ۴۳ فیصدی تعلیم پاسے ہین اور جب یہ خیال ہوا ہو کہ اس مجموعی تعداد مین اعلی اور متوسط خاندان کے بچے شامل ہین اور ادنے درجہ کے لوگون کے بچے بھی جو نہایت ابتر مدارس مین زیر تعلیم ہین جنکا تعلیم پانا براے نام ہو اسی مین شامل ہو تو اس تعلیم کی نہایت درجہ ابتری معلوم ہوتی ہو

انگریزی یورپین اور امریکہ کی تعلیمون کا مقابلہ

ممالک یورپ کی تعلیم تقریبًا بالکل گورنمنٹ کے ہاتھون مین ہو رعایا کو صرف فنڈ جمع کرنا اور کسیقدر نگرانی کرنا ہو۔ مدرسون کی تقرری مین البتے کچھ راے لی جاتی ہو مگر طریقہ تعلیم مین کچھ مزاحمت کرنا یا کسیقسم کی روک ٹوک ڈالنا انکے اختیار کے باہر ہو جابجا خانگی مدارس (انڈپنڈنٹ) چندہ سے بھی پائے جاتے ہین مگر علے العموم کل مدارس سرکاری ہین۔

بخلاف اسکے انگلستان مین کوئی مدرسہ سرکار کی طرف سے نہین قایم ہوتا باستثناے جنگی اور بحری اور غربا کے مدارس کے اور نہ سرکار کو ان مدارس کے انتظامات مین کچھ دخل ہو صرف اوسکا کام خانگی مدارس مین بشرایط مشروطہ امداد دینا ہو۔

امریکہ مین ان دونون مقامات کی تعلیمی طریقہ سے اجنبیت ہو

وہان کی گورنمنٹ مدارس کا تقرر بلحاظ مقامی آبادی کے اپنی جانب سے کرتی ہو اور جوابدہی اپنے تعلق رکھتی ہو مگر گورنمنٹ کے اور تعلقات باقی نہین رہتے - مثلاً مدرسہ کی تعمیر کس وضع کی ہونی چاہیئے - مدرسون کی تنخواہ کیا ہو - طریقہ تعلیم کیسا ہونا چاہیئے - تدابیر نگرانی کس قسم کی ہون اور مدارس کے فیس کی مقدار کس طرح قایم کرنی چاہیئے اور کل سامان تعلیم کیونکر مہیا کرنا چاہیئے - یہ سب کام مقامی آزاد باشندونکا ہو -

امریکہ اور یورپ کے تعلیمی طریقون سے انگریزی طریقہ بالکل جدا ہو اگر اوس کا کچھہ صحیح حال بیان ہو سکتا ہو تو انہین مختصر لفظون مین کہ وہان ہر فریق مذہب اپنے طور سے عوام الناس کو تعلیم دیتا ہو اور گورنمنٹ خواہشمندان امداد کو یکسان اعانت کرتی ہو -

انگریزی طریقہ تعلیم کے فواید

انگریزی موجودہ طریقہ مین چند فواید بھی ایسے ہین جو دوسرے ممالک کے طریقہ تعلیم مین مفقود ہین - سب سے اعلی بات یہ ہو کہ اس طریقہ تعلیم سے مقامی لوگون کا تعلق بہت رہتا ہو - گورنمنٹی یا میونسپلٹی کے متعلق مدارس مین گورنمنٹ کے افسرون کی پوری مداخلت رہتی ہو - اوراگرچہ افسران سرکاری کی مداخلت سے مدرسہ کا کاروبار پورے انتظام کے ساتھہ چلایا جاتا ہو مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جہان زیادہ جہالت اور تاریکی ہو وہان سرکاری انتظام کے مدارس سے زیادہ خود اختیاری مدارس

کی خواہش کی جاتی ہے۔ مدارس کے طلبا اور اونکے والدین ہمیشہ اس امر کے خواہشمند رہتے ہین کہ اون کو اپنے نزدیک اعلی درجہ کے لوگون کے ساتھ ملنے جلنے کا موقع ملے جو اون کی خیرخواہی کی کوشش کیا کرتے ہون۔ پس سب سے عمدہ بات مدارس اور طلبا ے مدارس کے لیے مقامی لوگون کی دلچسپی ہے جس سے روز افزون لوگون کو حوصلہ ہوتا ہے اور اخلاقی امداد پہونچتی ہے۔ پس جو لوگ غریب طبیعتون مین عمدہ خیالات اور تعلیم کی اشاعت چاہتے ہین وہ لوگ غور کرین گے کہ اگرچہ انتظام اور کارروائی مدارس کی بذریعہ افسران سرکاری بہت اچھی ہوتی ہے مگر بچیاں اونکی حالتون کے زیادہ تر مناسب ہے کہ وہ طریقہ اختیار کیا جاے جس سے روزمرہ اون کو دلچسپی کے ساتھ تعلیم سے تعلق پیدا ہو۔ پس انگلستان کا یہی طریقہ موجودہ زمانہ مین ہے جس کی عمدگی پر اکثر دیگر ممالک حسد کرین تو بیجا نہین

انگریزی تعلیم کے نقایص

جہان اوسکے فوائد بیان کیے گئے وہان ہم وسکے بین نقایص بھی ملاحظہ ہون۔ اول۔ ابتدائے تعلیم کا سلسلہ بالکل کمالیت کو نہین پہونچتا۔ عام لوگون کی طرف سے مدارس کے ضروری سامان کی فراہمی محض اتفاق پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اگر کسی مقام پر مدرسہ جاری کرنا چاہتے ہین جاری کرین مگر قیام مدارس کی کوئی ضمانت نہین ہوتی۔ اسلیے بعض اضلاع مین ضروری

زیادہ مدارس ہین اور بعض اکثر آباد اضلاع مین ایک مدرسہ بھی نہین ہے بلکہ جسقدر رغربت فیصدہ اضلاع ہونگے اوسیقدر وہان مدارس کی کمی ہوگی۔ کیونکہ ایسے مقامو نپر کم ایسے لوگ ہوتے ہین جو انتظام او ر نگرانی یا کچھہ امداد کرسکتے ہین۔ دوسرے یہ کہ طریقۂ تعلیم قومی طریقہ نہین کہا جاسکتا۔ انگریز وان کی دلچسپی عموماً تعلیم سے نہین بلکہ وہ عموماً تجارت مین منہمک ہین۔ خیریت تو یہی ہے کہ تعلیم کا سلسلہ مذہبی مجالس کیطرف سے جاری ہے۔ علاوہ برایں انگلستان کا طریقۂ تعلیم بہت کچھہ فریقی ہے۔ یعنی مذہب کے مختلف فریقون کے لحاظ سے تعلیم ہوتی ہے۔ اگر تعلیم ایک طریقہ سے تمام فریقون کے لئے ہوتی اور دینی اور دنیوی تعلیمون برابر امداد کرتی جسمین تمام ملک یکسان دلچسپی رکہتا ہے اور صرف اپنے ناظرون کے ذریعہ سے رپورٹ مدارس سنا کرتی تو ایک سلسلہ تعلیم کا قرار پاتا۔ اور یکجائی بات ہونے سے بہت قوت ہوتی۔ موجودہ طریقہ مین کفایت شعاری بھی نہین ہوتی۔ اگر ملکون کی تقسیم اضلاع مین ہوتی اور اس لحاظ سے تعلیم کا سلسلہ قایم کیا جاتا تو کفایت اخراجات بہت ہوتی اسوقت بحیثیت نام فریق کے مدارس کو کہین کہین امداد دیجاتی ہے جس سے فائدہ کم اور خرچ بہت ہوتا ہے۔

اصلاح طریقہ تعلیم انگریزی

انگریزی تعلیم کے نقص و صواب بیان کرنے پر ضرور ہوا کہ جو امور قابل اصلاح ہین انکا بھی ذکر کرنا چاہیے۔

سب سے پہلے ملک کی تقسیم از روے تعلیم ضلع وار ہونی چاہیئے ۔ موجودہ تقسیم مذہبی تعلیم بہت اعتراض کے قابل ہر ۔ دوسرا امر اصلاح طلب یہ ہر کہ مقامی لوگون کی طرف سے نہین بلکہ سرکاری افسرون کی طرف سے اس امر کی تحقیق کی جاے کہ کن مقام مین کیسے اور کسقدر تعلیم کی ضرورت ہر اور اس امر کے دریافت کے لئے موجودہ مدارس گو وہ کسی قسم کے ہون کافی نہین تیسری بات اصلاح طلب یہ ہر کہ پارلیمنٹ کی طرف سے ایک مجلس امانت دارون کی مقرر ہو جنکو اختیار دیا جاے کہ وہ ہر مقام کی امانت اور خیراتی رقمون کو اپنے اختیار مین لیکر اوس کو مناسب طریقہ سے استعمال کرین اور آمدنی پیدا کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ نکالین ۔ چوتھی بات یہ ہر کہ ہر مقام مین از روے حیثیت اخراجات مدرسہ جائداد پر محصول لگایا جاے اور محصولات مدرسون اور عام اخراجات مدرسہ مین صرف ہون ۔ پانچوین بات یہ ہر کہ محصول دینے والون کو ایک جماعت منتظمین کی مقرر کرنے کا اختیار دیا جاے جنکے پاس وہ آمدنی رہے اور اپنے اختیار سے بشرایط مشروطہ مناسب طور سے مختلف مدارس مقامی مین تقسیم کرین ۔ چھٹی یہ ہر کہ جن مدارس مین عام رعایا کے محصول سے کام چلتا ہر اوس مین سرکاری ناظرین امتحان لیکر رپورٹ کیا کرین ۔ موجودہ انتظامات متعلقہ مدارس مقامی مین مداخلت کی چندان ضرورت نہین ہر صرف یہ انتظام کرنا ہر کہ مذہبی تعلیم بالکل جدا کر دیا جا ہیئے اور والدین کو اختیار ہو کہ اگر وہ معترض ہون تو مذہبی مدارس سے

لڑکون کو علیحدہ کر سکین - اسکے سوا اور کوئی اصلاح یا مداخلت نہ ہمین مدارس مین کرنی مناسب نہین ہی اور نہ وہان کی رپورٹ سرکاری طور سے کرنی لازم ہی - یہی طریقہ ہی جسپر عمل درآمد کرنے سے انگلستان کی تعلیم مین ترقی ممکن ہی -

نارمل اسکول

اول اور سب سے زیادہ عمدہ طور سے قومی تعلیم جاری کرنے کا ذریعہ نارمل اسکول ہی - جہان عمدہ اور مکمل طور سے مدرسون کی تعلیم و تربیت ہوتی ہی کافی نہین ہی کہ مدرسون کا علم کافی ہو بلکہ یہ ضرور ہی کہ کام کرنے کی اونمین پوری قابلیت ہو - وہ لڑکون کی خاصیت کو سمجھین اور اونکے دل لگانیکا طریقہ جانین - بغیر سختی کیے ہوے پوری تربیت دین اسکول کی تہذیب اور تنظیم عمدہ طور سے جانین اور طالب علمون کے قابل پسند طریقے جاری کرین کہ اونکے دل بستگی ہو - انکی مشکلات کو روکین - راستہ صاف کرین حوصلہ بڑہائین سستی دور کرین ترغیب پیدا کرین اور دماغی ترقی زینہ بزینہ بڑہاتے جائین - یہ سب باتین خاص طور سے تربیت دینے سے حاصل ہوتی ہین اور اس قسم کی تربیت صرف نارمل اسکول مین ہو سکتی ہی

تنظیم مدارس

مدارس تین قسم کر دیے جا سکتے ہین اول وہ کہ جس مین مدرس کے سوا خلیفہ پڑہاتے ہین خلیفہ ہر روز تہوڑے عرصہ کے لئے ادنے درجہ کے طالب علمونکو

تعلیم دینے مین جو خود چند روز پہلے وہ حاصل کر چکتے ہین اس سے گو مدرسونکو تہوڑی سی فرصت ملجاتی ہر مگر اس سے عمدہ تعلیم مین فرق ہوجاتا ہر اور جو نہایت ضروری باتین متعلق اخلاق اور تہذیب ہین اوس کی تعلیم طلبعلمون سے نہین ہوتی دوسرا ذریعہ تعلیم کا مجموعی گروہ کو ایک سبق دینا ہر وہ اسطرح کہ زینہ بزینہ لڑکون کو مسلسل بٹہا دیتے ہین کہ مدرس کی نظر سب پر ایک آن مین پڑتی ہر اس مین اس بات کی کوشش کیجاتی ہر کہ ایک سبق ایک ہی وقت مین سب لڑکون کو دیدیا جاوے - اخلاقی تعلیم مین کچہ مدد اور فائدہ اس سے ملتا ہر مگر دماغی تعلیم کے لئے سخت مضر ہر - کیونکہ مختلف لیاقت و طبایع کے طلبا ایک ہی قسم کے سبق سے کیونکر مستفید ہوسکتے ہین ــــ تیسرا طریقہ ان دونون طریقہ مذکورہ بالا کے بیچ مین ہر جس مین لڑکون کو بحیثیت اونکی عمر اور لیاقت کے تفریق کی جاتی اور ہر فریق کے لئے ایک مناسب درجہ کا مدرس مقرر کیا جاتا ہر -

مدارج اسکول

عام مدارس کو رفتہ رفتہ ترقی دینا - یا طالبعلمون کو ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ مین ترقی کرنیکا موقع دینا نہایت ضروری ہے جرمنی مین تین قسم کے مدارس ہین - اول کنٹری اسکول جس مین صرف ابتدائی تعلیم ہوتی ہر - دوم ٹون اسکول جس مین کسیقدر علم ریاضی اور علوم بدیعہ اور جدید زبانین سکہلائی جاتی ہین - سوم جمنازیم یعنی اعلی مدارس جسمین

اعلی درجہ کی تعلیم علمی اور پیشہ وری کی ہوتی ہے ــــ ہالینڈ مین پانچ قسم کے مدارس ہین ــ مدارس غربا ــ مدارس درمیانی ــ مدارس قصباتی ــ فرنچ اسکول (اس مین خدمت خواہ تجارت کی تعلیم ہوتی ہے) گرامر اسکول جس مین قبل داخلہ یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے ــ

مذکورۂ بالا کیفیت تعلیمی تمام ملک کے لئے سودمند ہے کیونکہ دنیا مین کوئی قوم اور ملک ایسا نہین ہے جہان کبھی نہ کبھی قومی ترقی کمال درجہ کو نہ پہونچی ہو مگر ان کی موجودہ حالت نہایت ابتر ہے یا ہوتی جاتی ہے کیونکہ وہان تہذیب اور تعلیم ضروری کا سلسلہ قایم نہین ہوا ــ پس ہر ایک قوم کی خوشحالی و بدحالی اہل شہر کے خیالات رفتار پر منحصر ہے جہان اون کی قوت عمدہ اور مضبوط حالت مین ہے وہان اہل قوم صرف اپنے رتبہ پر قایم نہین رہتی بلکہ ترقی کرتے ہین اور جہان جہالت تعصب اور ضعف اعتقادی کی حکومت ہوتی ہے وہان رفتہ رفتہ شیرازہ شکست ہوجاتا ہے اس مین شک نہین کہ موجودہ اقوام کی آیندہ عزت و عظمت انکی تہذیب و شایستگی مین حصہ لینے کے موافق ہوگی ــــ

حسن

بقیہ سفرنامہ نیلگری
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۱۹ رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجریہ یوم دوشنبہ

آج سات بجے پیدا ہوا چھوٹی حاضری دس بجے ہوئی اور ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ۔ ایک بجے مین تبدیل لباس کرکے تیار ہو گیا کیونکہ مہاراجہ کے تشریف آوری کا وقت قریب تھا۔ سید غلام رسول صاحب ڈاکٹر صاحب اور ینو زنگم نے ایوننگ ڈریس پہنا مگر میر فیاض علی صاحب اپنے قدیم ڈریس مین تھے یعنی قبا کے شال وریر دستار سرخ سر پر۔ اور میر کاظم علی صاحب بھی مغلائی ڈریس مین تھے اور سیاہ رنگ کا قبا پہنے ہوئے تھے کہ مہاراجہ بہادر کی سواری آئی بڑے داہنے کی لینڈو گاڑی تھی جوڑی ٹیلیا سرنگ لگا اور اس نہایت اچھے سے کوچ باکس پر کوچبان کے بازو چپراسی بیٹھا ہوا تھا ہر دو فل ڈریس مین تھے چپراسی کا پائجامہ لال مشروع کا تھا گاڑی مین سیدھی طرف خود مہاراجہ صاحب اور بائین طرف مسٹر ارٹن پرایوٹ سکریٹری جنکی عمر اسی سال کی ہوگی مگر چیاق و چوبند اور روبرو ہی مہاراجہ انکے ایڈی کانگ ہے یہ صاحب خوشرو اچھے جوان ہین اور مہاراجہ کے داماد بھی ہین اور کسیقدر اردو بھی بولتے ہین لیکن انگریزی اچھی جانتے ہین پرایوٹ سکریٹری اور ایڈی کانگ ایوننگ ڈریس مین تھے مگر مہاراجہ بہادر بھی انگریزی فل ڈریس پہنے ہوئے تھے مگر سر پر سرخ بنارسی رومال تھا اور کندھون پر ملک کے رواج کے موافق زرین پٹکہ ڈالے ہوئے تھے

جون ہی بگی پوریٹگو مین پہنچی مین استقبال کو گاڑی تک گیا اول ایڈی کانگ
اترسے بعد مہاراجہ بطریق درباری سب لوگونکا سلام ہوا۔ ڈرائنگ روم مین کوچ
پر مہاراجہ بہادر تشریف رکھے اور سیدہے ہاتہہ کی کرسی پر اور بائین ہاتھ کی کرسی
پر پرائیوٹ سکرٹیری اور دوسرے کرسیون پر ایڈی کانگ اور باقی سب لوگ درجہ
بدرجہ بیٹھے یہہ پرائیوٹ سکرٹیری مہاراجہ کے اتالیق ہین جو زمانہ خوردسالی مین
گورنمنٹ قیصریہ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔ بعد از تشریف رکھنے مہاراجہ بہادر کے
ہمراہی کے لوگون سے نذرین گذرانی مہاراجہ بہادر ہاتہہ رکھکے واپس کیا۔ مہاراجہ
چہرہ سے نہایت چالاک اور مدبر پائے جاتے تھے اردو نہین بول سکتے انگریزی
اور تھوڑی زبان کے مشاق ہین اور نہایت خلق سے ہمکلام رہے کوئی دس
منٹ کے بعد مین نے اپنے ہاتہہ سے مہاراجہ بہادر کو پھول پان اور عطر دان
دیا اور پرائیوٹ سکرٹیری کو۔ ایڈی کانگ کو میر ریاض علی صاحب نے پھول
پان دیا گیا۔ کلہ یہہ کام ہمارے شہر مین بہی اہنی کا تہا۔ رخصت کے وقت بگی
تک مشایعت کی قبل سوار ہونیکے مہاراجہ صاحب بہادر نے سب کا سلام لیا
اور بعد سوار ہونیکے خود بہی سب کو سلام کیا۔ واپسی کے وقت داہنی ہاتہہ پر
پرائیوٹ سکرٹیری اور بائین ہاتہہ پر مہاراجہ صاحب بہادر بیٹھے تھے ۲ بجے
کے بعد مین معہ ڈاکٹر صاحب کال کرنے کی غرض سے گاڑی مین سوار ہوکر
روانہ ہوا اور لارڈ ڈارمن ایڈی کانگ گورنر اور میجر جان ملٹری سکرٹیری اور مسٹر
کلارڈ و پرائیوٹ سکرٹیری گورنر بمبئی سے ملاقات ہوئی ملٹری سکرٹیری

صاحب نے مجھکو پولو میں شریک ہونیکی دعوت دی جو آج ہوگا۔ مین نے حسب معمول گورنمنٹ ہوس کے بک مین جو خاص ملاقاتیونکی فہرست ہوتی ہے اپنا نام بھی لکھدیا۔

۴ بجے بنگلہ کو واپس آیا اخبارات اور خطوط و تار وغیرہ جو ڈاک سے آئے تھے ملاحظہ کیا چار بجے چار پیا پانچ بجے رائیڈنگ ڈریس (لباس سواری) مین معہ عبدالکریم صاحب کے سوار ہوا اور پولو گرونڈ پہنچا پولو شروع ہوا۔ مین بھی گورنمنٹ ٹیم مین شریک ہوا اور ایک ٹیم کھیلا۔ ساڑھے چھ بجے مکانکو واپس آیا۔ راہ مین نواب وقار الامرا بہادر سے ملاقی ہوا بہادر ممدوح کا مزاج دو روز سے سست ہے اور صبح مین بخار بھی آتا ہے آج ہی کے روز ساڑھے ۴ بجے کرنل سر الیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور جو منصرم رزیڈنٹ حیدرآباد بھی رہ چکے ہین ملاقات کو آئے تھے۔ مہاراجہ میسور چہارشنبہ کو بنگلور اور وہان سے میسور چلے جانیوالے ہین۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہان کا سیزن (موسم) قریب الختم ہے۔ آج مہاراجہ وزیانگرم بھی نیلگری مین داخل ہوئے۔ آٹھ بجے ڈنر ہوا۔

۲۰ رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجری یوم سہ شنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ پولس گارڈ (جسمین چھ جوان اور ایک حوالدار ہے) کہ جو ہمارے تعیناتی کے لیے سرکار سے آیا اور ہمارے قیام تک یہین رہیگا۔ راجاؤن اور نوابون کے مکان پر جو نیلگری مین بطور سیر تفریح آیا کرتے ہین گورنمنٹ قیصری سے پہرہ متعین ہوتا ہے آج ہو ... سے

ڈاکٹر میر یوسف علی صاحب کے نام دعوتی کارڈ بھی آیا جو ۲۴ جون کو گورنمنٹ برتھ ڈے کے ہال میں جانا ہوگا۔ دس بجے کے بعد یہاں کے جنگلی لوگ جنکو ٹوڈہ کہتے ہیں مع چند اپنی عورتوں کے آئے جنکو ہمنے نہایت دلچسپی سے دیکھا بالعموم یہ لوگ سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں مرد عورت سب کے سر پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں جسمیں ناریل کا تیل ڈالتے ہیں اور تمام بدبو اونکی پھیلی رہتی ہے مردوں کے ہاتھمیں انکے ہوتی ہے چھڑی ہوتی ہے اور اکثر برہنہ سر رہتے ہیں صرف ایک دھوتی ایک چادر ہی ایک باندھی رہتی ہیں۔ عورات چولی نہیں پہنتی ہیں اور ایک ہی کپڑا کندھوں سے پیر تک لپیٹ لیتے ہیں اونکی بات چیت کا ایک حرف بھی سمجھ میں نہیں آتا آپسمیں بہت دھیمی آواز سے بات کرتے ہیں اور صدا بالکل بندروں کے چیخ کی سی نکلتی ہے بچے بالکل برہنہ اور زرد رہتے ہیں الغرض ان عورتوں نے بعد آپسمیں بات چیت کرنیکا شروع کیا۔ اسمیں کوئی تلفظ نہ تھا بلکہ صرف آوازیں تھیں جسمیں غین کا بہت استعمال ہوتا تھا اس گانے اور بجانے میں اوتار چڑھاؤ کچھ نہ تھا حلق سے آوازیں برابر نکالتی تھیں یہ بہت چھوٹے چھوٹے آوازوں میں راگ تمام کرتے تھے مگر لہجہ کچھ عربی سے ملتا تھا۔ انکو دس روپیہ انعام دیا گیا اور یہ لوگ ہم سب کو بہت محظوظ کرکے رخصت ہوئے۔

آج (۱) بجے برخاست سے فارغ ہوئے اسی وقت ایک اور غول جنگلی اور شہری لوگو نکا باجا بجاتے ہوئے پہنچا تخمیناً بیس (۲۰) آدمی ہونگے۔

دور سے باجے کی آواز نہایت سست و سُریلی معلوم ہوتی تہی یہہ باجا قریب قریب ہمارے کی بہانڈ یا افغان پولیس کے باجے کی آواز سے ملتا ہے ان باجے کے آلات مین چہوٹے چہوٹے دف اور شہنا سینگی شکل کے آلات ستہے بجانیوالے بالکل جنگلی آدمی ہین اور ناچنے والے قریب ایک درجن کے شہری تہے - یہہ قوم نٹ گرگا کے نام سے مشہور ہے جو قدیم سے یہان بستے ہین ناچنے والونکا لباس جہگناتی کا ہتہ بند تو رنگا ہوا اور لہنگا گہیردار سے تہا اسکے نیچے بعضون کے پاجامے اور بعضی دہوتی پہنے تہے اور بعض تو بالکل برہنہ تہے سب کے جسم مین کوٹ تہی جو ایک ہی رنگ کے تہے اور انکے سرون پر لال رنگ کے پٹکے تہے انکا ناچ بہی قریب قریب انگریزی اور عربی ناچ کے تہا یہہ لوگ حلقہ باندہکر ناچتے تہے - اور باجون کی تال پر پاؤن ڈالتے تہے اور جیسا جیسا باجے کا ٹیون آواز بدلتا تہا انکا رقص بہی بدلتا تہا اور پاؤن کی حرکات بہی - گانا کسی قسم کا نتہا ایک بوڑہا چہڑی ہاتہہ مین لئے ہوئے بطور بیانڈ ماسٹر کے اشارہ کرتا جاتا تہا - بعد اسطرح کے قابل یادگار ناچ کے ختم ہوتے کے یہہ لوگ رخصت ہوئے اور انکو دو روپیہ انعام دیا گیا -
آج بطور پک نک ہارمنگ کے واٹر فال پر جو ہمارے بنگلہ کے حد مین ہے اور اوسی راہ سے برن فٹ مکان کے تالاب مین پانی آتا تہا اور اوپر کے پہاڑون سے شب و روز تین سو فٹ کے برابر پانی گرتا رہتا ہے ہم تمام لوگ گئے تہے تہوڑی دیر ٹہرے اور چار خوری بہی وہین ہوئی - سوا پانچ کو مین مع ڈاکٹر صاحب و مرزا کاظم علی صاحب ایک گاڑی مین اور سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب

پہو نچکر ہم دوسرے گاڑی مین سوار ہوئے اور اوس بنگلہ کے دیکھنے کو گئے جو حال مین اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی نے خرید فرمایا ہے۔ ہمارے مکان سے یہہ بنگلہ تین میل ہوگا جسمین ایک میل سے زاید کی چڑہائی ہے۔ یہان کے سب مکانون سے اسکی بلندی زاید ہے یعنے آٹھہ ہزار نوسو فٹ بلند ہے۔ سڑک نہایت گہاؤ سے لیگیا ہے اوسکے اوپر کوئی بنگلہ نظر نہین آتا۔ اور اوس پہ تمام سے دیکھا گیا تو کوئی پہاڑ بہی اوس سے بلند نہین ہے۔ احاطہ بہت وسیع ہے اور مکانیت بہی بہت ہے۔ ہر ایک کمرہ نہایت وسیع اور فرش تمام چوبین ہے۔ ڈائننگ روم ڈرائنگ روم تو بہت بڑے بڑے ہین اور پانچ بڈروم مع حجرہ جات متعلقہ کے موجود ہین طویلہ اور خدام کے مکانات اور بہت سے اکہنے چہوٹے چہوٹے کثرت سے ہین اور ایک ناچ گہر یا تہیٹر گاہ بہت وسیع ہے۔ اور اوسکے متصل طویل تین یا چار ریگی بعد دیگرے بڈروم وغیرہ جو زنانہ رکہنے کے لیئے نہایت موزون ہین بہرحال مکان نہایت عمدہ اور خوش وضع ہے اور اعلیحضرت کے لایق لیکن ابادی سے بہت دور اور حالت موجودہ بہت خستہ ہے اگر ۲۰ ہزار روپیہ اس مکان کے مرمت اور ترمیم مین خرچ کیا جاوے تو یہ مکان مستحکم ہوجاویگا احاطہ بہی بہت بڑا ہے اور ایک چہوٹا سا کنٹہ بہی واقع ہے اور سب سے علیحدہ قریب مین ایک بنگلہ چار آدمی کے رہنے کے لائق کاٹج کے نمونہ پر بنا ہوا ہے۔ اس بنگلہ کا نام اسنوڈن ہال ہے جسمین سابق جنرل رابرٹ کمانڈرانچیف رہتے تہے اعلیحضرت نے اس بنگلہ کو سوائے اخراجات وکلا کے

"۵" ہزار روپیہ مین خرید فرمایا ہے غرض وہان سے مکان کو سات بجے واپس آیا اور آٹھ کو ڈنر کھایا بعد ڈنر ایک عرضی کیفیت معاینہ مکان اور ضرورت ترمیم کی اعلیحضرت کے پیشگاہ مین گذرانے گیا شب کے بارہ بجے خوابگاہ مین گیا۔

۲۱ رمضان ۱۳۰۶ھ یوم چہارشنبہ

سات بجے بیدار ہوا۔ سردی بہت کم ہی تہرمامیٹر (مقیاس الحرارت) ۶۹ درجہ پر ہے ایک جوڑی اسپ سبزہ رنگ جو سابق کے چوگرہ کے ساتہہ ملسکتی ہے بارہ سو روپیہ کو خریدا مہاراجہ میسور آج آٹھہ بجے سید ہا میسور کو بذریعہ ڈاک گاڑی کے روانہ ہوئے میسور یہان سے ۸۴ میل ہے اور رٹانگے کا ٹپہ ہے۔ سوتہہ انڈین ریلوے تیار ہوچکی ہے ابہی پختگی نہو نیسے پاسنجر ٹرین نہین چلتی چند روز مین چلنا شروع ہوگی اوسوقت بمبئی اور پونہ کے لوگ میسور تک آکے وہانسے ٹپہ پر نیلگری کو آئینگے۔ اگر ایسا ہو تو نیلگری ہر سال موسم گرما مین بہت مجمع ہوا کریگا آج تمام دن مین کافی کے حالات کی تحقیقات کرتا رہا حیرت ہے کہ یہان کچہو روپین لوگ کسقدر سودمند کامون مین اپنے آپکو مصروف کرتے ہین۔ ساڑھے بارہ کو ترک خاست ہوا تین پہر کی چارخوری پیرادسی واٹر فال پر ہوئی جسکا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد چار نوشی کے بلندی کوہ پر ۳ میل تک پیدل ہشی کیا فی الحقیقت یہ نہایت ہی پر فزا جا ہے ساڑھے پانچ بجے مکان مین داخل ہوا۔ ڈنر آٹھہ بجے ہوا۔ اور گیارہ بجے استراحت۔

۲۲ رمضان سنہ ۱۳۰۶ ہجری یوم پنجشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا۔ شب میں بہت سردی تھی خصوص آخر حصہ شب میں ٹھنڈی ہوا چلی ۔ ۵ بجے مقیاس الحرارت دیکھا گیا ۵۶ درجہ پر تھا اور وقت تک ہوا میں اچھی برودت تھی دوسرے بجے مقیاس ۶۸ درجہ پر تھا ۱۲ بجے برک فاسٹ ہوا۔ آج بھی تمام دن کافی کی کیفیت اور اسکی تاریخ دیکھا اور دیباچہ پڑھا علاوہ اسکے چند تحجیات انعامی دیکھا ۔ سوا پانچ بجے میں اور ڈاکٹر صاحب میل فنٹن میں سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب مرزا کاظم علی صاحب نیو زنگم کھلی گاڑی میں سولد لارنس اسیلم روڈ سے دامن پہاڑ ہوتے ہوئے بطریق ہواخوری چلے تین میل کے بعد تمام جنگل میں چاول اور سنکونا کی زراعت نظر آنے لگی سوائے اسکے اور کوئی مکان یا آبادی کا نشان نہ تھا ۔ ہم فرن ہل کے گیٹ پر سے گذرے جو مہاراجہ میسور کا بنگلہ ہے احاطہ نہایت وسیع ہے چونکہ مہاراجہ صاحب میسور روانہ ہو چکے ہیں اسکے دیکھنے کے لیئے مکان کے اندر گئے مکان بہت وسیع اور شاندار ہے شاہی پیالیس ہے اور ایک دوسرے کے متصل مکان کے دو قطعہ بنائی گئی ہیں ایک تو انگریزی فیشن کا اور دوسرا چو محلہ ہندوی وضع کا ۔ آرائشی سامان بھی بہت بہتر اور اول درجہ کا ہے پورٹیگو پر جھنڈا اڑتا ہے ۔ اب مہاراجہ کے نہ ہونے کی باعث سے پھر میرا پٹیا ہوا ہے ۔ اسی مکان میں زمانہ سابق میں چند روز تک واسطے میں قیام بھی کیا تھا ۔ بلیرڈ روم علیحدہ بنی ہوئی ہے طویلہ بہت بڑا اور باوسعت ہے

کتون کے رکھنے کا مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور اسی احاطہ مین بطور کاٹیج ایک ٹیلہ کے نیچے چھوٹا سا ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے جسمین ڈپارٹمنٹ یا دیوان خانے مین اور سمین ۵ بیڈ روم - ڈائننگ روم - ڈرائنگ روم - وغیرہ بنے ہوئے پیچھے کی طرف طویل گلیاری کے ہیئت مین کچھ کمرے ہین جو آفس کا کام دیتے ہین اس مکان کی نگہداشت کی غرض سے ارٹن صاحب نامی ایک انگریز ماہانہ تین سو روپیہ پر ملازم ہین - اسکے متصل ایک بنگلہ جنرل اسٹورٹ صاحب کا ہے جسکو حال مین مہاراجہ نے خرید لیا ہے - الغرض بعد ملاحظہ اسکے ہم سب سلک ہوٹل کو پہونچے بلیرڈ روم مین بغرض بازی گئے تو معلوم ہوا کہ اس ہوٹل مین بہت سے مسافر ہونیکی وجہ سے منیجر نے بلیرڈ روم مین [illegible] پلنگ ڈالدیا ہے اور وہ صاحب فروکش ہین بدین سبب وہانسے واپس ہوئے اور ساڑھے سات کو مکان پہنچ گئے [illegible] عمر خانساماں کے تار سے معلوم ہوا کہ بڑی بھاوج [illegible] ہو چکے ہین آج شب کو بلدہ مین داخل ہونگے - ۸ بجے ڈنر ہوا - ۱۲ بجے آرام کیا -

۲۳ رمضان ۱۳۲۶ یوم جمعہ

آج سات بجے بیدار ہوا - مقیاس الحرارت ۵۹ درجہ ہے - صبح ہوتے ہوتے بلدہ سے ایک منگلائی باورچی آیا - ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ ہوا - اور کچھ سامان از قسم جواہر وغیرہ فروخت کیلئے ایک پارسی لایا تھا - بعد ملاحظہ مین نے تین چار سو روپیہ کا اسباب خرید کیا - ساڑھے ۵ کو پولو دیکھنے گیا - گورنر ٹیم و پائگاہ ٹیم کھیل رہا تھا تھوڑی دیر ہم وہاں ٹھیرے اسی عرصہ مین نواب وقار الامراء بہادر بھی تشریف

لائے چھہ بجے دس منٹ پر ملک ہوٹل کو گئے۔ پونے ۷ کو مکان پہونچے
مین نے جلد تبدیل لباس کیا اور لیوی ورس مین گورنر ہوس کو ڈنر کی دعوت مین
گیا اور ڈاکٹر صاحب بعد غذا سے شام ۹ بجے بال کی دعوت مین آکر شریک ہوئے
ساڑہے بارہ بجے شب کو واپس آیا ڈنر کے میز پر کوئی لیڈی نہ تہی قریب
سو اسم کے سب مرد تھے مین گورنر صاحب کے مقابل کے کرسی پر بیٹھا۔ نواب
وقار الامرا بہادر اور راجہ وزیانگرم۔ اور راجہ پداکوٹہ اور میرے سوائے دوسرا
کوئی نیٹو مدعو نہ تہا۔ بال مین ۲ حصہ لیڈیان اور ایک حصہ جنٹلمین تھے۔ گورنر صاحب
سے اور مجھسے میز پر بہت ہمکلامی رہی اور بوقت مراجعت یہہ بہی فرمایا کہ مین
بوجہہ کم فرصتی بازدید نہ کر سکا پرسون ضرور آؤنگا اور اوسکی اطلاع آپکو ہوجائیگی
۱۱ بجے شب کے بعد سے بڑے بہائی کا تار آیا کہ اگر تین کمرے خالی ہون تو مین
بہی بنگلوری کو آتا ہون۔ کل صبح جواب جائے گا۔
آج بہی کافی کا بیان دیکہتا رہا چونکہ کافی کی کاشت اور اوسکی تجارت نہایت
سودمند ہے اور اوسکا بیان بڑا ہی دلچسپ ہے لہذا مین اپنے ہموطنون
کے آگہی کے لئے بطور خلاصہ تاریخ کے ذیل مین درج کرتا ہون۔

قہوہ کی تاریخ

معلوم ہوتا ہے کہ قہوہ کی بنیاد ابی سینیا کے کوہستانی ملک اناریا اور

کفا مین ہوئی جہان سے سولہوین صدی مین عرب آئے اور سترہوین صدی مین جاوا اور سیلون مین اور سنہ ۱۷۱۲ء مین جزیرہ مارشیس اور بوربن مین اور سنہ ۱۷۲۳ء مین مارٹینیکا مین اور بعدازان جزائر ویسٹ انڈیز مین - کافی کی کاشت شروع ہوئی -

عبدالقادر محمد الانصاری الجزیری الحنبلی جنہون نے مصر مین قریب سنہ ۱۵۸۷ء کے ایک کتاب لکھی بیان کرتے ہین کہ پندرہوین صدی کے وسط مین جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید الدوبانی عدن کے قاضی تھے - اتفاق سے انکا ابی سینیا جانا ہوا جہان کے لوگون کو قہوہ پیتے ہوئے دیکھا - بوقت واپسی وہ قہوہ کے چند درخت ہمراہ لیتے آئے اور انہون نے تمام عرب مین اسکی اشاعت کی -

شیخ علی شاذولی بن عمر نے سنہ ۱۴۳۰ مین سمندر کے قریب میدان موخا مین سکونت اختیار کی - انکی شہرت اسقدر جلد پہیلی کہ قرب جوار کے لوگ وہین آنکر آباد ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ایک گاؤن آباد ہوگیا انہون نے وہان کے لوگون کو قہوہ کے استعمال کی بہت تاکید کی تہی جسے بعد وفات کے انکے معتقدین نے وہین انکا نہایت عمدہ مقبرہ بنایا -

ٹیورنیر اپنے کتاب "گلکشن آف سیول لیشن" مین لکھتا ہے کہ ہندوستان اور ایران مین قہوہ پیدا نہین ہوتا - بلکہ ہالنڈ کے تجارون نے ہرمز سے ایران اور تاتار مین اور ملبار ایسے کالدیا - عرب - ماوراءالنہر اور دیگر صوبجات ترکی مین پہونچایا - اسکو پہلے پہل ایک فقیر گوشہ نشین شیخ شاذولی نے ظاہر کیا جسکے پہلے کسیکو معلوم نہ تہا -

تقریباً اوسی زمانہ مین جبکہ قہوہ کا حال عربون کو معلوم ہوا میسور مین اوسکے پودہے لگائے گئے۔ ایک حاجی بابا بودن نامی نے عرب سے لا کر یہان پہیلایا۔ اونہون نے پہاڑی پر ایک کالج اسکے متعلق تیار کیا اور وہین سے تمام اشاعت ہوئی۔ یہہ کالج اب تک انکے نام سے مشہور ہے وہ اپنے ہمراہ صرف سات درخت لائے ہین جسکی ترقی اسقدر ہوئی جتنی کہ انسانی ہاتھون سے ترقی اور عزت کسی شئے کی ممکن ہو سکتی ہے۔ مارچ۔ اپریل اور مئی مین قہوہ کے خوبصورت اور خوشبودار پہول ہوتے ہین اور پہل نومبر۔ ڈسمبر جنوری مین ہوتا ہے۔ اسکے پہل مین نہایت خوشگوار عرق ہوتا ہے اور پہونے کے بعد نہایت عمدہ غذا ہو جاتی ہے جسکو چاکولا وغیرہ کے طرح بہت شوق سے لوگ پیتے ہین اور تمام یورپ ایشیا۔ افریقہ امریکہ مین علاوہ چاکولا وغیرہ منشی عرقون مین بہی کافی کو ملا کر استعمال کرتے ہین۔ اگرچہ اسکے نباتاتی خاصیت مین باہم کچہہ فرق ہو اور باہم اقسام بہی کچہہ مختلف ہون مگر خوشبو مین قریب قریب سب اقسام برابر ہین اور یہہ عمدہ قیمتی جزو ضرور قایم رہتا ہے۔

عرب مین اکثر پتیون اور چہلکون کو جوشاندہ اور جوشاندہ کرتے ہین اور بعض اوقات اکیلے چہلکون کو۔ نیبن کا بیان ہے کہ لفظ قہوہ پہلے عرب مین شراب انگوری کا مترادف تہا۔ اور ڈاکٹر شارٹ اپنے کتاب ہینڈبک تو کافی پلانٹنگ مین لکہتے ہین کہ وائین اور اسپرٹ قہوہ کے تازہ گودہ اور نیز اوسکے خشک چہلکے سے بناتے تہے۔

لیبرین قہوہ ۔ اس قسم قہوہ کی پتیان اور پہل بڑے ہوتے ہین اور عرب کے قہوہ سے زیادہ خوشبو ہی ہوتی ہے اور پیداوار بہی نسبتاً زیادہ ہے بعض وقت خیال کیا گیا ہے کہ اسمین ہمیلیا کی بیماری نہوگی جو اور پتیون مین لگ جاتی ہے کیونکہ اسکی پتون مین اس قسم کی بو ہوتی ہے کہ وہ عارضہ نہین ہونے پاتا ۔

انگلستان مین جسقدر قہوہ لنکا اور دیگر انگریزی مقبوضات خواہ برازیل وسطی امریکہ اور دیگر مقامات سے گیا ہے اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے

سنہ	وزن ہنڈرویٹ	قیمت
۱۸۷۷	۱۶۰۹۷۱۷	۷۷۸۸۰۱۴ پونڈ
۱۸۷۸	۱۲۷۳۴۱۰	۶۰۱۲۹۷۷
۱۸۷۹	۱۶۱۷۳۸۹	۷۲۴۷۵۶۸
۱۸۸۰	۱۵۵۵۹۳۹	۷۰۶۲۰۱۶

لیبرین قہوہ ایسی بلندیون پر ہوتی ہے جہان عربی قہوہ نہین ہوسکتی سنہ کے آخر مین لنکا مین پانسو ایکڑ زمین مین لیبرین قہوہ لگایا گیا تہا اور سنہ کے آخر مین ۴ ہزار سے دس ہزار ایکڑ تک تخمینہ کیا گیا ہے ۔ اگرچہ ان پتیون کو وہ عارضہ ضرور لگے رہے مگر ترقی اور پیداوار مین زیادہ نقصان نہین پڑا ۔ لندن کے لوگ ان پہلون کو زیادہ پسند نہین کرتے مگر امریکہ مین بہت قدردانی ہوئی ۔

---

۱۱۲ پونڈ (رطل) کا ایک ہنڈرڈ ویٹ ۔

کاشت قہوہ

اگرچہ قہوہ کی کاشت ہندوستان مین بہت تہوڑے دنون سے ہورہی ہے مگر اس منفعت بخش جنس کے جانب بہت سے لوگون کی کشش ہوگئی ہے اسکے کاشت مین خرچ بہت ہوا ہے اور لنکا اور جنوبی ہندوستان مین نقصان بہت کچہہ آیا اور بعض حالتون مین تو کاشتکار ونکی بالکل تباہی ہوگئی۔ اور بعضون سے انتہا فائدہ ہی ہوا۔

گورنمنٹ ورچ اپنے مقبوضات ہند مین قہوہ کی کاشت سرکاری طور سے کراتی تہی اور کوئی دوسرا شخص قہوہ بونے کا مجاز نہ تہا اور جاوا سے یہان بہت قہوہ پہونچا کرتا تہا مگر آخر کو معلوم ہوا کہ قہوہ کی مونوپولی (مخصوص سرکار مین کاشت) گورنمنٹ کیلئے کچہہ مفید نہین۔

برٹش انڈیا مین قہوہ کی کاشت مغربی گہاٹ کے چوٹی اور اوسکے ڈہلو مقامات پر یعنے سرحد میسور سے لیکر راس کمارن کے جنوب تک ہوتی ہے علاوہ برین کورگ۔ ٹراونکور۔ وینا د نیلگری۔ اور شیوری پہاڑی اور دیگر پہاڑیون پر بہی ہوتی ہے۔ میجر بیون نے ۱۸۲۲ء مین وینا د مین قہوہ ایک عجب شے سمجہکر بویا۔ مسٹر کینن نے کچہہ دنون کے بعد میسور مین اسکا ایک باغیچہ تیار کیا۔ اور مسٹر گلیس نے ۱۸۳۰ء مین۔ منوٹوڈی مین ایک باغیچہ بنایا۔ اور ۱۸۴۰ء مین قہوہ بلگام مین اچہی طرح ہونے لگا اوس زمانہ سے قہوہ کی خوب ترقی ہوئی اور ۱۸۵۰ء مین کوچین۔ ٹراونکور

میسور- اضلاع مدراس - لوہرو کا واقع بنگال مین ۱۲۹۴۷۴ ایکڑ زمین مین کاشت قہوہ ہوی اونمین سے ۷۴ ۱۶۲۸ - ایکڑ مین اوسوقت تک کمزور پودے تھے پس زراعت مین ہر سال ترقی ہوتی رہی اور یورپ کے ملکون کو روز افزون ترقی کے ساتھ قہوہ روانہ ہوتی رہی - چنانچہ ۱۸۵۵ء مین ۹۷۰۶۴ ہنڈرڈ ویٹ قیمتی ۱۰۰۵۵۹ پونڈ کی روانہ ہوی اور ترقی کرتے کرتے ۱۸۷۹ء مین ۳۶۱۰۳۷ ہنڈرویٹ قیمتی ۱۶۴۳۰۴۲ پونڈ کی روانہ ہوی-

لنکا

پرتگالیون کے آنیکے پیشتر عربون نے لنکا مین قہوہ کی بنیاد ڈالی تھی - لیکن باشندگان لنکا اوسکی نرم پتیون کو پکاکر بطور بہاجی کے کہاتے اور اوسکی خوشبو کو جو مثل چنبیلی کے پہول کے ہوتی ہے دیولون مین استعمال کرتے تہے - ڈچون نے ۱۶۹۰ء مین قہوہ کے پودہون کو ہٹادیا لیگئے اور اوسیوقت انہون نے خود لنکا مین بسے اوسکی کاشت شروع کردی لیکن ۱۷۳۹ء مین بند کردی گو اوسکی زراعت عام طور سے لوگ کرتے رہے - جب انگریزون کا قبضہ ہوا تو مسلمان اسکو دیہاتون مین جمع کرکے گالے اور کولمبو مین لاتے اور معاوضہ چہوڑی - چاقو - روئی وغیرہ کے دیجاتے -

جزیرون اور شغالون کے ذریعہ سے قہوہ کی اشاعت تمام ملک مین بہت ہوی - ۱۸۲۱ء سے قہوہ کی روانگی انگلستان مین روز بروز ترقی ہوتی رہی مگر یہہ قہوہ وہان کے باشندے بہت بے پروائی سے جمع کرتے - اوسکے

پہل عمدہ طور سے تیار نہ کیئے جاتے - اور ہر قسم کے قہوہ سے یہان کا نمبر گھٹا ہوا تہا - ۱۸۳۰ء مین وہان کے گورنر سر ایڈورڈ بارنس نے پہلے مرتبہ زیادہ ہوشیاری اور احتیاط سے تیار کرایا اور چونکہ نتیجہ نہایت کامیابی سے ہوا اسنے اور لوگون کے اپنے جنگلون اور افتادہ اراضیات مین اسکی کاشت کا شوق پیدا ہوا - ۱۸۳۳ء مین سات ہزار ایکر زمین سرکاری خریدی گئی اور کچھ صاف کرکے کاشت کیگئی - ۱۸۳۶ء مین ۶۰۳۳ ہنڈرویٹ قہوہ پیدا ہوی - ۱۸۴۰ء باپلیش گریا پہاڑ پر ایک چہوٹا باغیچہ لگایا گیا - ۱۸۴۶ء مین پچاس باغیچہ ہوگئے جنمین ایک بدرجہ اوسط دو سو ایکر کے تہے اور اسی ہزار ہنڈرویٹ قہوہ نکلتی تہی - آخر ۱۸۴۷ء مین پچاس ہزار ایکر مین کاشت تہی خرچ مجموعی پچاس لاکھ پونڈ ہوا - ۱۷ برس مین یعنے ۱۸۵۶ء سے ۱۸۷۳ء تک مین زراعت قہوہ کی ترقی ۱۷۵ فیصدی ہوی اور ۴۰۴ باغیچہ سے لیکر ۱۰۸۰ باغیچے ہوگئے اور پیداوار ۳۷۴۰۰۰ سے لیکر ۷۴۰۰۰۰ ہنڈرویٹ ہوی -

۱۸۷۵ء مین لنکا کے ۱۳۰۰ اضلاع مین کاشتکاری قہوہ کی تہی اور زمین مزروعہ مجموعی ۴۸۱۵۲۹ - ایکر ہی -

لنکا مین قہوہ کی کاشت مین نقصان ہوا کیونکہ شروع کے کاشتکارون نے اس جایداد حاصل کرنے کیلیئے بہت قیمت دی - جسکے وہ جایداد مین لحاظ خاصیت اراضی کے مستحق نہ تہین - چنانچہ ۱۸۴۵ء کی فصل مین بالکل ٹوٹا آیا اور ۱۸۴۶ء مین بہت کم فصل ہوی کیونکہ ادسی سال سے پتون مین عارضہ

شروع ہوا۔ ۱۸۷۰ء سے ۱۸۸۰ء تک سالانہ پیداوار ۹۰۵۰۰۰ ہنڈرڈ ویٹ بوجہ اوسط لنکا سے روانہ ہوئی ۱۸۹۰ء مین ۴۴۴۴ ہنڈرڈ ویٹ اور ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۰ء تک سالانہ پیداوار ۵۶۵۵۵۶ ہوئی جب سے اس قسم کے خراب نتائج پیدا ہوے تو لوگون کا خیال ادہر سے پہر کر کوکا سے سکونا۔ اور چا کیطرف رجوع ہوا۔

عرب

قہوہ کی کاشت خاصکر اطراف یمن اور اضلاع عدن اور صنعا مین ہوتی ہے۔ اگرچہ عرب کے میدانون مین سخت حرارت ہوتی ہے مگر پہاڑون پر اعتدالی موسم رہتا ہے اور قہوہ کی کاشت پہارون کے نصف بلندی پر ہوتی ہے۔ جب قہوہ کی کاشت میدان مین کیجاتی ہے تو محافظت کے لیئے بڑے بڑے درخت لگاتے ہین جس سے دہوپ کی سختی رکی رہتی ہے اور پہل قبل از وقت خشک نہین ہونے پاتی۔ سال مین تین بار فصل کی درو ہوتی ہے زیادہ مقدار مئی کے مہینے مین ہوتی ہے جبکہ کاشتکار درختون کے نیچے کپڑا بچھا دیتے ہین اور شاخونکو زور سے ہلا کر پہلون کو گرا لیتے ہین اور بوریا پر خشک کرتے ہین بعدہ ایک وزنی بیلن سے اوسکو درڑتے ہین اسکے بعد اندر کی گری اسہی دہوپ مین خشک کرتے ہین قبل اسکے کہ ذخیرہ مین جمع کیجاسے۔ خاص مقامات پیداوار قہوہ بجبر سیلات تونیا وغیرہ ہین سب سے نزدیک موقع عدن سے ۴۰ میل پر ہے۔ گرد جوار کے اضلاع سے بازار صنعا مین ماہ جنوری اور دسمبر مین قہوہ پہونچتا ہے۔ قہوہ کے اقسام کئی ہوتی ہین مگر شہرزی سب سے افضل ہے۔

صنعا سے نصف یوم کے راستہ پر قہوہ کی کاشت ہوتی ہے عرب میں قہوہ کی کاشت اکثر دامن کوہ - وادی اور دوسرے سایہ دار مقاموں میں ہوتی ہے جہاں کہ بلندی سے پانی بہہ کر آتا ہے اور چاروں طرف اسطرح سنگین دیوار اٹھا دیجاتی ہے کہ مسافر کو دور سے کھلی ہوئی چھتیں معلوم ہوتی ہیں - ان پودھوں کو نم زمین کی ضرورت ہوتی ہے گو بہت پانی نہ برسے جہاں کوئی چشمہ ہو وہاں باغیچہ نہایت لطف انگیز معلوم ہوتا ہے مگر پودھوں کیلئے پانی کی مقدار زیادہ چاہیئے تاکہ اچھی طرح سے پھلوں میں ترقی ہو - مسٹر پالگریو کا بیان ہے کہ نہایت عمدہ قہوہ یمن کا ہوتا ہے لیکن دو تہائی تو عرب اور شام اور یمن میں صرف ہو جاتا ہے باقی تہائی حصہ یورپ پہونچکر ترکوں اور ایشیا کے صرف میں آتا ہے گول سبزی سبزی مائل ہو یعنی رنگ کی پھلیاں سب سے افضل سمجھی جاتی ہیں -

تیبھر کا بیان ہے کہ عربوں نے قہوہ کو ابی سینیا سے لاکر یمن میں لگایا جہاں سے لائے اور جہاں لگایا وہ دونوں ملک بہت کچھ آپس میں ملتے ہیں - انہوں نے عرب میں لاکر برسوں اور صدیوں پہاڑوں کے صحت بخش مقاموں پر لگایا جہاں اکثر بارش ہوتی تھی اور تالاب اور چشمے بھرے ہوئے تھے -

لنکا

لنکا میں قہوہ کی کاشت سمندر کے سطح کے برابر ہی ہوتی ہے اور دو ہزار فٹ مرتفع مقام پر بھی کیجاتی ہے - پودھے اپنی نوجوانی میں نہایت دلفریب

معلوم ہوتے ہین - کافی کے درخت بہت جلد بالغ ہوجاتے اور پھل بکثرت لاتے ہین مگر پھلیان ہلکی اور ادنی ہوتی ہین لنکا مین قہوہ کے عمدہ باغات ... ۳ ہزار سے ۴۰۰۰ فٹ بلندی تک ہوتے ہین جہان عموماً سو انچہ سالانہ بارش ہوتی ہے اور ۱۵ ڈگری سے ۱۸ ڈگری تک مقیاس الحرارت رہتا ہے - تین ہزار فٹ سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک نہایت عمدہ خوشبودار پھلیان ہوتی ہے جسقدر بلندی پر شبنم کے نیچے کاشت ہوگی اوسیقدر افضلیت پھلیون مین ہوگی اگرچہ مقدار کم ہوجائیگی کانڈی کے باغیچون مین نہایت عمدہ پیداوار قہوہ ہوتی ہے جہان کی حرارت ۵۵ سے لیکر ۶۰ درجہ تک رہتی ہے ان بلند مقامون سے قہوہ کی پھلیان کولمبو کو آتی ہین - جہان سخت موسم ہونے سے خوب سکھلائی جاتی ہین - جنوبی مقام کے وسیع اراضی مین قہوہ کی کاشت مین بہت نقصان ہوا کیونکہ پہلے تو موافق موسم کے ہونے سے پودھون کو قوت ہوئی لیکن بعد کو موسم مین خرابی آجانے سے پودھے رفتہ رفتہ بالکل کمزور ہوگئے - خاص کاشت نومبر اور اکٹوبر مین ہوتی ہے اور دوسرے بار کسیقدر ماہ مئی مین -

لنکا مین عمدہ اراضی قابل کاشت کی قیمت فی ایکر آٹھ پونڈ سے لیکر ۲۰ پونڈ تک ہوئی اور ۲۵ پونڈ سے لیکر ۳۰ پونڈ تک فی ایکر خریدشدہ اراضی مین تیاری باغ تعمیر مکان سڑک راہ وغیرہ مین خرچ ہوتے ہین - تخم کاری کیلئے زمین عمدہ قسم کے دو فٹ عمیق ہو کیونکہ قہوہ کی جڑین دو فٹ تک پہونچتی ہین اور تخم نصف فٹ کے فاصلہ پر بوئے جائین - اگر زمین خشک ہوجائے تو سبز شاخون سے

ڈاپ کر رات دن پانی دینا چاہیئے - اگر بارش عرصہ تک متواتر رہیگی تو عجب نہین کہ زمین کے اندر تخم سڑ جایئن نمی اور گرمی کے لحاظ سے چھ ہفتہ سے لیکر تین ماہ تک تخم اُگنے لگتے ہیں ضرور ہین اور بعدہ چار ماہ کے بعد درختون کا نقل مقام کیا جاوے -

سیلون مین کام کرنیوالے جنکی تعداد ۲ لاکھ بیس ہزار ہے مدراس کے جنوبی مقامات سے مئی اور اکتوبر مین آتے اور جنوری اور اپریل مین واپس جاتے ہین - نشیبی باشندگان جزیرہ اس کام کیلئے ناکافی اور ناقابل ہین -

سنہ ۱۸۴۳ سے سنہ ۱۸۴۶ تک شمال کے مزدورون نے ۳ لاکھ ۸۵ ہزار سے لیکر چار لاکھ پونڈ تک بچایا یا اپنے وطنون کو بھیجا ہوگا مگر جہان اسقدر مالی فایدہ ہے وہان جان کا بھی بڑا خطرہ ہے اس آٹھ برس مین ستر ہزار قلی ملا باری مر گئے -

جنوبی ہند

جنوبی ہندوستان مین قہوہ کی کاشتکاری ۲۵۰۰ فٹ بلندی سے لیکر ۴۰۰۰ فٹ تک ہوتی ہے - کنین نے پہلے پہل کامیابی سے قہوہ کی کاشت کی اور "کنینس میسور" اونکی قہوہ کا نام مشہور ہوا یہان کی پھلیون کے لشون کی باہمی چسپیدگی اور زیادتی کی خوشبو زیادہ مشہور ہے - سنہ ۱۸۲۲ سے اہل یورپ اس کے زراعت کے جانب مائل ہوئے اور بہت جلد کنین کی قہوہ

تمام شہرت پذیر ہوگئی چنانچہ ۹۶ شلنگ فی ہنڈریٹ سے لیکر ۱۱۵ شلنگ فی ہنڈرویٹ قیمت پہونچی اور دیسی لوگون کی قہوہ بجاے فی من ایک روپیہ کے چہہ اور آٹہہ روپیہ فی من قیمت ہوگئی (ایک من ۲۸ پونڈ یعنے چودہ سیر کا) پہلا باغ بودن بابا کے پہاڑی پر لگایا گیا بعدہ منظور آباد مین-

اس امر کی بہی کوشش کیگئی کہ میدانون مین پودہے لگاے جاوین مگر کامیابی نہوئی-

سنہ ۱۸۶۲ مین اراضی قابل کاشت قہوہ کی بڑے قدر ہوئی دو برس کے پرانے پودہے ۱۲-اور ۱۴ پونڈ فی ایکر بکنے لگے - اسیطرح جس قدر پورانے ہتی ویسی ہی قیمت مین ترقی ہتی اور قہوہ ۷۵ شلنگ سے ۹۵ شلنگ فی ہنڈرویٹ قیمت ہتی- اوسی زمانہ سے کاشتکارون کو شک پیدا ہوا اور بعض اضلاع مین نتیجہ نہایت تباہ کن ہوا-

کرگ مین قہوہ کے دشمنون نے دکیٹرے گہونس جو ہے - سرمایہ کی کمی مالک کی عدم توجہی) زور شور سے حملہ کیا اور اگرچہ مزدوری ارزان خوراک ارزان سڑک پختہ موجود لیکن سنہ ۱۸۶۶ مین باغیچہ ناقابل فروخت تہا ٹڑاونکورمین سنہ ۱۸۶۵ مین ۱۷۸۵ -ایکر اراضی ۲۱۴۷۶۱ روپیہ کو فروخت ہوئی تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک ایکر جنگل واقع نیلگری معہ کل اخراجات دوسو روپیہ مین تیار ہوچکا ایک عمدہ مکانات سکونت چہار ہزار مین تیار ہوگا اور گری نکالنے کل رکہنے اور گودام بنانے مین چار ہزار اور خرچ ہونگے -غرضکہ سو ایکر زمین کی تیاری مین تیس ہزار کا خرچ

تخمینہ کیا گیا ہے۔

زمین

جنوبی ہندوستان (برٹش انڈیا) کی زمین باغ بنانیکے لیے عمدہ کہی جاتی ہے موقع مرتفع اور سیلاب اور ہوائی طوفان سے محفوظ ہے جیسے دامن پہاڑ مین اسکے کہیت ہون اور انپر سایہ ہو وہ ہر موسم مین فایدہ مند ثابت ہوے اور جہان ہمیشہ دہوپ رہتی ہو اوسکے پہلیان قبل از وقت پک جاتی ہین کورگ مین قہوہ اچھی ہوتی ہے سو ستور ہے کہ جہان خفیف حرارت اور نمی ہوتی ہے وہان قہوہ کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ کورگ مین چھہ مہینے خوب بارش ہوتی ہے اور بقیہ ایام مین خوب تیز دہوپ۔ پہاڑی ملکون مین مٹی کو بہنے سے روک رکھنے میں لگی ہی آب و ہوا قہوہ کیلیئے موزون ہی۔

تخم ریزی

جو تخم کہ تخم ریزی کے لیئے علیحدہ رکھے جایئن مناسب ہے کہ اونکو جلد تر کام مین لانا چاہیئے کیونکہ بہت جلد اونین سے اُگنے کی قوت زایل ہو جاتی ہے کم عمر و نٹھی کے تخم مین وہ اوصاف نہین ہوتے جو چار پانچ سالہ ونٹھے کے تخم مین ہوتے ہی صاف عمدہ اور بعض جراحت سے پاک پہلیون کو نرسری مین بونا چاہیئے خود وہ عمدہ کہاد والی زمین ہو یا کوی سایہ دار ظرف ہو فاصلہ ایک معقول درجہ تک ہو کیونکہ تا وقتیکہ وہ کچھ بڑہی نہین وہین رہینگی۔ سات مہینے کے بعد نرسری (پنیری) سے پودہے نکالے جا سکتے ہین

ایک بوشل مین دس ہزار پودے ایک ایکڑ زمین مین ہونگے۔ قہوہ کے پودے قطار در قطار چھ چھ خواہ آٹھ آٹھ فٹ کے فاصلہ پر (۲۰) انچ عمیق اور ۸-۱۰ انچ دور کے سوراخون مین لگانا چاہیئے۔ پتیون کو اسطرح کاٹنا چاہیئے کہ ہر شاخ پر دھوپ پہونچے تیسرے چوتھے سال مین عموماً درخت تیار ہو جاتے ہین۔ قہوہ کے درخت اگر بڑھنے پائین تو ۱۵ فٹ تک بلند ہوتے ہین مگر پھل توڑنے کیلئے اسکو بڑھنے نہین دیتے اور صرف اس آسانی کیلئے اوسکو تین ساڑھے تین فٹ تک جانے دیتے ہین اس سے پیداوار مین کمی ہوتی ہے کم سے کم ۲۵ فیصدی کا نقصان ہے۔ اگر کوئی شاخ نکلی تو توڑ ڈالنا چاہیئے کبھی زاید شاخون کا کاٹنا نہین چاہیئے۔ درختون کو حرارت آفتاب سے محفوظ کہین ایسا ہو کہ جل جائین اور اسلیئے سایہ کے قرب مین باغیچہ بہتر ہے اور اسطرح کہاد بنانے سے مٹی کو محفوظ رکھنا چاہیئے جس عمر تک قہوہ کی درخت پہونچتے ہین اسکی ابتک کامل طور پر تحقیق نہین ہوئی۔ لنکا - وینیاد - مسور وغیرہ مین دیسی کاشت کار قہوہ ایسے درختون کو بکثرت پاتے ہین جنکی صحیح تعداد عمر معلوم نہین اور جو کئی پشتون سے برابر چلے آتے ہین۔

پھل

پھول پھلنے سے پھل لگنے تک آٹھ نو مہینے کا فرق ہوتا ہے سبز پتیون پر سفید پھول نزدیک اور دور سے نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہی پھولون کی عمر صرف یکروزہ ہے۔ آدھی انچ کا پھل ٹہنی کے جڑ مین لگتا ہے جب

پورا بڑھ جاتا ہے تب ہی سبز ہی رہتا ہے اور پکنے کے ایک ماہ پہلے زرد ہو جاتا ہے اور مختلف قسم کے سایہ پہونچانے سے مثل یاقوت کے آخر مین سرخ ہو جاتا ہے۔ آخری وقت مین تراوت زیادہ چاہیئے۔ جب مثل خون کے سرخ ہو جائے تب بالکل پختہ سمجھنا چاہیئے۔ پکنے کے بعد فوراً توڑ لینا چاہیئے۔

سیلون کی قہوہ

بازارون مین سیلون کی قہوہ کو دہولی ہوئی قہوہ کہتے ہین موخہ کی قہوہ کو چھلکے دار کہتے ہین اور یہہ عمدہ و افضل ہوتی ہے۔

موخہ کی قہوہ

اسکی کاشت بہت مختصر سطح کہیتون مین ہوتی ہے اور جب تک پہل خود پک کر گر نہ جائین یا گرا نہ جائین درخت ہی مین لگے رہتے ہین۔ آب و ہوائے ملک عرب کے اقتضا سے اندر کا شیرہ سخت ہو جاتا ہے اور ہاتھہ سے اوسکے کل اجزا علیحدہ کرتے ہین۔

لنکا کی قہوہ

جب پہلیان باغیچہ سے ذخیرہ مین لائی جاتی ہین تو گودہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ تانبے کے ایک بیلن سے جسکو پلپیر کہتے ہین پہلیان دبائی جاتی ہین کہ اوپر کا چھلکا علیحدہ گرتا ہے اور اندر کی گری دبکر نکلتی رہتی ہے۔ گودہ کے ساتھہ بیج بہی نکل جاتا ہے جسکو ایک حوض مین لیجا کر پہر دہوتے ہین اور اسطرح سے بیج جو عمدہ ہوتے ہین وہ پانی کے اندر بیٹھہ جاتے ہین اور خراب اترا آتی ہین

اسکے بعد وہ بیج تین روز تک دہوپ مین سکھلائے جاتے ہین سیلون سرد مقامون مین قہوہ کی درستگی کا کام اچھی طرح نہین ہوتا اسلئے کولمبو مین پہونچا کر اور خاص کلون کے ذریعہ سے غیر ضروری اجزا علیحدہ کئے جاتے ہین اور اوسکے بعد وہ جہازون پر روانہ کئے جاتے ہین ۔

تجارت کی نظر سے قہوہ کی عزت بلحاظ اوسکے جسامت شکل رنگ اور خوشبو کی ہوتی ہے ۔ علاوہ چکھنے کے جو ضروری ہے بشرطیکہ ممکن ہو ایک اور عمدہ ذریعہ اوسکے شناخت کا یہ ہے کہ تازہ پسی ہوئی قہوہ مین خوشبو خوب آتی ہے ۔ عمدہ قسم کے قہوہ پیسنے کے بعد مجموعی اکثر مین سیاہ معلوم ہوتی ہے ۔ بعض قسم کے پہلیان جب بھونی جاتی ہین تو بجنسہ اونکا موٹا اور سخت پوست قایم رہتا ہے ۔ خاصکر مسور کے قہوہ مین ۔ برخلاف اسکے موخہ کی قہوہ جب بھونی جاتی ہے کہر کہری اور مختلف الالوان ہوجاتی ہے ۔

ابی سینیا کی قہوہ بہی افضل ہوتی ہے مگر مین کے قہوہ سے اوسکا نمبر ادنی ہے اوسکے بعد ہندوستانی قہوہ کا نمبر ہے عرب مین قہوہ کو ایک کڑاہی مین بھونتے ہین جبتک کہ کرکری اور سرخ ہوجائے اور دہوان پیدا ہو ۔ بعدہ نہایت ہوشیاری سے قبل اسکے کہ اوسمین سیاہی آجائے یا جلجائے آگ پر سے اُتار لیتے ہین اور کانچ کے برتن مین سرد کرلیتے ہین ۔ بعدہ گرم پانی مین ڈالکر ابالنے کی حالت مین بتواتر ایک لکڑی

حرکت دیتے رہتے ہین) ہاون دستہ سے چور چور کرتے ہین اباستہ وقت زعفران اور دوسرے خوشبودار چیز ڈالتے ہین بعدہ چھان لیتے ہین۔

کھاد

جن باغیچون مین خوب کھاد دیگئی اوسکی سرسبزی کی دھوم ہی خوب رہی۔مویشی سے اچھی اور مفید کام کھاد کا لیا جاتا ہے۔درختون کی پتیان جو زمین پر گرین ہون اور مقامی گھاس سے عمدہ کھاد ہوتی ہے گائے کا گوبر کھاد کیلیے سب سے زیادہ مفید ہے۔گو وہ ہی اوسمین داخل کر دینا چاہیئے لیکن بوسیدہ لکڑی پتی وغیرہ سے علیحدہ رکھنا چاہیئے کیونکہ قہوہ کے دشمن بوسیدہ کھاد مین پیدا ہوتے ہین۔تمام باغیچہ مین ایک مرتبہ کھاد پہونچانیکی کم ضرورت ہوتی ہے۔بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر دوسرے تیسرے سال کھاد پہونچانا چاہیئے ایک مرتبہ سیلون کے ایک باغیچہ مین بے انتہا خرچ سے تمام وکمال خوب کھاد دیگئی اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فی ایکڑ ۲۰ ہنڈرویٹ قہوا پیدا ہوئی

کھاد کے لیئے ہڈیون کا چورا گائے کا گوبر لکڑی کی راکھہ نہایت مفید ہین اور آسانی سے ملتی ہین۔

اگر اور چیزین نملین تو چونا وغیرہ بجاے اونکے مستعمل ہو۔ایک ڈاکٹر نے بعد آزمایش کے لنکا کے قہوہ کی نسبت لکہا ہے کہ قہوہ کی ایک ہزار پونڈ کے پہلو تین

مفصلۂ ذیل اجزاے کیمیاوی ترکیب پاتے ہین - پوٹاش ۷۳ پونڈ چونا ۱ ۳/۴ پونڈ میگنیشیاہ ۱/۴ پونڈ - لوہا ۱/۴ پونڈ سلفورک ایسڈ (نمک گندہک) ۲ ۱/۲ پونڈ کلورائن ۳/۴ پونڈ کاربونک ایسڈ ۱۱ ۳/۴ فاسفورک ایسڈ پونڈ سلفٹ آف لائم اور کاربونیٹ آف میگنیشیا اور فاسفورک ایسڈ کہاد کیلئے نہایت ضروری اجزا تبلائے گئے -

نفع ونقصان

جنوبی ہندوستان اور لنکا مین یورپین کو قہوہ کی کاشت خاصکر اراضی کے خرید و فروخت مین بہت اچھا نفع حاصل ہوا - لیکن نقصان بہی ایسا عام اور زبردست ہوا کہ گورنمنٹ کے ملازم اور اراضی خرید و فروخت کرنیوالون کی کل جمع پونجی بالکل صاف ہوگئی چنانچہ سنہ ۸۰-۸۱-۸۲ مین عام نقصان ہوا - قہوہ کی پیداوار مین موسم کے لحاظ سے بہت تبدیلی ہوئی ہی اسکے سوا درختون کے مختلف الاقسام دشمنون کے زبردست حملہ سے عام تباہی ہوگئی -

لنکا مین پہلا باغیچہ سنہ ۱۸۲۵ مین باقاعدہ مرتب ہوا سنہ ۱۸۶۹ تک تباہ کن کیڑون کی کثرت نہ تہی لیکن رفتہ رفتہ ترقی ہوتے ہوتے سنہ ۱۸۷۹ مین وہ زور رہا کہ عام کاشتکاران قہوہ مین عظیم تہلکہ پڑ گیا یہ وہ زمانہ تہا جبکہ یورپ مین ایسا ہی بیتون آلو و انگور مین عارضہ پیدا ہو جانے سے ہوا تہا ان کیڑون کی عجیب و غریب حالت ہے جس درخت مین لگ جاتی ہین پہر اوسکی ترقی بلکہ اوسکا وجود معدوم ہو جاتا ہے انکا عدم اور وجود بہی تعجب انگیز ہے کبہی تو نہایت عجلت سے تمام باغیچہ مین پہیلا ہوا دکہلائی

دیتا ہے اور کبھی ہزاروں درختوں مین سے صرف ایک ہی پر ہے کسی باغیچہ مین بلکہ ایک ہی باغیچہ کے کسی ایک مقام پر سال سال بھر غایت اور دوسرے مقام مین بارہون مہینہ موجود تحقیقات سے معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی باغیچہ ایسا نہین ہے جہان ان سفر کیڑون کا وجود کم و بیش نہو - یہہ کیڑے چہوٹے مختلف الاجسام اور مختلف الالوان ہوتے ہین - سفید - بہورے - سیاہ وغیرہ وغیرہ -

ان کے علاوہ قہوہ کا ایک اور سخت دشمن گہونس ہے یہہ جانور پہلیان نہین کہاتے مگر چہال ایک انچہ تک نہایت صفائی اور ہمواری سے کہا جاتے ہین اگر درخت کم عمر ہوتے ہین کہ نرسری سے نکال کر لگائے گئے ہون تو وہ نیچے ہی نیچے درختون کو کہود کر مسلم اپنے سوراخ مین لیجاتے ہین باغیچون مین ان گہونسون کا آنا ہمیشہ نہین ہوتا بلکہ گاہ گاہ - لیکن لنکا مین کوئی باغ ایسا نہین ہے جہان انکا قدم نہ آتا ہو - وہان کے باشندون کا بیان ہے کہ گہونس کی خاص غذا ایک پودا نیلو نامی ہے جب اوسمین کمی پڑتی ہے یا نہین ملتا ہے قہوہ کی جانب توجہ کیجاتی ہے -

دوسرے نقصان رسان جانور ایسے سخت اور مہلک نہین ہین گلہری پہلیون کو کہاتی ہے مگر قہوہ چہوڑ کر گو وہ ہضم کرجاتی ہے اسیطرح شغال اور بندر گاہ گاہ تصرف کرتے ہین ہرن ہی کبھی جنگل سے آنکر پودہون کی پہنگیون کو کہا جاتی ہے -

ان نقصانات کا علاج مختلف طور سے کیا گیا اور اتنک بہت کم فایدہ ہوا منجملہ بہت سے علاجوں کے ایک یہہ تہا کہ سرخ چیونٹی دہیک بہت سی لا چہوڑی گئیں مگر بجاے علاج کے یہہ نقصان ہوا کہ کہیتوں کو اندر تک بیج مٹی ہو جانے سے انکار کیا کیونکہ یہہ دیمکیں بہت دور کاٹتی ہیں بعدہ یہہ تجویز ہوئی کہ ان کیڑوں کو جو پودوں کے تنوں اور شاخوں میں لپٹے رہتے ہیں ہاتوں سے مل ڈالا کریں گو اس سے بہت سے جانور فوراً مر جاتی ہیں مگر لاکہوں کا ملنا آسان نہ تہا اسلئے کامیابی کم ہوئی پہر درختوں کے جڑوں میں روغن تار لگایا گیا مگر اوس سے بہی خاطر خواہ فایدہ نہوا بعدہ یہہ خیال ہوا کہ اعلی درجہ کا شت میں شاید یہہ مہلک جانور نہ پہونچیں مگر معلوم ہوا کہ جب تک کوئی ایسی تبدیلی نہو جسکا طبعی اثر کہیتوں پر پڑے کوئی فایدہ مترتب نہوگا ۔ پس کہتے ہیں کے گرم اور ہوادار کہیتوں کی تجویز ہوئی جنمیں ہوا کا ایسا جو سخت مہلک ہے مشکل سے زندہ رہ سکیگا ۔ یا اگر باغیچوں کی وسعت میں کمی کیجاے اور بجاے اسکے تقسیم کے اعلی درجہ کے فن کاشتکاری سے کام لیا جاے تو یقین ہے کہ یہہ حشرات دشمنوں کی باقی نہ رہیگی ۔

احاطہ مدراس میں قہوہ کے درختوں میں گھن لگجاتا ہے پہلے یہہ جانور شاخوں میں چند سوراخ کرتے ہیں جس سے انکا وجود معلوم ہوجاتا ہے اگرچہ بہی روز کے بعد لاکہوں کرم وہاں ہوا نظر آتے ہیں اور سفوف مثل برادہ کے گرتا رہتا ہے ۔ درختوں کی پتیاں رفتہ رفتہ زرد اور لال ہوجاتی ہیں یہانتک کہ وہ مرجہا کر گر پڑتی ہیں اور درخت خشک ہو جاتا ہے ۔ اگر یہہ نقصان سیکڑوں درختوں تک محدود رہتا تو بیچارے کاشتکار کسی نہ کسی طرح اس چہوٹے مگر خوفناک دشمن کا مقابلہ کرسکتے تہے اور نقصان برداشت کر لیتے ۔ مگر صدہا ایسی

مثالین موجود ہین جس سے پایا جاتا ہی کہ ہزار ہا باغیچے اسطرح تباہ ہوگئے۔
عرصہ دراز تک تو کہین کا علاج نہو سکا مگر آخر کار معلوم ہوا کہ ان کے بیضے جس سے بچے نکلتے ہین اور نسل کی افزایش ہوتی ہی دہوپ مین سینکے جاتے ہین۔ روشنی اور دہوپ لازمی ہی پس قہوہ کی درختون کو دوسرے بڑے درختون کا سایہ پہونچایا گیا جس سے بہت مفید اثر پہونچا۔

پتیون مین عارضہ

لنکا مین پہلے پہل ۱۸۶۹ء مین اور جنوبی ہندوستان مین ۱۸۷۶ء مین پتیون کا عارضہ دیکہا گیا اس بیماری مین پہلے زرد داغ پتون پر پیدا ہوکر رفتہ رفتہ سیاہ ہوجاتا ہی۔ اسی زرد داغ پر نارنگی رنگ کی خاک پڑی رہتی ہی جو آسانی سے دہول ڈالی جاسکتی ہی۔ یہہ داغ رفتہ رفتہ بڑہکر تمام پتون مین ہوجاتا ہی یہانتک کہ پتیان زمین پر گر پڑتی ہین اور درخت بالکل برہنہ ہوجاتا ہی۔
موسم بہار مین پہر پتیان پہوٹتی ہین اور دشمنون سی پہر نجات نہین پاتی۔ یہانتک کہ فصلین پامال ہوجاتی ہین۔ پس لنکا مین ۲۰ لاکہہ ہنڈرڈویٹ قیمتی دس لاکہہ ۲۰ ہزار پونڈ کا سالانہ نقصان ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ یہی عارضہ جو درختون مین ہوتا ہی بہیڑون کے گوشت اور ریشے مین چہیچک سی پیدا ہوجاتا ہی جو اسی قسم کے بیماریون کے اسباب انسان اور دیگر ادنی حیوان مین ہوتے ہین۔ ابہی تک ان ذرہ نما پودہون کو دور کرنیکی کوئی ترکیب نہین نکلی جسکے تخم ناقابل فہم قلیل المقدار کے ہوا ان مین نہایت کثرت سے اڑتے ہین اور درختون کے پتیون پر پہونچکر انکی غذا ہوجاتے اور بیماری پیدا کرتے ہین۔ گندہک کی استعمال سے کسیقدر فایدہ ہوتا ہی جو سیلون مین در استعمال کیا جاسکتا ہی۔
ہندوستان مین پہلے پتیون کے عارضے سے کچہہ زیادہ اضطراب نہین ہوا لیکن جب اسکی

ترقی برابر ہوتی رہی تو عظیم تہلکہ کاشتکارون مین پڑ گیا تقریباً سب کے سب متفق ہین
کہ کہاد سے زیادہ مفید علاج یہ ہی کہ لیبرین پودے شروع شروع مین لگائے
گئے تو امید کی گئی تہی کہ دشمن کو کچھ خطرہ نہوگا مگر تجربہ سے یہ امید غلط ثابت ہوئی
کہ بارش کی کثرت سے پہیلتا ہے اور بلا وجہ غائب ہو جاتا ہی اور اثر نہایت مضر چہوڑ جاتا
ہی محض پتون پر حملہ ہوتا ہی اور دیکہتے ہی دیکہتے شاخین برہنہ پائی جاتی ہین اس
عارضہ سے درخت کی صحت و قوت پر حملہ نہین ہوتا مگر جب پتیان جو پہلیون پر سایہ
کئے رہتی ہین گر جاتی ہین پودہ آفتاب کی تپش سے رفتہ رفتہ مرجہا جاتی ہین اور فصل
خراب ہو جاتی ہی سنہ ۷۲ تک اس بیماری سے لیبرین پودون کو کم نقصان ہوا تہا وینا[د]
مین کوئی باغیچہ نہین بچا مگر ٹراونکور کی ۲۰ باغیچون مین سے صرف ایک مین نہایت ہی کم اثر اس
عارضہ کا ہوا۔ ایک شخص لکہتا ہی کہ پوٹاش گندہے شیا اور امونیا کے استعمال سے پتیون کے
اس عارضہ مین تخفیف ہو جاتی ہی اور تجربہ کیا گیا ہی چونہ کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہی
بہت سی ماہرین علم نباتات نے مختلف دوائیں تجویز کیا ہی۔ مسٹر مد کا بیان ہی کہ سنہ ۷۸ مین لنکا مین
پتیون کے عارضہ سے ۲۰ لاکہ پونڈ نقصان ہوا مگر جسقدر بیچارے دیسی اس دشمن کے پامال خراب خستہ
ہوگئے مین وہ آفت کسی پر نہین آئی جہان تقریباً بالکل کاشتکاری ترک کر دی گئی سنہ ۱۸۸۰ کے پہلے
دیسی کاشتکارون کا دو گروہ تہا ایک خواہشمند تہا کہ قہوہ کی عمدہ تدبیر صرف اعلیٰ درجہ کی کہاد ہی
دوسرا اس رائے کا مخالف لیکن متواتر تباہیون کے سبب بہت جلد زراعت کی نقص مع کرنے پر مستعد ہو
انکا مین پہلا عارضہ ہنسو نکا سنہ ۱۸۶۹ مین معلوم ہوا اسٹیم مین عام طور سے پہیل گیا سنہ ۱۸۷۸ مین لاکہ
ہنڈر ویٹ قہوہ انگلستان روانہ ہوئی مگر سنہ مین ۹ لاکہ گئی تہی اوسکے بعد سے فی ایکڑ ۲ ہنڈر ویٹ

پر کبھی نہین ملی - بلکہ چوتھے برس فی ایکڑ ۳ ہنڈرڈ ویٹ ہوگیا -

پتیون مین بوسیدگی

کولا روگا ایک قدیم دشمن اوراق شجر ہی جو میسور کے قہوہ کی پتیون مین پایا جاتا ہی ایام برسات مین اسکی زیادتی ہوجاتی ہی اور جس پتی پر اسکا اثر ہوتا ہی وہ سیاہ ہوجاتی ہی اور گر پڑتی ہی پھر اسکے بعد کل پھلیان بھی زمین پر آرہتی ہین لیکن جو باقی رہ بھی جاتی ہین تو وہ پختہ ہونیکے قبل ہی پک جاتے ہین - آزمایش کرنے پر معلوم ہوا کہ پتیون کے نیچے کی سطح سفید ہو رہی سے ہوجاتی ہی مگر تصفیہ طلب ہی کہ یہ سیاہی جو پتیون مین دوڑ جاتی ہی وہ اوسکا نتیجہ ہی یا سبب اسمین شک نہین کہ اسی بوسیدگی کی وجہ ناکافی آبرسانی اور شاخون کا چہار طرف سے گھیرا ہو

اسٹمپ

ایک اور نقصان رسان شی قہوہ کے باغیچون مین ہوتی ہی جسکو اسٹمپ لیعنی ... کہتے ہین جب جنگل صاف کیا جاتا ہی تو ایک خاص قسم جنگلی درختون مین پیدا ہوتی ہی کہ اوسکا اثر چند روز کے بعد قہوہ کے درختونکو نقصان پہونچاتا ہی اور یہ درخت ... معلوم اثر سے مرجھانا شروع ہوتا ہی یہ بیماری زیادہ تر کورگ مین ہوتی ہی -

ایک اخبار نے قہوہ کی پتیون کے دشمنونکے لیے ایک ترکیب بتلائی ہی اور آزمایش کرنے پر پوری اتری ایک چیونٹی بہت سے کیڑے لیکر قوت دار خوردبین شیشہ پر رکھا اور ایک قطرہ سوڈہ و اثر کا چھوڑ دیا فوراً ان کیڑون نے علیحدگی اختیار کی اور مرگئے ایسا کوئی عرق درختان قہوہ کیلئے مفید ہوگا

ابتک گندھک کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے -

اس سارے بیان کا خلاصہ یہہ ہی کہ ہمارے ملک کے لوگ دیکہین کہ شائستہ قومون نے
اپنے فراست اور دانائی سے کہان تک ان تمام سودمند کاشت اور تجارت مین
ترقی کی ہی اور یوماً فیوماً ترقی کرتی جاتی ہین برخلاف اسکے ایک ہماری قوم کی حالت
ہے کہ اسطرح کے مفید اور نفع بخش کامونکی طرف مطلقاً توجہہ نہین کرتے اگر کوئی شخص
دل سوزی سے قوم کی طرف متوجہہ ہوا ورانکے فائدہ کی کہے تو اس سے بہی جی چراتے ہین گویا یہہ ہین
کہ جن کامونمین نفع عظیم ہی اس مین جان و مال کا نقصان ہی ہوتا ہی مگر ہمت اور عزم حزم
اور سعی و غور و فکر سے تمامی قسم کے نقصانات کی تلافی ہوتی ہی ہمارے ملک مین دامن کوہ
چندرگتی درّہ پرگنہ امرآباد و زینپر ناکہال اور ایٹور ناگارم وغیرہ غالباً کافی کے کاشت
کے واسطے مفید ہون اس نواح مین کہین کہین ساٹ سترانچ تک بارش ہوتی
ہی اور یہہ مقامات سطح سمندر سے بہت اونچے ہین اور یہان بڑے بڑے اشجار بہی موجود
ہین اور جابجا پہاڑونکا سلسلہ چلاگیا ہی کچہہ عجب نہین کہ ایسے مقامات مین کامیابی ہو
بشرطیکہ عمدہ طریقہ سے امتحان کیا جائے ہمارے ملک مین اسوقت مولوی عبدالحی صاحب
مددگار مہتمم بندوبست ضلع کہمم کافی کے باغات اور اسکے کاشت کے حالات سے خوب واقف
ہین اور وہ اسوقت انہی مقامات مین دورہ کررہے ہین جہان کافی کی کاشت ہونا
عین الیقین سے مشاہدہ کیا جاتا ہی اس کا کیا وجہ ہی کہ ہمارے لائق مددگار اسطرف توجہہ
نہین فرماتے اور ایسے مفید عام کامون سے عام کو اطلاع نہین دیتے۔

کچہہ سال گذرے کہ ولی احمد صاحب تعلقدار سابق ضلع ایلگندل نے تعلقہ سرسلہ مین ایک
کافی کا باغ امتحاناً لگایا تہا من بعد علی بن عبداللہ سابق مہتمم افزائش نسل چوپایان کے نگرانی مین

وہ باغ دیا گیا تھا مجھکو یاد ہے کہ اس باغ کی کاشت مین کامیابی ہوی اور ایکبار
ساٹ پلے کافی وہان سے تیار ہوکے بلدہ کو آی اور فروخت ہوی کہتے ہین کہ کافی عمدہ
تھی علیٰ ہذا علی بن عبد اللہ نے باغ عامہ مین آم کے بڑے بڑے درختون کے سایہ مین
بہت سے کافی کے درخت کے پو بوئے تھے چنانچہ وہ تمام درخت اسوقت مین کمال
شادابی کے حالت مین موجود ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سرزمین پر کافی
کی کاشت عمدہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ مختلف قسم کے بیماریون سے اسکو بچایا جائے
اور مختلف مقامون مین اسکا امتحان ہو۔
مین نے خود ارادہ کیا ہے کہ بہت قریب اپنے جاگیر کے کسی عمدہ موقع کو تلاش
کرکے وہان کافی کے کاشت کا امتحان کرون۔
اور مین وعدہ کرتا ہون جو شخص ہمارے ملک مین کافی کا باغ لگائے اور
کامیاب ہو بشرطیکہ ایسا باغ ایک ایکر اراضی سے کم ہنو تو مین خود اپنی جیب
خاص سے ایسے شخص کو پانچ سو روپیہ انعام دونگا فقط

مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈہ

علی گڈہ کالج کے آیندہ بہبود اور انتظام کے بارہ مین آجکل بہت کچھہ شور غل مچا ہوا ہی - یہ ایک ایسا اہم معاملہ ہی کہ صرف ممبران مدرسہ ہی کا حق نہین ہی کہ وہ اسمین اپنی راے کا اظہار کرین بلکہ تمام قوم اور علی الخصوص اہالی حیدرآباد جنکی اعانت بمقابلہ کسی شخصی یا ریاستی امداد کے بدرجہا زیادہ کالج موصوف کو مل رہی ہی اپنی خالص راے اور اظہار ما فی الضمیر کا حق رکھتے ہین - بیشک یہ وقت ہی کہ کالج علی گڈہ کا آیندہ انتظام آج ہی سوچ لیا جاے مبادا اسھل انکاری مین دیکھتے ہی دیکھتے حالت مرض کی اسقدر ردی ہو جاے کہ آخر کار آخر العلاج بھی کوئی فائدہ نہ پھونچاے -
اگر کالج کے اعضاے رئیسہ کی درستی آج ہی کر لی جاے تو آیندہ نہ کوئی اختلال واقع ہوا اور نہ ضعف - کوئی شخص اس سے انکار نہین کر سکتا کہ آنریبل سید احمد خان بہادر آفتاب لب بام ہین اگرچہ اونکے تمام دوستون اور قوم کے بہی خواہون کی زبان پر ہر وقت یہی دعا ہی کہ خدا اون کی عمر مین زیادہ برکت دے اور جسقدر مدت ما فوق العادت تک طبیعت زور لگا سکتی ہی اونکو سلامت رکھے - سید صاحب موصوف نے بانتیجہ کام قوم کے لئے کیا وہ ایسا اظہر من الشمس ہی کہ اسکے اعادہ کی حاجت نہین - ممکن نہین ہی کہ اگر انتظام مدرسہ انکی زندگی مین خاطر خواہ نہوا تو انکو قبر مین چین پڑے - جس شخص نے اپنی تمام زندگی کا حاصل

قومی بہبودی قرار دے لیا ہو اور اپنا کل وقت صرف ایک ہی خیال
مین صرف کرکے بہت دور تک اوسکو کامیابی کی صورت مین دکھا دیا ہو
تو کیونکر ممکن ہو کہ اوسکے آیندہ خلل انداز شگافون کو دیکھکر زندہ درگور
نہو جاے اگر فی الواقع قومی ترقی کا زینہ تعلیم ہو تو تمام بہی خواہان
قوم کو لازم ہو کہ اس معاملہ مین بنظر غایر غور کرین -

سید احمد خان بہادر تمام ہندوستان کے مسلمانون مین فرد ہین
اور دنیا کے لایق ترین اشخاص مین شمار ہوتے ہین اونکا تجربہ تعلیم اور
انتظام تعلیم کے متعلق مستند اور مجرب اور قابل تقلید ہو - انہون نے اپنی
بیش بہا زندگی کا معتد بہ حصہ صرف کرنے کے بعد ایک مدرسہ قایم
کیا جسمین ہزارون مزاحمتون کے بعد اونکو اسقدر کامیابی ہوے کہ تمام
ہندوستان کے کالجون مین من حیث المجموع اوسکو افضلیت ہو -

نہایت درجہ کی جانکاہی اور استقلال و تحمل کے بعد قوم
کے روبرو فقیرانہ جھولی ڈالکر دریوزہ گری کرکے لکھو کا روپیہ کا سرمایہ
جمع کرلیا جو حقیقت مین اون لوگون کے نزدیک جو ہندوستان اور
ہندوستانیون کے طبایع خصوصًا مسلمانون کے موجودہ حالت سے واقف
ہین ایک امر غریب بلکہ ممتنع الوقوع معلوم ہوتا ہو - سید صاحب
نے تمام موانع و عوایق کو تمام دقتون اور مشکلون کو جھیلکر آخر کار وہ کامیابی
حاصل کی جو کم کسیکو نصیب ہوتی ہو - صلاح و خیر کی کشاورزی مین

اگر کسی نے زمین بنجر کو کاشت کر لیا تو بڑا کام کیا اور اگر زمین جوت کر تخم ریزی بھی کر پایا تو اوسکا کیا کہنا ہے گویا نور علیٰ نور ہے - مگر سید صاحب نے نہ فقط زمین کو درست اور تیار کیا بلکہ تخم ریزی بھی اپنے ہاتھوں سے کی اور نہ فقط تخم ریزی اپنے ہاتھوں سے کی بلکہ اپنے کاشت کو سرسبز و شاداب ہوتے دیکھ لیا اوسکو بار آور ہوتے دیکھ لیا بلکہ اپنے ہاتھوں سے خرمن کیا اپنے ہاتھوں سے اوسکے دانوں کو جمع کیا اور حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ السلام کی طرح سے آیندہ کی خشک سالیوں کے واسطے غلہ کا انبار لگا دیا - اگر مسلمانوں میں کوئی شخص قومی خدمت کے معاوضہ میں شکریہ کا مستحق ہے تو یہی ایک عزیز الوجود سر سید احمد ہیں -

لیکن کالج جو حقیقت میں سید احمد خان کی ہمیشہ قایم رہنے والی زندگی ہے آیندہ خطرات سے بے کھٹکہ نہیں ہے اس لئے ایک دور اندیش اور پختہ کار ناخدا کی طرح جو حتی المقدور طوفان سے محفوظ رہنے کے لئے وقوع واقعہ سے پہلے ہی انتظام کر لیتا ہے - سید صاحب کو ضرور ہوا کہ وہ ابھی سے اون تدبیروں کو مضبوط کریں جنسے یہ قومی جہاز آیندہ کے خطروں سے بچکر لنگرگاہ مقصود تک پہونچ جاسے اور ہمیشہ کے واسطے مامون اور مصئون ہو جاسے - اور ہم لوگوں کا فرض عین اور عین فرض ہے کہ اپنے اعلیٰ درجہ کی سعی و کوشش کو اون کی کمک اور مدد میں صرف کریں اور اس کام میں غرض اور نفسانیت کے دواعی کو نزدیک نہ پھٹکنے دیں

قوم کے لیے یہ تو خوشی کی بات ہو کہ اتنا بڑا تیار شدہ کالج جو چوبیس برس سے باقاعدہ جاری ہی اوسکے سپرد کیا جاتا ہی مگر یہ بڑے حیف کی بات ہو گی کہ وہ اوس کو اپنے سوء تدبیری سے پست حالی مین پہونچاے۔ اسکے تحفظ کے لیے ضرور ہی کہ ایک مستحکم دیوار حصار اوسکے گرد کھینچ دین تاکہ پست خیالی کے مضر اثرون سے محفوظ رہے۔ ایسے قواعد نہ ہون جو معرفت گنتی کے لیے کثرت اور قلت کے ناموزون فیصلہ پر مبنی ہون کیونکہ ایک لایق اولوالعزم و تجربہ کار شخص کی راے سیکڑون آدمیون کی راے پر فایق ہوتی ہی۔ ہان مین ہان اور نہین مین نہین ملا دینے والے تو دنیا مین بہت ہین مگر بات کی تہہ تک پہونچنے والے معدودے چند ہوتے ہین۔ جہان پبلک معاملات مین ذاتیات پر حملہ کرنا فرض خیال کرلیا گیا ہو اور جس ملک مین محض عام رایون سے قطع نظر کرکے اہل الراے کی شخصی محاسن اور معایب کی تفتیش جزو اعظم قرار دی گئی ہو وہان کی مجارٹی اور منارٹی (کثرت و قلت آرا) کا خدا ہی فیصلہ کرنے والا ہی ہمارا ملک ہنوز ان مغربی شایستگی کی نعمتون سے مالامال نہین ہوا اور جب تک پبلک اور پرایویٹ معاملات مین تمیز نہ ہو گی ہم آزادی راے کی عزت کے مستحق نہین۔ یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ علی گڈہ کالج کے کل انتظام کثرت و قلت راے پر فیصلہ ہوا کیے آیندہ نہ ہونا کیا معنی مگر تہوڑے سے غور اور کالج کی تاریخ ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ ننانو کر

فیصدی معاملات کا تصفیہ محض سید احمد خان صاحب ہی کی رائے پر ہوتا رہا ہی مگر حقیقت یہ ہی کہ ع دولہا کے دم کے ساتھ ساری برات ہی ۔ جب تک سید احمد خان کے دم میں دم ہی اوس وقت تک کوئی مشکل نہین ہی مگر جب طبیعی گردش وہ زمانہ کالج کو دکھائے گی کہ سرسید نہ ہون تو قضیہ بدلجائیگا قضیۂ لا ابا حسن لہا کا معاملہ ہو جائیگا - اسواسطے ضرور ہی کہ ہم ابھی سے اوس وقت کی پیش بندی کر لین اور سید صاحب کے جیتے جی اس کام کو معطل نہ چھوڑین —

میرے نزدیک ایک سیدہی اور صاف رائے یہ ہی کہ جس طرح ہمنے گزشتہ زمانہ مین معاملات کالج کو سید احمد خان کے صوابدید پر چھوڑا تھا اوسیطرح ہمکو ضرور ہی کہ اوسکے آیندہ کے بہبود مین بھی اونہین کے صوابدید پر تکیہ کرین اور اونکے تجویزون کو خود پسندی کی مقراض سے نہ تراشین - یہ امر محتاج شرح و بیان کا نہین ہی کہ قوم نے ابتداے کار سے سید صاحب پر بھروسہ کیا - سید ہی صاحب کی امانت و خلوص نیت پر اعتماد رکھکے والیان ملک نے امداد کے ہاتھ بلند کئے - میرے والد خلد آشیان نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مرحوم جی سی - ایس - آئی - نے جو ایک عالم کی نظرون مین ممتاز تھے محض سر سید احمد خان کی رائے پر بھروسہ کرکے جیب خاص اور اپنی سرکار دولتمدار کی طرف سے کالج کی اعانت فرمائی اسیطرح میرے بھائی ارم نشین نواب سر لائق علیخان بہادر کے سی - آئی - ای

عماد السلطنہ سالار جنگ مرحوم نے بہ نفس نفیس کالج کو ملاحظہ فرما
ہمدردی کے ساتھ بیش رقم امداد سے باعث رونق کالج ہوے۔ علی یار
جاو بہادر۔ اور بہت سے رؤساے ریاست نے کشادہ پیشانی بشیر
سے مدرستہ العلوم کی عزت افزائی کی۔ یہ امراے عظام سواے سید ا
کے کسی اور کے نام تک سے واقف نہ تھے فقط انھین کے اعتماد پر
شاہانہ اعانت کرتے رہے اب کیا وجہ دکھائی جا سکتی ہے کہ وہ ا
اعتماد مین کمی کرین اور سید صاحب کی راے کو ضعیف سمجھین۔
اسوقت کالج کے متعلق دو امر مابہ البحث ہین۔ اول آنریبل
سید احمد کو بحیثیت سکرٹری اختیارات کامل ہونا۔ دوم سب سے
نہایت ضروری امر سرسید کا جانشین مقرر کرنا۔
جب یہ امر مسلم ہے کہ آنریبل سرسید کی ذاتی کوششو ں
العلوم کا وجود قایم ہوا اور انھین کے ذاتی وجاہت اور اخلاقی مرا
آج کالج اپنے قابل فخر حالت تک پہونچا ہے تو پھر مین نہین سمجھ سکتا کہ
وہ ضروری اختیارات کیون نہ دیے جائین جو نظم ونسق اور حسن
مدرسے کے لئے وہ مناسب سمجھتے ہون۔ آنریبل سرسید احمد خان
کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا اگرچہ قوم کے اور چند بزرگون نے ا
مقاموپر کوششین کین چندہ جمع کیا لیکن حقیقت مین مختلف خیا
لوگون کو اپنا ہمداستان بنا لینا خود سید صاحب کے انتہا درجہ ک

کا بین ثبوت ہو۔ قوم کو ان مختلف سرگرم ممبرون کا بھی سید صاحب کے ساتھہ شکرگزار ہونا چاہیے اور میری دانست مین وہ ممبر بھی بجاے خود مشکور ہونگے کہ اونکی خدمتون سے قوم نے چشم پوشی نہین کی اور اونکی سعی وکوشش ناشکور نہین ہوئی۔ سید صاحب کے خدمات کا اعادہ مشکل ہو کیونکہ اونکی عمر کا کوئی حصہ نہین ہو جو اسی سعی وکوشش مین نہ صرف ہوا ہو۔ اپنی زندگی اپنا مال اپنی جان اپنا وقت عزیز سب کا سب اونھون نے قوم کی راہ مین صرف کیا۔ علم کا چرچہ پھیلایا۔ مسلمانون کے حقوق کیواسطے سرکار سے وکالت کرتے رہے۔ انجمنین قایم کین۔ سوسئیٹیان بنائین مفید اخبار جاری کئے۔ مفید کتابین تصنیف کین اور کراتے رہے۔ آخر جب مسلمانون کی تعلیم اور اسلامی مدرسہ کے قیام کا خیال اونکے ذہن مین راسخ اور مضبوط ہوگیا اوسوقت اونھون نے پہلا کام اپنے ارادہ اور بصرف زر سے یورپ کا سفر کیا۔ اپنے وطن کی بہتری کے واسطے غربت اختیار کی۔ انگلنڈ مین رہکر اودہر سر ولیم میور اور عیسائی پادریون کے حملون کا دندان شکن جواب دیتے رہے اودہر آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیون اور اوسکے جملہ امور متعلقہ تعلیم کے چربے اتارنے مین مشغول رہے اور وہان تعلیمی قواعد کو ہندوستان کے مسلمانون کے ضرورتون سے مقابلہ کرتے رہے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد سید صاحب مدتون مسلمانون کی ترقی تعلیم انگریزی اور دوسرے امور متعلقہ پر انعامی مضامین لکھواتے رہے۔ جب وہ اپنے ابتدائی مقاصد مین کامیاب

ہو گئے تو ایک طرف مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور دوسرے طرف تہذیب
الاخلاق شایع کیا گو میری ذاتی راے تہذیب الاخلاق کے بعض مضامین کی نسبتہ کچھ ہی ہو
لیکن اس مین کوئی مرد انصاف ہین شک نہین کرسکتا کہ تہذیب الاخلاق
نے قوم کو بڑا فائدہ پہونچایا - مین بیقین کہہ سکتا ہون کہ جب وہ زمانہ آویگا
کہ کوئی بڑا نقاد معنی وسخن ہندی زبان کی تاریخ لکھیگا تو وہ سید احمد خان
اور تہذیب الاخلاق کو اپنے زبان کی لٹریچر کے طبقہ ریفارمر مین سب
سے زیادہ عزت کی جگہہ دیگا - غرض یہ کہ قوم کے فائدہ اور کالج کے قیام
کے لئے جو ذرایع انھون نے اختیار کئے وہ انہین کے لئے مخصوص ہین کیونکہ
عام طور سے روپیہ وصول کرنا جبکہ نہ سرکاری زور ہو نہ دینے والے کو
ذاتی منفعت یا معاوضہ کی امید ہو کچھہ آسان بات نہین ہر بلکہ یہی ایک
اونکی جانفشانی - وجاہت ذاتی - ہر دلعزیزی کی کافی دلیل ہر - یہ ظاہر
ہر کہ سر سید قدیمی باشندے دہلی کے ہین اونھون نے صرف مدرسہ کے لئے
اپنا عزیز وطن چھوڑا اور استقلال کے ساتھہ مدرسہ سے متصل بود و باش اختیار
کرکے اپنی تمام بقیہ زندگی اوسکے تعمیر - انتظام - نگرانی - خط کتابت تحصیل وصول
مین وقف کردی - میرے نزدیک یہ واقعات اس امر کے کافی شہادت
دیتے ہین کہ مدرسہ کا وجود - اوسکا نظم ونسق اوسکی موجودہ حالت بالکل
سید صاحب کی ذات سے وابستہ ہر - جو استحقاق کالج کے جملہ امور کے متعلق
اونکو حاصل ہر اوسکا کوئی دوسرا شخص مدعی نہین ہوسکتا اور اگر مدعی ہو تو اوسکا

دعوی قابل سماعت نہین ہی۔ میری رائے مین جہانتک مدرسۃ العلوم کا سود اور بہبود متعلق ہی سید صاحب کو سیاہ وسفید کا مالک بنانا اور تمام اقتدار بالکل اونکے اختیار مین چہوڑنا فقط مقتضاے انصاف بلکہ عین دانائی ہی۔

تمام ہندوستان مین پانچ کرور سے زیادہ مسلمان ہین اور اس کثیر مجموعہ کے لئے یہی ایک مدرسۃ العلوم قومی حیثیت سے قایم کیا گیا ہی۔ بیشک یہ افسوس ہوگا اگر اوس مین کوئی ضروری بات جو قومی شان وشوکت کے لئے مناسب ہو چہوڑ دیجاے یا اوسکی آیندہ کی کامیابی اور ترقی مین کوئی خلل واقع ہو۔ میرے نزدیک جسطرح آغاز اس کام کا سید احمد خان کے ہاتہون ہوا ہی اوسیطرح انتظام اسکا اونہین کی راے سے ہونا چاہیئے اگر یہ کام اون کی راے پر محمول نہ کیا گیا اور اون کے بعد کسی ایسے شخص یا اشخاص کے ہاتہ مین آگیا جنکو سید صاحب کی راے اور ارادون کے ساتہہ پوری ہمدردی نہین ہی گو نیت اون کی کیسی ہی درست اور خالص ہو تو مدرسۃ العلوم کا خدا ہی حافظ ہی۔ اسکی بہی وہی صورت ہو جاویگی جو اور دس بچاس لنگڑی کوششون کی صورت ہوئی ہی۔ اختلاف اور نفسانیت کی کشمکش مین اس ناز پروردہ اور ہونہار درخت کی ٹہنیون سے نانبائیون کے تنور گرم ہونگے۔ ایک اولوالعزم خالص النیت شخص کی عمر بہر کی محنت ایک آن کی آن مین خاکستر ہو جاے گی۔

کالج کی آیندہ قسمت

اب رہی یہ بات کہ مدرستہ العلوم کی ترقی کے واسطے کس قسم کی فکرین درکار ہین اور سید احمد خان کی تجویزین ان فکرون کے موافق ہین یا منافی اس مسئلہ مین غور کرنے سے پہلے ہی پہل ایک اصول موضوعہ کو سمجھہ لینا چاہیئے جسکے بغیر یہ بحث بے سود ہی۔ وہ اصول موضوعہ یہ ہی کہ مدرسہ سے غرض تعلیم اور مدرسۂ قومی کی غایت تعلیم قوم ہی اور تعلیم کے یہ معنی نہین ہین کہ چند کتابین پڑھا دین۔ چند شکلین صاف کرا دین۔ چند مسئلہ یاد کرا دین تعلیم سے یہ مراد ہی کہ متعلم صفات انسانیت پیدا کرے اور مکتب یا مدرسہ سے آدمی بنکے نکلے۔ اوسکے قواے جسمانی و روحانی کو ترقی ہو جاے اخلاق درست ہو جائین۔ جوہر کھلجائین۔ دنیا مین اپنے ابناے جنس کے ساتھہ مردانہ معاشرت و معاملت کرسکے۔ حقوق عباد و حقوق معبود کو سمجھے۔ اور خداوند عالم اوسکو جس حالت مین رکھے اوس حالت کے مقتضا کے موافق اپنے فرایض منصبی و ملتی کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ ظاہر ہی کہ یہ صفات فقط مکتب مین بیٹھنے اور سبق پڑھنے سے نہین حاصل ہوتے۔ اور یہ امر بھی مسلم ہی کہ ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ گو ایم۔ اے۔ اور ایل ایل ڈی کیون نہون ابھی اسکے قابلیت نہین رکھتے کہ اونکے اخلاق اور طرز معاشرت کی اوسے کم شہر کے لڑکے تقلید کرین۔ اونمین سے عمدہ سے عمدہ لوگ ابھی اس کوچہ مین طفل مکتب ہین۔ اونہون نے ایک حد محدود تک علم حاصل کیا ہی مگر اونمین وہ اٹھان ہی جو سیکڑون برس کے تمدنی ترقی کے بعد کسی اعلی درجہ

کی سوسائٹی کو حاصل ہوتی ہی۔ ہمارے ہان ابھی تک سوسائٹی کوئی
چیز ہی نہین ہی کہ ہم اوسکی عمدگی یا عدم عمدگی سے بحث کرین۔ ہم ابھی ایک
مدت تک اہل انگلستان کے مدد کے محتاج ہین۔ اونہین کے اعلی طبقات کے
لوگون کو اسوقت یہ شرف حاصل ہی کہ ہمکو اپنے مقاصد کے موافق پوری تعلیم
دے سکتے ہین۔ پس ایک مدت مدید تک ہم اوسکے محتاج ہین کہ انگلستان سے
صاحب علم اور شریف خاندان لوگون کو پیدا کرکے اپنے مدرسہ کی تعلیم
اونکے دست اقتدار مین تفویض کردین۔ اسکے بغیر نہ کوئی چارہ ہی نہ کوئی
دوسری راہ ہی۔ یہ مسئلہ ہندو مسلمان سب کے نزدیک ایسا مسلم ہی کہ
اگر آج کسی بڑے کالج مین سے انگریز پروفیسر اور پرنسپل لوگ نکال لیئے
جائین تو کل تعداد طلبہ کی چوتھائی رہجائیگی۔ پس جو لوگ کہ یورپین اونکو
کو بلانے اور بلاکر خوش رکھنے کی اہلیت نہین رکھتے وہ کیونکر کالج کی سربراہی
کی اہلیت رکھ سکتے ہین۔ جو لوگ اسکے درپے ہین کہ پروفیسرون کی تنخواہین
گھٹائی جائین اونکو کیونکر لائق پروفیسر مل سکتے ہین۔ گومس اور بوس
مثل مور و ملخ ملین گے جو چوڑون اور چار دن کے تعلیم یافتہ اولاد انگلستان کو
بھی بہت دستیاب ہونگے مگر شرفازادون کی تعلیم و تربیت اونکے ہاتھون سے
نہین ہوسکتی۔ مدرسہ کی غایت و غرض ہی فوت ہوجائے گی اور مدرسہ
قالب بیجان رہجائیگا۔ حق یہ ہی کہ مدرسۃ العلوم مین شریف اور مہذب
انگریزون کا موجود ہونا مدرسہ کی خوش قسمتی ہی۔ اور اس وقت تک جسقدر

ترقی اور نام آوری مدرسہ نے حاصل کی ہے وہ اونہیں کے طفیل سے ہے۔
اگر اس خوش قسمتی کی کوئی وجہ قرار دی جا سکتی ہے تو وہ آنریبل سید کی سکریٹری شپ ہے جس کے بھروسہ پر دور دور دراز مقامات سے اعلیٰ درجہ کے یورپین جینٹلمین آتے ہین اور بلا ضمانت کافی اور بلا امید پنشن کے مصروف تعلیم ہوتے ہین۔ اگر سید صاحب نہوتے تو ایسے نامور لوگون کا ایسے مدرسہ مین آنا جہان گورنمنٹ کی ذمہ داری تک نہین ہے قریباً محال تھا۔ مگر دنیا مین کوئی عمر بھر مدمی لیکر نہین خلق ہوا آخر ایک نہ ایک دن سید صاحب حسرت بھرے سینہ سے کالج کو الوداع کہین گے۔ اس حادثہ ناگزیر کے بعد اس کالج مین کسی یورپین تعلیم یافتہ کا آنا ممکن ہے تاوقتیکہ اون کو کافی ضمانت نہ ملے اور ہر طرح سے بھروسہ نہو۔ لازم ہے کہ اونکے بعد ایسا وجیہ اور با اختیار اس خدمت کا جائزہ لے جس کا اعتبار یورپین سوسائٹی مین سید صاحب سے کم نہو۔ اب یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ وہ کون ہے جو مدرسہ کی سکریٹری شپ کا بلحاظ قابلیت اجرائے کار مستحق ہو۔ مولوی سمیع اللہ خان صاحب سی ۔ ام ۔ جی ۔ اور آنریبل جسٹس محمود اس عہدہ کے متعلق نامزد کئے جاتے ہین۔
جناب مولوی سمیع اللہ خان صاحب منجملہ اون بزرگان قوم کے ہین جنکا نام یورپی تعلیم کے ساتھ لینا چاہیئے۔ عدالتی کامون مین انکو بہت کچھ عزت حاصل ہے۔ انہون نے ہائی کورٹ کی وکالت سے ترقی کرکے ڈسٹرکٹ ججی کی عزت حاصل کی۔ ہمیشہ تعلیم کی طرف بھی اون کی توجہ مبذول رہی

اور مدرسۃ العلوم کے انتظام مین بھی انھون نے سید صاحب کو بہت کچھ مدد دی علی گڈھ کالج کے متعلق جسقدر علیحدہ علیحدہ کمیٹیان ہین سب مین سمیع اللہ خان بہادر کو ممتاز جگھہ ملتی ہے —

آنریبل جسٹس محمود کی ہائی کورٹ کی ججی اس امر کی کافی شاہد ہے کہ انھون نے اپنے ذاتی علم و قابلیت اور نیک کرداری — اور معاملہ فہمی سے کہان تک عزت حاصل کی ہے - پانچ کرور مسلمانون مین آج ہائی کورٹ کے ججی کی عزت انہین کو حاصل ہے - تمام قوم کے فہمیدہ اشخاص نے ان سے آیندہ بڑی بڑی امیدین قایم کی ہین اور کچھہ شک نہین کہ انکو اس قسم کے موقعے ہین کہ وہ اپنے نامور باپ کے قدم بقدم چلکر گورنمنٹ اور قوم کی نظرون مین اعزاز حاصل کرین - آنریبل سید محمود نے صرف ہندوستان ہی مین نہین بلکہ انگلستان کی اعلی سوسائٹیون مین بھی اعزاز حاصل کیا - انکو میرے والد مرحوم نے اصلاح عدالت کے لئے یہان طلب کیا تھا مگر زیادہ عرصہ تک قیام نفرمایا اور بخوشی خاطر چلے گئے - اس شہر کے قیام کے زمانہ مین انھون نے اپنی لیاقت اور انسانیت اور خوش اخلاقی سے ہر شخص کی نظر مین عزت حاصل کی - یہ امر ہر صاحب راے کے نزدیک مسلم ہے کہ آج انگریزی لیاقت مین وہ اپنا نظیر نہین رکھتے اور جسطرح سے اونکی لیاقت مسلم ہے اوسیطرح اونکی دیانت و امانت اور سلامت طبع اور استقامت راے بھی مسلم ہے ان کو سرسید سے زیادہ مشہور کیمبرج کے طرز تعلیم کا ذاتی تجربہ حاصل ہے انکو یورپین سوسائٹی مین اپنے نامور باپ سے زیادہ معاشرت کرنے کا اتفاق ہوا ہے - انکو اہل یورپ کے

خصایل اور طرز معاشرت کا زیادہ تجربہ حاصل ہر وہ خود ایک اعلی تعلیم یافتہ شخص ہین جسقدر انگریزی یورپین اخلاق کی معلومات ہر اوسیقدر اوسکے محاسن حاصل کرنے کے بھی ذرایع معلوم ہین اہل انگلستان بھی انکی مستقل مزاجی - اخلاق اور خوبی اوصاف سے جو یورپین سوسائٹی مین قابل تعریف ہین بخوبی واقف ہین - علیگڈہ کالج کے انتظامی اور علمی معاملات مین آنریبل جسٹس محمود کی رائین ہمیشہ قابل لحاظ سمجھی گئین اور وہ جان و دل سے مدرسہ کے بہبود مین اپنے اوقات گرانمایہ صرف کرنے کو موجود ہین - پس میرے خیال مین اس وقت سید محمود صاحب کو کئی وجہون سے خود سر سید احمد پر تفوق ہر یعنی اول تو وہ یورپین تعلیم یافتہ ہین اور انگلستان کی اعلی سوسائٹی ان سے خوب واقف ہر اور اونپر اعتماد رکھنے کی کافی وجہہ سمجھتی ہر - دوم مدرسہ کے کامون سے بقول مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے انکو پوری واقفیت ہر - تمام افراد قوم مین گورنمنٹی نظرون سے انکو عزت ہر نیز مسلمان سوسائیٹی مین اُن سے زیادہ کوئی اور موقر نہین - پس جہانتک میرے خیال کو وسعت ہوتی ہر مدرستہ العلوم کے لئے ایک ایسے سکرٹری کی ضرورت سمجھتا ہون جو ایشیائی اور یورپی تعلیمی طریقون سے صرف آگاہ ہی نہو بلکہ دونون جگہ کی معزز سوسائٹیان اوس کو خود نظر عزت سے دیکھتی ہون اوس مین ضروری اوصاف ایسے ہون کہ انپر اپنی اور غیر قوم کو اعتماد کلی ہو وہ کسی فریق یا مذہب یا جزو مذہب سے تعصب نرکھتا ہو - خود تعلیم و تربیت یافتہ انگلستان ہو اور گورنمنٹ مین بھی اوسکا اقتدار ہو -

اِن مجموعی صفات کے ساتھ اگر کوئی شخص کالج کا آیندہ باقاعدہ لائف سکرٹری ہوسکتا ہے تو وہ بجز سید محمود کے اور کوئی مستحق نہین آنریبل سر سید جو کالج کے جُزو کل امُورسے خوب واقف اور صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہین بلا لحاظ رشتہٗ پدری و فرزندی انھون نے محض مدرسہ کی بہبود اور قیام دوام کے لحاظ سے آنریبل سید محمود کی نسبت فیصلہ کیا ہے - اگر آنریبل جسٹس محمود سید صاحب کے فرزند نہ بھی ہوتے تو بھی انہین کے حق مین فیصلہ ہوتا - یہ حسن اتفاق ہے کہ آنریبل جسٹس محمود سید صاحب کے فرزند بھی ہین - مگر قدرتی رشتہ آیندہ کی سکرٹری کے لئے لازمی نہین تھا اگر کبھی لیاقتون اور خدا داد قوتون کی جامعیت اِن مین نہ ہوتی - اگرچہ آنریبل سید محمود نے اپنے باپ کے حین حیات مین زیادہ سرگرمی سے مدرسہ کے متعلق کام نہین کیا - مگر جو لوگ کہ اونکی آفشل زندگی سے واقف ہین اور دیکھتے ہین کہ پیچیدہ مقدمات مین کیسی کوشش اور جانفشانی کرتے اور حل عقود مین سرگرمی دکھلاتے ہین وہ پورے طور سے قائل ہین کہ جب انپر اس اعزازی خدمت کا بار پڑے گا تو لامحالہ کالج کی عزت کے لئے اپنے نامور باپ کی عزت کے لئے - اپنی اور قوم کی عزت کے لئے وہ ویسی ہی دلچسپی ظاہر کرینگے جیسا کہ ہم سمجھتے ہین -

ایک ضعیف اعتراض آنریبل سید محمود کی نسبت اور ہے - کہ وہ انگریزی پوشاک پہنتے ہین اور اونکے خیالات انگریزون کے سے ہین یا یہ

نہ سمانون کے مدرسہ کے لئے ایک متشرع اور پورا مسلمان سکرٹری ہونا چاہیے۔ مگر مجھکو ایسے ضعیف اعتراض پر تعجب آتا ہے کیونکہ خود سید احمد خان صاحب انگلش دریس پہنتے ہین اور خیالات انگریزی رکھتے ہین اور انہین کے ہاتھون مدرستہ العلوم کو کامیابی ہوئی ہے تو ہمکو گزشتہ تجربہ آیندہ کی خبر دیتا ہے کہ سید محمود کے زمانہ مین کوئی جدید مزاحمت نہ ہوگی بلکہ خوب ترقی ہوگی —

اگر ہمارے متشرع اور مقدس حضرات ایسے عظیم الشان کالج کے سکرٹری شب انجام دینے کے قابل ہوتے تو آج چارون طرف قومی نوحون کی آواز سمع خراش اور جانگداز نہوتی بلکہ اور بھی بہت سے کالج اس وقت ہندوستان مین موجود ہوتے —

خاتمہ پر مین نہایت افسوس سے لکھتا ہون کہ اِس کالج کے متعلق لایق اور واجب التکریم لوگون مین اختلاف آراء ہوگیا۔ اگرچہ مخالفت کیسی ہی کمزور ہو — بہر حال اگر ہماری قوم کے نامور افراد نے اِن دونون زیربحث مسائل پر غور سے توجہ فرماکر کالج کو آیندہ مصائب سے بچانے کی فکر کی تو انکی سعی قوم کی نظرون مین مشکور ہوگی واللہ مدرستہ العلوم مسلمانان اور خود مسلمانان کا خدا ہی حافظ ہے۔

اطلاع

(۱) اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر سبا ولہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کے ہنیجہ کو ممنون فرمائین -

(۲) ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین بسا اوقات عدم وقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچتا ہے یا واپس آتا ہے -

(۳) اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بہیجدیا جاتا ہے مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے - مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ بہی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین +

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیرآباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میودن کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی - یہان پر چند پودہون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین جو پودے تیار ہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدئے جاینگے کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا -

(۱) قلمی (پیوندی) آم ۴۴ - اقسام فی ۱۲/	(۲) سیب ۲۳ اقسام فی عہ
(۳) شفتالو ۱۷ " " ۸/	(۴) آلو بخارا ۹ " " ۸/
(۵) انار - ۵ " " ۴/	(۶) شہتوت ۲ " " ۴/
(۷) پیر انگریزی میوہ ۶ " " عہ	(۸) زرد آلو ۵ " " عہ
(۹) جام (امرود) ۷ " " ۴/	(۱۰) سنترا ۱۲ " " عہ
(۱۱) چکوترا ۵ " " عہ	(۱۲) انجیر ۵ " " ۴/
(۱۳) انگور ۵۲ " " ۸/	(۱۴) واہی (چین کا میوہ) ۵ " " عہ
(۱۵) لکاٹ ۵ " " عہ	(۱۶) سورساپ یہ ایک انگریزی میوہ ہے عہ
(۱۷) سیتاپہل ۴/	(۱۸) رام پہل ۴/
(۱۹) ہرفالیوڑی ۴/	(۲۰) سیلپرڈیلا (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے) عہ
(۲۱) زیتون عہ	(۲۲) موز مختلف اقسام ۴/
(۲۳) نگرژن (انگریزی میوہ دو قسم) عہ	(۲۴) اسٹرابیری " عہ

(۲۵) پنیس ؍	۸؍	(۲۶) بریڈفروٹ (روٹی پھل) ؍	عہ
(۲۷) کمرک ؍	عہ	(۲۸) ترنج ؍	۴؍
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی ؍	۸؍	(۳۰) کاجو ؍	۸؍
(۳۱) لیمو ۲ ؍ ؍	۴؍	(۳۲) کوییٹ	۸؍
(۳۳) گلابی جام	عہ	(۳۴) گلاب پھل	عہ
(۳۵) کہجور	۸؍	(۳۶) بیر ۳ قسم	۸؍

المشتہر

منیجر رسالہ حسن

کاچی گوڑہ حیدرآباد چادرگہاٹ

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع مین ترجمہ تاریخ سراسین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اس مشہور کتاب کی تعریف کی احتیاج نہین جن حضرات کو خریداری منظور ہو پانچ روپیہ بھیجکر طلب فرمائین یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل کے -

المشتہر

منیجر مطبع حسن

اعلان

بکلز ہسٹری آف سولیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہو کر تیار ہے یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جس کا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی سو درخواستین ہم پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے ۔

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کے لئے (آدہا آنہ -
[illegible] کے لئے ار سہ ماہ کے لئے ۲ ر
مگر ایک روپیہ سے کم کا اشتہار درج نہ ہوگا ۔

المشتہر
منیجر رسالہ حسن

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین —

تدبیر نوجوانی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہہ روغن قوت باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکہتا ہے جس سے پیران نہتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہے اوسکی استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچہ خطرہ رگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ وہ کسی سبب سی عارض ہون بجنسہ خلقی ہا درزاد نامردیکو اپنی معجز نما اثر سی دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہی ترکیب کا غذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچروپیہ محصول ۴/ اور ہر ایک شیشی مین ۱ تولہ روغن رہتا ہے +

دوا عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزاء مناسب تیار کیا گیا ہی چہار حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ خوراک یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید - دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ اور دافع ضیق النفس و غیر کہنہ خواہ جدید خشکی یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکہتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کیی لت ردی ہوکر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی **(اکسیر حیات)** یعنی عرق نجاح - امراض ضعف بصر و سفلہ و انواع درد و اقسام تپ جریان چوتہیا تپ دق استسقاء طحال آتشک سوزاک - جریان سفید داغ - ناسور - بواسیر خونی و بادی اور ستر بکواری اور چاند و نوشی سحر جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل پانچروپیہ محصول ایکروپیہ عہ **(عجیب چیز)**

ضمیمۂ سخن

تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل ... ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بالکل دفع ہو جاتی ہیں اور پھر کبھی عود نہیں کرتی وزن عرق ۲ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۶ ... ال نما سرمہ کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھولی۔ دھند درد و سرخی چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۶ وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

بے مثل رنگ و شتاب ہونا و خضاب ہے

گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی جو تھے آٹھویں روز مہندی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بالوں کے سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فایدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اور بہت سواے نقصان کے اور کوئی فایدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر ہے کہنے بجا ہی نہیں وقتوں کے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجای بجا ہی ناظرین سے امید ہے کہ قیمت ... طلب ... اسمیں کوئی مبالغہ نہیں۔ تہوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں دافع حرارت ... دماغ علاوہ برین خوشبوئیں بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مفرح دماغ ہے بالوں میں سختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مثل اصل بالوں کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگائی تو بال مثل اصلی بالوں کے سیاہ ہوں گے کوئی تمیز نکر سکیگا کہ یہ خضاب ہے۔ ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑھ پاو ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ ... عہ

ضمیمہ حسن

علاوہ محصول نصف شیشی دو روپیہ چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے -

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہو نگے چاہئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت سے ملکون کو سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نی اپنے شہر کے رئیسون سے خوشامد کر کے سرٹیفکٹ بنا لئے پس میرے سرٹیفکٹ اور اون حکیمون کے سرٹیفکٹ مین بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تا کہ دہوکا نہو - ایک طویل فہرست بہت سی ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین رکہتی اور جس سے لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہی - قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سی ظاہر ہوگی - **المشتہر**

حکیم ابو الحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب ازمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کے ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو سنہ ۱۸۷۲ء سے جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے ملسکتی ہین

(طلائ) جو استعمال کیجئے ہیں سے کے نقص گو کمی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ر (سرپیا) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضای رئیسہ و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت

ضمیمہ حسن

مسکرات و اقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر وستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل

للعہ (سوزاک و قرحہ) بنا ہو یا پرانا علی العموم ۴۸ گھنٹہ میں اپنا اثر شروع

ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ صہ (ہیر آئیل خوشبودار) بالوں کو

سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی سے (حب

آتشک) بلا منہ آئے قے و دست دور کرتا ہے پھر ہوتا نہیں دو ہفتہ للعہ (کحل الجواہر)

سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول دھند جالا خارش پانی جانا ۲ ماشہ سے ر

(عجیب الاثر سنون) دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی

۲ تولہ عہ (حب بواسیر) بادی خونی سوزش تپس قبض کو مفید دو ہفتہ عہ

(حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا پیاس وکمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ عہ

(حب قایم مقام) افیون و چانڈو و بلا ضرر و حرج نشہ چھوٹ جائے فی تولہ صہ ر

(عرق ماء اللحم انگوری) مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ

درد سر تاپ تلی وجع المفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بے قاعدگی

ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عہ ۳ بوتل سے کم ۔

(روغن اعجاز) ناسور بھگندر ۔ تالو کا سوراخ ۔ خنازیر ۔ بدبگڑی زخموں

کے کالی کھانسی ۔ قے ایام حمل ۔ خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عہ

رسالہ دافع آتشک و سوزاک رسالہ ہیضہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ

عہ ۱۰ ر ۹ ر ۹ ر ۱۰ ر عالہ ۱۲

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ عـہ — ۱۱؍ عـہ
(۲) کم آمدنی والوں سے یعنی جن کی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ ہو سالانہ ۱۱؍ ۱۲
(۳) جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائیں گے انکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی۔
(۴) دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہئے۔
(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

مرسلہ خط

حسن بن عبداللہ الملقب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابیں ہمارے دفتر میں موجود ہیں

(۱) تاریخ ہندوستان مصنفہ بی اے ڈاکٹر سر ... لا۔ قیمت عـہ
(۲) بچوں کی پرورش کے طور طریقے ڈاکٹر ... کی کتاب کا ترجمہ جو ... صاحب نے کیا ہے اور انعام پایا ہے۔ ۸؍
(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ الملقب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر ..... ـعہ

المشتہر
عبدالصمد خان
مہتمم
حیدرآباد دکن

جلد دوم — حسن — نمبر ۱۰

اکتوبر ۸۹ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

رسید زر

منیجر شکریہ کے ساتھ ان حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کرتا ہے جنہوں نے زرچندہ ادا فرمایا ہے امید کہ دیگر حضرات بھی چندہ سے ممنون فرمائینگے —

جناب مولوی محمد اکرام الدین خان صاحب مددگار مال	[illegible]	جناب سید محمد عبد اللہ صاحب جمعدار	[illegible]
		غلام علی صاحب قریشی مہتمم دار التعلقداری	[illegible]
جناب مولوی عبد الملک خان صاحب سر رشتہ دار	[illegible]	مولوی غضنفر علی صاحب	[illegible]
جناب نواب بشیر نواز جنگ بہادر اول تعلقدار	[illegible]	ملا محمد علی صاحب	[illegible]
مولوی سید غلام رسول صاحب	[illegible]	میرزا مہدی خانصاحب	[illegible]
مولوی محمد یحیی الدین صاحب مددگار تعلقدار	[illegible]	مولوی نجم الدین صاحب نقیب	[illegible]
مولوی محمد امجد علی خانصاحب	[illegible]	غلام غوث خانصاحب	[illegible]
نواب غلام حسین العابدین خان بہادر جاگیردار	[illegible]	مولوی عبد الحی صاحب چندا سی	[illegible]
مولوی سید علی احسن صاحب	[illegible]	مولوی عبد الصمد صاحب رئیس	[illegible]
جناب مولوی کریم اللہ خانصاحب مددگار	[illegible]	میر فیاض علی صاحب	[illegible]
میر احمد شریف صاحب میر منشی نظامت	[illegible]	مولوی بشیر الدین احمد صاحب مددگار	[illegible]
ڈاکٹر میرزا یوسف علی صاحب	[illegible]	نواب منصور یار جنگ بہادر	[illegible]
جناب حکیم سعید الدین صاحب	[illegible]	نواب سید محمد زین العابدین خان	[illegible]
نواب یار جنگ بہادر رامپور	[illegible]	فیروز جنگ آصف الدولہ مشیر الملک	

اطلاع

۱ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر منیجر کو ممنون فرماوینگے –

۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے ہیں بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہیں پہنچتا ہی یا واپس آتا ہی –

۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ میں بھیجا جاتا ہی مگر یہ تو نہیں ہو سکتا تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے – مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ میں رسالہ حسن طلب کرتے ہیں – ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنی اخبار میں ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الضرورت علحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائیں –

اعلان

بکل ہسٹری آف سویلزیشن کی جلد اول ترجمہ ہو کر تیار ہی – یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہی جسکا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم میں درج ہی – یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہیں اگر خریداری کی سو درخواستیں بہم پہونچ جائیں تو ہم اوسکو چھاپ دینگے –

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد میں ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور و دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میووں کے پودھے موجود ہیں جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان میں بہت کم

ہوگی - یہان پر چند پودہون کے نام تعداد و اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمالین جو پودہ ہے تیار ہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدیے جائینگے کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا -

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام	فی ۱۲ ار	(۲) سیب	۳۳	اقسام	فی عہ
(۳) شفتالو	۱۷	"	" ۸ ر	(۴) آلو بخارا	۹	"	" ۸ ر
(۵) انار	۵	"	" ۴ ر	(۶) شہتوت	۲	"	" مہر
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶	"	" عہ	(۸) زردآلو	۵	"	" عہ
(۹) جام (امرود)	۷	"	" ۴ ر	(۱۰) سنترا	۱۲	"	" عہ
(۱۱) چکوترا	۵	"	" عہ	(۱۲) انجیر	۵	"	" ۴ ر
(۱۳) انگور	۵۲	"	" ۸ ر	(۱۴) واہی (چین کا میوہ)	۵	"	" عہ
(۱۵) لکاٹ	۵	"	" عہ	(۱۶) سوساپہ یہ انگریزی میوہ ہے			عہ
(۱۷) سیتاپہل			۴ ر	(۱۸) رام پہل			۴
(۱۹) حرفا لیوڑی			۴ ر	(۲۰) سپوٹو ڈیلا یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے			عہ
(۲۱) زیتون			عہ	(۲۲) موز مختلف اقسام			۴ ر
(۲۳) نگلاس (انگریزی میوہ) دو قسم			عہ	(۲۴) اسٹرابیری			عہ
(۲۵) پہنس			۸ ر	(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پہل)			[illegible]
(۲۷) کمرکہ			عہ	(۲۸) ترنج			۴ ر
(۲۹) بیل پہل الہ آبادی			۸ ر	(۳۰) کاجو			۸ ر

(۳۱) لیمو ۲ ۴	(۳۲) کوہٹی	۸ر
(۳۳) گلابی جام ۳	(۳۴) گلاب پہل	۳
(۳۵) کھجور ۸ر	(۳۶) سیب ۳ قسم	۸ر

المشتہر

مینیجر رسالہ حسن کاچی گوڑہ حیدرآباد دکن

پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب کے لایق اڈیٹر نے پبلک کو مختلف مضامین مفیدہ سے وقتاً فوقتاً مطلع کرنیکے لئے ایک نہایت آسان اور کم خرچ ذریعہ قرار دیا ہے۔ یعنی کتابوں کی حیثیت میں اون مضامین کی سلسلہ وار بحث چھیڑی جائے گی جو ہمارے پولٹیکل سوشیل اور مارل ضروریات کو ایک حد تک رفع کرسکیں گے۔

ان کتابوں کی قیمت فی جلد ۲ سے زیادہ نہ ہوگی۔ ہمکو امید ہے کہ اس آسان اور عمدہ ذریعہ سے مختلف کارآمد اور ضروری باتیں پبلک کو معلوم ہوتی رہیں گی۔

اور پبلک لایق اڈیٹر کی مالی امداد سے حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب سے یہ کتابیں مل سکینگی

المشتہر

مینیجر رسالہ حسن

تجارت اور اوسکی دلچسپ تاریخ

دنیا مین توکوئی ایسا شخص نہین ہے جو کچھ نہ کچھ تجارت کرتا ہو۔ کیونکہ تجارت صرف سامان معیشت ہی کے تبادلہ کو نہین کہتے بلکہ علم و اخلاق و تجربہ و طرز معاشرت یک قوم کے دوسرے قوم کو ایک شخص سکے دوسرے شخص کو اسطرح قائم سکے ساتھہ معلوم ہوتے ہین کہ تجارت مال و زر سے بدرجہا مفید ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی تجارت جس سے انسانی خیالات مین تبادلہ ہوا ایک ہی شہر بلکہ ایک ہی مکان کے افراد مین اسقدر آسانی سے ہوتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کو خبر نہین ہوتی۔ مگر دنیا کے ایک حصہ کا حال دوسرے حصہ مین ظاہر کرنے کا آلہ ہمیشہ سے تجارت ہی رہا ہے۔ اور اس معنی مین ہم اوسی تبادلہ اشیا کا ذکر کرینگے جسکو عرف مین تجارت کہتے ہین تجارت کے استعمالی معنی تو کسی شے کا معاوضہ کسی شے خواہ زر نقد کے بدلے مین لینا یا دینا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے قدیم زمانہ مین تجارت محض اشیار کے مبادلہ پر منحصر تھی کیونکہ سونا اور چاندی جو زمانہ کے ترقی کے ساتھہ ہر شے کی اصل قیمت ٹھہری بعد کو مستعمل ہوئی۔ اس زمانہ مین جبکہ سونے اور چاندی کے استعمال سے ہم لوگون کو ہر شے کی ایک مقرری قیمت دینے مین نہایت درجہ آسانی ہے جب قدیم زمانہ کے مشکلات کو جو مبادلہ باہمی اشیا سے ہوتی تھی سوچتی ہے تو کسقدر نقصان محنت اور وقت کا حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ایک شخص کو جسکے پاس کپڑا ہوتا جوتی کی

ضرورت ہوتی تو وہ اپنا کپڑا بمعاوضہ جوتہ کے دیتا اگر جوتے والے کو کپڑے کی ضرورت نہوتی بلکہ ایک آہنی اوزار کی تو مجبوراً کپڑے والے کو آہنی اوزار کیلئے کسی لوہار کے پاس جانا ہوتا اور کپڑا دیکر وہ مطلوبہ اوزار لیتا بشرطیکہ لوہار کو بھی کپڑا کی ضرورت ہوتی ورنہ اوسکے حسب خواہش کپڑے والے کو کہین اور سے کوئی شے بدلے مین لاکر فراہم کرنا ہوتا۔ غرض ہزار ون دقتون سے کوئی ضروری شے حاصل ہوتی ہے۔ اب ترقی یافتہ ملکون مین مبادلہ کی رسم موقوف ہوگئی اور زر نقد بعوض خرید و فروخت کا ٹھرایا گیا۔ مگر کاروبار تجارت اب بھی ہنوز بڑی مقدار مین بمبادلہ اسباب ہوتا ہے۔ ہندوستان کی دولت بصورت اسباب خام و زر نقد تمام دنیا مین عموماً اور انگلستان مین خصوصاً بہت زیادتی کے ساتھہ جاتی ہے کیونکہ ان اسباب خام کو قابل استعمال و تکمیل تک پہونچانیکے لیئے ہنوز اس نامور گورنمنٹ نے بھی یہان کارخانے قائم نہین کیئے۔

تجارت کے اس بیان مین تین باتون کا ذکر ہوگا۔

تاریخ تجارت۔ اصول تجارت۔ زمانہ حال مین تجارت کا گھٹنا و بڑہنا۔

تاریخ تجارت

بعض لائق لوگون نے اس امر کی تحقیقات کی ہے کہ تجارت کی ابتدا کس قوم مین سب سے پہلے ہوئی۔ مگر چونکہ تجارت کی ابتدا کو کسی مخصوص

قوم سے خصوصیت نہین اسلیئے وہ سوال یون اٹھایا گیا کہ چونکہ تجارت کا انحصار کثرت آبادی پر منحصر ہے اسلیئے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ سب سے پہلے نہایت گنجان آبادی کہان ہوی تحقیق اور قراین سے معلوم ہوا کہ گرم ملکون مین آبادی سب سے پہلے اُن مقامون پر ہوی جہان سیرابی کے کچھہ نہ کچھہ قدرتی سامان موجود تھے - خواہ وہ دریا کے فصلی سیراب سے ہوی ہو یا پہاڑون پر سے پانی بہنے سے ہو یا کوی اور ذریعہ ہے چنانچہ مصر مین دریاے نیل - شام مین دریاے فرات اور ہندوستان مین دریاے گنگ اس قراین کے موید ہین کہ ان ملکون مین مذکورہ بالا دریاؤن کے جوار مین آبادی کی کثرت اور تجارت کا پہلے پہل شیوع ہوا گرم ملکون مین ایسے ترادت بخش مقامات نہایت فرحت انگیز ہوتے ہین ان مقامون کی سبزی آنکھون مین ٹھنڈک پیدا کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دور و دراز کے لوگ جذب مقناطیسی سے ان سرسبز مقامون پر آنکر آباد ہوتے ہین سہ

ہر کجا چشمہ بود شیرین + مردم و مرغ و مور گرد آیند -

اس قدرتی لہلہاہٹ اور خدائی فرش مخمل اور خوشگوار آب و ہوا سے بیچارے سرد ملک کے باشندے بالکل ناواقف ہین کہ ان ملکون مین ان اوصاف کے ساتھہ کوی قدرتی یا مصنوعی مقام نہین -

تجارت کی ابتدا تو اوسی زمانہ سے سمجھنی چاہیئے جبکہ انسان کی آبادی کسی مقام مین کثرت سے ہوی ہو - ہندوستان مین قدیم الایام سے تجارت

ہوتی ہے اور باوجودیکہ قدرتی زرخیزی یہان روز اول سے ہی مگر اہل ہند نے ازروے تجارت
ہمیشہ نیکنامی حاصل کی ہے حضرت یوسف کا اپنے بہائیون کے عربون کے ہاتہ فروخت ہو جانا
جو اونٹون پر مصالحہ اور خوشبو اور دیگر اشیا مصر لیجاتے تہے تاریخی شہادت ہے
عربون کی تجارت بہی زمانہ قدیم سے مشہور ہے - یہہ عرب تجار مصر سے اپنے
ملک اور شام کیلئے غلہ لایا کرتے تھے - جس شغل سے بنی آدم کا اسقدر تعلق ہو اوسمین
رفتہ رفتہ ترقی اور تسہیل پیدا ہونی خلاف منشای قدرت ہے - شروع مین
اسباب تجارت حسب اقتضای زمانہ کم مقدار مین خرچ ہوتا تہا تاجر اپنے پشت
پر باندھکر فروخت کیا کرتے تھے جیون جیون ضرورت زیادہ ہونے لگی اور
انسانی قوت گرانبار اسباب کی متحمل نہو سکی تو جانورون سے کام نکالنا شروع
کیا - اور انہین کے پشت پر اسباب لادکر نشیب و فراز کی کوچون مین دورہ
کرنے لگے مگر جب زمانہ کی رفتار نے تجارت کی وقعت زیادہ بڑہائی تو اس ابتدائی
ترقی سے متجاوز ہوکر زیادہ مہذب طریقہ کی جستجو ہوی تاکہ کثرت کار اور آسانی
وقلت وقت سے کام ہو اوسوقت سڑکون کی بنیاد پڑے - گاڑیون کی
راہین نکالی گئین بعدہ سڑکون کی پختگی اور گاڑیون مین مفید ترمیمین ہونے
لگین اس سے اور بہت سی ایسی مثالون سے ظاہر ہے کہ زمانہ اپنے ساتھ اپنی
روش پر ہمکو چلاتا ہے ہم زمانے کو الٹے اپنے طرف نہین کہینچ سکتے ایک
مشہور مثل ہے زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز اور ضرورت مصدر ایجادات
ہے - اسکا اثر منجملہ اور امور کے تجارت کی روز افزون ترقی مین بخوبی پایا گیا۔

اوس سلسلہ سے معلوم ہوا کہ کیونکر انسان نے اسباب تجارت کو اپنے پشت سے جانورون پر اور جانورون کے پشت سے بیل گاڑیون پر رکھا بعدہ تیز رفتاری کے لحاظ سے لوہے کی پٹریون پر بیل گاڑیان بنائین - اسکے بعد اسٹیم انجن جاری کیا جس سے ہزارون بیل گاڑیون کا وزن نہایت سہولت سے نقل وحمل ہوتا ہے اونکو قابو مین لانے اور مشرق و مغرب کو تجارتی سلسلہ مین مسلسل کرنے کو جہازون نے روز بروز ترقی ہوتی رہی اور بالآخر بڑے بڑے خطرناک جہازون سے تجاوز ہوکر دخانی کشتیون سے کام لینا شروع کیا بلکہ ملک مین اندرونی تجارت اور ملکی زراعت کی ترقی کیلئے [illegible] نکالین - غرض زمانہ کی رفتار سے ہزارون [illegible] یہہ شخص سترھوین صدی کا اگر انیسوین صدی مین زندہ ہو [illegible] کی موجودہ حالت کو دیکھے اور اپنے وقت سے مقابلہ اور موازنہ کرے تو اوسکو معلوم ہوگا کہ گویا وہ اس دنیا پر ابھی پیدا ہوا تھا -

اب یہہ قرائن سے ثابت ہو چکا کہ عربون شامیون مصریون ہندیون نے اپنے [illegible] مردون کے زیادہ [illegible] اونکی تجارت ہی سب سے [illegible] رہی [illegible] بحری تجارت مین بہت ہی کم ترقی کی [illegible] جہازرانی [illegible] نام تھا [illegible] زمانہ مین ہر ملک کے مشہور شہرون مین جو سمندر کے قریب واقع ہین ایک بحری تجارت اور جہازرانی [illegible] کا پایا جاتا ہے اور اس زمانہ مین مخصوص [illegible]

ی نام چند اشخاص اس کام کا بیڑا اوٹھاتے تھے کشتیون کی ساخت ہی ایسی تی جو اوس زمانہ ابتدائی کے جہاز رانون کو کسیطرح اجازت ندیتی کہ وہ ساحل ڑ کر کچھہ آگے بڑھنے کی جرأت کرین حالانکہ وہی اصول اس ترقی یافتہ زمانہ مین جہاز ن کیلئے خطرناک خیال کیجاتے ہین کیونکہ اگر ملک کے متصل کشتی رانی ہو تو ہوا کی قلت نت سے محض ہاتھہ پیر کے بل پر سارے جہاز رانی کا انحصار ہوجائے جو خطرناک اور سوار ہے ۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر نے سب سے پہلے بحری تجارت کو شہرت ا۔ بحر قلزم اور رحوار مصر مین انہین کے جہازون کی آمد و رفت رہا کرتی ۔ ابتک ب معلوم نہین ہوا کہ بحر قلزم کی راہ سے مصر اور ہندوستان کے مابین کب تجارت جاری ہے ۔ جب بونا پارٹ مصر پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا تو اوسنے وستان اور مصر کو از روی تجارت مسلسل کرنیکا ارادہ کرلیا تھا ۔

جزیرہ کریٹ ۔ سب سے پہلا مقام ہے جہان مصریون کی آمد و رفت ے شائستگی نے اپنا جنم لیا ۔ اسکے بعد پھر اور جزائر سرفراز ہوتے رہے حضرت ی علیہ السلام سے ایک ہزار برس پہلے مصریون نے یونان اور جزیرہ کریٹ ن بود و باش اختیار کی اور پانسو برس اوس شائستگی کے حاصل کرنے مین ان نے صرف کئے جو اوسکے پولیٹیکل شہرت کا باعث ہوا جبکہ ایران نے ی کرو فر سے اوسپر چڑھائی کی تھی ۔

اب ہم چند قدیم شہرون کا کچھہ حال تجارتانہ لکھتے ہین اوسی ضمن مین

بعض الوالعزم بادشاہون کا تذکرہ بہی آجائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگون کو اوس غیر ترقی یافتہ زمانہ مین بہی ملکی سرسبزی کے وسایل سے غفلت نہ تھی۔ اور جو سامان ترقی آج میسر ہین اور ذرایع ملکی بہبودی کے بتلاے جاتے ہین حقیقت مین اوسکی ابتدا ایسے زمانہ مین ہوی جسکو ہم لوگ تاریک اور غیر تربیت یافتہ کہتے ہین۔

ٹائر ۔ یہہ شہر بلحاظ وسعت تو کچھ قابل وقعت نہ تھا مگر موقع تجارت کے لحاظ سے وہ ہمیشہ سرسبز اور عمدہ رہا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے سکندر اعظم کے عہد تک جسکو سات سو برس کا عرصہ گذرتا ہے اس شہر کی تجارت نے شہرت رہی جب یونانی فوج بماتحتی سکندر نے اس شہر پر حملہ کیا اور اہل شہر نے جس طریقہ سے اوسکی محافظت کی تو یونانیون کے دل مین عموماً اور سکندر کے دلمین خصوصاً اوسکی وقعت بلحاظ موقع تجارت بڑھ گئی۔ سکندر اعظم نے اپنے ہمراہیون پر اس امر کا بہی زور دیا کہ مفتوحہ اقوام کے طرز معاشرت اور آداب تجارت سیکہین جو اوسکے حقیقت مین مدبرانہ چال تہی۔

سکندریہ کی بنا سکندر اعظم کے اعلیٰ درجہ کی دوربینی اور خداداد عقل کی شاہد حال ہے جسکو روز اول سے آجتک ترقی ہی ہوتی رہی یہہ مقام از روے تجارت ایسے عمدہ اور مفید موقع پر واقع ہوا ہے کہ یورپ اور ایشیا اور افریقہ کی منڈی ہوگئی ہے سکندر اعظم اسکے ترقی مین ہمیشہ کوشان رہا۔

ادہر یونان کے دار الحکومت اتہینیہ کی تباہی ہوتی رہی اُدہر سکندریہ کو ترقی۔

مگر ان دونون مقامون سے افضل تر کارتھیج تھا جسکی تباہی کا بدنما داغ سلطنت رومیہ کبریٰ کے تاریخی صفحات پر ہمیشہ رہیگا۔

کارتھیج بڑے عمدہ تجارتانہ موقع پر آباد تھا محفوظ بنادر تھے تجارت مشرق اور مغرب مین ہوتی تھی۔مصر کے ساتھہ دوستانہ تعلق تھا اور فرانس۔اسپین۔سسیلی وغیرہ مین کوئی مدمقابل نہ تھا۔

رومیہ اور کارتھیج مین بڑا فرق یہی تھا کہ اول الذکر جنگی اور زبردستی کا رروائی کرتا رہا اور موخرالذکر عدم آزاری اور سبک روی۔اہل روما نے جہازرانی مین کبھی اعلیٰ عزت حاصل نہین کی تھی چنانچہ جب رومیون اور کارتھیجین سے لڑائی ہوئی تو رومیون نے اپنے جہازی ناتجربہ کاری سے بہت نقصان اٹھایا مگر بالآخر کامیاب ہوئے اور اس فتح سے انکی وسعت سلطنت ایک جانب افریقہ کے شمالی حصہ اور دوسرے جانب یونان و مقدونیہ تک ہوگئی جس سے تجارت کو بہت فروغ ہوا۔بحری رہزنی موقوف ہوگئے بحیرہ روم۔بحیرہ ہند۔بحر قلزم اور خلیج فارس مین رفتہ رفتہ جہاز رومی پہونچنے لگے اوسوقت تک جہازی کمپاس مستعمل نہین تھا بلکہ ہوا پر سارا دارومدار تھا اوسیکے موافق جہازرانی ہوتی تھی۔

مسلمانون نے اپنے زمانہ حکومت مین تجارتانہ مواقع خوب ڈھونڈے تھے جس سے اونکی دانشمندی کا ثبوت ملتا ہے۔اگر سکندر نے سکندریہ بنایا اور اس خصوص مین لوائے نیکنامی بلند کیا تو عربون نے بصرہ۔بغداد۔جبرالٹر (جبل طارق) عدن قسطنطنیہ کارتھیج سکندریہ وغیرہ تعمیر کیا یا اپنے

قبضہ مین لاے جو ابتک دنیا کے مشہور بندرگاہون اور تجارتی موقعون مین ممتاز جگہہ پاتے ہین - اسکے سواے مسلمانون نے نہایت عمدہ اور باموقع ممالک جزائر پر قبضہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہر کہ اون کو پولٹیکل دوربینی کسقدر تھی اور کہانتک تجارتی مواقع ڈہونڈہنے مین جان کھپاتے تھے چنانچہ صقلیہ - (سسلی) صنوبر (سیپرس) روڈز - کریٹ - یونان - مصر - ٹریپولی - طیونس وغیرہ بازار اور تجارت کے لئے نہایت باوقعت اور ضروری مقامات ہین ان مشہور اور کارآمد تجارتی موقعون اور ملکون مین سے باستثناے جبرالٹر - عدن - سسلی - اور یونان سکے کل مسلمانون کے قبضہ مین ابتک ہین - عدن کا صرف بندر انگریزون کے پاس ہر باقی شہر عدن پر مسلمان قابض ہین جزیرہ کریٹ تیس برس جنگ کے بعد مسلمانون کے ہاتھہ لگا - جو آجکل ملکی رزمگاہ ہو رہا ہر -

یون تو دنیا مین کوئی سلطنت قیامت تک کے لئے سند لیکر آئی نہین ہمارے اعتقاد کے موافق ہر شئی کی ابتدا و انتہا ضرور ہر سلطنت کی بنیاد - ترقی کمال بعدہ انحطاط زوال اور آخر مین تباہی لازمی ہر - پس جو آج کیفیت اعلی درجہ کی کسی ایک سلطنت کی ہہر وہی حالت حسب اقتضاے زمانہ کل ہماری تھی - ہم دنیا کے روبرو محجوب نہین تھے کہ اپنے عروج کے زمانہ مین مدبرانہ کارروائی نہین کی اور آسانی سے عثمانی سلطنت حملہ آورون کو دیدی بلکہ دنیا کی تاریخ ہماری بصیرت و دانائی اور پولٹیکل دوربینی علوم کی اشاعت فنون کی دستگیری کی شاہد ہر اور اس پرآشوب زمانہ مین بھی جو مرتبہ آج سطح زمین پر ہمکو حاصل ہر دیکہیے کم شکر یہ کیجیے

قابل نہین گو فخر کو ندامت سے مبادلہ ہو گیا ہے۔ ہماری تجارت مین کسادبازاری اگئی۔ ہمارا راس المال لُٹ گیا۔ جنس تجارت ناپرسانی جہالت کے تاریک غار مین پڑی ہے۔

سلطنت رومیہ کبریٰ جسکا بول بالا افریقہ اور یورپ کے بہت بڑے حصہ مین تھا آج حسرت بھری آنکھون سے اپنی پچھلی عظمت کو رو رہی ہے۔

جب سے اس سلطنت نے اپنا دارالسلطنت بمقام قسطنطنیہ تبدیل کیا اوسکو روز بروز باوجود سخت فکر اور عمدہ جنرلون اور فوجون کے انحطاط ہی ہوتا رہا۔ اور پانچوین صدی مین اسقدر قوت باقی نہ رہی کہ وحشی دشمنون سے اپنا ملک محفوظ رکھ سکے۔ چنانچہ۔ اسپین۔ اٹلی۔ اور گال مین ہر دم فتنہ و فساد برپا رہا اور ملک ومال کی پامالی ہوتی رہی۔ شہر ویران ہوتے گئے۔ طوایف الملوکی پھیل گئی اور تجارت کا خیال لوگون کے دلون سے بالکل جاتا رہا کیونکہ ہر موقعہ پر تلوار سے کام لیا جاتا تھا۔ جب سلطنت رومیہ کا یہ حال دیکھا تو سوداگرون نے وینس مین بود و باش اختیار کرلی چاہی۔ یہ مقام عجب پُرفضا اور دلکش ہے اور اپنی مثال دنیا مین نہین رکھتا۔ تمام شہر پانی پر آباد ہے۔ شاہراہ مین پانی کی ہین گلی کوچون مین سے کشتیان چلتی ہین۔ مکانات نہایت نفیس آبادی پُرفضا آب وہوا خوشگوار۔ غرض اوس دلکش اور محفوظ مقام مین تاجرون نے مستقل مقام اختیار کیا۔ اور تجارت کو بہت فروغ ہوا۔ جن شہرون کو قدیم زمانہ مین تجارت کا فروغ ہوا تھا اومین وینس کو بہت بڑی شہرت تھی

اور اوسکا دلفزا مقام دور و دراز کے تاجرون اور سیاحون کو کھینچ لاتا تھا وینس کے بعد پیسا کو تجارتانہ شہرت ہوئی۔ ہمارے ناظرین شہر جنوا کے نام سے کم سے کم بہت واقف ہونگے کیونکہ وہان کی اور وہان کے طرز کی گھڑیون نے پچھلے زمانہ مین بڑی ناموری پیدا کی۔ جنوا کے برابر پیسا کو فروغ نہین ہوا کیونکہ اس شہر سے بیرونی تجارت کا تعلق بہت زیادہ نہ تھا۔ سنہ ایکہزار عیسوی سے چودھوین صدی کے نصف ثانی تک جنوا نے اپنی شہرت اور وسعت تجارت قایم رکھی اسی زمانہ مین وینس اور جنوا سے جنگ ہو گئی اور تجارت مین زوال آگیا۔

قسطنطنیہ پندرھوین صدی تک جنگی حملون سے بچتا چلا آیا تاہم اس اثنا مین بہت سے خفیف صدمے پہونچے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ مغربی یورپ مین تہذیب پھیل چکی تھی اور چھاپہ کی ایجاد سے ایک عظیم تغیر پیدا ہونے والا تھا۔ اگرچہ مشرقی یورپ مین مقابلہ مغربی یورپ کے علم و تہذیب کا اوس وقت زیادہ چرچا تھا مگر یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدیم علوم و فنون تجارت و صنعت مشرقی حصہ یورپ مین محفوظ اور قایم تھی۔ قسطنطنیہ کی تجارت ایک جانب سکندریہ سے دوسری جانب وینس اور دیگر بنادر اٹلی سے اور تیسری جانب ہندوستان سے تھی۔ جب عربون نے مصر پر قبضہ کرکے ہندوستان کا راستہ بحر قلزم سے بند کیا تو تجارت براہ بحر خضر خلیج فارس اور دریاے فرات جاری تھی۔

تجسس راہ ہندوستان

چونکہ ابتدائے زمانہ مین عربون کی تہذیب و شایستگی ایک تاریخی مستند شہادت ہے اس لئے انھون نے اپنے اور اندرونی و بیرونی تعلقات کی وسعت کے ساتھہ تجارت مین بھی حسب ترقی زمانہ وسعت دی - یورپ اور بہت سے ایشائی ممالک مین ہندوستان کی بیش بہا اور خوشبویات کا چرچا حضرات عرب کی بدولت ہوا - عرب سے ہندوستان تک تو وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جہازون کے ذریعہ سے تجارت کرتے تھے مگر ادہر عرب سے ہندوستانی اشیار اندرونی ممالک کے ذریعہ دست بدست پہونچتی تھین - یورپ مین ہندوستانی اشیار کی بڑی قدر و منزلت ہوتی تھی اور باوجود منافع در منافع اور دست بدست فروخت ہونے کے یہان کے مصالحے اور دیگر بیش قیمت خوشبویات وغیرہ یورپ مین ارزان معلوم ہوتی تہین - یہی وجہ تھی کہ اکثر اقوام یورپین اقوام کو ہندوستان کی طرف بڑہنے کا شوق ہوا -

پندرہوین صدی مین منجملہ دیگر فرنگی قومون کے پرتگالیون کو سمندر کی راہ کر ہندوستان پہونچنے کی بڑی ہی فکر تھی ان سے زیادہ کوئی اور اس تجسس راہ مین نہین لگا ہوا تہا برسون کی سرگردانی اور کوشش مین ہندوستان کی راہ افریقہ کے گرد سے بہزار دقت و مایوسی دریافت ہوئی - جس مقام سے پرتگالی ہندوستان کی طمع مین اپنے اوپر جبر کرکے بخوف طوفان واپس جاتے تھے وہی مقام بالآخر اونکی امیدونکو سرسبز کرنیوالا ہوا اور اوسکا نام

راس خوشش امید نام رکھا ۔ اور ۱۴۹۸ء میں ہندوستان کی راہ میں خدا کی قدرت اور انسانی جد وجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو عرب یہاں یورپین کے آنیکے محرک ہوے اون کا اب نام ونشان نہیں اور جن پرتگالیوں نے برسوں کی لگاتار کوشش وجانفشانی میں ہندوستان کی راہ نکالی اور دوسروں کو بتلائی آج وہ ایک ذلیل ترین گوشہ (گوا) میں خاموش بیٹھے ہیں ۔ مگر جنہوں نے دو سو برس کے بعد تجارت کا ڈھنگ ہندوستان میں ڈالا جبکہ یہاں مسلمانوں کی حکومت اوج کمال پر تھی ۔ آج وہ پورے طور سے مالک ہیں "تِلکَ الاَیّامُ نُدَاوِلُھَا بَینَ النَّاسِ" میں کسکو کلام ہی ۔

امریکہ کی دریافت

فن جہازرانی اور تجارت کے روزافزوں ترقی سے علم جغرافیہ کے منجملہ اور علوم وفنون کی بہت بڑی ترقی ہوئی مگر پندرہویں صدی تک اس علم نے اوتنی ترقی حاصل کی تھی کیونکہ دنیا کا صرف ایک حصہ لوگوں کو معلوم تھا اور زمین کو بجاے کرۂ گردشی کے بطلیموسی تعلیم کے موافق مسطح اور قایم بالذات سمجھے ہوئے تھے ۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آتا تھا جیسا کہ اب تک بہت سے نہیں سمجھتے کہ علم جغرافیہ کی رُو سے نشیب وفراز کوئی شی نہیں ۔ اور ہم بمتابعت دورۂ زمین کبھی نشیب میں جاتے ہیں اور کبھی فراز میں ۔

کولمبس جو اٹلی کا ایک مشہور جہازران تھا سب سے پہلے اس امر کا قائل ہوا کہ سمندر پار ضرور کوئی اور قطع زمین ہوگا ۔ جسکے تجسس میں وہ جان پر کھیلنے کو

ہوشیار تھا مگر عرصہ دراز تک روپیہ کی امداد نہ دی

اس نے تو خدا اپنی ولکین بنایا + ستار عیوب ہے قاضی الحاجات

بالآخر ہسپانیہ کے دور میں ملکہ ازابلا کے بدولت دولت ملک و مال نصیب ہوئی اور امریکہ کا وجود کولمبس کی محنت سے لوگوں کو ظاہر ہوا۔ مگر زمانے کی ناقدر شناسی کا یہ کافی ثبوت ہے کہ اس قطع ملک کو جسکو آج ہم لوگ امریکہ کہتے ہیں ایک ایسے شخص کے نام پر موسوم ہوا جسنے کلمبس کے بعد امریکہ میں قدم رکھا۔

تجارت کے لحاظ سے امریکہ مقبوضہ ہسپانیہ کو وہاں کے کان طلا نے بہت شہرت دی۔ مگر خود ہسپانیہ کو فائدہ برائے نام ہوا کیونکہ فرانس و جرمنی وانگلستان نے وہاں کے طلائی معدنیات سے بمقابلہ خود مالک معدنیات کے بدرجہا زیادہ فائدہ حاصل کیا۔ ایک دوسری بلا ہسپانیہ پر یہ نازل ہوئی کہ اوسنے مسلمانوں اور یہودیوں کو جو اوس ملک میں صاحب صنعت و حرفت تھے اور جس سے وہاں کی تجارت کا اعتبار تھا خارج الملک کر دیا اور کلیتاً تمام ملک خزینہ جہلا و سست اشخاص کا رہگیا۔

تجارت جو سرسبزی ملک کے لئے لازمی ہے بیجا فریقی تعصب سے اکثر ملک پامال ہو گئی ہیں۔

انگلستان کی تجارت اور جہاز رانی جیسی کہ اب ہے زمانہ گزشتہ میں کبھی خیال میں بھی نہ تھی اور یورپ کی تجارت میں کوئی شمار نہ تھا جسکی وجہ وہی ابتدا ار صوا ر تجارت قرار دی جا سکتی ہے یعنی انگلستان کے شہر و مسن

بمقابلہ دوسرے ممالک کے شہرون کے گنجان آبادی نہ تھی آبادی کی وسعت اور چند پولیٹکل معاملات کی پیچیدگی سے تجارت مین ترقی ہونے لگی - جس کی ابتدا سترہوین صدی کے نصف سے ہوئی -

اٹھارہوین صدی کے شروع مین جہازون کا مجموعی وزن ۲ لاکھ ۷۰ ہزار ٹن اور پچاس برس کے بعد ۶ لاک اور سو برس کے بعد ایک کرد رچھ لاک ٹن ہو گیا -

سنہ ۱۸۵۳ مین کل انگریزی بادی جہازون کی تعداد ۳۱۹۹۳ تھی - اور دخانی جہاز ۱۴۱۴ تھے - اوران دونون کا وزن ۴۰۸۰۳۸۵ اور ۲۲۳۶۱۶ - ٹن بالترتیب تھا - لیکن اس زمانہ مین تو اور بھی ترقی ہوئی - خاصکر دخانی جہازون مین - جسکا وزن قریب ۴۳ لاک ٹن کے ہے (۲۸ من کا ایک ٹن ہوتا ہی)

حال مین جب لارڈ سالسبری وزیراعظم سلطنت انگلشیہ نے بحری قوت کو اور بڑھانا چاہا تہا جسکے متعلق دونون ہوسون سے بل بھی پاس ہو گئی اوسوقت بیان کیا تہا کہ انگلستان کو اپنی بحری قوت کے قایم رکھنے کو کم سے کم اسقدر مضبوط رہنا چاہیئے کہ یورپ کی کوئی دو سلطنت متفق ہو کر تنہا انگلستان کا مقابلہ نکرسکین

انگلستان کے بعد از روے قوت بحری ممالک متحدہ امریکہ کا نمبر ہے جسکے دونون قسم کے جہازون کا مجموعی وزن تقریباً ۳۶ لاک ٹن کے ہے - اگر انگلستان اور امریکہ کی مجموعی بحری قوتون کا موازنہ کیا جاے تو تقریباً دوچند کا فرق ہو گا -

اصول تجارت

تاجرون کے اصول مین چند باتین قابل لحاظ ہین

۱۔ مال تجارت کا صدر مقام سے لانا اور جلد فروخت کرنا از دیاد اعتبار کی دلیل ہی۔

۲۔ تھوڑے نفع پر مال جلد فروخت کرنا بہتر ہی بہ نسبت اسکے کہ زیادہ نفع کی امید پر مال عرصہ تک پڑا رہے۔

۳۔ زر سے زیادہ اعتبار کی ضرورت ہی۔

۴۔ باقاعدہ ادائی اور وقت موعودہ پر قرضون کا ادا کرنا آیندہ کے ساکھ کو مضبوط کرتا ہی۔

۵۔ تھوڑے نفع پر مال بیچنا شہرت اور کثرت فروخت کا سبب ہی اور جو قلت منافع سے کمی آمدنی کا گمان ہی وہ زیادتی فروخت سے پورا ہو جاتا ہی۔

۶۔ اشیا کی مقرری قیمت سے سوداگرون اور خریدارون کو وقت اور محنت سے بچاؤ ہوتا ہی اور فضول جھنجھٹ سے نجات رہتی ہی۔

۷۔ ایمانداری سے فروخت مین قوت ہوتی ہی گو یکبارگی فائدہ نہین ہو جاتا برخلاف بے ایمانی کے کہ ایک دو مرتبہ دہوکہ مین کچھہ دولت آجاتی ہی مگر پھر ایسا شخص بازار مین منھہ نہین دکھا سکتا۔

۸۔ ذاتی محنت سے تجارت مین بڑا تجربہ ہوتا ہی دوسرون پر تکیہ کرنے اور خود آرام کرنے سے بدنامی اور کساد بازاری ہوتی ہی۔ اور تجارت کا بہت

جلد خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ زیادہ فائدہ اُن ملکون مین ہوتا ہے جو زیادہ آباد ہوں اور جہان قدیم باشندے ہون کیونکہ یہ لوگ مالدار ہوتے ہین اور قیمت باقاعدہ ادا کرتے ہین۔

۱۰۔ نو آباد ملکون کے لوگ اکثر خالی ہاتھ ہوتے ہین۔ ایسے ملکون سے خرید و فروخت کرنے مین ہمیشہ وقت ہوتی ہے۔

۱۱۔ جہانتک ممکن ہو تجارت آزادانہ ہو۔ رکاوٹ ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کا کام یہ ہے کہ وہ رکاوٹون کو دور کرے تاکہ آسانی پیدا ہو۔

۱۲۔ مونوپولی یعنی حقوق مخصوص عام تجارت کے منافی پائے گئے۔ اس سے صرف دوسرونکے بیوجہ حقوق سلب نہین ہوتے بلکہ اصول تجارت یا اہل کمپنی بہت کم رجوع ہوتے ہین کیونکہ انکو بوجہ محافظت سرکاری کسی قسم کا اندیشہ نہین ہوتا۔

۱۳۔ جب راس المال کم ہو تو مونوپولی یعنی حقوق مخصوص کسیقدر ضرورت ہے لیکن راس المال کی زیادتی پر ہرگز قایم نرکھنا چاہیئے۔

۱۴۔ کارخانجات صنعت و حرفت مین محنتون کی تقسیم لازمی ہے۔ کیونکہ ایسے کارخانون مین ہر عمر کے آدمی ارزانی اور آسانی سے ملتے ہین اور کام کی تکمیل عمدہ طور پر ہوتی ہے۔

۱۵۔ تاجرونکو خرید و فروخت مین آزادی ہونی چاہیئے اونکو اپنے مال فروخت کرنے یا روک رکھنے سے مالکانہ حق ملنا چاہیئے۔ بجز غلہ کے وہ ہر شی کو مناسب موسم تک فروخت کرنے یا روک رکھنے کے پورے طور سے مجاز کئے جائین۔

محنتون کی تقسیم و تقسیم قلت اور کثرت کارخانہ تجارت کا اظہار کرتی ہی اور جسقدر کامون مین آسانی اور تکمیل اور عمدگی ہوتی ہی وہ محض محنتونکے تقسیم و تقسیم سے ہوتی ہی لیکن محنتون کی تقسیم کثرت آبادی پر منحصر ہی جہان مختلف صنعتون اور کامون کے لوگ آسانی سے ملجاتے ہین۔ اور مختلف ہاتھون سے ایک شی مکمل طور سے تیار ہو جاتی ہی۔ محنت کی تقسیم کی کمی ایک دوسری اور قسم ہی اور وہ ملکی تقسیم ہی یعنی تجارت کی مختلف شاخ مختلف ملکون مین عمدہ طور سے تیار ہو کر بحیثیت مجموعی بازار کو رونق دیتی ہی۔

بعض سلاطین کو یہ خبط ہوا کرتا ہی کہ کل اشیا جوانکے ملک مین خرچ ہوتے ہین وہین تیار ہون اور دوسرے ملک کی محتاجی نہو۔ گو بادی النظر مین یہ اصول ملک کی ہمدردی ظاہر کرتا ہی مگر حقیقت مین خلاف عقل ہی۔ جن چیزونکا مصرف کسی ایک ملک مین ہوتا ہی اگر اوسکے تیاری کے سامان از ابتدا تا انتہا اوس ملک مین کثرت سے موجود ہین اور بنانے والے اور دیگر ضروری اوزار وغیرہ سب کاملیت و جامعیت سے ہین تو اوسکا بنانا مفید و لازمی ہی۔ لیکن جب ایسا نہین ہی تو بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہی۔

مثلاً فرانس کو بمقابلہ انگلستان کے دخانی کارخانون مین کبھی فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ وہان کوئلہ کی ایسی کانین کہان جو انگلستان مین موجود ہین علیٰ ہذا ہندوستان مین تیاری اشیا کے سامان بہت ہین مگر اوسکے بنانیوالے اور ضروری سامان وغیرہ عمدہ موجود نہونے سے فائدہ کے بجائے سب کام

نہین کیئے جاسکتے - کاغذ کے کارخانے یہان چار پانچ قایم ہین - مگر جہانتک مجھکو تجربہ ہی یورپ کے کاغذات یہان کے مصنوعی کاغذون سے ارزان پڑتے ہین جو تعجب کی بات ہی کیونکہ یہان سب سامان تیاری موجود کارخانے اور بازار موجود - بخلاف یورپین ممالک کے کہ سامان بالکل بیرونی اور ہزارون میل کا سفر کرکے مختلف قسم کے محصولات ادا کرنے کے بعد بازار مین ملکی کاغذون سے ارزان فروخت ہوتے ہین -

غرض ایسی ملکی ہمدردی ملک کے اور اپنے لئے بلاے جان ہو جاتی ہی - ہان خودمختار ملکون مین کچھ رکاوٹ ہو جاتی ہی یعنی اپنے ملک کی مصنوعات کی ترقی کے لئے یا کم سے کم اونکی پوری لاگت آنے کے لئے بیرونی اسباب درآمد پر بہاری محصول لگاتے ہین - یہ بھی ایک طرح کا ملک کو صدمہ پہونچانا ہی کیونکہ اس سے چند آدمیون کو فایدہ اور تمام ملک کو نقصان پہونچتا ہی - چنانچہ فرانس اور امریکہ مین بعض اشیاے ممالک غیر پر اسقدر محصول لگادیا ہی کہ وہ ملکی اشیا سے ارزان فروخت نہین ہوسکتین اور اگر ایسا گران محصول نہ لگایا جاتا تو ملکی مصنوعات کو کوئی پوچھتا بھی نہین -

اگر تجارتانہ نظر سے ممالک یورپ کو دیکھا جاے تو سب سے پہلے جرمنی پر نظر پڑتی ہی جسنے نکات تجارت کو خوب سمجھا ہی - بعدہ فرانس اور ہالینڈ ہین فرانس اپنی ترقی تجارت مین بڑی کوشش کرتا ہی - ان جملہ نقایص سے اپنے

آپ کو بری کر دیا جو تجارت عامہ کے لئے مضر سمجھے گئے ہیں۔
باقی اور ممالک یورپ تو اس کوچہ سے محض نابلد ہیں اور جس چیز سے وہ عام تجارت کا اندازہ کر سکتے ہیں وہ محض انکی مقامی تجارت ہے۔ خود انگلستان مین ہنوز وہ فریق قوت کے ساتھ موجود ہے جو عام تجارت آزادانہ کا مخالف ہے مگر اسمین بھی زوال آتا جاتا ہے۔

تجارت مین گھٹاو بڑھاو

یہ تو شاید مقبولہ اور عام طور سے تسلیم شدہ مسئلہ ہے کہ جو شے ایک شے کے وجود و ترقی کی وجہ ہوتی ہے وہی شے بہ تبدیل مزاج و قوت اوسکو نیست و نابود کی بھی طاقت رکھتی ہے۔ جنگ جو اکثر توسیع ملک و ترقی تجارت کے لئے ہوتی ہے اوسکے زوال کا بھی وہی باعث ہوتا ہے اور بعض حالتون مین تو بالکل پامال ہو جاتی ہے۔
ایام جنگ مین انسان کے گروہ کے گروہ سول پیشون سے علیحدہ کر کے جنگ کی طرف مائل کئے جاتے ہین اور جتنے ضروری صیغجات انسانی زندگی بسر کرنے کے ہوتے ہین اونکی جانب توجہ کم کی جاتی ہے۔ صنعت و حرفت کر کارخانے بند یا سست ہو جاتے ہین اور ساری محنت اسباب حرب و ضرب مین خرچ کی جاتی ہے۔ زر نقد کا چلن کم ہو جاتا ہے کاغذی گھوڑے نرخ منہ وریات کرتے ۔ بنکون سے روپیہ نہین ملتا نرخ نقرہ و طلا بڑھ جاتا ہے اور یہی سامان گرانی کے ہوتے ہین بعض اقسام کی تجارت مین فروغ اور اکثر مین زوال ہوتا ہے

اور جب وہی سامان جنگ و جدال مبدل بصلح و امان ہو جاتے ہین تو گرانی اشیا بھی مبدّل بارزانی ہوتی ہی۔

اِسکے سِوا ہندوستان کی طرح جن ملکون مین سکۂ نقرہی کا رواج ہی اونکو ایسے ممالک کے ساتھہ معاوضۂ تجارت کرنے مین سخت مالی نقصان ہوتا ہی جہان سکۂ طلائی کا عام رواج ہی کیونکہ سکۂ نقرہی کی قیمت روز بروز کم اور طلائی کی زیادہ ہوتی جاتی ہی - یہ سامان تجارت کے سستی اور تیزی کے ہین -

تجارتِ ہند

اب ہم کچھہ اپنے ملک کی تجارت موجودہ کا حال پیش ناظرین کرتے ہین - امید ہی کہ لطف سے خالی نہوگا - ہندوستان باوجود اپنی قدرتی زرخیزی کے ہمیشہ سے تجارت کرتا رہا - لیکن زمانے کی رنگت کے ساتھہ اِسکی تجارتون مین عظیم تغیر واقع ہوا مگر اس مین کوئی شک نہین کہ جس طرح اس ملک کے بعض مقرری گروہ ذات کی تقسیم کے لحاظ سے تجارت مین پشت در پشت لگے رہتے ہین اور جنکا کام بجز تجارت کے اور کچھہ نہین یہ مثال دنیا کے کسی حصہ مین نہین ہی اور اسی لئے یہان کے لوگون مین بالعموم حساب و کتاب کا مذاق زیادہ ہوتا ہی -

مارواڑی - کھتری - کنبی - بنیا - ہندوؤن مین - خوجہ - بھورے - میمن مسلمانون مین - اور پارسی ہندوستان کے اقوام مین تجارتانہ مصروفیت رکھتے ہین ہندوستان کے ہندوان کی تعداد تو پانچ چھہ ہین مگر اصل مین کلکتہ و

بمبئی خاص تجارتی بنادر ہین۔ علی الخصوص بمبئی جو روز بروز ترقی کرتا جاتا ہی ترقی تجارت کے بدولت بمبئی کی آبادی بھی بمقابلہ کلکتہ و مدراس کے نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہی اور آج اوسکو جملہ بلاد ہند پر بلحاظ کثرت آبادی فوقیت ہی۔

ہندوستان کی تجارت گزشتہ پچاس برس مین تقریباً دوچند کے ہو گئی ہی اس کی تجارت کے چار طریقے ہین۔ اول بحری تجارت ممالک دیگر سے۔ ساحلی تجارت بنادر متفرقہ ملکی سے۔ سرحدی تجارت ممالک متصلہ سے۔ اندرونی تجارت مختلف بلاد ہند سے۔ ہند کی تجارت مجموعی مالا نہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہی۔ اور اس سلئے تمام ایشیا کے ملکون مین اسکا نمبر اول ہی بلکہ بحیثیت مجموعی انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اور ممالک متحدہ امریکہ کے بعد تمام دنیا مین اس کا نمبر آتا ہی۔ گویا تجارت کے لحاظ سے تمام دنیا مین اسکا پانچوان نمبر ہی۔

مال درآمد و برآمد کے اوپر اور اوسکے نوعیت کے لحاظ سے ملک کی آسودگی اور لیاقت سمجھی جاتی ہی جس مین ہمارا ہندوستان ناقابل ثابت ہوتا ہی اگر درآمد مال کی مجموعی قیمت کچھ کم و بیش بدرجہ اوسط ۷۰ کرور ہوتی ہی۔ اور برآمد کی زاید از ۸۰ کرور۔ مگر بلحاظ نوعیت اسباب ہندوستان ذلیل ثابت ہوتا ہی۔ کیونکہ علاوہ ایک بہت بڑی رقم یعنی زاید از ۱۵ کرور سالانہ پنشن وغیرہ کے ہندوستان سے بیش قیمت مال اور پیداوار جو زندگی کا بہت بڑا جز سمجھا جاتا ہی۔ مثلاً گیہون۔ چاول۔ چائی۔ شکر۔ قہوہ۔ میوہ۔ روئی۔ سن تخم روغنی۔ چمڑا۔ ساکھو۔ اون۔ تیل۔ نیل۔ گندھک۔ ریشم۔ افیون۔ سونا

چاندی - لوہا - کوئلہ - موتی - وغیرہ - اسکے معاوضہ مین جو کچھہ ہمکو ملتا ہے وہ بہت کچھہ عطاے تو بلقاے تو بخشدم کا مصداق ہوتا ہے - مثلاً روئی سے کپڑا بنکر آگیا - لوہا گیا اوزار وکل وغیرہ آگئے - غرض یہان سے سامان اشیا بہم پہونچاے جاتے ہین اور وہان سے پھر ہمارے لئے تیار شدہ چند گنی قیمت پر واپس آتے ہین - اسکے سوا کچھہ مصنوعی ہاتھی گھوڑے - کھلونے - جھاڑ فانوس کرسی - میز وغیرہ آرایشی دلفریب چیزین آتے ہین - غرض ہندوستان سے سامان حفظ روح وروان اور انگلستان وغیرہ سے اسباب آرایشی جسم ومکان جاتے آتے ہین - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

ہندوستان کی تجارت بحری مین ساٹھہ فیصدی انگلستان کا حصہ ہے - بلکہ اس سے بھی کچھہ زیادہ - اس کے بعد چین - امریکہ - فرانس ہین اور ممالک سے تجارت بحری ایسی نہین ہے جو قابل ذکر سمجھی جاے -

ہندوستان کی جو تجارت سرحدی ممالک متصلہ سے ہوتی ہے - یعنی افغانستان ایران - بخارا وغیرہ سے اوس کا شمار بھی بہت خفیف ہے - کیونکہ راستہ نہایت دشوار گزار ہے - سرحدی اقوام اکثر مخل آمد ورفت رہتے ہین - علاوہ برین ان ممالک مین باستثناے افغانستان اوس کا رعب داب روز افزون ترقی پر ہے اوس کے مصنوعات بہ نسبت ہمارے زیادہ فروخت ہوتے ہین - کابل کی راہ سے جو مصنوعات انگریزی روسی عملداری مین پہونچتے ہین اوسپر محصول بہت لگایا جاتا ہے ہندوستان مین مونوپولی سے نقصان رعایا بہت ہے - جس طریقہ

تجارت کو خود اہالی انگلستان اپنے ملک اور دیگر ممالک مین مذموم قرار دیتے ہین افسوس ہی کہ اوس کا عمل درآمد اب تک تیزی کے ساتھ گورنمنٹ کر رہی ہی افیون جو کروڑون روپیہ کی ہر سال چین وغیرہ جاتی ہی اوس کی کاشت اور فروخت بدون اجازت خاص گورنمنٹ کے نہین ہو سکتی - علی ہذا نمک وغیرہ -
ہندوستانی گیہون تمام دنیا مین پسند کیا جاتا ہی اور بڑی کثرت اور سرعت سے اس کی ترقی گزشتہ پندرہ برس مین ہوئی ہی - مگر یہ تعجب کا مقام ہی کہ ۱۴ فیصدی کوڑا کرکٹ نکلتا ہی - جس سے تجارت مین سخت نقصان ہوتا ہی - آئندہ اگر امریکہ کی طرح صفائی کا لحاظ کیا جاے تو خرید و فروخت مین آرام و فائدہ ہوے -

مسلمانونکے جوش وخروش *
کی
سچی تصویر

راقم مضمون کی صرف ذاتی راے نہین ہے کہ عروس ہندوستان کی دلفریب صورتکو بدنما اور قابل نفرت بنانیکی نہایت کارآمد و موثر تدابیر مین ایک یہہ امر بھی شامل ہے کہ باشندگان ملک اوس فیاضانہ تعلیمی پالسی کے استفادہ سے بلطایف الحیل روکے جائین جسکا حامی انسان دوست لارڈ بلنگٹن میکالے تھا

اس خیال کو عملی اثر پہونچانیکے لیے مختلف صورتین اختیار کی گیئن۔ کبھی صاف صاف ہائی ایجوکیشنل پالسی پر نکتہ چینیان ہوین۔ کبھی ورنیکلر زبانون کے ذریعہ سے تحصیل علوم جدیدہ کا خیال دلایا گیا۔ اور بعض اوقات سنسکرت اور عربی زبانونکی لالچ دلاکر اعلی انگریزی تعلیم سے محروم رکھنے کی فکر ہوی۔ جب دیکھا گیا کہ ہم اپنی نادانی محسوس کر چلے ہین تو ایک جداگانہ اسٹپ لیا گیا جو فی الواقع ایشیائی اور مخصوص ہندوستانی طبایع کے مناسب حال تہا۔

یعنی ہمارے علوم مذہبی کی اشاعت کی گئی اور زور دیا گیا کہ انگریزی تعلیم نے دہریت اور لامذہبی کی اشاعت کی ہے اور وہ ہندوستانی جو اس طریقہ تعلیم سے جدید زندگی مین در آئے ہین اپنے مذاہب پر یقین نہین رکھتے۔

ایک مہربان و خدا ترس بزرگ برادران اہل ہنود کے مقدس شاستروںکے واعظ

اور قدیمی آریا اقوام کی علوم و ترقی کے حامی پیدا ہوئے اور نصیحت فرمائی کہ زمانہ حال کی تعلیم بکر و گمراہی پھیلانیوالی ہے - دوسرے صاحب نے مسلمانونکی اعلیٰ انگریزی تعلیم کے منصوبہ کو اس کاہل وحیلہ جو قوم کو ایک مذہبی یونیورسٹی کا خیال دلاکر سست کرنا چاہا - مگر شکر صد شکر کہ عزیز سرزمین ہند کے رہنے والے روز بروز ان دوستانہ نصایح و تدابیر کی اصلی تہ کو پہونچتے جاتے ہین - اور ان انسانی شایستگی کے مخالف حضرات کی ناکامی ترقی کرتی جاتی ہے -

ایسی حالت مین کہ انکے مقاصد کو تمامتر ناکامیابی ہوی تہین ہمکو کسی باریک نئی القائ تدبیر کی (چاہے فوری اثر نہ دکہلائے) ضرور توقع تہی - جو پوری ہوی -

یہہ دیکہکر کہ ہمارے ہندو بہائی ایک یا دو پریسیڈنسیونمین معتدبہ حیثیت تعلیم کو پہونچ گئے ہین اسلئے اب تعلیمی معاملات پر بحث و گفتگو کرنا مناسب نہین ہے شاید کہین اور ولولہ نہ پیدا ہو جائے - اور یہہ کہ ہندوستانکے پولیٹیکل سوادمین روزافزون ترقی ہو رہی ہے - پس ضرورت ہے کہ ہندوستانکی ملکی حالت مین دوامی موافقِ مطلب تغیر پیدا کیا جاوے - ولایت کی ہفتہ وار ڈاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ہمکو ممالک غیر مین مذہبی و سوشیل ترقی کی کامیابیونکی جانب متوجہ کیا جاتا ہے اور انہین مباحث کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے - افریقہ مین وسعتِ مذہب اسلام - ٹرکی کی پولیٹکل حالت - جاپان و تبت کے مسلمانون کے تجارتی اقتدار - اور مصر و خرطوم کی باہمی چپقلش کو ہمارے محور خیال و گفتگو کے اصل مضامین بنانیکی کوشش کی جاتی ہے -

اور صرف اس خوشگوار نتیجہ کا انتظار ہے کہ ہندوستان کے مسلمانونکی پولیٹیکل حیثیت بالکل جداگانہ قایم ہو۔ انکے مباحث کچھہ اور ہی ہون۔ وہ اسی ملک مین رہین۔ یہین کے قانون تعزیرات سے سزا پائین۔ یہین کا غلہ نوش کرین۔ ٹیکس ادا کرین۔ اور یہین کے "کالے آدمی" کہلائین۔ مگر خیالی طور پر اپنے کو کہین اور کا باشندہ خیال کرین۔ بوئے حب الوطنی اون کے دلون سے دور رہے۔ اور اونکے مقاصد مستثنی ہو جائین تب اوس وقت ہندوستان کے ساتھہ ان دوستانہ خیالات کا اختتام ہو سکتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ اگر ہم اس دانا دوستی کے رازہاے پنہان کو عیان کرین(۱) تو خوف طوالت مضمون کے علاوہ اس باتکا بھی خیال ہوتا ہے کہ جو لوگ ابتک اس مغربانہ سخن آفرینی۔ اور پر پیچ بندش کو نہین سمجھے ہین نکتہ چینی مین جلدی کرین گے۔ اسلیئے بہتر ہے کہ ہم اونہین "دوستونکو یونائٹڈ سروس میگزین" کے راقم کو بھی شامل کرین۔ اور جو کچھہ اوس بیچارے نے فرط تشویش و خفقان مین خامہ فرسائی کی ہے واقعات و حالات عالم پر متوجہ کر کے اوسکا خوف رفع کرین۔ ٹیک نہادی کے پیرایے مین مذہب اسلام کو نقصان پہونچانیکی کوشش" کوئی نئی بات نہین ہے۔ مسٹر ولفرڈ بلنٹ(۲)

(۱) اس خصوص مین آیندہ ایک سلسلہ شروع کیا جاویگا۔

(۲) صاحب ممدوح کو سیلون اور ہندوستان کے اکثر حصونمین سپاسنامہ مسلمان آبادی کی طرف سے نذر کئے گئے تھے اور آپنے مدرستہ العلوم اسلامی (علیگڈھ) کی تعلیم کو ہماری ضرورتونکے

اپنی کتاب "فیوچر آف اسلام" مین گورنمنٹ ہند کو مخصوص دہلی اور پنجاب کے غریب مسلمانون کی طرف سے ہوشیار کرتے ہین اور عموماً اونکو خوف ہے کہ "انمین ہمجنسی پائی جاتی ہے جو کسی دوسری ہندوستانی قوم مین نہین ہے" اور "یہہ لوگ تاریخ کو جانتے ہین اور دنیا کے ہر ایک حصہ کے ہم مذہبون سے سلسلہ پیام وسلام رکھتے ہین"

"یونائٹڈ سروس میگزین" مین لکھنے والا ہی جو ہماری اور پرہیزگاری ونفس کشی سوڈان کے درویشون نے ظاہر کی" اور جس سے "اونکی مذہبی سرگرمی کا اظہار کافی طور سے" ہوتا ہے۔ نہایت خوف زدہ اور مضطرب ہے اسلیے اوسکی تسکین خاطر کے لیے "سب عیسائیون[1] کو تاکیداً لازم ہے کہ متحدہ اور متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتون کو قوتِ جنگ سے محروم کردین"

زمانہ حال کی اسلامی حکومتین تاریک دریائے تنزل مین بالکل غرق ہوگئی ہین اور عام طور پر اونکے سراو بھارنے کا خیال قابل مضحکہ شمار کیا جاتا ہے۔ کسی ایک اسلامی ریاست کا ترقی یافتہ عیسائی ریاست سے مقابلہ قریب قریب نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ بقول ہمارے لایق ایڈیٹر کے "دکن اس واجب الرحم قوم کے پاس آلات جنگ ہین نہ جنگی جہاز۔ نہ علم جنگ سے واقف نہ روپیہ ہے نہ زمانہ موجودہ کے علم وہنر

ع لحاظ سے ناکافی تھا کہ ایک مذہبی اسلامی یونیورسٹی کے منصوبہ کی طرف ہماری کوششونکو رجوع کیا تھا۔ اور چونکہ یہہ کام کوشش وتدبیر واستقلال کا تھا۔ سلیے پورا نہوا۔ افسوس!

[1] شاید انمین نیک نیت رحمدل۔ اور انسان واسلام دوست عیسائی سلطنتین بلا امتیاز مخاطب کیگئی ہین

سے آگاہ [illegible] ہے کیونکہ تعصب و جہالت کسی مفید شے کے حاصل کرنیکی اجازت
نہیں دیتا۔ اسکے علاوہ ابتدائی ترقی اسلامی کے زمانہ مین تمام مسلمان اتحاد کے ساتھ
ایک ہی سرزمین سے [illegible] ملک گیری کے جوش مین نکلے تھے کیونکہ حالت جغرافیائی
نے اونہین [illegible] کر دیا تھا لیکن اب وہ اتصال جغرافیائی کہان ہے۔ اگر اونکی حیثیت مجموعی
کشادہ اور وسیع ہو گئی ہے وہ کشادگی اور وسعت منتشر ہے۔ اوسکو بڑے بڑے
سمندر [illegible] اگر مسلمانونکی ابلہ فریبیان اور تمام
خیالیات [illegible] نظر سے [illegible] دیکھے [illegible] وہ قومی ہونیکے ساتھ ہی ہمارے [illegible]
اور [illegible] ہین جو باوجود اسوقت روز افزون ترقی عالم سے ناظر و مین اونھون
نے مسلمانون کو اپنے ہتھیارون [illegible] اپنی تجارت۔ اور سب سے زیادہ اپنی اخبارات
وغیرہ کے سامنے بے حیثیت و ناچیز کر رکھا ہے۔ ترکی خود تباہ ہوگئی۔ ایران آپ
غرق ہو گیا۔ [illegible] چل بسا۔ اور مصر کا [illegible] گئی بیکار [illegible] کوشش ہے
کہ [illegible] واسطے [illegible] کا سرکاٹ ڈالا جا سکتا ہے۔

ہم نہایت سچائی سے کہتے ہین کہ مادۂ فساد و بغاوت ہم مین معدوم ہے کیونکہ
ہماری تاریخ کے صفحے غیر اطاعت و غلامی سے پاک ہین ہمارا سوشیل اور پولیٹیکل
برتاؤ جو عیسائیون کے ساتھ ہے وہ مذہبی جواز سے ہے نہ کہ خوشامد سے
ہم نہ تلوار رکھتے ہین اور نہ مانگتے ہین کیونکہ دوسرون نے کانگرس کے ذریعہ ایکٹ
اسلحہ مین ترمیم چاہی اور اس ترمیم کی مخالفت ہمارے سوا اور کسی فرقہ کی [illegible]
جس تلوار کے چھین لینے کو دول یورپ متفق کیجاتی ہین وہ [illegible] گذرین کہ ہم [illegible]

اب صرف قبضہ باقی ہین - اور شاید اس "اسلامی جوش وخروش" پر لکھنے والے کی انکھون مین تلوار کی تصویر خیالی ہوگی جنسے اوسکے دلمین اتنی ہیبت پیدا کی -

ہر ایک سوچنے والے کے اطمینان خاطر کے لیئے یہہ امر کافی ہے کہ برٹش کانسٹیٹوشن مین پرجوش و ذاتی نفرت یا عداوت رکھنے والون کی رائین ہر ایک ملکی معاملے مین نظرانداز کی گئی ہین - چہ جائیکہ راقم "یونائٹیڈ سروس" کی رائے (جو نہ تو انکہی ہے اور نہ نئی ہے) جسکے عملدرآمد پر تمام دنیا کے یورپین تعلقات کو صدمۂ عظیم پہونچیگا -

یہہ بہی یاد رہے کہ ہر ایک سلطنت کے بیرونی تعلقات نرم دل اور دانا مدبرون کے ہاتھون سپرد ہوا کرتے ہین جنسے یہہ توقع نہین کیجاسکتی کہ وحشیانہ یا احمقانہ اصول پر کبھی عملی اسٹیپ لینگے -

محمد اصغر حسین

بقیہ سفرنامۂ نیلگری

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

۲۴ رمضان ۱۳۱۶ھ شنبہ

آج ساڑھے آٹھ کو بیدار ہوا - میر فیاض علی صاحب جنکو اونکے والد کی سخت علالت کی خبر آئی ہے عازم ہین کہ آج بالکل بلدہ کو واپس جائین چنانچہ اسی وقت تار کیا گیا ہے کہ میر رضا علی صاحب استاد کی صحت سے اطلاع دین ۱۲ بجے پرایوٹ سکرٹری گورنر صاحب مدراس کی ایک چٹھی آئی کہ گورنر صاحب ساڑھے چار بجے باز دید کی ملاقات کرین گے - بعد برک فاست مین مکان کی آراستگی مین مصروف رہا - چار بجے ۳۵ منٹ پر گورنر صاحب مع کپتین فول ایڈیکانگ افسر ساتوین ہوز ارتشریف فرما ہوئے - مین نے گاڑی تک استقبال کیا میر یوسف علی صاحب و میر فیاض علی صاحب وینپوزنگم و سید غلام رسول اسٹاف مین تھے - گورنر صاحب نے گاڑی ہی مین سے سلام کیا اور ڈپٹی اونارلی پولس گارڈ نے سلامی دی - گورنر صاحب نے فرمایا کہ نواب صاحب معاف فرمائین مجھے پانچ منٹ کی دیر ہوئی ۱۵ منٹ نشست رہی ادہر ادہر کی باتین ہوتی رہین اور بڑے بھائی کی مزاج پرسی کی اور رخصت کیوقت فرمایا کہ مین ضلع گنجام کو بتقریب دورہ ایک ماہ کے لئے پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون وہان قحط کا اندیشہ ہے اوسکا بندوبست ضروری ہے ایک ماہ کر،

نلگیری کو واپس آؤنگا اگر اس عرصہ میں یعنی میری غیبت میں نواب مختار الملک بہادر یہاں آئیں تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ مجھکو ملاقات کا بہت شوق ہے آپ سال آیندہ ضرور نلگیری آئیں —
صاحب ممدوح نہایت ہی خلیق ہیں۔ گاڑی میں سوار ہوتے وقت ڈاکٹر صاحب سے بھی ایک دو باتیں انگریزی میں ہوئیں۔ مکان اور مقام کی بہت تعریف کی اور رخصت ہوئے — پھر میں نے چاے پیکر ہواخوری کا قصد کیا۔ میرے ساتھ سید رسول عالم اور ڈاکٹر صاحب اور دو بگھر گاڑی مین اسٹاف کے لوگ میونکم اور میر فیاض علی صاحب تھے۔ سلک ہوسٹل کو جاکر واپسی کے وقت تالاب اور ریو لوگر ونڈ پر سے ہوتے ہوئے ۶ بجے مکان میں داخل ہوا۔ ساڑھے سات کو ڈنر ہوا — سید رسول ملازم فیاض علی صاحب نہیر کی نبدگی میں اسباب لیکر ۹ بجے متاپالم کو روانہ ہوا — دو بجے استراحت ہوئی —
اس موقع پر گورنر صاحب کی نسبت اس بات کا ذکر کرنا بیجا نہوگا کہ یہ اعلی درجہ کے حاکم صرف پانچ منٹ کی تعویق پر بہت دیر تک معذرت و افسوس ظاہر فرماتے رہے — پس ہمارے امرا کو بھی وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے اور تمام شایستہ آدمی اپنے اس قسم کی اور پابندیوں سے مہذب گروہ میں داخل ہوسکتے ہیں
۲۰ رمضان سنہ ۱۳۰۶ یکشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب مع ڈاک کے ٹانگہ میں مع الم
روانہ ہوئے۔ اگرچہ ترشح نہین ہے لیکن ابر محیط آسمان ہے۔ اس مقام
پر جب ابر آجاتا ہے تو طبیعت بہت گھبراتی ہے اور نہایت ہی تنگ وقت
معلوم ہوتا ہے اور سردی بھی کسیقدر جو ناگوار امزجہ ہو ہوتی ہے اور
مقیاس الحرارت قریب ۱۱ بجے کے ۶۶ درجہ پر تھا۔ ۵ بجے ہم سو ہیم
ہوٹیل گئے تھے مگر وہان فرست ممبر مدراس کونسل فروکش تھے اور کل
ہوٹل آیج (بھرا ہوا) تھا لہذا واپس ہو کر سلک ہوٹیل گئے اور ساڑھے ۶
کو واپس آئے۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ ایک بجے استراحت۔ آجکا تمام دن
نلگیری کے حالات کے دریافت کرنے مین گزرا۔ یہان کا علاقہ بلکہ کل ضلع
دوسرے اضلاع مدراس سے بالکل علیحدہ کیفیت رکھتا ہے کیونکہ اس علاقہ
کا بڑا حصہ پہاڑی ہونے سے یہانکے انتظام اور کاشتکاری وغیرہ مین عجب
دلچسپی ہے ہم آگے چلکے مفصل کیفیت ایک جا سے لکھہ دینگے۔

۲۶ رمضان سنہ ۱۳۰۶ دوشنبہ

آج ۶ بجے بیدار ہوا۔ یہان کے بہت سے جنگلی لوگ آئے تھے۔ ان لوگون
کے حالات اور بود و باش کی کیفیت دریافت ہوئی اور اون کو کچھہ
انعام دیا گیا۔ ۱۲ بجے برگ فاسٹ کھایا۔ بوجہ ترشح جو کل ہوئی تھی
اور آج بھی صبح سے ہے پولو میچ جو آج مقرر تھا ملتوی ہوگیا۔ لیکن معمولی
پولو شام کو ہوا۔ ۵ بجے بعد سالک ہوٹیل کو جاکر واپس آیا۔ آج

شب کو جنرل ہوز اور مسٹر مری و مسٹر ورڈ کا ڈنر تھا - یہ سب صاحب وقت پر تشریف لائے - آج کی رات ان عزیز مہمانون کے ساتھ لطف سے کٹی - ۱۱ بجے رخصت ہوئے - یہ جنرل صاحب پنشن یافتہ ہین - ۳۶ سال ہندوستان مین ملازمت کی ہے کیقدر اردو بولتے ہین - ستر برس کا سن ہے - آدمی نہایت خلیق و خوش مزاج ہین - آجکا دن بھی نیلگیری کے حالات کے دریافت مین گزرا -

۲۷ رمضان ۱۳۰۶ سہ شنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا - صبح مین کچھ ترشح بھی ہوا - تمام دن ابر گھرا رہا آفتاب نظر نہ آیا - سردی خوب تھی گویا لندن کا سا دن تھا - برکفاست پر جنرل ہوز اور مسٹر مری آئے تھے اگرچہ مسٹر ورڈ کی بھی دعوت تھی لیکن صاحب مذکور ایک فوجداری مقدمہ کے جوری (پنچایت) مین شریک تھے اس لئے نہ آسکے - بعد غذاے صبح ہم سب لوگ مع دعوتی اشخاص اوس کارخانے کے دیکھنے کو گئے جہان بیئر (شراب) بنتی ہے - یہ کارخانہ ایک وسیع احاطہ مین جسکے اطراف دیوار گھری ہوئی ہے واقع ہے -

کارخانہ کا منیجر جو ایک نوجوان خلیق آدمی ہے اور داڑھی مونچھ بالکل صاف کرتا ہے - گاڑی تک استقبال کیا - پہلے ہم کچہری مین گئے اور وہان سے یک مشین (کل) دیکھی جو نلی کے ذریعہ سے جس قدر پانی آتا ہے اوسکو صاف کرتی ہے - نلی کے ذریعہ سے ایک چکردار پیچ مین سے پانی کی

دہارین باریک باریک مثل فوارہ کے گرتی ہین - اِسکے نیچے چوبی بڑا ٹب (لکڑیکا
کنڈہ) دہرا ہوا ہی پانی اس ہین جمع ہوتا ہی اور دوسرے مشنون کو یہان سے
جاتا ہی اور بیئر کو ٹہنڈا کرتا ہی - مکانات کارخانہ نہایت وسیع اور عالیشان
ہین ہم یہان سے اوس مشین ہوس گئے جہان جَو کا بہوسہ ایک آدمی ہزارون
من اس کل کے ذریعہ سے صاف کرتا ہی - اس مشین مین جَو ڈالدی
جاتی ہی - اندر والے رولر کے ذریعہ سے پوست علٰحدہ ہوجاتا ہی رولر
کے اطراف آہنی جالی ہی جس مین سے بہوسہ نکل جاتا ہی اور جَو صاف ہوجاتی
ہی - وہان سے ایک کوٹھہ مین گئے یہ مکان ایک حجرہ نما شکل پر ہی مگر
اس قدر طویل ہی کہ چار سو آدمی مقابل یکدگر ڈنر میز پر بیٹھہ سکتے ہین
یہ اناج کا گودام ہی - یہان جَو کے خریطے صدہا رکہے ہوے ہین - پنجاب
ممالک مغربی و شمالی اور خاص نیلگیری وغیرہ ہر ایک ملک کا جَو بھرا ہوا
ہی ہمکو ہر ایک قسم اور ہر ایک ملک کے جَو دکہلائے گئے - یہ مکان دو منزلہ
ہی یہان سے ہم بذریعۂ زینہ اوپر کے درجہ مین گئے - یہ بھی اتنے ہی وسعت
کا کمرہ ہی - اس عمارت کے ستون اور چھت کل آہنی ہین - اِس
مین ایک جانب آہنی حوض ۲۰ گز مربع اور ۵ فیٹ عمیق نصب ہوا ہی -
یہان جَو بھرے جاتے ہین اور کنکر و کچہرہ صاف کیا جاتا ہی - ایک جانب
۲۰ گز طول اور دس گز عرض کا ایک حجرہ ہی - اِسکے تہہ مین تمام آہنی باریک
باریک جالی ہی اوسپر جَو ڈالدیتے ہین - اس سے تیسرے درجہ مین پہنچکر

اندر چولھہ ہی جب اوس مین آگ روشن کرتے ہین تو یہ جو اوس چلنی دار توے پہ
بھونی جاتی ہی اور پھر اوس جال کے روزنون سے نیچے کے درجہ مین گرتی ہی
اور یہان حسب ضرورت بریان ہو کر نکال لی جاتی ہی - اسس نیچے کے درجہ
کی جال بہت باریک ہی تاکہ جو چولھہ مین نہ گر پڑے - ہم یہان سے اوتر کر
چولھہ کے تہہ خانے مین گئے - زمین کے اندر بذریعہ زینہ کوئی ۲۵ فٹ
اوترنا ہوتا ہی - یہان آہنی کشتیان ہین جس مین آگ روشن کی جاتی
ہی - الغرض یہان سے نکل کر ہم اب اوس بالاخانہ پہ گئے جہان بیئر بنتی
ہی - اسس مکان سے اوس مکان کو جانے کو ایک چوبی پل بنا ہوا ہی یہان
ایک مشین ہی اور اوسپر ایک چوبی حوض بنا ہوا ہی جس مین بریان شدہ جو
ڈالتے ہین اور جو چرمی خرطوم کے ذریعہ سے اوس مشین پر گرتی ہی یہ
مشین ایک ایک ہاتھہ دو دو بیز رولرون سے ملا ہوا بنا ہوا ہی اور اوسکے
اوپر ڈھالوا ایک گز طول اور آدھا گز عریض باریک تار کی تختی
سے یہ ہی - جو اسی پر سے رولرون پر گرتی ہین اور تارون کے زنہر
کہ اگر اور کچھ کچرہ رہگیا ہو تو وہ بھی صاف ہو جائے
یہ دو نون رولر سے ایک چکر کھاتے وقت رگڑتے ہین جو اِن مین
جو کوب ہو جاتی ہی - کا بیان ہی کہ ایک وقت کسی مزدور نے
کسی وجہ سے اسپر ہاتھہ رکھا تھا اسیوقت اوسکا انگوٹھا چور چور ہوگیا
بہر حال یہان جو نیم کوب ہوتی ہی اور پاخرطوم چرمی کے ذریعہ سی حوضون

مین جاتی ہی- اس کے نیچے کے درجہ مین دو حوض بہت بڑے بڑے آٹھ آٹھ دو دو فٹ عمیق بنے ہوے ہین- یہان یہ جو تر ہوتی ہی اور ردہوئی جاتی ہی- اس کے بعد ایک بہت بڑا چوبی برج بنا ہوا ہی جس مین جو پکتی ہی اور یہ تمام کام بلا زحمت انسان کلون کے ذریعہ سے نکلتا ہی صرف ایک آدمی کی ضرورت ہوتی ہی یہان اوسکا شیرہ نکلتا ہی اور نلیون کے ذریعہ سے چوبی صندوقون مین جو بطور حجرون کے بنے ہوے ہین آتا ہی اور یہان خمیر ہوتا ہی- دو صندوق دیکھے گئے بادی النظر مین معلوم ہوا کہ رُوئی سے بھرے ہوے ہین مگر حقیقت مین کف تھا جو اوسپر آگیا تھا اور بو بھی تیز تیز سے نکل رہی تھی- مینیجر کا بیان ہی کہ ایک وقت ایک صندوق جو اوسی وقت شیرہ سے خالی ہوا تھا اوس کے صاف کرنے کی غرض سے ایک آدمی اوس مین اوترا تیزی بُو سے بیہوش ہوگیا اور دو آدمی جو اوس کو نکالنے گئے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے تھے اور وہ تینون فوت ہوگئے- اس مکان مین ایک چھوٹا سا کمرہ ہی یہان تھرمامیٹر اور بہت سے پیمایشی کانچ کے اوزار میز پر رکھے ہوے تھے اور ایک سلیٹ کی تختی پر دو چھوٹے چھوٹے پیالہ مین جس مین شیرہ بھرا ہوا ہی اور صندلی رنگ کا تھا کچھ درد آمیز اوسی سے امتحان درستگی خمیر اور شیرہ کا کیا جاتا ہی سب کے نیچے کے مکان مین انجن تھا جس کے سبب سے یہ سب اوزار کام کرتے ہین اور ایک آہنی چھوٹا سا حوض ہی جہان نلیون کے ذریعہ سے بیئر تیار شدہ جمع

ہوتی ہے اور ٹونٹی کے ذریعے سے پیپون مین بھری جاتی ہے۔ یہان سے ہم
لوگ گودام مین گئے پہلے کمرہ مین دو چار آدمی شیشون کو جس مین بیئر بند تھی
لاکھ کی مہر اور اوسپر نقرئی ٹکڑا اور کارخانہ کے مارک کے چھاپے لگا
رہے تھے۔ دوسرے کمرہ مین تمام شیشہ پرال کی گھاس مین تہہ بتہہ دہرے کر
ہوئے تھے چونکہ یہان چار قسم کی شراب اوترتی ہے جو مختلف قسم کے غلہ سے
بنتی ہے۔ اوسکے ہر ایک قسم کے شیشون کا ذخیرہ علیحدہ علیحدہ لگا یا گیا ہے اور
ہر ایک قطار پر چوبی چھوٹی سی تختی پر قسم شراب کی لکھی ہوئی ہے بیچ مین ایک
چھوٹی سی میز پر پانچ چھہ گلاس ایک کشتی مین تھے۔ منیجر نے ہر ایک
قسم کا شیشہ کھولکر ایک ایک گلاس بھر کے تواضع کیا بعضے ہمراہیون نے
بعض بعض کا ذایقہ دیکھا۔ یہان کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دیکھنے آئے اوسکو
یہان کی تیار شدہ شراب کا ذایقہ بتایا جاتا ہے۔ اسکے پہلو مین ایک دوسرا
حجرہ ہے اوس مین تمام پیپے سب بیئر سے بھرے ہوئے ہین ایک ایک پیپا
قد آدم برابر ہے اور تمام لوہے کے پترے پر رکھے تھے تخمیناً ایسے سو پیپے ہونگے
معلوم ہوا کہ بحساب اوسط ہر ماہ پچیس پیپے بیئر تیار ہوتی ہے۔
ہم یہان سے اوس مقام پر گئے جہان بذریعۂ کل دخانی پانی باولی سے نکالا
جاتا ہے۔ اس تمام کارخانہ مین پانی کی بہت ضرورت ہے اس کے بعد اوس مکان
مین گئے جہان شیشہ صاف کئے جاتے ہین اور پرال کے غلاف شیشون کے
لئے تیار کئے جاتے ہین یہان سب عورتین کام کرتے ہین ہم یہان سے ایک

سفائی ڈہالیہ مین گئی۔ یہان پیپے بنائے جاتے ہین کاریگر تمام اپنے اپنے
کام مین مصروف ہین۔ لکڑی ایک طرف چھیلی جاتی ہی اور ایک طرف
خراد ہوتے ہین اور ایک طرف پیپہ کی ہیئت بنائی جاتی ہی اور اوسپر
لوہے کے کٹ چڑہائے جاتے ہین یہان عجیب لطف ہی دو آدمی ہاتھون
مین ہتوڑے لئے ہوئے یکے بعد دیگرے گہوم گہومکر اوس کٹ کو ٹہوکتے
تھے۔ یہ لوگ اتنا گہومتے ہین کہ اگر دوسرا کوئی شخص ایسا کرے تو چکر
کہاکر گرجاے۔ ایک جاے خالی شدہ پیپے دہوئے جاتے ہین اور کہین
اونکا صاف کئے جاتے ہین اور کہین کارک (ڈاٹ) بنائے جاتے ہین
اور کہین چوبی و بیز ٹلے (جس سے پیپون کے روزن بند کئے جاتے ہین)
بنتے ہین اس سے تھوڑے فاصلہ پر مینیجر کا مکان نہایت خوبصورت
وضع دار بنا ہوا ہی جس مین گلکاری بہت ہی۔ دیلیا کا پہول سرخ رنگ یہان
جتنا بڑا دیکہا آیا کہین انگلیری مین نظر نہین آیا وہ قریب قریب
سورج مکہی کے پہول کے تھا۔ جب ہم گاڑی کی طرف چلے تو کارخانہ کا
آدمی ایک کشتی مین کچہ نباتی قسم کی ایک شئے لایا جس کی شکل سنا
کے پتہ کی تھی اور نیم کوفتہ تھی۔ یہ جَو کے ساتھ بیئر کی تیاری مین شامل
کی جاتی ہی اور اوسکا بیان تھا کہ اگر اسکو تکیہ مین بھر لین اور سرہانے لیکر
سوئین تو نیند جلد آجاتی ہی اسکا چکھہ کر ذائقہ بھی دیکہا گیا۔ ہم مینیجر سے
رخصت ہوے اور سیدہے سلک ہوٹل گئی بلیرڈ روم خالی تہا مین نے

ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دو بازی کھیلا اور ایک بازی جنرل ہوز اور مجھ کو
ہوئی - ۶ بجے یہان سے جنرل رخصت ہوے اور ہم یہان سے ایک پارسی
کی شاپ کو گئے جہان چینی کے برتن اور جواہر وغیرہ اسباب تھا قریب
ہزار روپیہ کے اسباب خرید اگیا پونے سات کو گھر آئے ۸ بجے ڈنر کھایا بوجہ
گشت امروزہ طبیعت مضمحل رہی دس بجے آرام کیا - آتشد [illegible]
روشن تھے -

۲۸ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ چہارشنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا - آسمان نہایت صاف ہے اور دہوپ بھی بہت تیزی
سے پڑتی ہے سردی کم ہے مقیاس الحرارت ۶۷ درجہ ہے - ۱۲ بجے سر چارلس
آربتھ نٹ کمانڈر انچیف مدراس پریسیڈنسی بازدید کو تشریف لائے
ہمراہ کپتان رسل ریڈی کانگ تھے - ۱۲ منٹ ملاقات رہی بعد رخصت برک
فاسٹ کہایا پونے چار کو مین مع ہمراہی تالاب والی سڑک پر سیر کو گیا
جہان آج شرط اور اسپورٹ تھی - سڑک کے کنارے واسلے میلہ پر ایک
چھوٹا شامیانہ لگا تھا جس مین چای و میوہ جات تھے اور بہت سی لیڈیان
اور جنٹلمین بھی موجود تھے - پہلی شرط پون میل کی تھی جس مین ۵ گھوڑے
تھے اسکے بعد ٹینٹ پگنگ (نیزہ بازی) ہوئی اور پھر ڈبل ٹینٹ
پگنگ اور پیا بو پر سوار ہو کر ٹینٹ پگنگ ہوئی بعد اسکے لیڈیز ریس
(عورتون کی گھوڑ دوڑ) اس مین ۵ لیڈیز تھے اور شرط ایک میل کی تھی

جب یہ لیڈیز اپنے گھوڑون کو ترانٹ چھوڑتے تھے تو عجیب لطف معلوم ہوتا تھا۔ بعدہ آٹھ بابو کی شرط تھی ہر ایک کو دو دو بابو تھے اس شرط مین یہ ساہرہ تھا کہ نصف میل تک دوڑ جائین وہان پر ہر ایک سوار بدلے اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت زور سے وننگ پوسٹ (مقام جیت) تک آئے جو آگے نکلیگا وہ انعام پائیگا۔ اخیر شرط ایک میل کی تھی اس مین میرا بابو بھی تھا۔ غرض تمام شرطین وشیٹ پیگنگ کا انعام یورپین ہی کو ملا جب شرطین ختم ہو چکین تو اس شدت سے گھٹا چھائی کہ پناہ بخدا اسوقت کا تماشا قابل دید تھا لیڈیز اور جنٹلمین اپنی اپنی سواری کی تلاش مین تعجب انگیز گھبراہٹ کے ساتھ دوا دوش کرتے تھے ہم اپنے گاریون مین سوار ہوئے اور سیدھے مکان چلے راہ مین ابر اس قدر نیچا جاتا ہوا ملا کہ گویا ہماری گاڑی ابر مین سے جاتی تھی ہاتھ پاؤن یخ ہو رہے تھے مکان پہونچے تک پانی نہ برسا سات بجے تقاطر شروع ہوا۔ آٹھ بجے ڈنر کھایا۔ شب مین دو بجے تک ترشح ہو رہی تھی ساڑھے دس بجے آرام کیا۔

اب مین حالات نیلگیری حسب وعدہ ذیل مین بیان کرتا ہون اس کے مطالعہ سے غالباً ہمارے ملک کے نوجوانون کو لطف آئیگا اور یہ کہ ملک کے انتظام مین ان حالات سے مدد لین گے۔

نیلگیری

عام کیفیت

تھوڑے دن پیشتر تک ضلع نیلگیری صرف پہاڑی حصہ مین محدود تھا جس کے مختلف مقامون کی بلندی چھ ہزار فٹ سے لیکر قریب نو ہزار فٹ تک ہر حال ہین انتظامی نظرون سے ملابار کا کچھ حصہ جو وینیاد کہلاتا ہر نیلگیری مین شامل کر دیا گیا۔ اس حصہ کے شامل ہو جانے سے نیلگیری کے رقبہ اور آبادی اور آمدنی اور حدود دختیار مین وسعت ہو گئی۔ چنانچہ سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری سے جو آخری مردم شماری کہلاتی ہر مجموعی ضلع نیلگیری کا رقبہ ۹۵۷ میل مربع اور آبادی ۹۱۰۳۴ ہر۔

جغرافیہ طبعی

ضلع کی توسیع کے پہلے یعنی اصل نیلگیری تو کوہستانی دیوارون سے متصل حصا کے گھرا ہوا تھا جو اوسکے نام سے مفہوم ہوتا ہر۔ اس سنگین پہاڑی چار دیواری کے اندر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان گھاس اور جنگل سے ڈھکی ہوئی ہین۔ ان جنگلون کو جو جابجا دکھلائی دیتے ہین یہان کے لوگ شولہ کہتے ہین۔ سطح پہاڑ نہایت غیر مسطح ہر۔ پہاڑی کا ڈھال بالکل غیر مساوی ہر۔ کہین اکبارگی نشیب آگیا اور کہین رفتہ رفتہ نشیب و فراز واقع ہوا الغرض کل اس نشیب و فراز کی اوسط مقدار چھ ہزار فیٹ بلند ہر۔

نشیب مین ایک جانب میسور اور دوسری جانب وینیاد کی زمین ہر جو سطح آب سے دو ہزار اور تین ہزار فیٹ تک بلند ہر۔ جس سے نیلگری کے دو حصہ ہو گئے ہین اور بیچ مین ایک دریا بہتا ہر جسکو مویار کہتے ہین۔

جنوب مشرق کے دامن کوہ مین پہلے جنگل تھا مگر اب قہوہ کے باغات روز افزون ترقی کے ساتھ ہین۔

اس پہاڑی ضلع مین چھ گھاٹ یعنی راستہ ہین جن سے قرب وجوار کے شہرون سے آمد و رفت رہتی ہی۔ ان مین سے چار راہین مکمل ہین گاڑیان آتی جاتی ہین خصوصاً کنور کی سڑک سب پر فوقیت رکھتی ہی۔ مویار کے سوا اور ندیان بھی قرب مین واقع ہین یعنی بھوانی۔ کالیکٹا۔ ضلع مین تالاب توچھوٹے بڑے کئی مگر قابل ذکر ایک ہی ہی جو اوٹکمنڈ مین تفریح و دلچسپی کا مرکز ہی۔ اسکے گرد ایک وسیع سڑک گھوڑون پر سیر و تفریح کے لیے ہی۔ مین نے اسی تالاب مین ایک کشتی خرید کر چھوڑ رہی اور اپنے ایام قیام مین شام کے وقت نہایت لطف سے اوس مین تفریح و سیر کرتا رہا۔

جنگل تو یہان بہت ہی مگر بعض نشیبی مقام مین ساگوان وغیرہ شہتیر کے قابل درخت ملتے ہین۔ گورنمنٹ کے صیغہ جنگلات کو اس سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا فائدہ ہی۔

تفریح طبع کے وسایل حسب مذاق اہل شوق یہان کثرت سے ہین منجملہ انکے جنگلی جانور۔ شیر۔ چیتا۔ ریچھ۔ وغیرہ۔ مگر شکاریون نے یہان وہ مسلسل طبع آزمائیان کین اور ان جنگلی خوفناک جانورون کو نیست و نابود کرنے کا اس گرمی سے لگاتار سلسلہ باندھدیا کہ چند ہی روز مین جانورون کے سلسلہ کے ساتھ شکاریون کے آیندہ مشاغل کا تار ہی توٹ گیا۔ مگر گورنمنٹ

نے دیکھا کہ اگر یہی شب و روز رہیں گے تو لوگوں کی تفریح ہی جاتی رہے گی اس لئے دس برس کا عرصہ گزرا کہ جانوروں کے موسمی حفاظت کا اعلان دے دیا —

تاریخ

ان لق و دق پہاڑیوں کی کوئی ابتدائی تاریخ نہیں ملتی اگرچہ پانچ قسم کے پرانی قوموں کی یہاں آبادی ہے - ان جنگلیوں کی کچھ ایسی حالت تھی اور اتنک ہے کہ ان میں کوئی زبانی شہادت قدامت کی ایسی موجود نہیں جو پایۂ صداقت کو پہونچے - منجملہ ان اقوام کے ایک قوم **ٹوڈا** ہے جسکو یہاں کے اصلی باشندے ہونیکا دعوٰی ہے مگر بلا ثبوت - اور تحقیق سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکا دعوی غلط بنیاد پر ہے - یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ان میں سے کسی نے کبھی حکومت کی تھی - مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نواب حیدر علی بہادر نایک کے زمانۂ حکومت میسور کے سو برس پہلے نیل گری پر تین راجہ تین مختلف زمانہ میں گزرے جنکی گڑھیاں اتبک پچھلی عظمت کا کچھ نشان بتلا رہی ہیں —

سترہوین صدی میں نیلگری میسور کے زیر اقتدار ہو گیا - اور نواب حیدر علی بہادر نے اپنے سلسلۂ فتوحات میں عنان عزیمت نیلگری کی طرف پھیری تو منجملہ ان تین گڑھیوں کے ہولی کلدرگ اور ملیکوٹا پر قبضہ کر لیا - ان دونوں ضروری ناکوں پر قبضہ کر لینے سے کومیبتور اور ملابالم پر بھی قبضہ ہو گیا اور اسطرح مضبوط ہو جانے پر پہاڑی اقوام کو بہت کچھ زیر بار محصول گرانبار

کیا اور جب ٹیپو سلطان نے ادہر نظر اٹھائی تو بقول شخصی کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند بقیہ تیسری گرہی پر بھی قبضہ کرلیا –

انگریزون مین پہلے پہل ۱۸۱۴ء مین محکمہ پیمایش کے دو افسر مسٹر کینز اور مسٹر ریک بنظر تحقیقات آئے –

پانچ برس کر بعد اور دو انگریز اعلیٰ ملازم متعلقہ سول سروس مدراس چورون کے تعاقب مین کوٹ گرہی کر راہ سے پہاڑ پر چڑھ آئے اور وہان آنے پر حسب اتفاق ان کو معلوم ہوا کہ یہان کی آب وہوا یورپین ممالک کے موافق ہے

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیغمبری ہو جائے

چنانچہ دوسرے ہی سال مسٹر سلیون کلکٹر کوئمبتور نے گورنمنٹ مدراس کا خیال اٹکمنڈ کی جانب ملتفت کیا – اور ایک سال کے بعد انہین نے پہلا انگریزی وضع کا مکان اٹکمنڈ مین بنایا –

آثارِ قدیمہ

یہان کے آثار قدیمہ مین قدیم زمانہ کی گڑہیان اب تک موجود ہین جو یہان کے راجاؤن نے اپنی حفاظت اور حکومت کے لئے تعمیر کی تہین – قوم ٹوڈا کے مقابر بھی موجودہ وضع کے پائے جاتے ہین اور بہت سی قبرین کھود کھود کر نکالے گئے ہین جن مین سامان جنگ – ظروف مسی – زیورات – ظروف گلی وغیرہ پائے جاتے ہین – ان مدفونون یا دفینہ اشیاء کے موجودہ اقوام مین کوئی دعویدار نہین پایا جاتا

جس سے اونکی قدامت بہت معلوم ہوتی ہی۔ حال مین ایسے مقابر چالیس کھودے گئی ہین۔

مردم شماری

۱۸۴۲ء مین اس ضلع کی مردم شماری ہوئی۔ جبکہ ۱۷۰۵۷ تعداد تہی آبادی وقت ضلع کا رقبہ ۴۵۰ میل مربع تہا۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کی حیثیت مجموعی ۹۱۰۳۴ ہوئی جو ۲۱۵۹۰ مکانون مین آباد تہے اذروے تقسیم مذہب ہندو ۷۰۸۹۷ عیسائی ۴۸۸ مسلمان ۳۵۳۱ دیگر مذاہب ۴۴۔ ہندون کی تعداد مین پہاڑی اقوام بہی شریک کردیئے گئی ہین۔ اس ضلع پر کیا منحصر ہی تمام مدراس مین عیسائیون کی کثرت ہی خاصکر فرقہ رومن کیتہولک ہین کئی ہزار قلی ہر سال میسور سے قہوہ کے باغون مین کام کرنے کو آتے ہین اور اگرچہ غالب حصہ واپس جاتا ہی مگر تاہم ایک معقول حصہ ہمیشہ یہین کا قیام اختیار کرلیتا ہی اکمنڈ کی آبادی ۱۲۳۳۵ ہی۔

پہاڑی اقوام

پانچ قسم کی قومین نیلگری مین رہتے ہین جنکے نام یہ ہین **ٹوڈا۔ بڈاگا کوٹا۔ کورمبر۔ ارولر۔**

ٹوڈا۔ دراز قد۔ وجیہہ۔ اور بہادر ہوتے ہین۔ وہ فی الاصل یہان کی نسل نہین معلوم ہوتی بلکہ سر اور چہرہ کی بناوٹ سے محققین نوع انسان نے اون کو یہودیون سے نسبت دی ہی۔ پوشاک ایک کپڑے کی ہوتی ہی لمبا سا کچا

ہا سی لینڈ روالون کی طرح گھنگھریا پہنتے ہین - عورتون کا لباس یہ ہر کہ ایک کپڑا سینہ سے پیر تک لپٹا رہتا ہی - عادات و رسم و رواج نہایت خراب و نفرت انگیز ہین یعنی دستور ہر کہ ایک عورت خاندان کے کل بھائیون کے لیے بیاہی جاتی ہے - زبان بگڑی ہوئی ٹمیل ہر - ہیری دیو کی پرستش ہوتی ہر -

۱۸۸۱ء مین انکا شمار ۶۹۳ تھا - بڈاگا کا خیال ہوتا ہر کہ یہ لوگ قحط زدہ ہو کر شمال سے آئے - جس کو ۴۰۰ برس گزرے جبکہ وزیانگر کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھی ان کی تعداد سب سے زیادہ ہر - دولتمندی تہذیب اور خوبصورتی مین دوسری اقوام کو بھی پر فایق ہین مگر اقوام لوڈا کو خراج دیتر ہین - زبان پرانی قسم کی کنڑی ہر - رنگا سوامی کی پرستش کرتے ہین جنکا دیول اوسی نام کی پہاڑی پر یہان بنا ہوا ہر - ۱۸۸۱ء مین انکی مجموعی تعداد ۲۴۱۳۰ تھی -

کوٹا قوی الجسم خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہین - بال لمبے رکھتے ہین عورتین پستہ قد اور کم خوبصورت ہوتی ہین - زراعت اور کچھ صنعت پیشہ بھی ہوتے ہین یہ لوگ اول کی دونون قومون کی خدمتگاری کرتے ہین - پرستش دیوتاؤن کی تو کرتے ہین مگر مورت نہین بناتے - زبان پرانی اور بگڑی ہوئی کنڑی ہر ۱۸۸۱ء مین انکا شمار ۱۰۶۵ تھا -

کورمبیر تمام اقوام مین یہ لوگ ذلیل اور غیر مہذب ہین - پستہ قد - بدقطع اور بدشکل ہوتے ہین - عورت و مرد کی پوشاک قریب قریب یکسان ہوتی ہر -

سب قوموں کی طرح یہ لوگ بھی زیورات آہنی و مسی کے شایق ہین - زبان بگری ہوئی ٹامل ہے - چند قدرتی اشیاء کی پرستش کرتے ہین - جنگلی جانور نباتات و شہد وغیرہ پہاڑ پر سے لاکر دوسرے شہرون مین غلہ اور کپڑے سے تبادلہ کرتے ہین - سرکاری باغات سنکونا اور قہوہ مین اکثر کام کرتے ہین سنہ ۱۸۸۱ مین ۳۱۸۵ تھے -

اِرُولر یہ لوگ پہاڑ پر نہین بلکہ نشیب مین رہتے ہین یہ لوگ فرقہ کورمبر بلکہ کوٹا سے بعض باتون مین افضل ہین عورتین قوی الجثہ مگر سیاہ ہوتی ہین - مرد گھر مین لنگوٹے اور باہر کچھ زیادہ - عورتین پارچہ کا استعمال تا بزانو رکھتی ہین باقی کل اوپر کا بدن برہنہ رہتا ہے - عورات زیور کے شوقین ہین اگرچہ بظاہر مضبوط ہوتی ہین مگر کاموں میں سست نظر آتی ہین - شکار مین مہارت اچھی ہوتی ہے - زبان بگڑی ہوئی ٹامل ہے - دس برس میں ان کی تعداد بہت گھٹ گئی پہلے ۱۴۰۰ تھی سنہ ۱۸۸۱ مین ۹۴۶ رہگئے - رنگا سوامی کی پرستش ہوتی ہے اور وہین اکثر رہتے ہین -

یہ قومین قریب قریب انہین قومون کے ہین جو ہمارے ملک مین بنام چیچے دانڈ اور بھیل جو پرگنہ امراباد اور عملداری سرپور تانڈور مین آباد ہین معلوم ہوتا ہے کہ ایک حصہ بنی آدم کا ہنوز جنگلون مین آباد ہے باوجود انگریزی حکومت کے بنگالہ مین ہوتے ہوئے ہنوز ان قومون مین کوئی قابلیت پیدا نہین ہوئی نہ یہ شایستہ

ہوے ہین۔

زراعت

نیلگری مین گیہون۔جو۔مٹر۔ہلدی۔پیاز۔رائی۔ارنڈ وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے۔سال مین کبھی دو اور کبھی تین مرتبہ آلو کی کاشت ہوتی ہے اور روزافزوں ترقی ہوتی جاتی ہے۔اسکے سوا یورپ کی کل ترکاریان اور میوے یہان خوب ہوتی ہین—

یہان کی مشہور تجارتانہ پیداوار مین قہوہ۔سنگونا۔چای ہے—

قہوہ— قہوہ کی کاشت یہان پہلے پہل ۱۸۴۴ء مین ہوئی اب کورگ اور وینا مین بھی ہوتی ہے۔ اسوقت دسیون کے چھوٹے بڑے باغات کے سوا قریب پانسو باغچے گورنمنٹ کے ہین۔ ۲۵ ہزار ایکڑ زمین مین اسکی کاشت ہوتی ہے ۲۳۰۰ ہزار ایکڑ اراضی جدید ہے اور بیس ہزار ایکڑ مین پہل آتے ہین موجودہ مالیت ایک کروڑ سے زاید ہے بدرجۂ اوسط چار ہزار ٹن ہرسال قہوہ باہر روانہ کی جاتی ہے جس کی ۲۳ لاکھ روپیہ قیصری سکہ کی آمدنی ہوتی ہے دس بارہ ہزار آدمی متعین کارخانہ رہتے ہین ڈیڑہ سو یورپین کاشتکار ان باغات کی سپرنٹنڈنٹ ہین باقی اور باغات کے صرف اہل وطن مالک و نگران

چای— ۱۸۵۱ء مین پہلا باغچہ چای یہان تیار ہوا۔ اِسوقت اٹہتّر باغات ۱۲ ہزار ایکڑ زمین مین ہین ۴۸۰ ایکڑ جدید اور ۳۳۰۰ ایکڑ مین پیدا ہوتی ہے۔مجموعی مالیت ان باغات کی ۵ لاکھ ½ لاکھ تخمینہ کیجاتی ہے۔

بدرجۂ اوسط ۵ لاک ۱۰ ہزار رتل سالانہ چاہی تیار ہوتی ہر۔ نشیب مین جہان گہاس اوگتی ہر وہان چاہی کا تجربہ نہین ہوا تہا جواب ہوا ہر۔ ساڑہے چار ہزار آدمی سے زیادہ مصروف باغات چاے ہین۔

سنکونا۔ سنہ ۱۸۶۰ سے گورنمنٹ مدراس نے سنکونا کا تجربہ شروع کیا۔ اس مین سرکار کو شروع مین نقصان زیادہ آیا اسوقت ۹۰۰ ایکڑ زمین مین ۱۳ لاک سے زایدہ درخت ہین۔ ۔۔۔ سنہ ۱۸۸۳ تک کل سرکاری خرچ ساڑہے پچیس لاک سے کچہہ زیادہ ہوا اور آمدنی ۳۴ لاک۔ اب آیندہ اور زیادہ منفعت کی امید ہر کیونکہ اخراجات کثیرہ کا وقت گزر گیا یہ خوشی کی بات ہر کہ گورنمنٹ کے قدم بقدم چند الوالعزم اہل ملک نے سنکونا کے باغات لگاے ہین جو کثرت سے موجود ہین

جنگل

نیلگری کے جنگلون کی چار تقسیم ہین۔ (۱) وہ جنگل جو مشرق اور جنوبی ڈہال مین ہر (۲) وہ جو شمالی ڈہال اور مویار وادی مین ہر (۳) وہ جو جنوب و مشرق وینا مین ہر (۴) وہ جو میدان اور پہاڑی مین ہر جنکو شولہ کہتے ہین۔

اول مین ساگوان وغیرہ۔ دوسرے مین صندل کے درخت۔ تیسرے مین بھی شہتیر کے قابل درخت ہین اور آبنوس ملتا ہر۔ چوتھے مین مختلف الاقسام درخت ہین جنکی بلندیان ۳۰ فٹ۔ ۸۰ فٹ تک پہونچتی ہر اس جنگل کے درخت بہت جلد بڑھتے ہین خاصکر بلو گم کے کہ ہر دس برس کے بعد کاٹ ڈالنے کے قابل ہوجاتے ہین اور اوس وقت اونکی بلندی سو فٹ کی ہوجاتی ہر ۱۲ ٹن سالانہ ترقی کرتے

مین ہوتی ہے —

تجارت

ابھی تک یہان عمدہ اور کثرت سے سڑکین نہین ہین کہ تجارت کی گرم بازاری ہو۔ پہاڑ پر گاڑیون کو چڑھنا بہت کچھ تجارت مین وقت ڈالتا ہے۔ مگر اب پہاڑی ریل کے جاری کرنے کی پختہ تجویز ہو گئی ہے۔ یہان کوئی مخصوص صنعت تو ہوتی نہین۔ صرف قوم بداگا موٹے کپڑے بن لیتے ہین۔ بہت سے یورپین کارخانے قایم ہین شراب کشی کی دو بھٹیان جاری ہین۔ یہان سے سنکونا چای۔ اور قہوہ۔ جاتا ہے۔ اور یورپ سے کچھ اسباب آرایشی اور غذائی آتا ہے گل کو انگمنڈ مین ایک بڑا میلہ ہوتا ہے۔ ٹوڈا اور بداگا قومین اپنے مردون کا سالانہ جشن کرتے ہین اور ناچنے کے سوا بھینس وغیرہ کی قربانی کرتے ہین —

قحط

اس ضلع مین کبھی قحط نہین پڑا یہان کے قرب و جوار کی نشیبی ملکون مین گرانی ہونے کر یہان بھی اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۶ء کے زبردست قحط مین یہان بھی علی العموم کل باشندون کو تکلیف ہوئی تھی —

موسم و صحت

اس موقع کی بلند آبادی۔ صفائی۔ قدرتی آب و ہوا۔ فضا۔ دو طرف سمندر کا مساوی قرب اور اوس سے مساوی بلندی وغیرہ اس قسم کے لوازمات قدرتی ہین جو جنوبی ہندوستان کے اور مقامات مین میسر نہین۔ گرمی اپریل در

مئی مین ہوتی ہے۔

عام انتظام

۱۸۳۱ء تک نیلگری مین ضلع کوئمبتور بھی داخل تھا بعدہ بہت بڑا حصہ ملابار مین ملگیا۔ بعدہ پھر کئی بار تغیر تبدل ہوتا رہا۔

۱۸۸۲ء مین اس ضلع کا از سر نو انتظام کیا گیا۔ اور بجائے کمشنری کے صرف کلکٹری رکھی گئی۔ جسکو اختیارات سشن ججی کے بھی ہین انکے ماتحتی مین ایک بڑا اسسٹنٹ کلکٹر۔ اور ایک ڈپٹی کلکٹر رہتا ہے۔ اُٹکمنڈ مین ماتحت جج رہتا ہے جسکو مجسٹریٹ درجۂ اول اور جسٹس آف دی پیس کے اختیارات ہین۔ اُٹکمنڈ کی روز افزون ترقی رہی۔ پہلے ملٹری اسٹیشن ہوا بعدہ سول اسٹیشن بنا اور اب مرکز حکومت ہے اور کل اعلی درجہ کے دفاتر موسم گرما مین یہین رہتے ہین عدالتہائے فوجداری کی تعداد ۹ اور دیوانی ۴ ہے۔ پولیس مین ۱۴۱ آدمی بھرتی ہین جسکا سالانہ خرچ ۳۵۶۱۶ روپیہ ہے۔ اُٹکمنڈ مین دو محبس ہین ایک مخصوص اہل یورپ کے لئے ہے جس مین اکثر سامان راحت موجود ہے دوسرا ہندوستانیون کے لئے معمولی محبس ہے۔

ان محبسون کے علاوہ اور بھی دو جیلخانے جوار مین واقع ہین۔ کل نیلگری کے آبادی مین سات فیصدی ...... علم جانتے ہین۔ دو قابل الذکر مدرسے ہین لارنس اسائیلم واقع لوڈیل اور میموریل اسکول واقع اُٹکمنڈ۔ یہان ایک کتب خانہ بھی ہے جسکا نام نیلگری لائبریری ہے جو ۳۸ ہزار کی

لاگت سے تیار ہوا۔ اس کی سالانہ آمدنی ۰۰۴۷ روپیہ ہے اور گیارہ ہزار جلد کتابیں ہیں۔

لارنس اسایلم میں خاصکر یورپین یتیم اور غیر یتیم بچے تعلیم پاتے ہیں جہاں تعلیم علمی کے سوائے مختلف قسم کی کار آمد پیشوں کی تعلیم ہوتی ہے اور اسکے متعلق ایک دکان بھی ہے۔ سرکاری اور خانگی عطیات اور مصنوعات مدرسہ اور منفعت دکان وغیرہ سے کل آمدنی اس مدرسہ کے لئے ایک لاک سالانہ کی ہو جاتی ہے۔

اس ضلع میں ایک انگریزی اخبار بھی چھپتا ہے۔

ضلع نیلگری کا آمد و خرچ سنہ ۱۸۸۳ء و سنہ ۱۸۸۴ء

آمد

محصول اراضی	۱۰۵۷۶۳
آبکاری	۱۲۷۹۵۶
جنگلات	۴۳۷۸۱
افیون	۴۶۱۶
لیسنس تحت	۶۰۰۸
اسٹامپ	۴۷۰۸۶
ڈاکخانہ	۲۹۳۶۰
	۴۱۶۰۹۰

خرچ

دستخط مہر	۱۰۱۹۵۰
قانون وعدالت	۶۵۴۲۰
مذہب وطبابت	۷۵۰۵۰
پولیس وغیرہ	۳۰۶۱۰
محصول اراضی	۷۰۴۷۳
جنگلات	۴۲۰۶
ڈاک خانہ	۱۷۲۴۷۰
	۵۲۰۱۷۹

یہاں پر نیلگری کے مختصر بیان کو مین ختم کرتا ہون اس سارے حالات کے اظہار سے یہ غرض ہے کہ دولت قیصری کے شایستہ احکام ذرا غور کی نگاہون سے ملاحظہ کرین کہ ایک کوہستان بیابان کو اپنے مدبرانہ کوششون نے کیسا باغستان بنا دیا ہے جس سے باغ ارم کے جگر مین بھی داغ ہے۔ ہمارے ملک مین چند رگتی کا پہاڑ قریب قریب اسی پہاڑ کی ہے غالباً یہان قہوہ اور چاے اور سنکونا کی کاشت ہونا ممکن ہے۔ اگر یہ جاے سینیٹیریم مقام بنایا جاے تو مناسب ہے اور نیز ہمارے ملک مین بہت سے جنگل اور بیابان ہین جنکو آبادی اور سرسبزی مین ہنوز بہت کچھ کرنا باقی ہے پس اہل ملک (جو آج کل نہایت سرگرمی سے تعلیم پا رہے ہین) سے امید ہے کہ ایسے نفع بخش کامون کی جانب بالضرور توجہ فرمادین گے۔

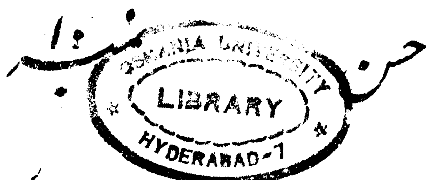
عربون کے سویلزیشن کی تاریخ

القاہرہ کی یونی ورسٹی ازہر نامی سے تعلیم پاکر جو زبردست صاحب تصنیف فاضل نکلے ہین ادن مین سے ایک مصری کا نام الفرندالطیاس ہی جو الفیوم (دریائے نیل کے عربی ساحل پر واقع ہی) کا رہنے والا ہی اور اسکندریہ کے کالج مین تاریخ کا پروفیسر رہا ہی۔ اس مصنف نے عربون کی سویلزیشن کی نہایت دلچسپ تاریخ لکھی ہی۔ اس کتاب کا نام تاریخ التہذیب المعروب ہی۔ الفرند نے ۳۵ لیکچرون مین اس وسیع مضمون کو تمام کردیا ہی۔ ان مین سے آخری لیکچر نہایت دلچسپ اور ساری کتاب کا خلاصہ ہی جسکا ترجمہ ذیل مین درج کرکے شایع کیا جاتا ہی —

دائرہ منطقہ بارد شمالی جن ملکون مین گزرتا ہی وہ کرہ زمین کے نصف کرہ شمالی مین غایت درجہ اوپر کو واقع ہین۔ یہ خط امریکہ مین جھیل بحر اعظم (گریٹ بیر) اور جزیرۃ الخضرا (گرین لینڈ) اور امریکائے برطنی (برٹش امریکہ) سے گزرتا ہوا مملکت روسیہ اور اسوج نروج (سویڈن ناروی) کو عبور کرتا ہی اور خط سرطان جو طرادت اور اعتدال کا پیش خیمہ ہی صحرائے اعظم افریقہ سے ہوتا ہوا مدینہ منورہ سے کچھ اوپر دریائے نیل اور ملک مصر کو قطع کرتا ہی اور پھر وادئ حجاز اور زنجبار مسقط سے عبور کرکے ہندوستان اور کوشنشین (کوچین چائنا) اور چین کے جنوب سے گزرکر مدینہ مکسیک (مکسیکو) تک پہنچتا ہی اور ان دونوں خطوط کے درمیان جس قدر ولایتین ہین سویلزیشن کی تاریخ مین ایک خاص حالت

کے لحاظ سے ممالک شتویہ (سرد ملک) کہلاتے ہین اور اکثر یہی ممالک شائستگی اور ترقی علم و ہنر کے معدن ہین - دائرہ سرطان عرب کے جزیرہ نما کے درمیان سے گزرتا ہی اس لئے وہ تقریباً نصف منطقہ بارده مین اور نصف منطقہ معتدلہ شمالیہ مین واقع ہی - لیکن یہ عجب معلوم ہوتا ہی کہ منطقہ معتدلہ کی خوشگوار آب و ہوا کا نشان تک اس خطہ مین نہین ہی - بلکہ محققین جغرافیہ کے نزدیک دنیا کے تمام ملکون سے زیادہ گرم ملک یہی ہی - کنارون کے قریب پست اور ریتلی زمین کا حلقہ ہی جس مین درختون اور سبزہ کا نام تک نہین ہی - جو سمندر کے آبی بخارات کے جذب کرنے اور بارش ہونے مین بڑا دخل رکھتے ہین - دریا خود ریت مین جذب ہو جاتے ہین اور صحرائے اعظم افریقہ اور فارس کے جنوبی میدانون اور ریبوطنہ (راجپوتانہ) کی ریاستون کا حال بھی قریباً ایسا ہی ہی - اور اس کا باعث یہ ہی - کہ جغرافیہ طبعی اور علم طبقات الارض کے علماء کے نزدیک یہ بے آب و گیاہ اور ریتلی میدان اور صحرا اس بڑے موجزن سمندر کے خشک ہو جانے سے پیدا ہوے ہین جس کے حصے بحیرۂ قلزم بحیرۂ عرب اور بحیرۂ روم ہین اس تمام زمین کے معدنی کنکلون اور حیوانی اسلیکا کی بنی ہوئی) چٹانون کو بے شمار برسون تک پانی گھستا اور ریت کرتا رہا ہی - جس سے یہ ریگستان ابھرے ہین ریتلی زمین جسقدر جلد اور زیادہ حرارت کو جذب کرتے ہین اوسیقدر تیزی سے منتشر کر دیتے ہین - اس لئے عموماً گرم اور ریگزار میدانون مین جاڑے کی راتین نہایت ٹھنڈی اور گرمی کے دن نہایت گرم

ہوتے ہین۔ سرد اور گرم ملکون مین عموماً دن کو کام کرتے ہین اور رات کا وقت خواب واستراحت کے لئے مقرر کیا ہے۔ گرم ملکون مین تو خون کی حرکت دینے کے لئے قدر کافی سے زیادہ حرارت موجود ہوتی ہے۔ اگر محنت کے کام کئے جائین تو خون غایت درجہ کی حرارت سے جلنے لگتا ہے اور باشندونکا رنگ سیاہ ہوجاتا ہے۔ بدن کے اجزا مین تفرقہ اور سوزش کا اثر بہت تکلیف پیدا کرتا ہے اس لئے اکثر گرم ملکون مین محنتی آدمیون کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہے۔ سرد ملکون مین انسان کی رگون مین خون جسم جاتا ہے۔ اور اوسکو حرکت مین لانے کے لئے محنت سے حرارت پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان ملکون مین بنجر اور ویران زمین مزروع اور آباد ہوجاتی ہین۔ محنت کے سامنے زمین خود بخود اپنے معدنیات اگل دیتی ہے۔ اور صنعت وحرفت کے راہین آسان ہوجاتی ہین۔ علم اور شائستگی تمدن اور تجارت خود بخود قومی جوش یا سلطانی طاقت کے متوازی آگے بڑھتے جاتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ بر اعظم افریقہ اور جنوبی امریکہ کے باشندے اب تک جامۂ تہذیب سے مبرا ہین اور یورپ کے دول متمدنہ اور امریکہ شمالی کی جمہوری سلطنتین سرسبز اور ترقی یافتہ ہوگئی ہین۔ لیکن یہان ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اصول صحیح ہین تو عرب کے باشندے یکایک خواب غفلت سے بیدار ہوکر کیون اسقدر ترقی یافتہ ہوگئے کہ دنیا کی آنکھون مین حیرت سے پتلیان ساکن ہوگئین؟ اور پھر کیون اسقدر جلد زوال مین آکر خاموش ہوگئے۔ کہ عرب کی سنسان گھاٹیان اور سنگلاخ میدان اور جزیرہ نما کے ساحل



پر قلزم کی لہرین ان کی موجودہ حالت دیکھکر سکوت کے عالم مین ہین؟ اس کا مجمل جواب یہ ہی کہ جزیرہ نما مین زرخیز زمین صرف سمندر کے کنارون کے قریب ہی اور وہ اسقدر کم اور غیر کافی ہی کہ آبادی کے بڑھنے اور زمین پر قانونی حق پیدا ہونے کے آغاز سے زراعت اور سکونت پر کشت و خون ہونے کی تاریخ شروع ہو گئی خاصکر اس حالت مین جبکہ اس روز افزون قتل و غارت کے لئے اور بھی مہلک اسباب پیدا ہوگئے تھے جیسا کہ ابن ہاشم کی روایت ایام جاہلیت جلد ۲ سے ظاہر ہی کہ اہل عرب کے دلون مین کئی صدی تک یہ خیال جاگزین رہا کہ ہمارے آس پاس کا سمندر تمام عالم پر چھایا ہوا ہی - اور آباد زمین عرب کے سوا اور کوئی بھی نہین ہی - مزروعہ زمین کی کمی کے پورا کرنے کے لئے اکثر اونٹون کے دودھ اور کھجورون کی قدرتی پیداوار پر گزارہ ہونے لگا - بلکہ مویشی پر لفظ مال کا اطلاق ہونے لگا - چنانچہ عربی زبان مین **مال** اونٹ کو اور نعم چارپایہ کو (جس سے لفظ نعمت نکلا ہی) اور غنم بکری کو (جس سے لفظ غنیمت نکلا ہی) کہنے لگے اور یہی تبادلہ کا پیمانہ ٹھیرا - چونکہ مویشی بھی محدود تھی اس لئے آبادی کے بڑھنے پر جسطرح سکونت اور زراعت کے لئے زمینون پر جھگڑے ہوتے رہے اسیطرح مویشی کی چوری اور اُسپر ہنگامہ آرائی شروع ہوئی گرم ملکون مین چونکہ محنت کم اور بیماری زیادہ ہوتی ہی اس لئے بیکاری مین فاسد خیالات کی حرکت مین آنیکا باعث ہوئی - اور بیکاری بھی افلاس کا باعث تھی جواب تک اہل عرب کو ممالک غیر کے حجاج قتل و تاراج کا پانی بہانے پر مائل کرتی ہی اور چونکہ تمام دنیا کو معدوم سمجھتے تھے اسلئے اگر

دنیا کی جماعت تمدنی میں داخل نہ ہونے سے شایستگی اور علم سے محروم ہے
پس جہالت ہی نے انکے عرق شجاعت کو متحرک کیا۔ اور شراب کی مستی اور قوائے
شہوانیہ کی تیزی نے اس آگ پر تیل اور روغن چھڑکا اور آخر کار ہزاروں برس
کی کشت وخون اور تاخت وتاراج اور باہمی عداوتوں اور لڑائیون کے سبب
انکے قوائے جسمانی ایسے مستحکم ہوگئے تھے کہ ممالک معتدلہ کے عظیم الشان اور متمول
سلطنتوں پر بآسانی غالب آگئے جس طرح انکے جسمانی اعضا شہزور اور قوی مضبوط
ہوچکے تھے اسیطرح انکی فراموش روحین ایک قدرتی آواز کی منتظر تھین۔
جو انکے اخلاقی طاقتون کو بھی جو فطرت نے اونکے قالبون مین ودیعت رکھی
تھین کرما دی اور اپنے اپنے کام پر لگا دے کہ یکا یک اون کی تاریک عالم
تمدن پر فاران اور ملسما سے نور چمکا یعنی ایک روشن ضمیر ہادی کی للکار نے
جسکی حکمت آمیز نصایح کا ۲۴۰ ملین آبادی نے تہ دل سے اقرار کیا۔ حسن اخلاق
کے کہربائے وادی نشینون کے رگون مین دوڑا دی۔ اس ملکہ خدا داد (نبوت)
کے چہل سالہ تفکر نے آخر کار حدنا فی جمعیت سے قوم کے ریفرمیشن (اصلاح)
پر کمر باندھی اور وحشیون کے لیے ایک آسان راستہ تیار کیا۔ جو تمام مصلحان
سلف کے تجربون کا نچوڑا اور عرب کے انقلاب پسند طبیعتون کے قابل تھا
اسلام کے وسیع ملت اور آزاد مشرب نے سریع الفہم مسائل سے شجاعان عرب کو
ایسا تسخیر کیا کہ اونکی اخلاقی دنیا بدل گئی اور اب وہ اس قابل ہوگئے کہ اسلام
کے امن گستر سلطنت مین بخوف وخطر اور ملکون مین بحری و بری تجارت کی

راہین کھولین اور اسلامی تہذیب کے علم کے سایہ مین تمام دنیا کو لینا چاہا۔ چنانچہ سفر
کے عادی ہونے اور اوسکے باعث غیر ملکون کے واقف ہونے کے سبب اپنی قدیم
شجاعت سے اکاسرہ اور قیاصرہ کی زبردست سلطنتون پر شمشیر آزما ہو کر غالب
آئے یہانتک آبناے الایا سے کاپ صدان ونصان (راس سینٹ ونسینٹ)
تک اور جبال الطای کے مشرقی بازو سے زنزبار تک پھیل گئے۔ ہندوستان
مین اور تاتار مین طمرلانی (تیموری) خاندان کے متمول ترین شہنشاہون کی
سلطنت وسیع ہوگئی اور دجلہ و فرات کے وادیون مین خلافت عباسیہ کی شان
وشوکت علم اور ثروت شایستگی اور عدل کے ساتھ سرسبز ہوئی۔ مصر
اور فارس۔ تونس اور الجزایر کے اسلامی حکومتین بھی پیدا ہوگئین۔ اونخاندان
بنی عمیہ نے طرابلس اور مراکش سے آگے بڑھکر جزیرہ نما انڈلس اور جنوبی
فرانس اور العزب (پرتگال) مین بڑی عظمت سے ظہور کیا۔ مسلمانون کی بحری
قوت اس قدر غالب تھی کہ جزائر سردانیہ (سارڈینیا) اور صقلیہ (سسلی) کے
کنارے پر ۱۵۰ اساطیل (جہازات) کا بیڑا گشت کرتا تھا۔ قرطبہ (کارڈوا)
غرناطہ (گرینڈا) بغداد۔ بصرہ۔ دمشق۔ اصفہان۔ سکندریہ۔ قیروان مین
بیت العلوم (یونیورسٹیان) اور صدرگاہین اور کتب خانے اور عالیشان
عمارتین بن گئین جنکے پرانے کھنڈرون پر یورپ کے سیاح آجتک آنسو بہاتے ہین
گھڑیوان اور رنگین شیشون کی قنار (لیمپ) اور جہازات اور پانی کے

شارلمین شاہ فرانس کو جو گھڑی مامون رشید نے بھیجی تھی آجتک پیرس کے میوزیم مین موجود ہے۔

ئل اور بیل بوٹے عماراتی نمونوں کی صنعت اور نفیس* کپڑوں کی ایجاد اور علوم ریاضی اور فلسفہ کی شاخوں کو ترقی دینے کے سبب یورپ میں نامور اور اہل یورپ کے استاد ہوگئے - قرطبہ کے شاہی کتب خانہ کی فہرست ۴۴ موٹی موٹی جلدوں میں مرتب ہوئی اور مصنفوں کی تعداد یہانتک بڑھی کہ انکے حالات کی تاریخیں بن گئیں - اور مصنفوں کے معلومات یہانتک بڑھے کہ ضخیم جلدوں میں بھی نہ سما سکے (اللہ اکبر!) چنانچہ خطیب کی تاریخ بغداد ۷۲ جلدوں میں اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق ۵۴ جلدوں میں اور محمد زاہد کی تفسیر ۱۰۰ جلدوں میں اور ابوالوفاے ابن عقیل کی انسائکلوپیڈیا (قاموس العلوم) ۸۰۰ جلدوں میں مرتب ہوئیں - (اللہ اکبر!!!) ان حیرت انگیز امور پر جنکو یقین نہ آئے وہ ابن خلکان اور تاریخ عقیری - کشف الظنون اور دائرۃ المعارف مطالعہ کریں -

پھر عدل اور انصاف کے سبب تمام سلطنت ہاے اسلامیہ کی زرخیز اور سیر حاصل ولایتوں کا محصل ایک پدم چالیس کروڑ فرنگا** تک پہنچ گیا جن میں سے مصر کی آمدنی ۷۰ کروڑ فرنکا خیال کی گئی ہے - پھر ایشیا میں جن سلطنتوں میں زوال شروع ہوا اور جنھوں نے اسلام کے جمہوری اصول کو چھوڑ کر عیش طلبی اور تمول میں غفلت شعاری اختیار کی اونکے تنزل اور بربادی کے اسباب

* دھوپ چھاؤں اور کئی قسم کے کپڑے مسلمانوں نے ایجاد کیے ہیں -

** انگریزی سکہ مروجہ ہند کے موجب مصر کی آمدنی ۲۸ کرور اور ملک اسلامیہ کی کل آمدنی ۴۰ نیل ہوتی ہے

امام فخر الدین رازی کی تاریخ الاول و آثار الاول کے مدلل بیانات کا اشارہ
کر دینا کافی ہے اور یورپ میں انکا اقتدار اور عظمت کے انحطاط اور زوال کے
اسباب پر مطلع ہونے کے لئے عتبری اور رفاعہ مصری کے خطابات دیکھنے
چاہئیں جن سے شائستگی کی تمام قوتوں کو صدمہ پہونچا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب
عرب سرسبز و شاداب ملکوں پر حکمران ہو چکے اور انکو حصول امن و فراغت کے زمانہ
میں از حد بڑھ گیا تو انھوں نے اپنی شجاعت و جفاکشی اور خشونت اور ہوا سے نفسانی
اور ذاتی اغراض کے سامنے اسلام کی آزادی اور جمہوری اصول کو شکست کیا
جن کی بنیاد خلفائے راشدین کے وقت پڑ چکی تھی اور بیرونی حملوں سے غافل
ہو کر عیش طلبی اور فراغت اور راحت میں نہایت شرمناک مثل زنا و مے نوشی کے
مرتکب ہو گئے۔ اور مخلوق خدا کی دادرسی اور شرع نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم
کی حمایت سے ہاتھ کوتاہ کر دیئے اور بیشک اس وسیع الخلقی کا ہی نتیجہ نکلتا تھا کہ
عرب کے جفاکش باشندوں کا میل جول زرخیز ملکوں کے عیاشی اور کاہل سوسائٹی
میں حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اسیطرح جو نتائج تھے پیدا ہوئے انکا اشارہ تیمور
کے رفیقوں اور بہادر سپاہیوں کی اس گفتگو میں پایا جاتا ہے جس میں انھوں
نے ہندوستان پر حملہ کرنے اور وہاں قیام کرنے کے خلاف رائے دی تھی

آخر کار سلطانی قوت کے ٹوٹ جانے سے امرا کے زمرے میں جو فرصت
کے وقت ایک دوسرے پر طاقت ور ہونے کی تمنا رکھتے تھے بیرونی حملہ آوروں
کی مدد کی خواہش اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے باہم کشت و خون

کرنے کی وحشیانہ پیدا ہوئی جس سے بلاد اسلامیہ کو بیرونی طاقتوں کے ترکتازنے بیس ڈالا اور اسلام کے پولٹیکل فریقوں کا جتھا ٹوٹ گیا۔ بیشمار اہل عرب تہ تیغ ہوئے۔ اور بڑا انتہا فاتح قوم کے مذاہب میں داخل ہو گئے۔ آخر کار خدا نے اپنی دولت واپس کی۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ سلطنت کے ساتھ علم اور تمدن بھی غائب ہو گیا اور سوائے دست افسوس ملنے کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ فصدّق من قال۔ کُلّ مَنْ علیہا فَان وّ یَبقیٰ وَجہُ ربّک ذو الجلال و الاکرام ط

اب اخیر میں ہم اس خطابہ (لیکچر) کو جزیرہ نمائے عرب کی ان بقیہ نسلوں کے موجودہ تمدن پر ختم کرتے ہیں جن کی تعداد اب اس اصول کے مطابق کہ گرم اور ریتلی ملکوں میں سویلزیشن (تہذیب) پھیلنے کے اسباب موجود نہیں ہوتے ہیں۔ جزیرہ نما میں پھر کر کچھ ترقی نہ کر سکے اور اگر کچھ کی تو ایک عجیب نشاۃ مگر باریک اور طبعی تشبیہ کے مطابق بالکل ریتلی زمینوں کی طرح تہذیب کی گرمی کو جسقدر زیادہ اور جلد جذب کر سکے اسیقدر جلد انھوں نے اس کو منتشر بھی کر دیا یہاں تک کہ اخلاق حسنہ بھی ان میں سے غائب ہو گئے اور اب بیرونی مسافروں کی آمد و رفت کے سبب صرف بحیرہ قلزم کی مشرقی کنارہ پر کچھ کچھ تہذیب کے نشان باقی رہ گئے ہیں۔ ورنہ وسطی جزیرہ نما کے بدوی اور اعراب پھر پھر کر دوبارہ اپنے مرکز پر آگئے ہیں جیسا کہ دولت عثمانیہ کے بادشاہوں کی رپورٹوں اور سیاحوں کے سفرناموں وداالجوائب اور تقویم الوقایع کے عمدہ (کالموں) سے ظاہر ہے۔

شام کی مسجد

آج ہم دمشق کی جامع مسجد کا ذکر کرتے ہیں - جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبد الملک بن مروان خاندان بنی امیہ کی مشہور یادگار ہے -

اس مسجد عظیم الشان کی تعمیر کے لئے بارہ ہزار صناع و کاریگر ملک روم اور اطراف واکناف سے طلب کئے گئے تھے - اور سنہ ۸۹ ہجری سے سنہ ۹۶ ہجری تک سلسلۂ تعمیر جاری رہا - مختلف قسم کے نقش و نگار اور رنگ برنگ کے بلور لگائے گئے -

اس مسجد کے تعمیری مصارف میں ڈھائی لاک لیرہ عثمانیہ یعنی پچیس لاک سکہ قیصری خرچ ہوے - مشرق سے مغرب تک دو

مشرق سے مغرب تک (۲۰۰) دو سو قدم - اور شمال سے جنوب تک ڈیڑھ سو قدم (۱۵۰) اندر چاروں طرف چار رواق چار گنبد و منبر قایم ہیں - چار دیواری وغیرہ اب تک زمانہ کے ناہنجار ہاتھوں سے محفوظ ہیں -

فرش مسجد سنگ رخام کا ہے - صحن میں پانی کا حوض لہراتا ہے - مسجد کے اوپر جا بجا قبے ہیں - حرم مسجد مستطیل شرق سے غرب تک نصف مسجد کے برابر چلا گیا ہے - سقف حرم ایسے بلند ستونوں پر قایم ہے کہ پچھلی جبروت کا اثر اور گزشتہ شان و شوکت کا نمونہ ظاہر کرتا ہے ستونوں کے بیچوں بیچ میں بلندی پر ایک قبہ ہے جو صرف تمام عمارات شہر سے بلند ہی نہیں ہے بلکہ اپنے نفاست معمار کی دانائی سے جو اوس میں خرچ کی گئی ہے - سیاحوں کی دلچسپی کا باعث

ہوتا ہی۔ اس قبہ سے بھی زیادہ وہ منارے بلند ہین جس ہین پانچ وقت صدائے
اَللّٰہُ اَکْبَرْ بلند ہوتی ہی۔ فن انجنیری کو اس موقع پر لطافت کے ساتھ دکھلایا
ہی۔ منارہ مُؤذن کے سر پر بلند ہلال بنا ہی جسکو قبۃ النسر کہتے ہین۔ ہلال
مین دور واقعین کرگس کے پر کیطرح بنی ہین اور معلوم ہوتا ہی کہ گویا کرگس ہوا
مین بلند پرواز ہی۔

وسط حرم مین ایک نہایت خوبصورت قبہ ہی جو قبۂ نبی یحییٰ کہلاتا ہی۔ چار
خوبصورت قابل دید کھنبون پر استادہ ہی۔ ان کھنبون مین اعلیٰ صنعت خرچ کیگئی ہی
مسجد کے چار محراب چار مُصلے کے لئے جدا جدا ۸۹۹ھ مین تیار ہوے۔
علاوہ براین مقدس و مطہر بزرگان دین کی یادگارین تبرکاً دیتیناً اس مسجد
مین محفوظ رکھے گئے ہین۔ مثلاً یادگار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ و حضرت
امام حسین علیہ السلام اور حضرت عایشۂ صدیقہ رضی اللہ تعالے
عنہا وغیرہ۔

اذان دینے کے لئے تین منارے ہین اول موسومہ عیسیٰؑ واقع شرق مسجد
جو مسجد کے صدر قبہ سے سوگز بلند ہی۔ اس منارہ سے تمام شہر دمشق مع قرب و
جوار کے دیہات مد نظر ہوتے ہین۔ اور عجیب پر لطف فضا کا تماشہ ہوتا ہی۔
دوسرا منارہ موسومہ عُروسیہ منارۂ اول کے مقابل مین مغرب کی جانب
واقع ہی۔ یہ اول منارہ سے کسیقدر چھوٹا ہی۔ منارہ اول و ثانی کی نسبت بعضون
کا بیان ہی کہ انکو زمانہ قدیم مین یونانی اور رومیہ قومون نے رصد کے لئے

تعمیر کیا تھا۔ انکے علاوہ اور قدیم منارے جو شمال وجنوب مین واقع تھے اونکو زمانے کے ہاتھون نے زندہ نہین چھوڑا۔

تیسرا منارہ جسکو خلیفۂ ولید نے تعمیر کیا ہے اوسکو مآذنۃ العروس کہتے ہین۔ یہ منارہ اول کے دو منارون سے بلندی مین کچھ کم ہے مگر آرایش واستحکام اور خوبصورتی مین سب سے افضل ہے۔ شعراے زمانہ اور ما بعد نے اس منارہ کی بہت تعریف کی ہے

مسجد کے اندر چار رواق اور باہر سات دروازے ہین۔ ہر رواق ہر ایک جہت مین واقع ہے جو قابل دید اور لایق تعریف ہین ۔

منجملہ ان بیرونی دروازون کے جو قبلہ کی جانب ہین اوسکے مختلف نام ہین۔ باب العبرانیہ۔ باب الساعات۔ باب الزیادہ وغیرہ۔ مغرب کی جانب باب البرید۔ اور مشرق کی جانب باب الجیرون ہے یہ دروازہ تمام دروازون سے بڑا ہے شمال کی جانب چار دروازے ہین جنکے نام بھی کئی ہین ۔

اس مقدس اور مشہور مسجد مین بہت سے قدیم تحائف اور نادر روزگار مجلدات قرآن شریف ہین۔ منجملہ ان کے ایک قرآن شریف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ یہان قدیم زمانہ کی صنعت کا ایک عمدہ نمونہ بھی موجود ہے یعنی گھڑی جس سے ہر موسم مین آفتاب کی روش کا صحیح اندازہ معلوم ہوجاتا ہے ۔

اس مسجد مین علما اور فضلا اور مدرسین اور قاریون کا ہر روز اجتماع کثیر ہوتا ہے اور ہر شب ہزارون چراغ روشن کئے جاتے ہین ۔

اِس مسجد کی بنا کے وقت حضرت سُلیمان بن داؤد علیہ السلام کے وقت کی ایک لوح سنگی یونانی حرف و زبان مین لکھی ہوئی برآمد ہوئی جس کی عبارت بترجمہ یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے بنی آدم اگر تجھکو اپنی تھوڑی سی بقیہ عمر کا حال معلوم ہو جاتا تو تو اپنی لمبی امیدون کو چھوڑ دیتا - مرغوبات کم کر دیتا - تدابیر سے دست کش ہو جاتا - جب تیرا قدم پھسلیگا (یعنی موت آئیگی) تیرے اہل تجھکو چھوڑ دینگے تیرے دوست تجھ سے پھر جائینگے - تیرے اقربا رخصت کرین گے تو کیسے قدم جما سکیگا - پھر تو ایسی حالت مین پہونچ جائیگا کہ تجھکو لوگ پکارینگے اور تو جواب نہ دے سکیگا - نہ اپنے بال بچون کی طرف پلٹ سکیگا - اور نہ اپنے اعمال مین کچھ زیادتی کر سکے گا - پس موت کے قبل زندگی کو غنیمت جان اور اس سے پہلے کہ تجھ سے مواخذہ کیا جائے - اور کسی کار خیر کے کرنے پر تجھکو قدرت نہ ہو - اپنی قوتون سے کام لے -

اور جب مسجد کی بنا تمام ہوئی تو ولید نے حکم دیا کہ لاجورد پر سونیکے حرفون مین مسجد کی دیوار پر یہ لکھا جائے "اے ہمارے اللہ ہم سوائے تیرے کسیکی عبادت نہین کرینگے" جہاں آج اس خانۂ خدا کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے وہان زمانۂ قدیم مین ایک بڑی مورت تھی جسکو آرمین اپنا خدا تصور کرتے تھے - ایک مذہبی مذبح بھی تھا - اوسی کے نمونے پر ہیکل سلیمانی وا ع

بیت المقدس مین ایک یہودی بادشاہ کے حکم سے مذبح بنایا گیا تھا ۔

اس مسجد کے ملحق یوحنا کے نام سے ایک عیسائی گرجا ہے ۔ اس اجتماع ضدین کی عجیب تاریخی حکایت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہان اسلام نے پابندی معاہدہ اور انصاف شعاری سے واجبی شہرت حاصل کی تھی اور قوت و قابو حاصل کر کے بھی اپنے زیر دست غیر مذہب کے معاہدون کو قوی الاثر رکھتے تھے ۔

جس وقت شہر دمشق کا محاصرہ تھا ۔ اور ایک طرف مشہور آفاق سپہ سالار عرب خالد بن ولید اور دوسری طرف تجربہ کار و آزما ابوعبیدہ بن جراح کی افواج نصاریٰ سے مقابل تھین ۔ دشمن کے کل سردار مجبور ہو کر باب الجابیہ پر حاضر ہوئے اور رومی سپہ سالار نے عرب یعنی ابن جراح سے صلح کی گفتگو کی اور کل شرائط طے کر کے سپہ سالار نے صورت کو منظور کر لیا ۔ اس کے بعد ابن جراح سو آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر دمشق ہوئے جس کا سن ۱۴ھ ہجری تھا ۔ دوسری جانب خالد بن ولید سپہ سالار افواج عرب نے اسی شب کو باب المشرق کی طرف سے دیوار حصار مین نقب لگا کر بزور شمشیر مع فوج داخل دمشق ہوئے اور خون آشام تلوار سے دشمنون کو مزا چکھاتے ہوئے کنیسہ تک جسکو اب کنیسہ یوحنا کہتے ہین پہنچے ان دونون سپہ سالارون کی ملاقات اسی کنیسہ کے قریب ہوئی ۔ ابوعبیدہ بن جراح نے خالد بن ولید سے کہا کہ صلح ہو گئی اور شہر فتح ہو گیا ہے اب زیادہ کشت و خون کی ضرورت نہین خالد نے جواباً کہا کہ ہماری فوج ظفر موج نے محض تلوار کے زور سے ملک فتح کیا

کیا۔ صلح کا نہ کوئی موقع تہا۔ اور نہ اتمام جنگ مصالحت پر ہوسکتا ہی۔ لب شمشیر منوز خون آشنا ہی اور شام کے دل بادل مین برق نما تلوار بدستور کوند رہی ہی۔ دونون سپہ سالارون مین گفتگو رہی مگر سلسلۂ قتال و جدال منقطع نہ ہوا۔ ابوعبیدہ نے برعایت مصالحت فوج کو حکم دیا کہ تا وقتیکہ دونون اولوالعزم سپہ سالارون مین زیر بحث مسئلہ فیصلہ نہو جائے تلوار میان سے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ امرائے عرب کا شورا ہوکر ابوعبیدہ کی رائے مقبول ہوئی و صلح پر خاتمہ ہوا۔ اور یہان کی کل کیفیت سے خلیفۂ وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو مدینۂ منورہ مین اطلاع دیگئی۔ اتفاق سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اوسی فتح دمشق کی شب کو انتقال ہوا گویا فتح دمشق کے منتظر تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ خلیفۂ دوم نے مجلس شورائے فیصلہ کو منظور فرمایا۔ جسقدر حصۂ شہر بزور شمشیر بہادر خالد نے بوجہ عدم اطلاع مصالحت فیما بین فتح کیا تھا وہان کے معابد و کلیسہ منہدم کیے گئی اور بقیہ حصہ جسپر ابوعبیدہ نے صلح کے ساتھہ فیصلہ کیا تہا وہانکے گرجے وغیرہ محفوظ رکھے گئی۔ اور اب تک کامل آزادی کے ساتھہ ہین۔

پس دمشق کی جامع مسجد امویہ ایسے موقع پر بنائی گئی ہی جہان فتح اور صلح کے سرحدات ملتے ہین اور دونون کے نمایان اثر اب تک موجود ہین۔ کہ دیر و حرم پہلو بہ پہلو اسطرح آباد ہین جس طرح خانۂ چشم مین سیاہی سفیدی اس مسجد کے بنا کے وقت سے خلیفہ ولید نے عیسائیون کو سمجہایا

کنیسہ کی ملحقہ زمین مسجد امویہ کے لئے دیدین جس کے عوض مین خلیفہ نے بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کیا مگر قسیسین نے زمین دینے اور روپیہ لینے سے انکار کیا اور باوجود بہت گفت و شنود کے برابر انکار کرتے رہے ۔

عبداللہ الولید نے جوش حکومت سے کنیسہ کا ایک حصہ مسجد مین جبراً ملا لیا اور جب اس واقعہ کے بعد قسیسین نے معاوضہ کا روپیہ طلب کیا تو چونکہ فہمایش کے وقت انھون نے مطلق توجہ نہ کی تھی اس لئے معاوضہ دینے سے بھی انکار کر دیا ۔

عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت مین عیسائیون نے اپنے کنیسۂ ملحقہ کا پھر دعوی کیا کیونکہ پوری امید تھی کہ سلاطین اسلامیہ اپنے عہد نامجات کی عزت کرتے ہین چنانچہ خلیفۂ وقت نے بپابندی احکام شریعت غرّا وہ حصۂ شہر جو بمصلحت قبضہ مین آیا تھا واپس کر دیا اور مسجد امویہ کے ملحقہ سے کنیسہ خارج کر دیا ۔ چنانچہ اسوقت تک اسی معاہدہ کی تکمیل بدستور جاری ہے ۔

اے انصاف اور پابندی عہود کی مجسم تصویر! کیا تیری دل لبھانے والی مبارک شکل ہمارے زمانہ مین عنقا ہو گئی ۔

حسن

جرمن کے دو جعلی پیغمبر

منیسٹر مین ایک پارچہ فروش نیپرڈولنگ نامی رہتا تھا جسنے لوتھر کے مسائل اور تعلیم سے بہت حصہ لیا تھا اور نہایت سرگرمی دکھلایا تھا۔ اوس نے اپنے بہت لوگون کو جمع کیا۔ بشپ اور کلرجی اور یوریپ کی مخالفت مین بہت سخت کلامی کی۔ اوس وقت وہان کا بشپ فرانسس ساکن والڈیک تھا۔ یہ شخص خود تعلیمات لوتھر کی جانب بہت رجحان رکھتا تھا فی الحقیقت بعد چندے اوس کا عزم مصمم ہوا کہ مذہب کیتھولک کا قلع و قمع کرے کیونکہ اوسکا پورا ارادہ تھا کہ کسی صورت سے یہ موقع حکومت خاص اوس کے قبضہ اقتدار مین آجائے اور آئندہ اپنے خاندان مین محدود کر دے۔

سنہ ۱۵۳۲ عیسوی مین کیتھولک کی مخالفت مین جو پروٹسٹنٹ شہزادون اور امرار کا گروہ تھا اوس گروہ مین یہ بھی ملگیا لیکن اوس کی خواہش تھی کہ یہ کارروائی آہستہ آہستہ کی جائے کیونکہ اوس کو خوف تھا کہ تعجیلی کارروائی سے ممکن ہے کہ وہ اوس زرخیز مقام پر ذاتی قبضہ نکر سکے۔

نیپرڈولنگ نے ایک نوجوان پریسٹ یعنی مذہبی پیشوا مسمی اُسٹیاین کو اپنے مطلب کے لئے گانٹھا تاکہ کسی خاص گرجے مین مذہب کیتھولک کی غلط کاریون پر وعظ کرے۔ یہ واعظ ایسا آتش زبان اور فصیح البیان تھا کہ فوراً برانگیختگی پیدا کر دی اور تمام شہر مین بلوہ ہو گیا۔ اور گرجے توڑ دئے گئے۔ یہ ازدحام اور بلوہ یہان روز افزون خطرناک ترقی کرتا رہا۔ آخر بلوائیون

نے وہان کے کل پرپسٹون کو شہر بدر کر دیا۔ شہر کے متمول لوگ بغیر انجام بینی کے گھر دار چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

۱۵۳۲ء عیسوی مین راٹ مین نے اسطباغ طفلی کی مخالفت مین وعظ کرنا شروع کیا۔ اور جس کی مخالفت مین لوتھر نے بھی شکایت لکھ بھیجی گر شنوائی نہ ہوئی۔

شہر منسٹر کی اس موجودہ حالت کی خبر تمام ملک مین بہت جلد پھیل گئی اور جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے۔ ان نو واردو تماشہ بینون مین شہر لندن کا ایک درزی جان بوکلسن نامی تھا۔ راٹ مین نے اس وقت تعلیمات لوتھر سے صاف انکار کیا اور اپنے تئین ان مسائل کا جو پہلے لوتھر اوس وقت تک قایم تھا سخت مخالف بیان کیا۔ منجملہ اون مسائل کے ایک اسطباغ طفلی تھا۔ اس نئی شکل سے تمام شہر مین تہلکہ پڑ گیا اور از سر نو اضطراب اور بلوہ عام ہو گیا۔

بلوائیون نے کیتھڈرل پر جو کیتھولک مذہب کی عبادت گاہ تھی قبضہ کر لیا اور اہل کیتھولک کو خارج کر دیا اور ادائے نماز و پرستش کی اون کو اجازت نہ دی۔ پھر انھون نے پیروان لوتھر کے گرجون پر حملہ کیا اور سخت اضطراب پھیلایا۔ ۲۸ جنوری ۱۵۳۴ء عیسوی کو بوقت شام ان لوگون (مخالفان اسطباغ طفلی) نے گلیون اور راستون کو بند کر دیا اور خود مسلح ہو کر مجتمع ہوئے پھاٹک بند کر دئے اور ہر جانب محافظ

(سنتری) متعین کردیئے۔ اس اثنا میں علی الصباح ناگہانی دو شخص آموجود ہوئے جنکی پوشاک مثل پیغمبرون کے تھی اور اونکی بڑی بڑی داڑھی تھی اور لمبی چادرین اوڑہے ہوئے تھے اور ہاتھون مین عصا تھا اونھون نے نہایت احتیاط اور سبک رفتاری سے بلوائی مجمع کے ساتھہ گلیون مین قدم رکھا ان بلوائیون نے اون مین سے ایک کو حنوق پیغمبر اور دوسرے کو الیاس پیغمبر قرار دیا۔ حال آنکہ یہ دونون شخص حقیقت مین جان بوکلن اور جان متھیلن سر کردہ مخالفان اسطباغ طفلی ساکن ہالنڈ تھے نیر دولنگ اون لوگون سے بے تکلف یکبارگی جا کر مل گیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سخت ہنگامہ پردازیان شروع ہو گئین۔ عورت اور مرد تمام گلیون مین اوچھلتے کودتے اور چلاتے ہوئے دوڑا کرتے تھے اور یہ کہتے کہ ہم لوگون نے عالم رؤیا مین فرشتے دیکھے جو تلوار کھینچے ہوئے ہم لوگون سے پیروان لوتھر اور اہالیان مذہب کیتھولک کو خارج کراتے ہین چنانچہ بہت سے لوتھرین اور کیتھولک خوف زدہ ہو کر اور قتل عام کے خوف سے باہر شہر کے بھاگ گئے۔ متھیلن منبر پر چڑہکر یون بیان کرنے لگا کہ خدا اپنے معبدگاہ (گرجا) کی تقدیس چاہتا ہے اور جو شخص راہ راست پر چلتا ہوا نہو گا وہ قتل کیا جائیگا چنانچہ قتل ہونے مین تو توقف نہ تھا لیکن نیر دولنگ نے پھر ترمیم پیش کی کہ ایسے گمراہون کو قتل کی ضرورت نہین ہے بلکہ اگر پھر سے اسطباغ کا انکار کرین تو شہر بدر کئے جائین پس بہت سے اہالیان شہر اس جرم

مین ایسے سخت ایام مین جب کہ زمین تخ سے ڈھکی ہوئی تھی نکالے گئے جو جلد جلد نہ بھاگ سکتے تھے اونکی سزا ہوئی اور جو بیمار تھے ادن کو رآٹ مین دو بار اسطباغ دیتا۔ ایک شخص لکھتا ہے کہ ایسے ایام مصیبت دیکھنے مین نہین آئے مائین اپنے گو دون مین برہنہ بچون کو لئے ہوئے تھین اور اون کا بدن ڈہانکنے کے لئے بے قاعدہ چیتھڑے ڈہونڈہتے تھے اور نہین ملتا تھا۔ غریب چھوٹے چھوٹے بچے اپنے باپون کے کرتون کو تھامے ہوئے دلریش آواز سے چلاتے تھے۔ بوڈھے آدمی ضعف پیری سے کمر شکستہ ہو گئے تھے اور بیمار عورتین لڑکھڑا کر برف پر گر پڑتے تھے۔

یہ حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی اس اثناء مین وہان کا بشپ نے فوج مہیا کی ان پیغمبرون کی فوج پر جو شہر مین تھے دہاوا کر دیا سولہ منٹ تک شہر کا محاصرہ رہا۔ اہل شہر کا نا تربیت یافتہ گروہ زیر حکم ڈچ درزی کے تھا اور ادہر بشپ کی فوج خوب مسلح اور تعداد مین بیشمار تھی۔

اس ایام مین حکومت شہر الہامی ذریعہ سے ہوتی تھی یعنی جو حکم کہ ان فرضی پیغمبرون سے صادر ہوتا تھا اوسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ ایک دن ان جعلی پیغمبرون نے یہ بیان کیا کہ شہر کے کل حکام اور مجسٹریٹ اپنے خدمتون سے علیحدہ کر دئے جائین اور ان کے عوض اون (پیغمبرون) کے نامزد افسر متعین ہون۔ دوسرے دن مٹھیلن نے یون بیان کیا کہ مجھکو ہدایت ہوئی ہے کہ باستثنائے انجیل کل کتابین جو شہر مین دستیاب

ہو سکین ضایع کر دیجائین چنانچہ کل سرکاری دفاتر اور کتب خانہ کی کتابین جمع کر کے سرا بازار جلا دیگئین - بعدہ اوسکو یہ بھی منکشف ہوا کہ گرجون کے منارے توڑ کر چھوٹے ستون کے برابر کر دئے جائین تاکہ اوسپر سے دشمنون کی نقل و حرکت کی اچھی طرح نگہداشت ہو اور بوقت جنگ اوسپر سے گولی مارین چنانچہ وہ منارے توڑ دئے گئے - پھر اکدن اوسنے بیان کیا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ فتح کرنے کے لئے اہل محاصرہ سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرون چنانچہ بہت سے اکھٹا کر کے دھاوا کیا لیکن مخالفون نے گھیر لیا اور مع اونکی فوج کے قتل کیا گیا -

میتھیلس کے مرنے سے اس گروہ منکر استطاع طفلی مین اضطراب اور ضعف واقع ہوا - مگر جان بوکلن نے موقع پاکر اپنے آپ کو سرغنہ قرار دیا اوس نے بیان کیا کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ میتھیلس کے مارے جانے کی وجہ خدا کی نافرمانی احکام ہے کیونکہ اوسنے بہت تھوڑے آدمیون سے مقابلہ کیا تھا حالانکہ بہت سے آدمی ایسے موقع پر درکار تھے - بوکلن نے یہ بھی بیان کیا کہ اوس کو عالم رؤیا مین ہدایت ہوئی ہے کہ میتھیلس کی بیوہ جورو سے شادی کرلے اور بجاے اوس کے خود جانشین ہو - چند روز کے بعد یہ الہامی مضمون پیش کیا کہ یہ مقام (منیسٹر) آسمانی معبدگاہ قرار دیا گیا ہے اور یہی مقام تمام دنیا کا دارالسلطنت ہوگا اور مین بادشاہ ہونگا بعدہ اوسنے حکم دیا کہ جتنے لوگ یہان ہین سب اپنے بیش بہا اشیا مثل سونا - چاندی - جواہرات اور کل جنس جو اونکے پاس ہون لاکر اکھٹا کرین اور یہ بندوبست کیا کہ سب لوگ ملکر ایک ہی مقام اور ایک ہی دسترخوان

پر خور و نوش کرین اوس کے بعد پھر یون الہام کا زور ہوا کہ ہر ایک شخص جسقدر چاہے شادی کرے چنانچہ اوسنے خود سولہ عورتین اپنے حصہ مین رکھین بعضون کو اوس کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی اور مخالفت مین ایک سازش کی گئی جس مین ایک زرگر اور دو سو معزز آدمی تھے مگر کارگر نہوئی بلکہ ظاہر ہو جانے پر بہت سے اہل سازش گرفتار ہوے اور بہت سے ہلاک کئے گئے یعنی ۲۵ آدمی گولی سے اُڑا دئے گئے۔ ۶۶ آدمیون کے سر قلم کردئے گئے۔ قاتل اس جم غفیر کا نیپردولنگ تہا جو جان بوکلن کا جلاد مقرر کیا ہوا تہا ان لوگون کے خاتمہ سے مخالفت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

اب یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر تباہی کے اوس مقام مین پھر بھی اسقدر آدمی کہانسے آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ محاصرہ کے قبل منکران اصطباغ طفلی ممالک ہالنڈ اور شمالی جرمنی سے کثیر تعداد مین جمع ہوگئے تھے کیونکہ اسکو متبرک اور خدا کا پسندیدہ شہر سمجھتے تھے۔

اسکے بعد بوکلن نے بارہ ڈیوک بنائے اور ہر ایک کے خطاب جرمن کے صوبون پر رکھے گئے۔ یہ سب کے سب درزی جوتہ ساز چپہ گر اور روئی والے تھے۔ اوسنے ۲۷ شاگرد بھی مقرر کئے تاکہ تمام یورپ مین گھوم کے لوگونکو منادی کرے اور اس معبد کی جانب رجوع لاے۔

ایک با موقع جگہ مین ایک ممبر اور ایک تخت بنا کر رکھا گیا جہان

بوکلن ہفتہ مین تین مرتبہ جا کر عدالت عامہ مین سرگرمی دکھلاتا تھا وہ تخت پر شاہی لباس مین جلوہ افروز ہوتا اور اوسکے گرد ڈیوک اور ملازمین شان و شوکت سے دست بستہ حاضر رہتے۔ کاروبار عدالت کے ختم ہونے پر خود ممبر پر پہونچکر وعظ کرتا اسکے بعد بادشاہ مع اپنے سوطہ واعظہ عورتون اور امرا وغیرہ کے ملکر ہالینڈ کے گیتون پر ناچتا اور گاتا تھا۔

ایک دفعہ اوس کی ایک عورت نے اس بیدینی اور اپنے ذلت سے بیزار ہو کر شہر کے باہر چلے جانے کی درخواست کی نہ صرف اوس کی درخواست ہی نامنظور ہوئی بلکہ بادشاہ (جان بوکلن) نے اپنی تلوار سے اوسکا سر لوگون کے روبرو قلم کر ڈالا۔ اور نیز بشپ کا ایک سپاہی گرفتار ہو گیا تھا اوسکو مجبور کیا کہ منکران اصطباغ طفلی کی تعلیم قبول کر لے۔ اوس بہادر نے نہایت جرات سے جواب دیا کہ تمہاری تعلیم کچھ ہی کیون نہ ہو مگر اعمال سب شیطانی ہین جسپر جان بوکلن نہایت پریشان اور ناراض ہو کر اپنے ہی ہاتھ سے قتل کر دیا

آخر کار نصف ایام گرما مین بوقت شب ۱۵۳۶ عیسوی مین بعد محاصرۂ سولہ مہینے کے شہر پر فتح کیا اور بشپ کے ہاتھ آیا۔ بہت سے اہل شہر جو مصنوعی پیغمبر کے ظلم۔ بیرحمی۔ اور حرکات ناشایستہ دیکھتے دیکھتے تھک گئے تھے اور آئندہ کی قوت برداشت باقی نہ رہی تھی دیوارون پر چڑھنے اور دروازہ کھولدینے اور شہر مین ہنگامہ برپا کر دینے مین بشپ کی فوج کی پوری مدد کی اور نہایت شدید دست بدست لڑائی شروع ہوئی۔ خون کی ندیان بہہ گئین۔ جان بوکلن

بجائے ہمراہیون کے سربراہی کرنے کے کسی گوشہ مین چھپ رہا لیکن بڑی تلاش کے بعد اسکا پتہ لگ گیا اور گرفتار ہوا - اور یہی حال نیپر ڈولنگ کا ہوا -

جب شہر بشپ کے قبضہ مین آگیا تو بشپ صاحب بڑی شان و شوکت سے شہر مین داخل ہوے - جان بوکلن اور نیپر ڈولنگ بڑی سختی سے مارے گئے - اون کے بدن کا گوشت سرخ گرم کئے ہوے چمٹون سے نکالا گیا اور بعدہ ایک خنجر سے ہر دو کا سینہ چاک کیا گیا - آخر مین اون کی نعشین آہنی پنجرون مین رکھکر سنٹر کی ایک گرجا کے منارہ مین آویزان کر دی گئین -

پس اس طرح سے یہ عجیب و غریب جعلی پیغمبرون کا جنہے تمام جرمن کو تہلکہ مین ڈالا تھا خاتمہ ہو گیا -

اس تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ مین یورپ کی حالت اور وہان کے اعتقادات بھی ہمارے ہندوستان کے اعتقادات سے بہت کچھ بڑھے ہوئے تھے -

حسن



ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں۔ منیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوا ہے
اسکے استعمال میں کسی قسم کی پرہیز کی ضرورت نہیں آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ پٹھہ کو جیسے بخشتا ہے کام
بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادرزاد نامردی کے اپنی معجزنما
تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب کاغذ ہمراہ
تیل کے ملتا ہے۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۴؍۔ اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن ہوتا ہے

دواے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو باجزاء مناسب تیار کیا گیا ہے چہارحصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ؍
پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** براے قوت باہ اور تمام
امراض متعلقہ اوسکی خواہ وہ کسی قسم کے ہوں۔ اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضاے
رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور لاغری میں اور دفع باقی عیوب
میں حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی نبض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات۔ یعنی عرق نجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائے خون و انواع و اقسام
تپ۔ جڑیا۔ چوتھیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی
و بادی۔ اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہیں سب کو
بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صہ محصول ۱۲؍۔

عجیب چیز۔ تحلیل و اسیر خونی و بادی کی تحلیل و درستہ کرنے کے لیے عجیب چیز ہے پہلے ہی دن فائدہ دیتا ہے

کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہٖ درد مستہ بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت عہ محصول ۴ر —

جہان نما - اس عرق کے لگانے سے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے - پھولی - درد - دھند - سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے - قیمت عہ محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

بیمثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے ❊ گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھے آٹھوین روز مہندی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فایدہ نہین اور نقصان بہت - ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوا نقصان کے اور کوئی فایدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جس قدر دیکھنے مین آیا ہے - انہین وقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجاے بجا ہے - ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرین اسمین کچھ بھی مبالغہ نہین - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون —

دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ - علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث فرحت مفرح دماغ ہے بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی مین بالون کو مقابل اصل بالونکے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنیکی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگاؤ تو بال مثل اصل بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکیگا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل مین ۲۰ روپے بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے - قیمت فی بوتل عہ - علاوہ محصول نصف شیشی ۱۲؎ چہارم شیشی ۸؎ اس سے کم غیر ممکن ہے -

ضمیمۂ رسالۂ حسن

میرے شفاخانہ میں علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندیں خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائی ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونگے۔ چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکوں کے سارٹیفکیٹ موجود ہیں آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں سے خوشامد کر کے سرٹیفکیٹ بنائے ہیں پس میرے سرٹیفکیٹ اور اُن حکیموں کے سرٹیفکیٹوں میں بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں گنجائش طبع نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دمِ مرگ انسان قایم رہتا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دڑائی منڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی دوایں شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۷۲ء سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہیں۔

طلا جو استعمال بچپن کے نقص رگوں کی طوبت و بگاڑ دور کرتا ہے قیمت تولہ للعہ۔

شربت دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعتِ انزال۔ احتلام۔ امساک۔ قبض۔ ضعف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام نواحش سے کمی اشتہا ضعف

ضمیمہ رسالہ حسن

جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ ر—

سوزاک و قرحہ۔ نیا ہو یا پرانہ علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر سٹرکنیم وغیرہ کو دکھاتا ہے فی تولہ صہ ر

ہیر ایل خوشبو دار۔ بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔ نزلہ زکام۔ ریزش۔ درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی للعہ ر

حب آتشک۔ بلا منہ آئے و بغیر دست دور کرتا ہے پھر پھوٹتا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر۔ سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دھند جالا خارش فی شیشہ ۴ ماشہ ما ر

عجیب الاسنون۔ دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بو میں خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ عہ

حب بواسیر۔ بادی خونی مسوں کی ٹیس قبض کو مفید دو ہفتہ عمان—

حب ذیابیطس۔ بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ عہ

حب قائم مقام۔ افیون چانڈو بلا ضرر و ہرج نشہ چھوٹ جاتا ہے فی تولہ صہ ر—

عرق ماء اللحم انگوری۔ مفرح مولد خون۔ مقوی دماغ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ و درد سر تاپ تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بے قاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عمان ۳ بوتل سے کم—

روغن اعجاز۔ ناسور بھگندر تالو کا سوراخ خنازیر بد کیڑے زخموں کے کالی کھانسی و ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عمان—

رسالہ دافع آتشک و سوزاک رسالہ ہضمیہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ

۱۰ ر عہ ۱ ر ۹ ر ۹ ر ۱۲ ر عمان

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور